# رموزِ حیات

ڈاکٹر نذیر احمد پراچہ

Marfat.com

# رموزِ حیات

ڈاکٹر نذیر احمد پراچہ

الحمد پبلی کیشنز
رانا چیمبرز۔سیکنڈ فلور۔(چوک پرانی انارکلی)۔لیک روڈ۔لاہور
☎ 37231490 - 37310944

Marfat.com

ھماری کتابیں .....

خُوبصورت، معیاری اور

کم قیمت کتابیں

تزئین واہتمام اشاعت

صفدر حسین

297.82
ر ۹۹ ن
127404
ک ۱

alhamd_publication@yahoo.com

ضابطہ:-

اشاعت : 2013ء

مطبع : حاجی حنیف پرنٹرز لاہور

سرِورق : عبدالسلام

تعداد : پانچ سو

Marfat.com

# فہرست


| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | تعارف | فقیر احمد | ۹ |
| 1- | حدیث قدسی | | ۱۱ |
| 2- | قرآن پاک کی روشنی میں اطاعتِ رسول ﷺ | | ۱۶ |
| 3- | احادیث | | ۲۲ |
| 4- | اتباع اور عشق رسول ﷺ | | ۳۲ |
| 5- | شفاعت | | ۴۴ |
| 6- | مومن اور منافق | | ۵۰ |
| 7- | چند ضروری دینی مسائل | | ۱۰۱ |
| 8- | متفرق مسائل نماز | | ۱۲۴ |
| 9- | امام کے پیچھے نماز پڑھنا اور پابندی نماز | | ۱۲۶ |
| 10- | صفوں اور نمازی کے آگے سے گذرنا | | ۱۳۶ |
| 11- | شب برأت فضیلت اور اہمیت | | ۱۳۸ |
| 12- | شب قدر کی فضیلت اور اہمیت | | ۱۵۰ |
| 13- | ریا | | ۱۶۱ |
| 14- | حیا | | ۱۷۸ |
| 15- | رجا | | ۱۹۰ |


Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| -16 | جاہ | ۱۹۴ |
| -17 | اُمید | ۱۹۸ |
| -18 | توبہ واستغفار | ۲۰۶ |
| -19 | خشیّت | ۲۴۶ |
| -20 | لاحَوْلَ وَلاقُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہ | ۲۶۸ |
| -21 | آیت الکرسی | ۲۷۳ |
| -22 | اعوذ باللہ | ۲۸۰ |
| -23 | انشاء اللہ | ۲۸۳ |
| -24 | حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اقوالِ زریں | ۲۸۵ |
| -25 | حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقوال | ۲۸۸ |
| -26 | حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اقوالِ زریں | ۲۹۰ |
| -27 | حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اقوال | ۲۹۳ |
| -28 | حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سنہری اقوال | ۲۹۶ |
| -29 | حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے اقوالِ زریں | ۳۰۳ |
| -30 | اہل سنّت والجماعت | ۳۰۵ |
| -31 | حضرت خضر علیہ السلام کا تحفہ | ۳۱۵ |
| -32 | حضرت اِمام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ | ۳۱۷ |
| -33 | حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ | ۳۳۲ |
| -34 | حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا | ۳۵۱ |
| -35 | امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ | ۳۶۱ |
| -36 | حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ | ۳۷۳ |
| -37 | خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ | ۳۸۰ |
| -38 | سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ | ۳۸۶ |
| -39 | حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ | ۴۰۶ |


Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| 40- | امام روح اللہ خمینی رحمۃ اللہ علیہ | ۴۱۳ |
| 41- | حبیب نجار | ۴۱۸ |
| 42- | میاں بیوی کے حقوق | ۴۲۱ |
| 43- | رہبانیت | ۴۵۳ |
| 44- | شراب نوشی | ۴۶۰ |
| 45- | جُوا بازی | ۴۷۱ |
| 46- | بدنظری | ۴۷۵ |
| 47- | عشق مجازی کے نقصانات | ۴۸۳ |
| 48- | نظر لگنا | ۴۹۳ |
| 49- | کونڈوں کی نیاز | ۵۰۱ |
| 50- | زبان کے مسائل | ۵۰۴ |
| 51- | تصوّف | ۵۱۸ |
| 52- | فاتحہ کا طریقہ اور ایصال | ۵۲۶ |
| 53- | شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی | ۵۸۴ |
| 54- | گانے بجانے کی حُرمت | ۵۹۳ |
| 55- | استنجاء کے احکام | ۶۰۷ |


Marfat.com

Marfat.com

# تعارف

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ وہ اپنے جس بندے کو چاہے نواز دے۔ برادرم ڈاکٹر نذیر احمد پراچہ اپنے بیٹوں کے پاس امریکہ چلے گئے۔ وہاں یکسوئی سے اسلامی کتب کے مطالعہ کا شوق ہوا۔ یہ نہیں کہ وہ پہلے مذہب سے بیگانہ یا نا آشنا تھے بلکہ وہ تو یہاں بھی پابندِ صوم وصلوٰۃ تھے لیکن وہاں جا کر ان کے ذوقِ مطالعہ نے انہیں لکھنے لکھانے کی طرف مائل کر دیا۔ یہ سفر آہستہ آہستہ طے ہوتا رہا یہاں تک کہ ان کی پہلی کاوش ''رسولِ پاک ﷺ'' کی تکمیل ہوئی۔ وہ پاکستان آئے اور اس کی طباعت اور اشاعت کا بندوبست کیا۔ اس طرح ایک دلکش کتاب منظرِ عام پر آئی۔

اس کے ساتھ ہی ''پاک بیبیاں'' جو امہات المومنین کی حیات مبارکہ کے بارے میں ہے، شائع ہوئی۔ اس کے بعد تو گویا ڈاکٹر صاحب کا معمول بن گیا کہ وہ دوسرے یا تیسرے سال پاکستان آتے تو ان کے کم از کم دو نئی کتابوں کے مسودے تیار ہوتے۔ پاکستان قیام کے دوران وہ ان کتابوں کی طباعت واشاعت کا اہتمام کرتے۔ اس طرح ان کی کتابیں ''دس بہشتی''، ''مسلمان فاتحین''، ''سیرت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا''، اخلاق واقدار''، ''دین ودنیا'' اور ''سیرت انبیائے کرام'' شائع ہوئیں۔

زیرِ نظر کتاب ڈاکٹر صاحب کی تازہ ترین کاوش ہے۔ یہ زندگی، مذہب،

Marfat.com

معاشرت اور تاریخ کے عنوانات پر اس کے مخصوص سادہ طرز بیان میں تحریک کردہ مشاہدات، معلومات اور مطالعہ کے نچوڑ پر مشتمل ہے امید ہے اس کتاب کے مطالعہ سے وہ لوگ جو کہ سب کتابوں کا مطالعہ نہیں کر سکتے وہ ڈاکٹر صاحب کی اس کتاب سے مستفید ہو سکیں گے۔

فقیر احمد
سابق وائس چانسلر انجینئرنگ یونیورسٹی پشاور
وسیکریٹری محکمہ مواصلات وتعمیرات خیبر پختونخواہ

Marfat.com

# حدیث قدسی

رسول اکرم ﷺ کا ایسا فرمان جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو، حدیث قدسی کہلاتی ہے۔

## رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے محمد ﷺ جو بھی آپ پر درود بھیجے گا، میں اس پر دس رحمتیں اور جو بھی آپ ﷺ پر سلام بھیجے گا، میں اس پر دس مرتبہ سلامتی نازل کروں گا''

(روایت حضرت ابی طلحہ رضی اللہ عنہ۔ نسائی)

## رشتہ داری توڑنے کا وبال:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں اللہ ہوں، میں رحمان ہوں، صلہ رحمی کو میں نے ہی پیدا کیا ہے اور اس کا نام میں نے اپنے نام سے بنایا ہے جو اس کو جوڑے گا، میں اسے جوڑوں گا، جو اسے توڑے گا، میں اسے توڑوں گا'' (روایت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔ ترمذی)

## بُغض کی مذمّت:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر اس شخص کو بخش دیا جاتا ہے، جو کسی غیر کو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا ہو، سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے (مسلمان) بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔ اللہ فرماتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔'' (روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ صحیح مسلم)

## اعمال صالحہ کا ثواب:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جس نے ایک نیکی کا ارادہ کیا اور اسے سرانجام بھی دے

Marfat.com

دیا تو میں اسے اپنے ہاں دس نیکیوں سے لے کر سات سو تک بلکہ کئی گنا تک لکھ لیتا ہوں اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور اسے انجام نہ دیا تو میں اسے اپنے ہاں ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہوں۔ جس نے برائی کا ارادہ کیا اور اسے انجام بھی دیا تو میں اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک ہی برائی لکھتا ہوں۔" (روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔ صحیح بخاری)

## نماز کا حساب:

"قیامت کے دن اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز درست ہوئی تو کامیابی مل جائے گی۔ اگر خراب نکلی تو ناکامی مقدر ہوگی۔ اگر فرائض میں کچھ کمی رہ گئی تو اللہ فرمائیں گے: "اے میرے فرشتو، دیکھو میرے بندہ کی کوئی نفلی عبادت ہے تو اس نفلی عبادت کے ذریعہ اس فرض کی کمی کو پورا کر دو" (روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ ترمذی)

## گناہوں کی معافی مانگنا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میں اپنے بندہ کے گمان کے مطابق اس سے معاملہ کرتا ہوں اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی قسم! جتنا تم میں سے کوئی جنگل میں اپنی گم شدہ سواری پا کر خوش ہوتا ہے، اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے خوش ہوتے ہیں۔" (روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ صحیح مسلم)

## قرآن مجید کی تلاوت کرنا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "جو شخص قرآن کی تلاوت میں اتنا مشغول رہا کہ اسے مجھ سے مانگنے کا موقع بھی نہ ملا تو میں اسے مانگنے والوں سے بھی بہتر عطا کروں گا۔"

(روایت حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ۔ ترمذی)

## حق بات نہ کہنا:

طاقت کے باوجود برائی سے نہ روکنے والے شخص سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: "فلاں فلاں معاملہ میں حق بات کہنے سے تجھے کس نے روکا تھا؟" تو وہ کہے گا: لوگوں کے ڈر نے" تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "میں اس بات کا زیادہ حق دار تھا کہ تو

Marfat.com

مجھ سے ڈرتا اور کسی کی پرواہ کیے بغیر حق بات کہہ دیتا۔'' (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ۔ ابن ماجہ)

## مالدار بننا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! میری عبادت کے لیے وقت نکالا کرو۔ میں تجھے مالدار اور دوسروں سے بے نیاز بنا دوں گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھے بہت زیادہ مصروف کر دوں گا اور تیری فقیری کو بھی ختم نہیں کروں گا۔'' (روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ ابن ماجہ)

## روزہ دار کو ثواب:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، اس لے کہ روزہ دار فقط میرے لیے اپنی خواہش، کھانا، پینا چھوڑتا ہے۔'' (روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ صحیح بخاری)

## پانچ نمازوں کا فرض ہونا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور یہ عہد کرلیا ہے، جو شخص ان کی حفاظت کرے گا اور وقت کی پابندی سے انہیں ادا کرے گا تو میں اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی حفاظت نہیں کرے گا تو اس کے لیے میرے پاس (جنت میں داخل کرنے کا) کوئی عہد نہیں ہے'' (روایت حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ۔ ابو داؤد)

## اللہ کے ناپسندیدہ بندے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تین اشخاص کا قیامت کے دِن میں مخالف ہوں گا۔

۱۔ جس نے میرے نام پر کوئی عہد لیا اور پھر توڑ دیا۔

۲۔ جس نے کسی آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔

۳۔ جس نے مزدور سے کام کروا کر اسے مزدوری نہ دی۔ (روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ صحیح بخاری)

## صبر کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے انسان، اگر تم پہلی مرتبہ کے صدمہ پر صبر و کرو اور ثواب کی اُمید رکھو تو میں تمہارے لیے جنت کے ثواب پر ہی راضی ہوں گا'' (روایت حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ۔ ابن ماجہ)

Marfat.com

## قرض معاف کرنا:

''تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک ایسے شخص کا حساب لیا گیا، جس کی سوائے ایک نیکی کے کوئی اور نیکی نہ تھی کہ وہ تنگ دست سے درگزر کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ''ہم ایسا سلوک کرنے میں زیادہ حق رکھتے ہیں''۔ اے فرشتو، اسے معاف کردو'' (روایت حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ۔ بخاری)

## صدقہ کرنا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے ابنِ آدم! تم میرے راستہ میں خرچ کرو، میں تم پر خرچ کروں گا'' (روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ بخاری، مسلم)

## چاہت:

''اے ابن آدم! ایک میری چاہت ہے اور ایک تیری چاہت ہے۔ ہوگا تو وہی جو میری چاہت ہے۔ پس اگر تو نے سپرد کردیا اپنے کو اس کے جو میری چاہت ہے، تو وہ بھی میں تجھ دے دوں گا، جو تیری چاہت ہے۔ اگر تو نے مخالفت کی اُس کی جو میری چاہت ہے تو میں تھکا دوں گا تجھ کو اس میں جو تیری چاہت ہے۔ پھر وہی ہوگا، جو میری چاہت ہے۔''

## اللہ کی طلب:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے آدم کی اولاد! کسی حاکم سے خوف مت کھا جب تک میری حکومت باقی ہے اور میرا اقتدار کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ روزی کی تنگی سے مت گھبرا کیونکہ میرے خزانے بھرے ہوئے ہیں اور میرے خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ میرے علاوہ کسی کو طلب نہ کر، کیونکہ میں تیرے لیے ہوں اور تیرے سامنے ہوں۔ اگر تو نے مجھے طلب کیا تو مجھے پائے گا اور اگر تو نے مجھے ترک کیا تو میں تجھے ترک کردوں گا اور تو ہر قسم کی خیر سے محروم ہو جائے گا۔

## اعمال کا صلہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے

Marfat.com

ہیں: ”اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام قرار دیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا تم آپس میں ظلم نہ کیا کرو۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو مگر جسے میں کھانا کھلاؤں۔ لہٰذا تم مجھ سے کھانا طلب کرو، میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا۔

اے میرے بندو! تم سب کے سب ننگے ہو مگر جسے میں کپڑے پہناؤں۔ لہٰذا تم مجھ سے کپڑے طلب کرو تو میں تمہیں کپڑے پہناؤں گا۔

اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے رہتے ہو اور میں سب گناہ معاف کر دیتا ہوں۔ لہٰذا تم مجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو تو میں تمہاری مغفرت کروں گا۔

اے میرے بندو! تم ہرگز میرے نقصان تک رسائی نہیں رکھتے ہو کہ مجھے کسی قسم کا نقصان پہنچا سکو اور نہ ہی تم میرے نفع تک رسائی رکھتے کہ مجھے کسی قسم کا نفع پہنچا سکو۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، انسان اور جنات کسی انتہائی متقی دل والے شخص کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری حکومت میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے جنات اور انسان کسی انتہائی نافرمان دل والے شخص کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری حکومت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے جنات و انسان ایک میدان میں جمع ہو کر مجھ سے مانگنے لگیں اور میں ہر ایک کو اس کی مانگی ہوئی چیز عطا کرتا چلا جاؤں تو میرے پاس جو کچھ ہے، اس میں اتنی کمی بھی نہیں آئے گی، جتنی سمندر میں سوئی ڈبونے سے ہوتی ہے۔

اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہی ہیں جنہیں میں محفوظ کر کے رکھتا ہوں، پھر تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دیتا ہوں، لہٰذا جسے کوئی خیر ملے تو وہ اللہ کی حمد بیان کرے اور جسے اس کے علاوہ کچھ اور پہنچے تو وہ اپنے علاوہ کسی دوسرے کو قصوروار نہ ٹھہرائے۔[1]

(روایت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ) (مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

---

[1] چہل حدیث قدسی، حدیث ۱۷، ص ۵۴

Marfat.com

# قرآن پاک کی روشنی میں اطاعتِ رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، اللہ اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔“ (سورۃ النساء۔۱۳)

”جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی، اس نے دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے منہ پھیرا (اس کا وبال اسی پر ہوگا) ہم نے آپ کو ان پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔“ (سورۃ النساء۔۸۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان پر عمل کرو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت“ (حاکم)

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد اور رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس آدمی کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث سنی اور اسے (جوں کا توں) آگے پہنچا دیا۔ کیونکہ اکثر وہ لوگ جن کو حدیث پہنچائی گئی ہو، وہ سُننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں“ (صحیح سنن ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا“ (صحیح بخاری)

”جس نے میری سنت کو دوست رکھا (اور اس پر عمل کیا) اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا“ (ترمذی)

Marfat.com

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑ سکتا، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کیا کرتے تھے، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں سے کوئی چیز بھی چھوڑ دوں گا، تو گمراہ ہو جاؤں گا“ (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تین آدمی اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مغضوب ہیں:

۱۔ حرم شریف کی حرمت پامال کرنے والا

۲۔ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ کر جاہلیت کا طریقہ تلاش کرنے والا

۳۔ کسی مسلمان کا ناحق خون طلب کرنے والا تاکہ اس کا خون بہائے“ (صحیح بخاری)

احادیث سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت زمین و مکان کی قیود سے آزاد تمام زمین والوں کے لیے ہے۔ دینِ اسلام کی ایک ایک چیز اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو دے گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہلاکت اور تباہی کا باعث ہے۔ جو عمل سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ ہو، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقابلِ قبول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تمام مسلمانوں پر لازم ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر مسئلہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان یعنی حدیث کو تسلیم کرتے تھے اور اسی کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرنا فرض ہے جو ماں، باپ بیوی، بچوں اور دیگر اعزہ و اقارب حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہے کہ میں اور فرشتے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ اس لیے تمام اہلِ ایمان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنی چاہیے اور اتباع کرنا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے میری سنتوں میں سے کوئی ایک سنت زندہ کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو سنت زندہ کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا، جتنا اس سنت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کو ملے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے، سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے انکار کیا“

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انکار کس نے کیا؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جس نے میری نافرمانی کی، اس نے انکار کیا'' (صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم ۱۱۰ ہجری تک رہا۔ اس عرصہ میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایات بیان کی ہیں، ان کی فہرست یوں ہے:

| نام | متوفی | احادیث کی تعداد |
|---|---|---|
| حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ | ۵۹/ہجری | ۵۳۷۴ |
| حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ | ۴۶/ہجری | ۱۱۷۰ |
| حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ | ۷۴/ہجری | ۱۵۴۰ |
| حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ | ۹۳/ہجری | ۱۲۸۶ |
| حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا | ۵۹/ہجری | ۲۲۱۰ |
| حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ | ۶۸/ہجری | ۱۶۶۰ |
| حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ | ۷۰/ہجری | ۱۶۳۰ |
| حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ | ۶۳/ہجری | ۷۰۰ |
| حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ | ۳۲/ہجری | ۸۴۸ |

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ۱۳۲ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ۵۳۷ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ۱۳۲ احادیث ہیں

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا ذکر یوں فرمایا ہے: ''اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے'' (آلِ عمران۔۱۳۲)

''ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے وہ اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔'' (النساء۔۶۴)

''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔'' (احزاب۔۷۱)

Marfat.com

''جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ (قیامت کے دن) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے، جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، ان لوگوں کی رفاقت کتنی اچھی ہے'' (النساء۔۶۹)

''اے نبی! ان سے کہہ دو کہ ''اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں کو معاف فرمائے گا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے'' (آلِ عمران۔۳۱)

رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حکمت کی بھی تعلیم دیتے تھے۔ اس سے مراد احادیث ہیں اللہ تعالیٰ کا کلام پہنچانے کے ساتھ اس کا بیان اور اس کی تشریح بھی آپ ﷺ کے ذمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نحل۔۴۴ میں فرمایا ہے: ''اور ہم نے آپ ﷺ پر یہ ذکر نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لیے کھول کھول کر بیان کر دیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔'' سورہ النساء۔۱۱۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اور تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تم کو وہ چیز سکھائی جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا بڑا افضل تھا'' اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کے ساتھ حکمت کی بھی تعلیم دیتے۔ یہ حکمت آپ ﷺ کے اقوال و اعمال (احادیث) ہیں۔ اس لیے اللہ کی کتاب کے ساتھ وہ بھی مسلمانوں کے لے واجب العمل ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی کتاب کے ساتھ حکمت کا ذکر ہے، اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے میرے ساتھ محبت کی۔'' (ترمذی) اور فرمایا کہ ''جس نے میرے طریقے سے منہ موڑا، اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (بخاری) قرآن وحدیث پر عمل کرنا تمام امت کے لیے قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے ہے۔ قرآن مجید میں غسل، وضو، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے متعلق احکام نازل ہوئے مگر ان کی تشریح احادیث سے ہوئی۔ آپ ﷺ سے جب کوئی بات پوچھی جاتی تو فرماتے ''میں نہیں جانتا'' یا وحی کے اترنے تک جواب نہ دیتے۔ (بخاری) قرآن مجید اور حدیث لازم وملزوم ہیں کیونکہ قرآن مجید اگر متن ہے تو حدیث تفسیر ہے آپ ﷺ کی سیرت اور اخلاق۔ اقوال اور افعال۔ سنن اور احکام علم

Marfat.com

حدیث سے ہم تک پہنچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''اگر تم لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو تمہارے اعمال کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں کرے گا، اللہ یقیناً بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

(سورۃ حجرات۔۱۴)

''کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو پھر اسے اپنے معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے، وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

(سورہ احزاب۔۷)

''جو کچھ رسول تمہیں دے، وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روکے، اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے'' (سورہ حشر۔۷)

قرآن مجید کی متعدد آیات اس بات کا ثبوت ہیں کہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حکمت کی بھی تعلیم بھی ضروری ہے اور اس سے مراد آپ ﷺ کی احادیث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے علاوہ بھی دینِ اسلام کے احکام دیئے ہیں، جن کی رسول اللہ ﷺ نے تعلیم دی ہے۔ یہ سب احکام احادیث سے ملتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسولِ پاک ﷺ کے اقوال و افعال کو لکھتے تھے۔ وہ سب احادیث کہلاتی ہیں۔

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ دوسروں کی تقلید اور پیروی کرنے والے نہ بنو۔ (یعنی یوں نہ سوچو کہ لوگ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور اگر لوگ ہم پر ظلم کریں گے تو پھر ہم بھی ان پر ظلم کریں گے) نہیں، بلکہ اپنے آپ کو اس بات پر جماؤ کہ لوگ اچھا سلوک کریں تو تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اگر برا برتاؤ کریں تو تم ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کرو''۔ (ترمذی)

☆ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں۔ پس جو شخص تحصیل علم کرنا چاہتا ہے، اس کو دروازہ سے آنا چاہیے۔''

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات چیزوں

Marfat.com

کا ثواب بندے کو مرنے کے بعد برابر ملتا رہتا ہے:

☆ جس شخص نے کسی کو علمِ دین سکھایا۔

☆ ایسی نیک اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے برابر دعا و استغفار کرتی رہتی ہے۔

☆ نہر کھدوائی

☆ کنواں کھدوایا

☆ باغ لگوایا

☆ مسجد بنوائی

☆ قرآن شریف وقف کیا

---

ل جامع الصغیر جلد نمبر ا، حدیث ۲۷۰۵، ص ۴۵

Marfat.com

# احادیث

حضرت عطار بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو پورا کرے تو جو فضیلت آل داؤد کو عطا کی گئی تھی، وہ اس کو بھی مل جائے گی۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''وہ تین کام کیا ہیں؟''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱۔ رضا اور غضب، دونوں حالتوں میں انصاف پر قائم رہنا

۲۔ غناء اور فقر، دونوں حالتوں میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا

۳۔ خفیہ اور اعلانیہ، دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ سے منہ نہ موڑنا (قرطبی۔ جصاص)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں:

۱۔ یہ کہ میری مدد اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا رعب عطا کر کے فرمائی کہ ایک ماہ کی مسافت تک لوگوں پر میرا رعب چھا جاتا ہے۔

۲۔ میرے لئے پوری زمین کو مسجد اور پاک قرار دے دیا گیا، یعنی پوری زمین کو مسجد بنا دیا ہے کہ ہر جگہ نماز ادا ہو سکتی ہے اور زمین کی مٹی کو پانی نہ ملنے کی صورت میں پاک کر دیا ہے کہ اس سے تیمّم کر لیا جائے۔

۳۔ میرے لئے مالِ غنیمت کو حلال کیا گیا ہے یعنی مالِ غنیمت کو قرآن کے بتلائے ہوئے اصول کے مطابق تقسیم کر دیا جائے۔

127407

Marfat.com

۴۔ مجھے شفاعت کبریٰ کا مقام دیا گیا ہے۔

۵۔ مجھ سے پہلے ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ مجھے تمام اقوامِ عالم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (بخاری)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وصیتیں کیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، چاہے تو جلایا جائے یا قتل کر دیا جائے۔

۲۔ والدین کی نافرمانی نہ کرنا۔

۳۔ فرض نماز جان کر نہ چھوڑنا ورنہ اللہ کا ذمہ اس سے بری ہے۔

۴۔ شراب نہ پینا کہ یہ ہر برائی اور فحش کی جڑ ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرنا کہ اس سے اللہ کا قہر نازل ہوتا ہے۔

۶۔ لڑائی میں نہ بھاگنا، چاہے سب ساتھی مر جائیں۔

۷۔ اگر کسی جگہ وبا پھیل جائے مثلاً طاعون وغیرہ تو وہاں سے نہ بھاگنا۔

۸۔ اپنے گھر والوں پر اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرنا۔

۹۔ تنبیہ کے واسطے ان پر سے لکڑی نہ ہٹانا۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ سے ان کو ڈراتے رہنا۔ (طبرانی) [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے لوگو! اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں غلط طریقہ مت اختیار کرنا، اس لئے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مر سکتا، جب تک کہ اسے پورا رزق نہ مل جائے، اگرچہ اس کے ملنے میں کچھ تاخیر ہو سکتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں اچھا طریقہ اختیار کرنا۔ حلال روزی حاصل کرو اور حرام روزی کے قریب نہ جاؤ۔" (ابن ماجہ) [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "حلال کمائی کی تلاش فرض (کی ادائیگی) کے بعد فرض ہے"

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "میں ایک مہینہ سے زیادہ کے روزے نہیں رکھتا اور پانچ وقت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتا اور میرے

---

[1] فضائل اعمال جلد نمبر ۱، ص ۳۱۷ [2] زادِ راہ، ص ۷۸

Marfat.com

مال میں صدقہ اور حج وزکوٰۃ اور خیرات کچھ نہیں تو ایسے حال میں مروں گا تو کہاں رہوں گا؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں''

اس نے عرض کیا: ''آپ کے ساتھ یا رسول اللہ؟''

آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا: ''ہاں، میرے ساتھ بشرطیکہ تو دل کو دو باتوں سے محفوظ رکھے یعنی کینہ اور حسد سے اور زبان کو دو چیزوں غیبت اور جھوٹ سے بچائے اور اپنی آنکھوں کو بھی دو ہی چیزوں سے روکے۔ ایک تو دیکھنا اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو دوسرے حقارت کرنا اور کسی مسلمان کی اہانت کرنا۔ اگر ان سب چیزوں سے اپنے کو بچالے گا تو میرے ساتھ مل کر بلکہ میری ان دونوں ہتھیلیوں پر تُو جنت میں جائے گا'' [۳]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی اولاد ہو، اس کو چاہیے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھی تربیت کرے۔ جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے اس لئے کہ اگر وہ بالغ ہو جائے اور اس کا نکاح نہ کیا جائے اور کوئی گناہ اس سے سرزد ہو تو اس کا گناہ اس کے باپ کو بھی ہوگا'' (مشکوٰۃ)

سات اشخاص ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں قیامت کے دن جگہ دے گا:

۱۔ عادل بادشاہ۔

۲۔ وہ جوان جو عالم شباب میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو۔

۳۔ وہ شخص جس کا دل مسجد سے لگا ہو۔

۴۔ وہ دو آدمی جو آپس میں محض اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھتے ہوں۔

۵۔ وہ شخص جس کو خوش شکل عورت ترغیب دے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۶۔ وہ آدمی جو اس طرح پوشیدہ صدقہ کرے کہ دائیں ہاتھ سے کرے اور بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔

۷۔ وہ جو خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو رواں ہو جائیں۔

محشر میں کوئی آدمی اپنی جگہ سے سرک نہ سکے گا، جب تک ان پانچ سوالوں کے

---

[۳] احیاء العلوم جلد نمبر ۴، ص ۲۳۴

Marfat.com

جواب نہ دے لے:

۱۔ اس نے اپنے شباب کی قوّت کو کن کاموں میں خرچ کیا ہے؟
۲۔ اس نے اپنی عمر کو کن کاموں میں فنا کیا ہے؟
۳۔ جو مال اس نے حاصل کیا، وہ کس طرح (جائز یا ناجائز) حاصل کیا؟
۴۔ اس مال کو کہاں کہاں خرچ کیا؟
۵۔ وہ علم جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا تھا، اس پر کتنا عمل کیا؟ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا میں اس طرح زندگی گزار دو جیسا کہ کوئی مسافر چلنے والا ہو اور ہر وقت اپنے آپ کو قبرستان والوں میں سمجھا کرو۔ جب صبح ہو جائے تو شام تک کی زندگی کا یقین نہ کرو اور جب شام ہو جائے تو صبح تک کی زندگی کی اُمید نہ باندھو۔ اپنی صحت کے زمانے میں بیماری کی حالت کے لئے نیک عمل کر رکھو اور اپنی موت کے لئے اپنی زندگی ہی میں تیاری کر لو۔ کل کو معلوم نہیں کہ تم نیک لوگوں میں شمار ہو گے یا بد لوگوں میں'' [۴]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کے کرنے کا حکم دیا:

۱۔ مریض کے عیادت کا　　۲۔ جنازہ کے ساتھ جانے کا
۳۔ چھینکنے والے کے لئے ''یرحمک اللہ'' کہنے کا　　۴۔ قسم کو پُورا کرنے کا۔
۵۔ مظلوم کی مدد کرنے کا۔　　۶۔ سلام کو رواج دینے کا۔
۷۔ دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا (متفق علیہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو چیونٹیوں کی شکل میں اٹھائے گا۔ لوگ انہیں اپنے قدموں کے نیچے روندیں گے۔ پُوچھا جائے گا کہ یہ چیونٹیوں کی شکل میں کون لوگ ہیں'' انہیں بتایا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو تکبر کرتے تھے۔ (ترغیب وترہیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سات

---

[۴] فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۳۹۹

Marfat.com

چیزوں سے پہلے نیک اعمال کی طرف سبقت کرو اور انتظار نہ کرو کہ:

۱۔ فقر (تنگ دستی) میں مبتلا نہ ہو جاؤ، جو تم کو سب کچھ بُھلا دے گا۔

۲۔ دولت ملنے کا، جو تم کو سرکش بنا دے گی۔

۳۔ بیماری کا، جو فاسد کرنے والی ہے۔

۴۔ بڑھاپے کا، جو سست کرنے والا ہے۔

۵۔ موت کا، جو جلد آنے والی ہے۔

۶۔ دجال کا، جو غائب ہے اور جس کا انتظار کیا گیا ہے۔

۷۔ قیامت کا، جو بڑی سخت اور تلخ ہے۔ (ترمذی) [۵]

سونے سے پہلے بسم اللہ کہتے ہُوئے درج ذیل اُمور انجام دے۔

۱۔ دروازہ بند کرے۔

۲۔ چراغ بجھا دے۔

۳۔ مشکیزہ کا منہ باندھ دے۔

۴۔ برتن ڈھانک دے۔[۶]

غنیمت سمجھو پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کے آنے سے پہلے:

۱۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔

۲۔ تندرستی کو بیماری سے پہلے۔

۳۔ مالداری کو فقر سے پہلے۔

۵۔ زندگی کو موت سے پہلے۔ (ترمذی) [۷]

''اپنے بھائی کو بات مت کاٹو اور نہ اس سے ٹھٹھا کر اور نہ ایسا وعدہ کر جس کا تو خلاف کرے۔'' (روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ)۔ (ترمذی)

''خُوب جان لو، جو لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے باز رہا، تو اس کو اللہ تعالیٰ لازماً قبر کی تکلیف سے محفوظ فرمائے گا'' (شرح الصدور)

---

۵ اخلاق رسول نمبر، ص ۴۸۱ ۶ صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۲، ص ۱۷۰

۷ پیارے نبی کی پیاری سُنتیں، ص ۴۷

Marfat.com

''جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، انہیں چاہیے کہ اچھی بات کہیں یا چُپ رہیں۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے:

۱۔ کھلے اور چھپے ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈروں

۲۔ کسی پر مہربان ہوؤں یا کسی کے خلاف غصے میں ہوؤں، دونوں حالتوں میں انصاف کی بات کروں۔

۳۔ راستی اور اعتدال پر قائم رہوں چاہے امیر ہوں یا فقیر۔

۴۔ جو مجھ سے کٹے، میں اس سے جڑوں۔

۵۔ جو مجھے محروم کرے، میں اسے دُوں۔

۶۔ میری خاموشی غور و فکر کی خاموشی ہو۔

۷۔ میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہو۔

۸۔ میری گفتگو ذکرِ الٰہی کی گفتگو ہو۔ (مشکوٰۃ)

۹۔ جو مجھ پر زیادتی کرے، میں اسے معاف کر دوں۔'' [۸]

''جو گناہ سب سے زیادہ انسان کو جہنم کا مستحق بناتے ہیں، وہ زبان اور شرم گاہ کے گناہ ہیں'' (روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ۔ صحیحین)

''جو شخص بلا ضرورت لوگوں سے سوال کرتا ہے، وہ گویا انگارے کھاتا ہے''

(روایت حضرت ابو عمر رضی اللہ عنہ، طبرانی)

''لوگوں کی عام گزرگاہ پر جو شخص گندگی ڈالے گا، وہ ملعون ہے۔ اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔'' (روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ مسند)

صدقہ جب اپنے مالک کے ہاتھ سے نکلتا ہے تو اس وقت پانچ جملے کہتا ہے:

۱۔ میں فانی تھا، تُو نے مجھے بقا دی۔

۲۔ میں تیرا دشمن تھا، اب تُو نے مجھے اپنا دوست بنا لیا۔

۳۔ آج سے پہلے تُو نے مجھے عظیم بنا دیا۔

---

۸ زادِ راہ، ص ۱۵۸

Marfat.com

۵۔ پہلے میں تیرے ہاتھ میں تھا، اب میں اللہ کے ہاتھ میں ہُوں۔

عیادت میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ مریض کے پاس بہت کم بیٹھیں اور گفتگو بھی کم کریں۔ (روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رزین)

کوئی رشتہ دار بدسلوکی کرے تو اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا۔ بڑوں کی عزت کرنا اور چھوٹوں پر رحم کرنا۔ ۹

تین گناہ ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی:

۱۔ شرک ۲۔ والدین کی حق تلفی ۳۔ میدانِ جہاد سے فرار

وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے، جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے اور نیک کام کرنے کی نصیحت نہ کرے اور بُرے کام سے منع نہ کرے۔ (ترمذی) ۱۰

ریشمی کپڑے پہننے والا قیامت میں ذلیل وخوار ہوگا۔ (روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ طبرانی)

بُھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ بیمار کی بیمار پُرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔ (روایت حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ۔ بخاری)

پیشاب کے چھینٹوں سے بچو۔ قبر میں اسی گناہ کے باعث عذاب ہوتا ہے۔ (روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حاکم)

اپنے مسلمان بھائی سے کشادہ چہرے سے ملا کرو۔ ۱۱

دنیا کی کوئی چیز تیرے پاس نہ ہو لیکن یہ چار چیزیں ہوں تو تجھے ضرر نہیں

۱۔ راست گفتاری ۲۔ امانت

۳۔ خوش خلقی ۴۔ غذائے حلال

معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت بڑھاتا ہے۔ (روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ مسلم)

امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین وشہدا کے ساتھ ہوگا۔ (روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ ابنِ ماجہ)

---

۹ مشکوٰۃ جلد نمبر۲، ص۴۲۴ ۱۰ پیارے نبی کی پیاری سُنتیں، ص۴۷ ۱۱ ترمذی جلد نمبر۲، ص۸

Marfat.com

جب تجھے نیکی کر کے خوشی ملے اور بُرائی کر کے پچھتاوا ہو تو تُو مومن ہے'' جو شخص استغفار کو اپنے اُوپر لازم کر لے تو اللہ اس کے لئے ہر تنگ سے نکلنے کا راستہ نکال دیتا ہے اور ہر غم و پریشانی سے اسے نجات دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے اور اس طرح رزق بہم پہنچاتا ہے، جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا'' (روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ مسند احمد)

''اے میرے بندو! تم سب کے سب گمراہ ہو مگر جسے میں نے ہدایت دی۔ پس مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دُوں گا۔ تم سب کے سب محتاج اور فقیر ہو۔ مگر جس کو میں نے غنی کیا۔ لہٰذا مجھ سے روزی مانگو، میں تمہیں روزی دُوں گا اور تم سب گناہ گار ہو مگر جسے میں نے معاف کیا، لہٰذا جس کو یہ معلوم ہو گیا کہ میں بخش دینے پر قدرت رکھتا ہوں، پس مجھ سے بخشش مانگے، میں اس کو بخش دُوں گا۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ تمہارے پہلے اور پچھلے، تمہارے زندہ اور تمہارے مردہ اور تمہارے تر و خشک سب کے سب بڑا پرہیز گار اور پاک دل لے کر جمع ہو جائیں، جیسا کہ میرے سب سے بڑے متقی بندہ کا دل ہوتا ہے تو اس سے میرے ملک و سلطنت میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں ہو گا۔ اسی طرح اگر تمہارے اگلے پچھلے اور مُردہ زندہ، ایک شقی، بدنصیب اور گہنگار دل کے جمع ہو جائیں جیسا کہ شقی اور بدبخت کا دل ہوتا ہے تو میرے ملک و سلطنت میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر تمہارے اگلے پچھلے تمہارے جن و انس، تمہارے مردہ زندہ اور تمہارے خشک و تر ایک زمین میں جمع ہو جائیں اور تم میں سے ہر انسان دل کھول کر اپنی آرزو مقصد مانگے اور میں ہر ایک کو جتنا وہ مانگتا ہے دے دُوں تو اس سے بھی میرے ملک و بادشاہت میں کچھ کمی نہیں آئے گی مگر اتنی جتنی کہ تم میں کوئی سمندر کے پاس سے گزرے اور اس میں سوئی ڈبوئے پھر اس کو اپنی طرف اُٹھائے اور یہ سب اس لئے کہ میں سخی ہُوں، میں واحد ہُوں، جو چاہتا ہوں کر گزرتا ہوں۔ میرا دینا کہہ دینا ہے۔ میرا عذاب بھی کہہ دینا ہے، میرا امر کسی چیز کے لئے یہ ہے کہ جب میں اس کا وجود چاہوں تو کہہ دیتا ہُوں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ (روایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ۔ جامع ترمذی) [۱۲]

---

[۱۲] جنت کا سفر، ص ۲۱

Marfat.com

اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ تم سب گمراہ ہو سوائے ان کے جن کو میں ہدایت دوں۔ مجھ سے ہدایت مانگو، مجھ سے کھانا مانگو، مجھ سے کپڑا مانگو، جو کچھ مانگو گے سب کچھ دے دُوں گا، اور سب مل کر مانگو گے تو بھی میرے پاس کمی نہیں آئے گی۔ مانگنے میں کمی مت کرو، یعنی جو مانگنا ہے مانگو، سب کچھ مل سکتا ہے۔ یہاں انہیں ملے گا تو آخرت میں خوان سجے ہوئے آئیں گے۔ آدمی کہے گا، یہ سب کچھ کیا ہے اور مجھے کہاں سے مل رہا ہے۔ کہا جائے گا، تمہاری دعائیں ہیں جو دنیا میں پوری نہیں ہو سکی تھیں۔ اب یہ سارے تحائف تمہارے لئے موجود ہیں۔ وہ دینے والا ہر وقت دن و رات ہر ساعت میں موجود ہے، سن رہا ہے، دیکھ رہا ہے، اسی کے آگے ہاتھ پھیلائیں اور اللہ تعالیٰ کی فیاضی سے فائدہ اٹھائیں۔

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا اور میرے لئے اصحاب چُنے اور ان میں سے میرے وزیر و مددگار کئے اور عنقریب آخر زمانے میں کچھ لوگ آئیں گے کہ ان صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی شان گھٹائیں گے۔ تم ان کے ساتھ کھانا نہ کھانا، پانی نہ پینا اور ان کے ساتھ نہ بیٹھنا، ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا۔'' (روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ۔ کنز العمال حدیث ۳۲۰۲۶) ۱۳

''اچھے اور بُرے ہم نشین کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک (عطار) کے پاس مشک ہے اور دوسرا (لوہار) دھونکنی پھونکتا ہے۔ وہ مشک والا تجھے مفت دے گا یا تو اس سے خریدے گا اور کچھ نہیں تو خوشبو ضرور ہی آئے گی اور دھونکنی والا یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے اس سے بُو آئے گی۔'' (بخاری، و مسلم۔ کنز العمال حدیث ۲۴۸۴۴) ۱۴

''اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو کہ میں تیری بستی سے چالیس ہزار اچھے اور نیک لوگ اور ستر ہزار بُرے آدمی ہلاک کروں گا۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے عرض کی: ''الٰہی! بُرے تو بُرے ہیں مگر یہ اچھے کیوں ہلاک کئے جائیں گے؟'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس لئے کہ جن پر میرا غضب تھا، ان نیکوں نے ان پر اپنی ناراضگی ظاہر نہ کی بلکہ ان کے ساتھ کھانا پینا رکھا، یارانہ گانٹھا'' (روایت ابن ابی الدنیا۔ المغنی جلد نمبر ۲، ص ۲۰۶) ۱۵

---

۱۳ اربعین شدت، ص ۴۷ تا ۵۹ ۱۴ اربعین شدت، ص ۴۷ تا ۵۹ ۱۵ اربعین شدت، ص ۴۷ تا ۵۹

Marfat.com

"جب فتنے ظاہر ہوں یا بدمذہبیاں پھیلیں اور میرے صحابہ کو بُرا کہا جائے تو عالم کو ضروری ہے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے یعنی بدمذہبوں کا حسب استطاعت کُھلم کُھلا رَد کرے اور جو ایسا نہ کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور تمام آدمیوں کی سب کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔" (امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ صواعق محرقہ عربی ص ۱۱) [۱۶]

"اللہ تعالیٰ نہ کسی بدمذہب کی نماز قبول کرے نہ روزہ، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ نفل، نہ فرض، بدمذہب دینِ اسلام سے نکل جاتا ہے، جیسے گوندھے ہُوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے" (روایت خدیفہ رضی اللہ عنہ۔ کنز العمال حدیث ۱۱۰۴) [۱۷]

"بے شک میرے لئے اللہ تعالیٰ نے اصحاب چُنے تو انہیں میرے رفیق اور میرے خسر اور میرا مددگار بنایا اور عنقریب ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے کہ ان کی شان کو گھٹائیں گے اور انہیں بُرا کہیں گے۔ تم انہیں پاؤ تو ان سے شادی بیاہ رشتہ داری نہ کرنا، نہ ان کے ساتھ کھانا پینا نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا اور نہ ان کے جنازے کی نماز" (روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ کنز العمال حدیث ۳۲۵۲۵) [۱۸]

---

[۱۶] اربعین شدت، ص ۴۷ تا ۵۹ [۱۷] اربعین شدت، ص ۴۷ تا ۵۹

[۱۸] اربعین شدت، ص ۴۷ تا ۵۹

Marfat.com

# اتباع اور عشق رسول ﷺ

حضرت ابویعلی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کرے اور کمزور (احمق) وہ ہے جو اپنے آپ کو خواہشات کے پیچھے لگا دے اور پھر اللہ سے بڑی بڑی امیدیں لگائے رکھے۔'' (ترمذی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لئے جو باہم میری وجہ سے محبت کریں اور میری وجہ اور میرے تعلق سے کہیں نیکی کی باتیں اور میری وجہ سے باہم ملاقات کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں (موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ)

جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی، اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کر کے مقرر کردہ حدوں سے آگے نکلے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا۔ (النساء ۱۴) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جس چیز سے میں تم کو روک دوں، اس سے دُور رہو اور جس چیز کا میں تمہیں حکم دوں تم طاقت کے مطابق اس پر عمل کرو'' (مسلم۔۱۳۰) رسول سے دوستی کئے بغیر اللہ تعالیٰ سے دوستی ناممکن ہے۔ جو جس چیز کی پیروی کرتا ہے، اس سے محبت بھی کرتا ہے۔ ایک دفعہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! مجھے

Marfat.com

آپ سے بڑی محبت ہے"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم اس محبت میں سچے اور مخلص ہو تو میری نمازوں میں میرے روزوں میں میری مدد کرو، میرے قیام و رکوع اور سجدوں میں میری مدد کرو۔"

سید الاولین والآخرین ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وہ شان عطا کی کہ آپ ﷺ کی باکمال خُوبیوں کی وجہ سے ہر مسلمان آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتا ہے۔ سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی ذات بابرکات تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہوں گی، اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہو گی۔ ایک وہ شخص جس کے دل میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ (ﷺ) کی محبت دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ ہو یعنی جتنی محبت اس کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے ہو، اتنی کسی اور سے نہ ہو۔ ایک وہ شخص جس کو کسی بندہ سے محض اللہ ہی کے لئے محبت ہو (یعنی کسی دنیاوی غرض سے نہ ہو بلکہ محض اس وجہ سے ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچا لیاء (پہلے سے مسلمان تھا یا کفر سے توبہ کر کے مسلمان ہوا۔) اس کے بعد کفر کی طرف لوٹنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہے، جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔" (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ (ﷺ)! بے شک مجھ کو آپ کے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ محبت ہے سوائے اپنی جان کے" (یعنی اپنی جان کے برابر آپ کی محبت معلوم نہیں ہوتی) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم اس وقت تک مومن (کامل) نہیں بن سکتے، جب تک میرے ساتھ اپنی جان سے زیادہ محبت نہ رکھو گے"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اب تو آپ اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب معلوم ہوتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عمر! اب کامل مومن بنے ہو" (صحیح بخاری)

محبت رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع ہے۔ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''قیامت کب آئے گی؟''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تو نے قیامت کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے؟''

اس نے عرض کیا: ''اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی محبت''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تُو اسی کے ساتھ ہے، جس کے ساتھ تُو نے محبت کی'' (مسلم ۲۰۳۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک میرے ساتھ اپنے اہل و عیال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ رکھے۔ (مسلم) اس محبت کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کے احکامات کی تعمیل کی جائے اور منع کردہ چیزوں سے دُور رہا جائے۔ سچا محبّ وہی ہوتا ہے جو اپنے محبوب کی باتیں مانتا ہے اور ہر وہ کام جو اس کا محبوب ناپسند کرے، اس سے دُور رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

''آپ (ﷺ) فرما دیجئے اگر تم لوگ حقیقت میں اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرلو، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔ (آل عمران ۔۳۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قرار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت ﷺ وضو کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کے صحابہ وضو والا پانی اپنے ہاتھوں اور چہروں پر ملنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''ایسا تم کس سبب سے کر رہے ہو؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی وجہ سے''

اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے واقعی محبت کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) بھی تم سے محبت کرے تو اس کے لئے تمہیں یہ کرنا چاہیے کہ ہمیشہ سچ بولو۔ جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں کبھی خیانت نہ کرو اور اپنے پڑوسی سے ہمیشہ حسن سلوک کرو۔ (مشکوٰۃ)

حضرت سید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ وہ بڑے باذوق آدمی تھے۔ ایک دن لوگوں میں بیٹھے ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے کہ ان کے پہلو میں آنحضرت ﷺ نے اپنی چھڑی چبھوئی۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ حضور ﷺ! میں نے تو

Marfat.com

بدلہ لینا ہے"

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اچھا آؤ اور بدلہ لے لو"

وہ کہنے لگے: "حضور (ﷺ) آپ نے تو قمیض پہنی ہوئی ہے اور میں تو ننگے بدن ہوں اس پر رسول اللہ ﷺ نے بدلہ دینے کے لئے اپنی قمیض کو اوپر اٹھایا۔ یہ دیکھ کر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے لپٹ گئے اور جسد مبارک کے بوسے پر بوسے لینے لگے اور کہنے لگے کہ حضور (ﷺ) میرا تو یہ مقصد تھا" (ابوداؤد کتاب الادب۔ مشکوۃ باب المصافحہ والمعانقہ)

رسول اللہ ﷺ کی محبت ایمان کا لازمی جزو ہے۔ ہر مسلمان آپ ﷺ کی محبت اپنی جان، اہل وعیال، مال و دولت غرضیکہ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہونی چاہیے۔ جس کے دل میں آپ ﷺ کی محبت نہیں، وہ مومن نہیں۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے اور انہیں یہ گوارا نہ تھا کہ آپ ﷺ کو خراش تک نہ آئے خواہ اس کے لئے ان کی گردنیں ہی کیوں نہ کاٹ دی جائیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد کہا تھا کہ "قبول اسلام سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مبغوض شخص میرے نزدیک کوئی نہ تھا لیکن اب قبول اسلام کے بعد رسول اللہ ﷺ سے محبوب اور موقر شخص میرے نزدیک کوئی نہیں، اگر مجھ سے آپ ﷺ کی تعریف کے لئے کہا جائے تو میں کچھ نہیں بول سکتا۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کی توقیر و اجلال میں کبھی آپ ﷺ کو جی بھر کے نہیں دیکھ سکا۔"

حضرت اسحاق تجیبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اصحاب رسول انتہائی خشوع کے ساتھ ذکر رسول ﷺ کرتے تھے اور بوقت ذکر ہیبت سے اُن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور وہ محبت رسول حضرت محمد ﷺ میں اکثر گریہ سامانی کرتے تھے۔ یہ بھی محبت کا ایک انداز ہے کہ محبوب کا ذکر تعظیم و توقیر سے کیا جائے اور توقیر رسول ﷺ کو ایمانی جزو سمجھا جائے۔" (شفا شریف)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ احترام محبوب میں باب رسول پر اپنے ناخنوں سے دستک دیتے تھے تاکہ ساعت محبوب پر گراں نہ گذرے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

فرمایا۔ ''میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑ سکتا جس پر رسول اللہ ﷺ عمل کیا کرتے تھے، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل میں سے کوئی چیز بھی چھوڑ دوں گا۔ تو گمراہ ہو جاؤں گا'' (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: ''تم میں سے کوئی سونے کی انگوٹھی پہن کر گویا آگ کے انگارے کا قصد کرتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس آدمی سے کہا گیا۔ ''انگوٹھی اُٹھالو اور اس سے کوئی دوسرا فائدہ حاصل کرلو (یعنی اپنی بیوی یا بہن کو دے دو یا اسے فروخت کردو)۔''

صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ کی قسم! جس انگوٹھی کو رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا ہے، اسے کبھی نہ اُٹھاؤں گا۔'' (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بھی دیکھا دیکھی انگوٹھیاں بنوالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی (تم نے بھی بنوالیں) آپ ﷺ نے انگوٹھی اتار پھینکی اور فرمایا: ''اب میں کبھی استعمال نہ کروں گا۔'' آپ ﷺ کی اتباع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔ (بخاری)

محبت رسول اللہ ﷺ اعمالِ قلب سے ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ بندہ آپ ﷺ کی تعظیم و ادب حد سے بڑھ کر کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔'' اب بھی روضۂ رسول رسول ﷺ پر یہ ادب کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان (کے دین) کی مدد کرو اور ان کی بے حد تعظیم و تکریم کرو (ساتھ) اللہ کی صبح و شام تسبیح کرو'' (الفتح۔۸) آپ ﷺ کے ساتھ محبت رکھنے والے کے لئے دنیا اور آخرت میں فائدے ہی فائدے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم '' آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع

Marfat.com

کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور گناہوں کو بخش دے گا۔

اطاعت رسول ﷺ سب سے اہم ہے۔ ایمان اور اطاعت رسول اللہ ﷺ لازم و ملزم ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی، اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ اس لئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اللہ سے اگر دوستی چاہتے ہو تو رسول اللہ (ﷺ) کی پیروی کرو، اللہ تمہیں دوست بنائے گا'' رسول کی محبت ہی اللہ کی محبت ہے۔ جس کو جس قدر رسول اکرم ﷺ سے محبت ہوگی، اتنی ہی اس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ: اے رسول ﷺ! لوگوں سے کہہ دیجئے، اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تمہیں اپنا محبوب بنائے گا۔ تمہاری خطائیں معاف کر دے گا۔ وہ بہت ہی مہربان اور معاف کرنے والا ہے۔ (ال عمران)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے بارے میں فرمایا ہے۔

☆ اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ال عمران ۱۳۲)

☆ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں، اللہ سے ڈریں اور اس کی نافرمانی سے بچیں، وہی کامیاب ہیں۔ (النور۔ ۵۲)

☆ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو۔ امید ہے، تم پر رحم کیا جائے گا۔ (النور۔ ۵۶)

☆ جس نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ (الاحزاب)

☆ جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے وہ (قیامت کے دن) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے، جس پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ ان لوگوں کی رفاقت کتنی اچھی ہے۔ (النساء۔ ٦٩)

☆ اگر تم لوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو گے تو تمہارے اعمال کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ اللہ یقیناً بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ (حجرات۔ ۱۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین صحابی رضی اللہ عنہم ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے

Marfat.com

گھروں میں حاضر ہوئے اور نبی ﷺ کی عبادت کو کم سمجھا اور آپس میں کہا: ''نبی اکرم ﷺ کے مقابلے میں ہمارا کیا مقام ہے۔ ان کی اگلی پچھلی ساری خطائیں معاف کر دی گئی ہیں، لہٰذا ہمیں آپ ﷺ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیے'' ان میں سے ایک نے کہا: ''میں ہمیشہ ساری رات عبادت کروں گا۔ (آرام نہیں کروں گا)'' تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا'' جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ان سے پوچھا: ''کیا تم نے ایسا اور ایسا کہا ہے؟''

(ان کے اقرار پر) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خبردار، اللہ کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں روزہ رکھتا ہوں، ترک بھی کرتا ہوں۔ رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کیے ہیں۔ (یاد رکھو) جس نے میری سنت سے منہ موڑا، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (بخاری) رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا مطلب ہے کہ زندگی کے ہر امر میں ان کی پیروی کی جائے۔ اس لئے آپ ﷺ سے محبت کرنے والوں کو چاہیے کہ آپ ﷺ کے فرامین پر عمل کریں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان پر عمل کرو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، ایک تو اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت (حاکم) حضور اکرم ﷺ کی اطاعت خیر ہے جو نظام کائنات کو زیادہ مستحکم کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بنیادی ہے، اس میں اختلاف رائے کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کو راضی کرو اس کی اطاعت سے اور مخلوق کو راضی کرو ان کے حقوق سے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ کا درجہ بلند فرمایا اور کلمہ میں آپ ﷺ کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ''حبیب اللہ'' کا لقب عطا فرمایا: ایمان والوں کو اللہ سے محبت ہوتی ہے اور اللہ کے محبوب سے بھی ہوتی ہے۔'' اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ اس نے تمہیں نعمتیں دیں اور مجھ سے محبت کرو اللہ تعالیٰ کی وجہ سے'' (ترمذی) یہی جذبۂ محبت جب شدید ہو جاتا ہے تو عشق کہلاتا ہے۔ عشق محبت میں حد سے تجاوز کرنے کو کہتے ہیں۔ پس عشق افراطِ محبت یا شدّتِ محبت کا نام ہے۔

Marfat.com

جو اعمال اسوہ حسنہ کے مطابق محبت سے کیے جائیں، انہیں اتباع کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی عمل کی نیت بھی کر لے اور وہ عمل کر بھی لے تو اسے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا، ورنہ ایک نیکی کا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک شخص عبداللہ حمار رضی اللہ عنہ مجلس میں بیٹھتا تو لطائف سنا کر ہنس دیتا تھا۔ اس نے شراب پی۔ حد جاری کروائی۔ اس نے پھر پی، دوبارہ حد جاری کروائی۔ کئی لوگوں نے مل کر لعنت بھیجی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا اور فرمایا: لعنت نہ بھیجو۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرتا ہے" (بخاری، حدیث ۶۳۹۸) اس حدیث پر سب ائمہ کا اتفاق ہے۔ کسی نے اس حدیث کو رد نہیں کیا۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد ہماری طرف توجہ فرمائی اور ہمیں بڑا موثر وعظ فرمایا، جس سے لوگوں کے آنسو بہہ نکلے اور دل کانپ اٹھے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج آپ نے اس طرح وعظ فرمایا ہے، جیسے یہ آپ کا آخری وعظ ہو۔ ایسے وقت میں آپ ہمیں کس چیز کی تاکید فرماتے ہیں؟ ہمیں کچھ وصیت بھی فرما دیجئے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، اپنے امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ تمہارا امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اور جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے، وہ امت میں بہت زیادہ اختلافات دیکھیں گے۔ ایسے حالات میں میری سنت پر عمل کرنے کو لازم بنا لینا اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو تھامے رکھنا اور اس پر مضبوطی سے جمے رہنا۔ نیز دین میں پیدا کی گئی نئی باتوں (بدعتوں) سے بچنا، کیونکہ دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔" (سنن ابی داؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ مغضوب ہیں:

۱۔ حرم شریف کی حرمت پامال کرنے والا۔

۲۔ اسلام میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ چھوڑ کر جاہلیت کا طریقہ تلاش کرنے والا۔

Marfat.com

۳۔ کسی مسلمان کا ناحق خون طلب کرنے والا تا کہ اس کا خون بہائے۔(بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے۔

فرشتوں نے آپس میں کہا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مثال ہے، وہ بیان کرو''

کچھ فرشتوں نے کہا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو سو رہے ہیں''

لیکن کچھ فرشتوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ تو واقعی سو رہی ہے لیکن دل جاگتا ہے''

چنانچہ فرشتوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اس آدمی کی سی ہے، جس نے ایک گھر تعمیر کیا، کھانا پکایا اور پھر لوگوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ جس نے بلانے والے کی بات مان لی، وہ گھر میں داخل ہوا اور کھانا کھا لیا۔ جس نے بلانے والے کی بات نہ مانی، وہ گھر میں نہ داخل ہوا نہ کھانا کھایا۔''

پھر کچھ فرشتوں نے کہا: ''اس مثال کی وضاحت کرو تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچھی طرح سمجھ لیں۔''

بعض فرشتوں نے پھر یہ بات دہرائی: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو سو رہے ہیں۔''

لیکن دوسروں نے جواب دیا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ تو سو رہی ہے لیکن دل جاگ رہا ہے۔''

چنانچہ فرشتوں نے مثال کی یوں وضاحت کی: ''گھر سے مراد جنت ہے اور لوگوں کو بلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لی تو ٹھیک ہے۔ جس نے بات ماننے سے انکار کیا، اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی بات ماننے سے انکار کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں یعنی کون فرمانبردار ہے اور کون نافرمان۔'' (بخاری) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی بھی نبی یا ولی کی اتباع نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا!

''ہم یہودیوں سے کچھ باتیں سنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں، کیا ان میں سے

Marfat.com

بعض لکھ لیا کریں؟''

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''کیا تم (اپنے دین کے بارے میں) شک میں مبتلا ہو۔ (یہ ناقص ہے) جس طرح سے یہود و نصاریٰ (اپنے اپنے دین کے بارے میں) شک میں پڑے تھے حالانکہ میں ایک واضح اور روشن شریعت لے کر آیا ہوں۔ اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو میری پیروی کئے بغیر ان کے لئے کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔'' (بیہقی۔ احمد رحمۃ اللہ علیہ) آپ ﷺ کی اتباع اور اطاعت تمام مسلمانوں پر لازم ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس نے جان بُوجھ کر جھوٹ میری جانب منسوب کیا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔'' (صحیح مسلم و بخاری)۔ آپ ﷺ کی نافرمانی تباہی کا باعث ہے۔ سنت رسول ﷺ کو چھوڑ کر کوئی نیا طریقہ ایجاد کرنا اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مغضوب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی نگاہوں سے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے موئے مبارک اُتر وا رہے ہیں اور عاشقان رسول ﷺ موئے مبارک کے حصول کے لئے پروانہ وار طواف کر رہے ہیں۔ سرکار ﷺ کے سر سے اگر ایک موئے مبارک جدا ہوتا ہے تو کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پڑتا ہے، ایک بھی بال زمین پر گرنے نہیں پاتا۔ (شفا شریف)

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قریش کے نمائندہ کی حیثیت سے جب سرکار ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ وضو فرما رہے ہیں اور اصحاب رسول ان کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ رسول کے پروانے چاروں طرف شمع رسالت کا طواف کر رہے ہیں۔ جسم اقدس سے وضو کا پانی جدا بھی ہونے نہیں پاتا، کہ پروانے اسے اپنے ہاتھوں میں روک لیتے ہیں۔ کسی نے شوق محبت میں اپنا دامن پھیلا دیا ہے تاکہ وضو کا غسالہ نصیب ہو جائے۔ وارفتگی کا یہ عالم ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پانی کے حصول کے لئے آپس لڑ پڑیں گے۔ رسول اللہ ﷺ لعاب دین زمین پر ڈالتے ہیں، مگر یہ جان نثار اسے بھی زمین تک پہنچنے نہیں دیتے، بلکہ درمیان ہی سے اُچک لیتے ہیں اور اس کو کوئی اپنے چہرے پر مل رہا ہے، کوئی سینے پر مل رہا ہے، کوئی جسم کے دیگر حصوں کو

Marfat.com

فیض پہنچا رہا ہے۔ آپ ﷺ کا کوئی موئے مبارک اگر ٹوٹتا ہے تو یہ دیوانے اس کے حصول کے لئے آپس میں متصادم ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کوئی حکم دیتے ہیں تو اس کی تعمیل کے لئے ہر شخص پیش قدمی کرتا ہے اور ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے ہاتھوں یہ کام انجام پذیر ہو جب وہ اپنے رسول کے حضور گفتگو کرتے ہیں تو آواز پست رکھتے ہیں۔ رسول کی تعظیم وتوقیر بجا لانے کا انداز یہ ہوتا ہے کہ رسول ﷺ سے آنکھیں نہیں ملاتے، بلکہ نگاہیں نیچی رکھتے ہیں۔ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دیوانگانِ رسول ﷺ کی یہ دیوانگی دیکھتے تھے اور حیرت سے ان کی آنکھیں پھیلتی جاتی تھیں اور پھر جب وہاں سے لوٹے تو بارگاہِ رسالت کے عقیدت کیشوں کے والہانہ عشق ومحبت کی چھاپ ان کے دل و دماغ پر کچھ ایسی پڑی کہ قریش کے سامنے اپنے دلی تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کئے بغیر نہ رہ سکے۔ اے جماعت قریش! قیصروکسریٰ کے درباروں کو میں نے دیکھا ہے، نجاشی کے دربار کی عظمت سے میں خوب واقف ہوں، سلاطین عالم کے بارگاہ مصطفیٰ (ﷺ) کی عظمت ہی نرالی ہے، کسی شہنشاہ کے حواری اس کی تعظیم و توقیر ایسی نہیں کر سکتے جیسی اصحاب محمد (ﷺ) کی عظمت ہی نرالی ہے، کسی شہنشاہ کے حواری اس کی تعظیم وتوقیر ویسی نہیں کر سکتے جیسی اصحاب محمد (ﷺ) اپنے رسول سے کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری شریف)

حضرت سہیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی محبت قرآن کی محبت ہے اور قرآن کی محبت کی علامت نبی ﷺ کی محبت ہے اور آپ ﷺ سے محبت کی علامت سنت کی محبت ہے اور ان سب کی محبت کی علامت آخرت کی محبت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے معیار محبت کو اپنے رسول ﷺ کی محبت سے منسلک کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ”اللہ سے اگر دوستی چاہتے ہو تو رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو۔ اللہ تمہیں دوست بنا لے گا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے سب لوگ (گو وہ گنہگار ہوں، ایک نہ ایک دن بہشت میں جائیں گے) مگر جو میری نافرمانی کرے۔“

Marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''نافرمانی سے کیا مراد ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری بات سنی (میری اطاعت سب کی اطاعت پر مقدم رکھی) وہ تو بہشت میں جائے گا۔ جس نے میری بات نہ سنی وہ دوزخ میں جائے گا۔[1]

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد اتباع پر منحصر ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر فدا تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ گھر میں تصویریں ہوں تو رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنے والے کے گھر میں بھی تصویریں ہوتی ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جس کا ٹخنہ اوپر سے آنے والے لباس مثلاً شلوار، پاجامہ یا لنگی میں چھپا رہے گا اتنا حصہ جہنم میں جلے گا۔ اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی کو بھی ٹخنوں کو نہیں ڈھکنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت اور ہر فرمان کا اتباع کرنا چاہیے۔ یہی تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جب کسریٰ کے دربار میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے نوالہ گر گیا، وہ اسے اٹھا کر کھانے کے لئے صاف کرنے لگے تو کسی نے اشارہ سے منع کیا۔ انہوں نے جواب دیا کیا میں ان نادانوں کی وجہ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنت کو چھوڑ دوں؟'' محبت کرنا سبب ہے اور اطاعت کرنا مسبب ہے۔

سنت کے لغوی معنی ہیں طریقہ اور جب کہا جائے کہ ''رسول اللہ کی سنت تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت کا درجہ دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ''من یطع الرسول فقد اطاع الله''

جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی، بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۱۲۴۶، ص ۹۶۲

Marfat.com

# شفاعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگوں میں سخت بے چینی اور اژدھام کی کیفیت ہوگی۔ کچھ لوگ (یعنی اہل محشر کے کچھ نمائندے) آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ اپنے ربّ سے ہماری سفارش کر دیجئے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لائق اور اس رتبے کا نہیں ہوں۔ لیکن تم کو چاہیے کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ پس یہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لائق نہیں ہوں، لیکن تمہیں موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے۔ وہ اللہ کے کلیم ہیں، وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لائق نہیں ہوں لیکن تمہیں عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے، وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ پس یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لائق نہیں ہوں، لیکن تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہونا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر وہ لوگ میرے پاس آئیں گے، (اور شفاعت کے لئے مجھ سے کہیں گے)۔ میں کہوں گا کہ اس کام کا ہوں (اور یہ میرا ہی کام ہے)۔ پھر میں اپنے ربّ کریم کی بارگاہ خاص میں حاضری کی اجازت طلب کروں گا۔ مجھے اجازت دے دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس وقت مجھے اپنی کچھ تعریفیں اپنی حمد کے لئے عطا فرمائیں گے، تو اس وقت میں انہی خاص کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کروں گا اور اس کے آگے سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا جائے گا کہ ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! سر اٹھاؤ اور جو کچھ کہنا ہو، کہو۔ تمہاری سنی جائے گی۔ اور جو سفارش کرنا ہو، کرو۔ تمہاری مانی جائے گی'' پس

Marfat.com

میں کہوں گا: ''اے پروردگار! میری امت، میری امت،'' پس مجھ سے کہا جائے گا: ''جاؤ اور جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو، اس کو نکال لو''۔ پس میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم کی طرف لوٹوں گا اور پھر انہی خاص کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کروں گا، اور اس کے آگے سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا جائے گا کہ اے محمد (ﷺ) سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو، تمہاری سُنی جائے گی اور جو سفارش کرنا ہو، کرو، تمہاری مانی جائے گی۔ پس میں کہوں گا: ''اے پروردگار! میری امت، میری امت'' پس مجھ سے کہا جائے گا: '' جاؤ اور جن کے دل میں ایک ذرہ کے برابر (رائی کے دانہ کے برابر) بھی ایمان ہو، ان کو بھی نکال لو۔'' پس میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم کی طرف لوٹوں گا اور پھر انہیں خاص کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کروں گا اور پھر اس کے آگے سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا جائے گا کہ ''اے محمد ﷺ! سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو، کہو، تمہاری سُنی جائے گی اور جو سفارش کرنا ہو، کرو تمہاری مانی جائے گی۔''

پس میں کہوں گا: ''اے میرے پروردگار! میری امت، میری امت''

پس مجھ سے کہا جائے گا۔ ''جاؤ اور جن کے دل میں رائی کے دانہ سے کم بھی ایمان ہو، ان کو بھی نکال لو''

پس میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا۔ اور اس کے بعد چوتھی مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم کی طرف لوٹوں گا اور پھر انہی خاص کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کروں گا اور اس کے آگے سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا جائے گا: ''اے محمد ﷺ! سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو، کہو۔ تمہاری سُنی جائے گی اور جو سفارش کرنا ہو کرو، تمہاری مانی جائے گی۔''

پس میں کہوں گا: ''اے پروردگار! مجھے اجازت دیجئے، ان سب کے حق میں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''یہ کام تمہارا نہیں ہے، لیکن میری عزت و جلال اور میری عظمت و کبریائی کی قسم! میں خود دوزخ سے ان سب کو نکال لوں گا، جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ (بخاری و مسلم)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ قیامت کے دن اور سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔" [1]

حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس دُرود شریف کو پڑھے، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ المقعد الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی شفاعت کرنے کا آخرت میں اختیار عطا فرمایا ہے۔ شفاعت کا مطلب ہے سفارش۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ شفاعت دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جس نے کوئی اچھی سفارش کی، اس کے لئے بھی اس میں سے حصہ ہوگا۔" (النساء۔۸۵)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ضرورت مند آتا، تو آپ اپنے شرکائے مجلس کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: (اس کے لئے) "سفارش کرو تمہیں بھی اجر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر جو پسند فرماتا ہے، فیصلہ فرما دیتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

قرآن مجید میں ہے کہ "جو شخص کسی کی اچھی سفارش کرے گا (خواہ قبول ہو یا نہ ہو) اسے اس کے ثواب میں سے حصہ ملے گا اور جو برائی کی سفارش کرے گا، اسے اس کے گناہ میں سے حصہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگہبان ہے۔"

قبول شفاعت کی شرطیں:

۱۔ شفاعت کرنے والے کے لئے اللہ کی اجازت۔

۲۔ شفاعت پانے والے کے لئے اللہ کی اجازت۔

۳۔ شفاعت پانے والے کا موحد ہونا (موحد یہ کہ انسان کا مرتے دم تک خالص عقیدہ توحید پر قائم رہنا)۔

---

[1] صحیح مسلم شریف، حدیث ۵۹۴۰

Marfat.com

سفارش کرنے والے: سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ سفارش کریں گے۔ اس کے بعد دیگر انبیاء اکرام سفارش کریں گے۔ رسول ﷺ کے اولیاء اور صالحین سفارش کریں گے۔ پھر جو ایماندار لوگ جنت میں داخل ہونے کے بعد اپنے عزیز واقارب اور جان پہچان کے لوگوں کے لئے سفارش کریں گے اور انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں پہنچا دیں گے۔ پس قیامت کا دن اللہ سے ملاقات کا دن ہوگا۔ عقیدۂ آخرت رکھنے والے جس کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا، اللہ کی رحمتیں اس پر نازل ہوں گی۔

صحین متفقہ علیہ میں احادیث ہیں کہ روز محشر میں اللہ اپنے انبیاء، اولیاء اور صالحین کو ننانوے حصے شفاعت کے دے دے گا اور ان کی شفاعت سے اللہ انہیں جنت میں داخل کردے گا۔[۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھا گیا کہ ان رحمتوں کی تقسیم کیسے ہو گی؟ فرمایا: ان میں سے ایک جزو سے دنیا چل رہی ہے اور باقی ننانوے جزو قیامت میں اپنے اولیاء کو دُوں گا کہ وہ شفاعت کریں۔ ستر ہزار مسلمان بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار مسلمان ہوں گے۔ ہر نبی ولی ہوتا ہے مگر ہر ولی نبی نہیں ہوتے۔ انبیاء میں سے حضور اکرم ﷺ[۳] سرفہرست ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص صبح و شام مجھ پر دس دس بار درود شریف پڑھے گا، بروز قیامت میری شفاعت اسے پہنچ کر رہے گی۔''[۴]

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا مالک ہے۔ بارگاہِ عزت وجلال میں کسی کو مجالِ دم زدن نہیں، البتہ کچھ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں، جن کو خاص طور پر کلام اور شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ غرض بلا اجازت کوئی کسی کی سفارش و شفاعت بھی نہ کر سکے گا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محشر میں سب سے پہلے میں ساری امتوں کی شفاعت کروں گا۔ اسی کا نام مقام محمود ہے، جو حضور ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔[۵]

---

۲ صحیح بخاری شریف کتاب الادب، حدیث ۵۶۵۴، ص ۲۲۳۶ و صحیح مسلم شریف کتاب التوبہ، حدیث ۲۷۵۲، ص ۲۱۰۸ ۳ المسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جلد نمبر ۲، ص ۵۱۴، ابن عساکر۔ تاریخ مدینہ جلد نمبر ۸، ص ۲۵۹، طبرانی المعجم الکبیر جلد نمبر ۱۹، حدیث ۱۰۰۶، ص ۴۱۷ ۴ الترتیب والترہیب جلد نمبر ۱، حدیث ۲۹، ص ۲۶۱ ۵ معارف القرآن جلد نمبر ۱، ص ۶۱۴

Marfat.com

کافر کے لئے شفاعت کرنے کی کسی کو بھی اجازت نہیں ہوگی اور اگر کوئی کرے تو قبول نہیں ہوگی خواہ سارے شفاعت کرنے والے جمع ہوکر شفاعت کا زور لگائیں، ہر گز فائدہ مند نہیں ہوگی۔ جو لوگ قیامت کا انکار کرتے تھے، ان کے لئے بھی کسی کی شفاعت نافع نہ ہوگی۔ مسلمان اگرچہ وہ گنہگار ہوں، شفاعت نفع دے گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آخرت میں اللہ کے فرشتے اور انبیاء اور شہداء وصالحین گناہگاروں کی شفاعت کریں گے اور وہ ان کی شفاعت سے جہنم سے نکال لئے جاویں گے بجز ان چار قسم کے مجرمین کے یعنی جو نماز وزکوٰۃ کے تارک ہیں اور جو اہل باطل کفار کی خلاف اسلام باتوں میں شریک رہتے ہیں اور جو قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ جو شخص شفاعت کے حق ہونے کا منکر ہو، حوض کوثر کے وجود کا منکر ہو اور تکذیب قیامت کا مجرم ہو، اس کا بھی شفاعت میں کوئی حصہ نہیں۔[۶]

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جلد نمبر ۵ ص ۷۶ اور تابعی مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۴، حدیث ۱۹۱ ص ۱۷۹ اور تفسیر المظہری جلد نمبر ۵ ص ۳۱۷ میں بیان کرتے ہیں کہ مقام محمود کے دو قول ہیں۔ ایک تو مقام شفاعت میں مقام محمود کا بلند درجہ ہے، جہاں سے شفاعت کی وجہ سے لوگوں کو جہنم سے جنت، میں بھیجا جائے گا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش معلیٰ پر کرسی بٹھایا جائے گا۔ امام خازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنی مدارک تفسیر میں کہ مقام محمد کا نام اس لئے مقام محمود ہے کہ یہاں پر سب لوگ محبوب خدا کی حمد کر رہے ہوں گے۔ اسی لئے ہم ہر اذان کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا عرض کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود عطا فرما تا کہ وہ ہماری شفاعت کریں۔ اس دن کافر کہیں گے کہ آج ہمارا کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شفیق دوست ہے۔ کاش ہم دنیا میں لوٹ جائیں قیامت کے دن کوئی سفارش فائدہ نہ دے گی۔ سوائے جن کو اذن ہوگا۔" (طٰہٰ۔۱۰۹)۔ سوائے ان کے کوئی شفاعت جس کا اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے، جیسے انبیاء، اولیاء، صالحین، مومنین اور صدیقین کے ان کی ایک ایک شفاعت سے ستر ستر ہزار لوگ بخشے جائیں گے۔ (مریم۔۸۷) پس قیامت کے دن بعض لوگ تو رب کی

---

۶ معارف القرآن جلد نمبر ۸، ص ۶۱۶

Marfat.com

رحمت سے جائیں گے اور بعض لوگ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لائے کہ آپ ﷺ کی آدھی امت کو بغیر حساب کتاب جنت میں بھیجنا آپ کو پسند ہے یا شفاعت کرنا۔ آپ ﷺ نے شفاعت کو قبول کیا۔ فرمایا کہ آدھی امت بغیر حساب کے جنت میں چلی جائے تو باقی امت تو جہنم میں چلی جائے گی، جنہیں میں شفاعت کر کے بخشوالوں گا، حتیٰ کہ ایک امتی بھی دوزخ میں نہیں رہے گا۔ پھر اللہ آپ ﷺ سے پوچھے گا کہ تو راضی ہے تو میں کہوں گا کہ تب تک میں راضی نہیں ہوؤں گا جب تک ایک امتی بھی جہنم میں باقی رہ جائے گا اور میں آخری امتی کا اور اس کے باپ کا نام بھی جانتا ہوں۔ یہ حدیث پاک چوبیس ۲۴ اصحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جب اللہ ساری عطائیں دے چکا ہوگا تو آپ ﷺ فرمائیں گے کہ میں عطاوالے سے راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مصطفیٰ ﷺ کو سبز جبہ پہنا کر اپنے دائیں طرف کھڑا کرے گا اور آپ ﷺ شفاعت کرتے جائیں گے۔ سب اولیاء، اقطاب، انبیاء، صحابہ رضی اللہ عنہ اور بزرگ سب کو شفاعت صغریٰ کا اختیار دیا جائیے گا جب کہ آپ ﷺ کو شفاعت کبریٰ کا اختیار ہوگا۔

Marfat.com

# مومن اور منافق

رسول اللہ ﷺ سے مومن اور منافق کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ''مومن کی ہمت نماز اور روزے کی طرف رہتی ہے اور منافق کی ہمت جانوروں کی طرح کھانے پینے کی طرف رہتی ہے اور وہ نماز یا روزہ کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا۔

مومن اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے اور بخشش طلب کرنے میں مشغول رہتا ہے جبکہ منافق حرص و ہوس میں مصروف رہتا ہے۔

مومن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید نہیں لگاتا اور منافق اللہ تعالیٰ کے سوا تمام مخلوق کی طرف رجوع کرتا ہے۔

مومن دین کو مال سے مقدم سمجھتا ہے اور منافق مال کو دین پر ترجیح دیتا ہے۔ مومن اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور منافق اللہ کے سوا ہر چیز سے ڈرتا ہے۔ مومن نیکی کرتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں روتا ہے۔ منافق گناہ کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ مومن خلوت اور تنہائی کو پسند کرتا ہے، منافق بھیڑ بھاڑ اور میل جول کو پسند کرتا ہے۔ مومن بوتا ہے اور فصل کی بربادی سے ڈرتا ہے اور منافق فصل اجاڑ دینے کے بعد کاٹنے کی تمنا رکھتا ہے۔

مومن دین کی تدبیر کے ساتھ اچھائیوں کا حکم دیتا ہے، برائیوں سے روکتا ہے اور اصلاح کرتا ہے۔ منافق اپنی ہیبت اور سطوت کے لیے فتنہ فساد برپا کرتا ہے اور نیکیوں سے روکتا ہے اور برائیوں کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں اور اپنی مٹھی بند رکھیں۔ وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں چھوڑ دیا۔ بے شک

Marfat.com

منافق وہی پکے بے حکم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ انہیں بس ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہے اور ان کے لیے قائم رہنے والا عذاب ہے۔[1]

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''مومن کی مثال کھیت کی تر و تازہ اور نرم شاخ کی سی ہے کہ جسے ہوائیں جھکا دیتی ہیں کبھی گرا دیتی ہیں اور کبھی سیدھا کر دیتی ہیں۔ یہاں تک کہ اس کا وقت پورا ہو جاتا ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے جو جما کھڑا رہتا ہے، اسے کوئی جھٹکا نہیں لگتا (یعنی نہ تو وہ ہوا کے دباؤ سے گرتا ہے اور نہ جھکتا ہے) یہاں تک کہ وہ دفعتاً زمین پر آ گرتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

منافق کی نشانیوں میں سے ایک جھوٹ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی شخص ایک بار بھی جھوٹ بولتا تھا، وہ منافق شمار کیا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں اور جب آدمی جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے'' (بخاری)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق جب بیمار ہو کر صحت مند ہو جاتا ہے تو اس کی مثال اُونٹ کی سی ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اسے کیوں رسیوں سے باندھا گیا اور کیوں کھلا چھوڑا گیا۔'' (ابوداؤد۔ حدیث ۳۰۸۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

۱۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۲۔ جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔

۳ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (صحیح بخاری شریف جلد نمبر، باب ۲۴ حدیث ۳۲)

---

[1] مکاشفتہ القلوب

Marfat.com

منافق دراصل وہ ہے کہ جس نے دل سے تو اسلام قبول نہ کیا ہو لیکن کسی وجہ سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ منافقون نازل فرمائی۔ ''جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔'' [۲]

مدینہ منوّرہ میں رئیس المنافقین، عبداللہ بن اُبی تھا جو انصار اور مہاجرین کے درمیان فتنے پیدا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اس کے دل میں ایمان ہی نہیں تو اس کے لیے کسی کا استغفار نافع نہیں ہو سکتا۔ منافق جھوٹی قسمیں کھاتے تھے اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی کوشش کرتے تھے۔

مومن اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ اُن کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے۔ منافق زبان سے مانتا ہے مگر دل سے نہیں مانتا۔ کافر نہ زبان سے مانتے ہیں اور نہ دل سے۔ منافق کا ظاہر اور باطن مختلف ہوتا ہے۔ حدیث شریف ہے کہ مومن مسجد میں ایسے خوش ہوتا ہے، جیسے مچھلی پانی میں اور منافق مسجد میں ایسے تنگ ہوتا ہے، جیسے پرندہ پنجرہ میں۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق پر فجر اور عشاء سے زیادہ بھاری کوئی نماز نہیں۔ اگر انہیں ان نمازوں کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ ان میں ضرور پہنچیں، چاہے انہیں سروں کے بل چلنا پڑے یا پیٹ کے بل رینگتے ہوئے۔ اس کے علاوہ جہاد سے نفرت منافق کی نشانی ہے۔

حضرت عمیر ابن ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب لوگ دو خیموں (گروہوں) میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک اہلِ ایمان کا خیمہ جس میں بالکل نفاق نہیں ہوگا، دوسرا منافقین کا خیمہ، جس میں بالکل ایمان نہیں ہوگا تو جب وہ دونوں اکٹھے ہو جائیں تو تم دجال کا انتظار کرو کہ آج آئے یا کل آئے۔''
(ابوداؤد۔ مستدرک)

حضرت ابو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے منافق کے

[۲] معارف القرآن جلد نمبر ۸، منافقون آیت نمبر ۱ ص ۴۴۵

Marfat.com

بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ''وہ شخص جو اسلام کی تعریف کرے لیکن اس پر عمل نہ کرے۔ (ابن ابی شیبہ)

ہر منافق کے دو چہرے ہوتے ہیں اور لوگوں سے اس کا معاملہ دورُخی ہوتا ہے، اسی طرح اس کی دو زبانیں ہوتی ہیں، ایک وہ جو اپنی چرب زبانی سے مسلمانوں کو دھوکہ میں رکھتا ہے، دوسرا وہ جس سے اپنی خاص محفلوں میں اصل خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ''تم قیامت کے دن بدترین ان لوگوں کو پاؤ گے جو دومنہ رکھنے والے منافق ہوں گے۔ منہ دیکھی بات کہتے ہوں گے۔ ان کے پاس جائیں گے تو اِن کی سی کہیں گے اور اُن کے پاس جائیں گے تو اُن کی سی کہیں گے۔'' (بخاری مسلم مشکوٰۃ ص ۴۱۱)

منافق کی ایک بڑی نشانی یہ بھی ہے کہ وہ معمولی جھگڑا ہونے پر فوراً آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور گالی گلوچ پر اُتر آتا ہے۔ جتنا دینِ اسلام کو نقصان منافقین نے پہنچایا، اتنا کفار نے نہیں پہنچایا۔ دومنہ رکھنے والے منافق سے بچنا چاہیے۔ اسلام اور کفر کی جنگ میں اسلام کی بجائے اپنے مفاد کی فکر کرنا منافقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجائے اپنی خواہش کو ترجیح دینا بھی منافقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸ سے آیت نمبر ۱۸ تک منافق کی علامات بتائی ہیں۔ منافق خود کو بڑا ذہین سمجھتے ہیں۔ ان کے دلوں میں حسد، حرص، تکبر اور منافقت ہوتی ہے۔ جب ان سے کہا جائے کہ فتنہ مت پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ منافق بزدل ہوتے ہیں۔ جان بوجھ کر نماز کو دیر سے ادا کرنا بھی منافقت ہے۔ اسلام اور کفر کی جنگ میں اسلام کی بجائے اپنے مفاد کی فکر کرنا منافقت ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں، حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ اور اہلِ ایمان کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، مگر دراصل وہ خود اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں۔ ان کے دلوں کی بیماری کو بُغض اور حسد اور بڑھا دیتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی خریدی ہے۔ منافقت اُن کی فطرت بن جاتی ہے۔ اس لیے انہیں یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ کس خباثت میں مبتلا ہیں۔ سورۃ بقرہ کی پہلی پانچ آیات میں مومن کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ ایمان بالغیب اقامتِ نماز اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ

Marfat.com

کرنے کی صفات رکھتے ہیں۔ وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ سورۃ بقرہ کی آیت ۶ اور ۷ میں فرمایا گیا ہے کہ کافر لوگ کھلم کھلا اپنے کافر ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ ان کے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے۔ اور ان کی آنکھوں اور کانوں پر پردہ ہے۔ وہ کسی صورت میں ایمان نہ لائیں گے۔ سورۃ بقرہ کی آیات ۸ سے ۱۸ تک منافقین کے بارے میں ہے۔ منافقین جب مسلمانوں سے ملتے تو کہتے تھے کہ مسلمان ہو گئے ہیں اور جب اپنی قوم کے کفار کے ساتھ ملتے تو کہتے تھے کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ وہ چالباز، فریبی اور جھوٹے لوگ تھے اور ان کے دِلوں میں بیماری تھی۔

ایک روایت ہے کہ مومن کی مثال اس کھیتی کی طرح ہے، جس کو ہوا کبھی گرا دیتی ہے اور کبھی سیدھا کھڑا کر دیتی ہے، حتیٰ کہ وہ پک کر تیار ہو اور منافق کی مثال اس صنوبر کے درخت کی طرح ہے، سیدھا کھڑا ہو اور اس کو کوئی چیز نہ پہنچے۔ یہاں تک کہ یک بارگی اُکھڑ جاتا ہے۔ مسلمان صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے نماز قائم کرتے ہیں جبکہ منافق لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔ مومن اللہ تعالیٰ کے حکم پر گرمی سردی کی پرواہ کئے بغیر جہاد کے لیے نکل پڑتے ہیں جبکہ منافق خود بھی جہاد کے لیے نہیں نکلتے، بہانے بناتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی جانے سے روکتے ہیں مومن نیکی اور بھلائی کی دعوت دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں جبکہ منافق برائی کی دعوت دیتے ہیں اور بھلائی کے کاموں سے لوگوں کو منع کرتے ہیں۔ کافر تو کھلم کھلا کفر کا کہتے ہیں ان سے مسلمانوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا منافقین سے پہنچتا ہے۔ سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دُوسرے کے ہم رنگ ہیں۔ برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ خیر سے روکتے ہیں یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا۔ یقیناً یہ منافق ہی فاسق ہیں۔ ان منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں کے لیے اللہ نے آتشِ دوزخ کا وعدہ کیا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔“ اور فرمایا کہ ”مومن مرد اور مومن عورتیں، یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت

Marfat.com

نازل ہو کر رہے گی۔'' [۳]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن سراپا اُلفت ہے اور اس شخص میں ذرا خیر نہیں جو نہ خود کسی سے محبت رکھتا ہے اور نہ دوسرے اس سے محبت رکھتے ہیں۔'' (مشکوٰۃ) اور فرمایا: ''دو خوبیاں منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ (۱) خوش اخلاقی (۲) دین کی سوجھ بوجھ'' (مشکوٰۃ)

## مکروہاتِ نماز:

مندرجہ ذیل چیزیں نماز میں مکروہ ہیں:

۱۔ کوکھ پر ہاتھ رکھنا
۲۔ آستین سے باہر ہاتھ نکالے رکھنا
۳۔ کپڑا اسمیٹنا
۴۔ جسم یا کپڑوں سے کھیلنا
۵۔ انگلیاں چٹخانا
۶۔ دائیں بائیں گرد موڑنا
۷۔ مرد کا جوڑا گوندھ کر نماز پڑھنا
۸۔ انگڑائی لینا
۹۔ کتے کی طرح بیٹھنا
۱۰۔ مرد کا سجدہ میں کلایاں زمین پر بچھانا
۱۱۔ مرد کا سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے ملانا
۱۲۔ کسی عذر کے بغیر آلتی پالتی مار کر بیٹھنا
۱۳۔ صف سے علیحدہ ہو کر اکیلے کھڑا رہنا
۱۴۔ نمازی کے سر یا سامنے کسی تصویر کا ہونا
۱۵۔ تصویر والے کپڑوں میں نماز پڑھنا

---

[۳] تفہیم القرآن جلد نمبر ۲، التوبہ ۱۷، ۶۷ ص ۶۷

Marfat.com

۱۶۔ کندھوں پر چادر یا کوئی کپڑا لٹکانا
۱۷۔ پیشاب یا پاخانہ زیادہ زور سے آیا ہوا ہو (مسلم)
۱۸۔ بھوک کا تقاضا زیادہ ہو
۱۹۔ سر کھول کر مردوں کا نماز پڑھنا۔ اگر عورتیں سر کھول کر نماز پڑھیں گی تو ان کی نماز نہ ہوگی
۲۰۔ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا
۲۱۔ پگڑی اس طرح باندھنا کہ پیچ سر پر نہ ہو
۲۲۔ چوری کے کپڑوں میں نماز پڑھنا
۲۳۔ مرد کا کان میں بالی پہن کر نماز پڑھنا
۲۴۔ ریشمی کپڑوں میں نماز پڑھنا
۲۵۔ مرد کو ہاتھ پاؤں میں تانبے، سونا، پیتل اور چاندی کے چھلے یا انگوٹھی پہن کر نماز پڑھنا
۲۶۔ ایک سے زیادہ نگوں والی انگوٹھی پہننا
۲۷۔ اگر کوئی آدمی سامنے بیٹھا دیکھ رہا ہو، اس کے سامنے نماز پڑھنا
۲۸۔ دوران نماز انگلیوں پر آیات، سورت یا تسبیح گننا
۲۹۔ دوران نماز کوئی خلاف سنت کام کرنا
۳۰۔ ایسی چادر یا کپڑوں میں نماز پڑھنا جن میں ہاتھ آسانی سے حرکت نہیں کر سکتے، نماز پڑھنا مکروہ ہے
۳۱۔ ارادتاً اُبکائی لینا اور اُبکائی آنے کو روکنے کی کوشش نہ کرنا
۳۲۔ دوران نماز کپڑوں اور جسم کو مٹی سے بچانے کے لیے جگہ صاف کرنا
۳۳۔ رکوع اور سجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا
۳۴۔ کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے (ردالمختار)
۳۵۔ نماز میں دائیں بائیں جھومنا مکروہ ہے
۳۶۔ مسجد میں کوئی جگہ اپنے لیے مخصوص کرنا کہ وہیں نماز پڑھے مکروہ ہے (عالمگیری)
۳۷۔ نماز میں دامن یا آستین سے اپنے آپ کو ہوا پہنچانا مکروہ ہے (عالمگیری)

Marfat.com

۳۸۔ سجدہ کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا اور اُٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا مکروہ ہے۔ (متیہ)

۳۹۔ رکوع میں گھٹنوں پر اور سجدہ میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا مکروہ ہے (عالمگیری)

۴۰۔ نماز کے لیے دوڑنا مکروہ ہے۔ (ردالمختار)

## منہیات نماز:

۱۔ طلوعِ آفتاب۔ دوپہر اور غروبِ آفتاب کے وقت نفل پڑھنا منع ہے

۲۔ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک نفل صلاۃ پڑھنا منع ہے۔ صرف فرض نماز پڑھ سکتے ہیں

۳۔ گھروں کو قبرستان بنانا منع ہے یعنی اس میں نماز پڑھنی چاہیے

۴۔ نماز میں امام سے پہلے رکوع وسجدہ یا کوئی بھی رُکن کرنا منع ہے

۵۔ صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنا منع ہے

۶۔ سخت بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا منع ہے

۷۔ قبرستان یا غسل خانہ میں نماز پڑھنا منع ہے

۸۔ نماز کی حالت میں منہ کو ڈھانپنا منع ہے (ابوداؤ)

۹۔ نماز میں اونچی آواز سے قرأت کرنا منع ہے

۱۰۔ اونگھ آنے لگے تو نماز پڑھنا منع ہے۔ ایسی حالت میں سو جانا چاہیے اور پھر دوبارہ اُٹھنا چاہیے

۱۱۔ لوگوں کی گردنیں کو پھاند کر اگلی صفوں میں جانا منع ہے۔

۱۲۔ مصلے کے آگے سے گزرنا منع ہے

۱۳۔ نماز کے دوران تھوکنا منع ہے

۱۴۔ نمازی کا اپنے جوتوں کو دائیں یا بائیں طرف رکھنا منع ہے، بلکہ اپنے دونوں پیروں کے درمیان رکھے تاکہ دوسرے نمازی کو تکلیف نہ ہو

۱۵۔ نماز میں کپڑے سمیٹنا، آستینیں چڑھانا اور بالوں سنوارنا منع ہے

Marfat.com

۱۶۔ نماز کے دوران دائیں، بائیں یا اُوپر دیکھنا منع ہے

۱۷۔ نماز کے دوران جمائی لینا۔ انگڑائی لینا اور پھونک مارنا منع ہے

۱۸۔ اگر لوگ امام سے راضی نہ ہوں تو اسے امامت کرنا منع ہے

۱۹۔ زور کا پیشاب یا پاخانہ لگا ہو تو نماز پڑھنا منع ہے

۲۰۔ نماز کے دوران زمین کو صاف کرنا منع ہے۔

۲۱۔ اگر امام مقرر ہو تو دوسرے آدمی کو اس کی اجازت کے بغیر امامت کرنا منع ہے

۲۲۔ جب فرض نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو پھر کوئی بھی نماز پڑھنا منع ہے[۴]

۲۳۔ دونوں پاؤں کو جوڑ کر کھڑا ہونا منع ہے

۲۴۔ سات چیزیں نماز کے اندر شیطان کی طرف سے ہیں: نکسیر، نیند، وسوسہ، جمائی، خارش، اِدھر اُدھر دیکھنا، کسی چیز سے کھیلنا (ترمذی)

۲۵۔ نماز میں چار چیزیں ظلم ہیں: (۱) ایسے راستے پر نماز پڑھنا کہ چلنے والے سامنے کو گزریں۔ (۲) منہ پونچھنا۔ (۳) اِدھر اُدھر دیکھنا۔ (۴) کنکریوں کو برابر کرنا۔

۲۶۔ سجدہ کے وقت زمین پر پھونک مارنا یا کنکریوں کو برابر کرنا

۲۷۔ پَیر کو اُٹھا کر ران پر رکھ لینا

۲۸۔ قیام میں دیوار سے ٹیک لگانا

۲۹۔ اقعا یعنی دونوں چوتڑوں پر بیٹھ کر دونوں زانو کھڑے کر دینا اور دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھنا، جس طرح کتا بیٹھتا ہے۔ حدیث کے مطابق اقعا اس طرح بیٹھنا ہے کہ بجز زانو اور پاؤں کی انگلیوں کے اور کوئی عضو زمین سے نہ لگا ہو۔ (ترمذی)

۳۰۔ پیشانی سے خاک یا گھاس نماز کے دوران چھڑانا منع ہے

۳۱۔ آستین کو بچھا کر سجدہ کرنا تا کہ چہرہ پر خاک نہ لگے (عالمگیری)[۵]

## قرآن واحادیث کی روشنی میں منہیات:

❀ خودکشی کرنا منع ہے۔

---

[۴] ممنوعات شرعیہ، ص ۱۷ [۵] بہارِ شریعت جلد نمبر ۱، ص ۲۳۴

Marfat.com

❀ لواطت و اغلام بازی منع ہے۔
❀ آگ کے ساتھ سزا دینا منع ہے۔
❀ زندہ یا مردہ کسی کو بھی جلانا منع ہے۔
❀ بلا علم فتویٰ دینا منع ہے۔
❀ جھوٹی قسم کھانا منع ہے۔
❀ نیک لوگوں یا نیک عورتوں سے بدظن ہونا منع ہے۔
❀ پڑوسی کے ساتھ برا سلوک کرنا منع ہے۔
❀ آدھے سایہ اور آدھی دھوپ میں بیٹھنا منع ہے۔
❀ کسی شرعی سبب کے بغیر تحفہ واپس کرنا منع ہے۔
❀ وعدہ خلافی کرنا منع ہے۔
❀ امانت میں خیانت کرنا منع ہے۔
❀ زیادہ ہنسنا منع ہے۔
❀ کسی کو تحفہ دے کر اس سے واپس لینا منع ہے۔
❀ اشارہ سے سلام کرنا منع ہے۔
❀ اگر کوئی سلام سے پہلے سوال شروع کر دے تو اس کا جواب دینا منع ہے۔
❀ قبلہ کی طرف تھوکنا منع ہے۔
❀ تنہا سفر کرنا منع ہے۔
❀ نذر ماننا منع ہے۔
❀ ناجائز سفارش کرنا منع ہے۔
❀ یتیم پر رعب جمانا اور اس کو ذلیل کرنا منع ہے۔
❀ سائل کو جھڑکنا منع ہے۔
❀ فضول خرچی منع ہے۔
❀ کسی شرعی سبب کے بغیر کسی مسلمان سے تین دن سے اُوپر ترکِ تعلق یا ترکِ کلام منع ہے۔

Marfat.com

- مزدور سے پورا کام لینا اور اسے پوری مزدوری نہ دینا منع ہے۔
- زمین پر اِترا کر اور اکڑ کر چلنا منع ہے۔
- صدقہ دے کر واپس لینا منع ہے۔
- خود پسندی منع ہے۔
- لوگوں کا منہ چڑھانا اور اپنا منہ تکبر کے ساتھ پھلانا منع ہے۔
- دوسروں کے گھروں میں بلا اجازت تانک جھانک کرنا منع ہے۔
- لوگوں کی باتیں سُننا اور ٹوہ میں لگ جانا منع ہے
- دوسروں کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا منع ہے۔
- کسی مسلمان پر ہتھیار اُٹھانا منع ہے۔
- عہد و معاہدہ میں پختہ قسم کھانے کے بعد اسے توڑنا منع ہے۔
- اللہ کی ناراضگی لے کر انسان کو خوش کرنا منع ہے۔
- شراب پینا، پلانا، نچوڑنا، بیچنا اور خریدنا منع ہے۔
- زنا کاری، بدکاری اور حرامکاری منع ہیں۔
- بلا کسی شرعی وجہ کے کسی کو قتل کرنا منع ہے۔
- غربت کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا منع ہے۔
- والدین کی نافرمانی کرنا۔ ڈانٹنا۔ جھڑکنا اور بے ادبی کرنا منع ہے۔
- حسد کرنا اور آپس میں دشمنی رکھنا منع ہے۔
- ناجائز اور حرامی کمائی سے خرچ کرنا منع ہے۔
- قرآن پاک کی قرأت سے ایک دوسرے پر برتری جتانے کی کوشش کرنا منع ہے البتہ مدرسوں میں حفظ کا مقابلہ جائز ہے۔
- دو آپس میں سرگوشی کرنے والوں کے درمیان جانا منع ہے۔
- بے وقوفوں کے ہاتھ مال و پیسہ دینا منع ہے۔
- ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑا کرنا منع ہے۔
- گواہی چھپانا منع ہے۔

Marfat.com

- احسان جتا کر یا دل کو ٹھیس پہنچا کر صدقہ دینا منع ہے۔
- شطرنج اور نرد کا کھیلنا منع ہے۔
- کسی کو دھوکہ دینا منع ہے۔
- لوگوں سے بغیر ضرورت کے مانگنا منع ہے۔
- کسی کو بائیں ہاتھ سے کچھ دینا اور لینا منع ہے۔
- غصہ یا ناراضگی کی حالت میں فیصلہ کرنا منع ہے۔
- ریح (ہوا) خارج ہونے پر ہنسنا منع ہے۔
- کسی بھی معاملہ میں دوسرے کو خوفزدہ کرنا منع ہے۔
- کوڑھ والے مریض کی طرف غور سے دیکھنا منع ہے۔
- کتا پالنا منع ہے۔
- بڑائی جتانا منع ہے۔
- علم چھپانا منع ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دینا منع ہے۔
- کسی کو اُٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھنا منع ہے۔
- حرام اور ناپاک چیزوں سے علاج کرنا منع ہے۔
- مصیبت، موت یا تکلیف کے وقت چہرہ نوچنا، سینہ پیٹنا اور کپڑے پھاڑنا منع ہے۔
- غروبِ آفتاب اور اس کے فوراً بعد چھوٹے بچوں کو گھر سے باہر لے جانا منع ہے۔
- دونوں فریقوں کی باتیں سنے بغیر ایک فریق کی بات سن کر فیصلہ کرنا منع ہے۔
- مرد کے لیے مرد کا بوسہ لینا یا دینا منع ہے۔
- آدمی سے اجازت لیے بغیر اس کے پاس سے اُٹھ جانا منع ہے۔
- کسی کا حق مارنے کی وصیت لکھنا منع ہے۔
- گناہ میں کسی کا تعاون کرنا منع ہے۔
- دوسروں کی شرم گاہ دیکھنا منع ہے۔
- اعتکاف کے دوران عورت سے مباشرت کرنا منع ہے۔

Marfat.com

- منافقین اور فاسقین کے ساتھ تعلقات رکھنا منع ہے۔
- کسی بھی معاملہ میں بدفالی لینا منع ہے۔
- ہر قسم کا جادو، غیب کی پیشن گوئی کرنا اور گم شدہ چیزوں کا پتہ بتانا منع ہے۔
- شرک اپنی تمام اقسام واشکال کے ساتھ منع ہے، چاہے وہ شرک اکبر ہو یا شرک اصغر ہو، ظاہری ہو یا پوشیدہ۔
- نجومیوں اور جوتشیوں اور گم شدہ چیزوں کا پتہ بتانے والوں کے پاس جانا اور ان کی باتوں پر یقین کرنا منع ہے۔
- غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا منع ہے۔
- نظر بد سے بچنے کے لیے کڑا، سیپی، کوڑی، پیتل، لوہا یا مقناطیس وغیرہ لٹکانا منع ہے۔
- کسی مسلمان کو دوزخی، جہنمی یا کافر کہنا منع ہے۔
- کافروں کو راز دار بنانا اور ان سے دوستی کرنا منع ہے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا منع ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اُڑانا منع ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی علاوہ کسی کے آگے بحالت رکوع جھکنا یا سجدہ کرنا منع ہے۔
- قبروں پر عمارت بنوانا منع ہے۔
- کسی بھی میّت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا منع ہے، البتہ عورت اپنے شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن تک سوگ منائے گی۔
- سامان کے عیب کو فروخت کرتے وقت چھپانا منع ہے۔
- ناپ تول میں کمی کرنا منع ہے۔
- اُجرت لے کر قرآن خوانی کرنا منع ہے۔
- یتیموں کا مال کھانا منع ہے۔
- رشوت دینا اور رشوت لینا منع ہے۔
- بیوی کو شوہر کے خلاف یا شوہر کو بیوی کے خلاف بھڑکانا منع ہے۔
- ہر درندہ جانور اور ہر پنجہ والے پرندہ کا گوشت کھانا منع ہے۔

Marfat.com

- مردوں کے لیے ریشمی لباس پہننا منع ہے۔
- ایک پیر میں جوتا چپل پہن کر چلنا منع ہے۔
- بائیں ہاتھ سے کھانا پینا منع ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دینا منع ہے۔
- کسی بھی عالم کو لاجواب اور مغالطہ میں ڈالنے کے لیے مشکل سوال کرنا اور من گھڑت مسائل دریافت کرنا منع ہے۔
- بُرا خواب دوسروں کو سُنانا منع ہے۔

## نماز کی پابندی اور اہمیت

ہر نماز کو وقت پر ادا کرنا چاہیے...... اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہوں پر قرآن مجید میں نمازوں کا حکم دیا ہے۔ مثلاً

''اور نماز کے پابند رہو۔ کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے'' (العنکبوت۔۴۵)

''مومن کامیاب ہوگئے وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں'' (المومنون ا۔۲)

فجر کی نماز کو اپنا نصیب بنالیں
ظہر کی نماز کو اپنا مقدر بنالیں
عصر کی نماز کو اپنی تقدیر بنالیں
مغرب کی نماز کو اپنی امید بنالیں
عشاء کی نماز کو اپنا مستقبل بنالیں

اس لیے نماز کو وقت پر اور باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں حدیث نبوی ﷺ ہے کہ

جس نے فجر کی نماز ترک کی، اس کے چہرے سے نور ختم کردیا جاتا ہے۔
جس نے ظہر کی نماز ترک کی، اس کی روزی سے برکت ختم کردی جاتی ہے۔
جس نے عصر کی نماز ترک کی، اس کے جسم سے طاقت ختم کردی جاتی ہے۔

Marfat.com

جس نے مغرب کی نماز ترک کی، اس کو اولاد سے کوئی خوشی حاصل نہ ہو گی۔
جس نے عشاء کی نماز ترک کی، اس کی نیند سے راحت ختم کر دی جائے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نماز کو اس کے مقررہ وقت پر پڑھے اور نماز کے لیے اچھی طرح سے کامل وضو کرے اور نماز کے قیام، خشوع، رکوع اور سجدہ کو صحیح طریقہ سے ادا کرے تو وہ نماز خوب روشن اور پر رونق بن کر نمازی کے لیے دعا کرتی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری ایسی حفاظت فرمائے، جیسی تو نے میری حفاظت کی ہے اور جو شخص نماز کو اس کے مقررہ وقت گزر جانے کے بعد پڑھے اور اچھی طرح کامل طریقہ سے وضو نہ کرے اور نمازی قیام، خشوع، رکوع اور سجدہ کو صحیح طریقے پر ادا نہ کرے تو وہ نماز بدصورت اور سیاہ بن کر نمازی کے لیے بد دعا کرتی جاتی ہے کہ اللہ تجھ کو ایسا ہی برباد کرے، جیسا تو نے مجھ کو برباد اور خراب کیا ہے، یہاں تک کہ وہ جہاں اللہ تعالیٰ چاہے پہنچ جاتی ہے تو یہ نماز پرانے کپڑنے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔'' (فضائل نماز)

مسلمان جانتے ہیں کہ دین اسلام میں نماز کا کیا مقام ہے کہ فرائض کے اندر اس کو اوّل مقام حاصل ہے۔ قرآن مجید میں بار بار نماز کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک (تمہارے امور میں) سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے۔ جس نے نماز کی پابندی کر کے اس کی حفاظت کی۔ اس نے پُورے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا، وہ نماز کے علاوہ دین کے دیگر ارکان کو زیادہ ضائع کرنے والوں میں ہو گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دِن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز درست ہوئی، تو وہ کامیاب و کامران ہو گا اور اگر درست نہ ہوئی تو وہ ناکام اور خسارہ میں ہو گا۔ اسی لیے والدین کو حکم دیا گیا ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کی نمازوں کی نگرانی کریں۔ دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر اس کی پٹائی بھی کریں تاکہ بالغ ہونے سے پہلے نماز کا پابند ہو جائے۔

Marfat.com

فرمودات:

☆ نماز اسلام کا بنیادی فریضہ ہے
☆ نماز مسلمان ہونے کی علامت ہے۔
☆ نماز جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے۔
☆ نماز آخرت میں روشنی کا مینار ہے۔
☆ نماز شبِ معراج کا قیمتی تحفہ ہے۔
☆ نماز مومنین کی معراج ہے۔
☆ نماز بے حیائی کے کاموں اور بری باتوں سے روکنے والی ہے۔
☆ نماز ادا کرنے سے شیطان کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے۔
☆ مسلمان اور مشرک کے درمیان نماز حائل ہے۔
☆ نماز دین کا ستون ہے۔
☆ نماز میں شفا ہے۔ (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ)
☆ آدمی کی نماز اس کے دل کا نُور ہے۔ (ترتیب شریف)
☆ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ (طبرانی)
☆ نماز لازم ہے کیونکہ یہ افضل جہاد ہے اور گناہوں کو ترک کر دینا افضل ہجرت ہے۔ (ترتیب)
☆ نماز ہر متقی کے لیے اللہ تعالیٰ سے قربت کا ذریعہ ہے۔ (ترتیب)
☆ نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔ اس سے دعا قبول ہوتی ہے۔ رزق میں برکت پیدا ہوتی ہے...... یہ ایمان کی جڑ ہے۔ بدن کی راحت ہے۔ دشمن کے لیے ہتھیار ہے۔ قبر میں چراغ ہے۔ پُل صراط سے جلدی سے گزارنے والی ہے۔

نماز ایمان کے بعد دینِ اسلام کا سب سے اہم رکن ہے، جس کی ادائیگی ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بندہ کو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب سجدے کی حالت میں حاصل ہوتا ہے''

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن آدمی کے اعمال کا سب سے پہلے فرض نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوگا اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو وہ ناکام ہوگا۔''
(ابوداؤد۔نسائی۔ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز اچھی ہوی تو باقی اعمال بھی اچھے ہوں گے اور اگر نماز خراب ہوئی تو باقی اعمال بھی خراب ہوں گے'' (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے تو نماز اس کے لیے قیامت کے دن عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہوگی اور جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا، اس کے لیے قیامت کے دن نہ نور ہوگا نہ اس کے (پورے ایماندار ہونے) کی کوئی دلیل ہوگی، نہ عذاب سے بچنے کا کوئی ذریعہ ہوگا اور وہ قیامت کے دن فرعون۔ قارون۔ ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (طبرانی۔بیہقی۔احمد رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت حسن اسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص پانچوں نمازوں کی اس طرح پابندی کرے کہ وضو اور اوقات کا اہتمام کرے، رکوع اور سجدہ اچھی طرح کرے اور اس طرح نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے ذمہ ضروری سمجھے کہ اس آدمی کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیا گیا۔'' (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ''کون سا عمل افضل ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اوّل وقت پر نماز پڑھنا''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی پانی (وضو) ہے۔'' (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت حریث بن قبیصہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ منوّرہ پہنچا تو میں نے یہ دعا کی کہ اللہ مجھے ایک نیک ہم نشین اور ساتھی میسّر فرما دے۔ پھر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اور میں نے ان سے کہا کہ میں نے تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ مجھے ایک

Marfat.com

نیک ساتھی عطا فرما۔ لہٰذا آپ اب مجھے کوئی ایسی حدیث بتایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مجھے امید ہے کہ اس حدیث کو میرے لیے نفع بخش بنائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن بندہ کے اعمال میں سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب کیا جائے گا۔ اگر اس کی نماز خراب اور ناقص ثابت ہوئی تو وہ شخص ثواب سے محروم، ناکام اور خسارہ میں ہوگا اور اگر اس کی نماز صحیح ثابت ہوئی تو وہ شخص بامراد ہوگا اگر اس کی فرض نماز میں کوئی نقصان ثابت ہوگا تو رب فرشتوں سے فرمائیں گے کہ دیکھو تو میرے اس بندے کے پاس نفل نمازیں بھی ہیں، جس سے فرض نمازوں کو کامل کر دیا جائے۔ پھر دوسرے اعمال (زکوٰۃ، روزہ، حج) کا اِسی طرح حساب ہوگا'' [۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا۔ میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا اور اگر تو ایسا نہ کرے گا تو تجھے بہت سے کاموں میں مصروف کر دوں گا، مگر تیری غریبی دور نہ کروں گا'' (مشکوٰۃ۔ ابن ماجہ)

حضرت حاتم بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: ''آپ نماز کیسے پڑھتے ہیں؟''

انہوں نے جواب دیا: ''جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو اچھی طرح وضو کر کے جائے نماز پر اطمینان سے کھڑا ہو جاتا ہوں اور یہ تصور کرتا ہوں کہ کعبہ میرے سامنے ہے، جنت میرے دائیں طرف، دوزخ میرے بائیں طرف ہے اور میں پل صراط پہ کھڑا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے اور یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔ پھر میں نہایت عاجزی سے اللہ اکبر کہتا ہوں۔ معانی کو ذہن میں رکھ کر تلاوت کرتا ہوں۔ نہایت خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس کے قبول ہونے کی اُمید رکھتا ہوں اور اپنے اعمال کے ناقص ہونے کی وجہ سے اس کے ٹھکرا دیئے جانے کا خوف کرتا ہوں''

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی عمل کے چھوڑنے

---

[۱] ترمذی شریف جلد نمبر ۱، ص ۹۴

Marfat.com

کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوا نماز کے (کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نماز چھوڑ دینے کو کفر سمجھتے تھے۔ ۷

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ کو میرے خلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت کی کہ تم شرک نہ کرنا، اگر چہ تم ٹکڑے ٹکڑے کاٹ ڈالے جاؤ، اگر چہ تم جلا دیئے جاؤ اور جان بوجھ کر فرض نماز نہ چھوڑنا، کیوں کہ جو نماز کو قصداً چھوڑ دے گا، اس کی امان ختم ہو جائے گی اور تم شراب نہ پینا، اس لیے کہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸ نے فرمایا کہ وہ عہد جو ہمارے اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہے وہ نماز ہے تو جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے کافر کا کام کیا۔ ۹

عذاب قبر سے بچانے والی سات چیزیں ہیں:

۱۔ نماز کی پابندی ۲۔ صدقے کی کثرت ۳۔ تلاوتِ قرآن
۴۔ تسبیحات کی کثرت ۵۔ جھوٹ سے بچنا ۶۔ چغلی سے بچنا
۷۔ خیانت نہ کرنا

قبر کے عذاب سے بچانے والی فہرست میں سرفہرست چیز نماز کی پابندی ہے۔

حضرت صدیق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے اور جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کرتا ہے، اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

## نماز اشراق کی فضیلت:

جب آفتاب چھٹ کر ایک نیزے تک بلند ہو جائے تو اس وقت نوافل کا پڑھنا نماز اشراق کہلاتا ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ پھر آدمی پر لازم ہے کہ اپنے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ و خیرات کرے''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم! کون ہے جو اس کی طاقت رکھے؟''

---

۷، ۸، ۹ مشکوٰۃ جلد نمبر ۱، ص ۵۸، ۵۹

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دو رکعتیں نمازِ اشراق کی پڑھنی تجھ کو کافی ہیں (پھر صدقے کی احتیاج نہ رہے گی یعنی دو رکعت تین سو ساٹھ جوڑ کا صدقہ ہے)'' (ابو داؤ) ۱۰

اس سے معلوم ہوا کہ نماز اشراق کم از کم دو رکعت ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص فجر کی نماز با جماعت پڑھتا ہے، پھر سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے، پھر دو رکعت نفل پڑھتا ہے تو اسے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: ''کامل حج اور عمرہ کا ثواب، کامل حج اور عمرہ کا ثواب، کامل حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے'' (ترمذی)

## نماز چاشت کی فضیلت:

چاشت کا اصل وقت تیز دھوپ ہے، جیسے ساڑھے دس یا گیارہ بجے کا وقت ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص کے ذمہ اس کے جسم کے ایک ایک جوڑ کی سلامتی کے شکرانے میں روزانہ صبح کو ایک صدقہ ہوتا ہے۔ ہر بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے۔ ہر بار الحمد اللہ کہنا صدقہ ہے۔ ہر بار لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے۔ ہر بار اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے۔ بھلائی کا حکم کرنا صدقہ ہے۔ بُرائی سے روکنا صدقہ ہے اور ہر جوڑ کے شکر کے لیے چاشت کے وقت دو رکعتیں پڑھنا کافی ہو جاتی ہیں۔'' (مسلم)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص چاشت کے دو نفل پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل رہنے والوں میں شمار نہیں ہوتا۔ جو چار نفل پڑھتا ہے، وہ عبادت گزاروں میں لکھا جاتا ہے۔ جو چھ نفل پڑھتا ہے اس کے دِن کے کاموں میں مدد کی جاتی ہے۔ جو آٹھ نفل پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے فرمانبرداروں میں لکھ دیتا ہے اور جو بارہ نفل پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں محل بنا دیتا ہے۔ ہر دن اور رات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر صدقہ اور احسان

۱۰ صلاۃ الرسول ﷺ ص ۲۷۴

Marfat.com

فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر سب سے بڑا احسان یہ ہوتا ہے کہ اسے اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمادے۔ (طبرانی)

چاشت کی کم از کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرے، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے' اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ) [۱۱]

## نماز تہجد کی فضیلت و اہمیت:

عشاء کے بعد رات کو سو کر اُٹھنے کے بعد نوافل پڑھنے کو تہجد کہتے ہیں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تہجد ضرور پڑھا کرو، کیوں کہ وہ تم سے پہلے صالحین کی روش ہے اور تمہارے لیے اپنے رب کا وسیلہ، گناہوں کے مٹنے کا ذریعہ اور ''مزید گناہوں سے بچنے کا سبب ہے'' (ترمذی) [۱۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص پر اللہ کی رحمت ہو جو رات کو اُٹھا۔ پھر نماز (تہجد) پڑھی اور اپنی عورت کو جگایا۔ پھر اس نے (بھی) نماز پڑھی۔ پھر اگر عورت (غلبۂ نیند کے باعث) نہ جاگی تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور اس عورت پر اللہ کی رحمت ہو جو رات کو اُٹھی، پھر نماز پڑھی اور اپنے خاوند کو جگایا۔ پھر اس نے (بھی) نماز پڑھی۔ اگر خاوند (غلبۂ نیند کے باعث نہ جاگا) تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے'' (ابوداؤد)

اس کا افضل وقت رات کا آخری حصہ ہے۔ اس میں کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ادا کی جاتی ہیں۔ (بخاری)

تہجد کی نماز سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''تم تہجد کی نماز پڑھا کرو۔ فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد (درمیانی رات کی نماز) ہے۔ (مسلم) یہ وہ نفلی نماز ہے جو تمام نفلی نمازوں پر بھاری ہے۔ نماز تہجد دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ یہ افضل

---

[۱۱] بہارِ شریعت جلد نمبر۱، ص ۲۶۵ [۱۲] ابن خزیمہ، حدیث ۱۱۳۵

Marfat.com

ترین عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں تہجد پڑھنے والے محسن اور متقی ہیں۔ یہ نماز نصف شب کے بعد جاگ کر پڑھی جاتی ہے۔ جو شخص تہجد کا عادی ہو، بلا عذر اسے چھوڑنا مکروہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! اسلام شائع کرو اور کھانا کھلاؤ اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو اور رات میں نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہوں، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو گے۔ (ترمذی) [۱۳]

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ رات کے آخر تہائی حصے میں آسمان دنیا کی طرف نزول کر کے فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں؟ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش اور مغفرت طلب کرے کہ میں اسے بخش دوں؟'' (بخاری)

تہجد کی نماز نصف شب کے بعد بیدار ہو کر پڑھی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا: ''اے علی رضی اللہ عنہ! دنیا میں مومن کی خوشی تین چیزوں میں ہے:

۱۔ بھائیوں کی ملاقات ۲۔ روزہ سے افطاری

۳۔ پچھلی رات کو نمازِ تہجد پڑھنا

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نمازِ تہجد ضرور پڑھا کرو۔ یہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل۔ ۷۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''رات کو کچھ حصے میں تہجد کی نماز میں قرآن کی قرأت کریں۔'' نفلی نمازوں میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ عبادت ہے۔ نماز تہجد گھر میں ہی پڑھنا افضل ہے۔ نماز تہجد کا افضل وقت رات کا آخری حصہ ہے۔ اس میں کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ادا کی جاتی ہیں۔ (بخاری) تہجد کی نماز سنت ہے۔ نماز تہجد قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز درمیانی رات کی نماز (تہجد) ہے۔ (مسلم) قرآن کی رو سے تہجد کا اہتمام کرنے والے اللہ کی نظر میں محسن اور متقی ہیں، جنہیں اللہ کی خصوصی رحمت اور ابدی نعمتوں کا مستحق قرار دیا گیا۔ حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری

---

[۱۳] بہارِ شریعت جلد نمبر ۱، حدیث ۹، ص ۲۶۶

Marfat.com

تہائی حصے میں بندے سے زیادہ قریب ہوتا ہے پس اگر ہو سکے تو تم ان بندوں میں سے ہو جاؤ جو اس مبارک وقت میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

## تہجد کی فضیلت:

۱۔ تہجد کی نماز جہنم کی آگ کو بجھاتی ہے۔

۲۔ تہجد گزار لوگ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔

۳۔ تہجد قبر کی وحشت سے بچاتی ہے۔

۴۔ رات میں جب سب سو رہے ہوں، اس وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا نہایت ہی عظیم سعادت ہے۔ نہ معلوم کون سی گھڑی مقبولیت کی ہو اور ہماری آخرت سنور جائے۔

۵۔ آدھی رات کے وقت دو رکعت پڑھنا دنیا کی ہر عظیم نعمت سے بھی عظیم ترین نعمت ہے۔

۶۔ رات کی عبادت ہمیشہ نیک لوگوں کا راہی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے اور گناہوں کا مکمل کفارہ بھی۔ نیز اس سے جسمانی بیماریاں بھی دُور ہوتی ہیں۔

## نماز جمعہ کی فضیلت و اہمیت:

حضرت یزید بن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَیں جمعہ کی نماز کے لیے پیدل جا رہا تھا کہ حضرت عبایہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ مجھے مل گئے اور فرمانے لگے: ''تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہارے یہ قدم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہیں''۔ مَیں نے ابو عبس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے قدم اللہ تعالیٰ کے راستے میں غبار آلود ہوئے تو وہ قدم دوزخ کی آگ پر حرام ہوئے۔'' (ترمذی)

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جمعہ پڑھنے کے لیے لوگ اپنے گھروں اور بلندی والی جگہوں سے ایسے کپڑے پہنے ہوئے آتے تھے کہ ان پر گرد و غبار پڑا ہوا ہوتا تھا۔ ان سے بد بو بھی آتی تھی۔ ان میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، حالانکہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا: ''کاش کہ آج کے دن تم زیادہ پاکی حاصل کرتے (غسل کرتے)'' (مسلم)

حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن خوب اچھی طرح غسل کرتا ہے۔ بہت سویرے مسجد جاتا ہے، پیدل جاتا ہے، سواری پر سوار نہیں ہوتا، امام سے قریب ہو کر بیٹھتا ہے اور توجہ سے خطبہ سُنتا ہے، اس دوران کسی قسم کی کوئی بات نہیں کرتا تو وہ جمعہ کے لیے جتنے قدم چل کر آتا ہے، اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں کا ثواب اور ایک سال کی راتوں کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔'' (ابوداؤد۔ رقم ۳۴۵)

جمعہ کا دن مسلمانوں کے اجتماع کا دِن ہے۔ جو جمعہ کی نماز سے پہلے تین بار سورۃ قدر پڑھے، اسے دنیا میں تمام جمعہ پڑھنے والوں کے برابر نیکیاں ملیں گی۔ جمعہ کا دن مسلمانوں کے اجتماع کا دن ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں اس وقت آیا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے وہ دوسروں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'بیٹھ جاؤ، تم نے ایذا پہنچائی اور ایک لغو کام کیا'' (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانو! خدا تعالیٰ نے اس دن کو تمہارے لیے عید کا دن بنایا ہے۔ لہٰذا اس دن غسل کیا کرو اور مسواک کا اہتمام کیا کرو۔'' (طبرانی)

حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن جمعہ کا دن ہے۔ پس تم اس دِن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (سنن ابوداؤ۔ کتاب الطہارہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر جمعہ کی نماز کے لیے آتا ہے۔ خوب دھیان سے خطبہ سُنتا ہے اور خطبہ کے دوران خاموش رہتا ہے تو اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے، فرشتے مسجد

Marfat.com

کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پہلے آنے والے کا نام پہلے۔ اس کے بعد آنے والے کا نام اس کے بعد لکھتے ہیں (اسی طرح آنے والوں کے نام ان کے آنے کی ترتیب سے لکھتے ہیں) جو جمعہ کی نماز کے لیے سویرے جاتا ہے، اسے اونٹ صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے کو گائے صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے کو مینڈھا، اس کے بعد والے کو مرغی اس کے بعد والے کو انڈا صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ جب امام خطبہ دینے آتا ہے تو فرشتے وہ رجسٹر (جن میں آنے والوں کے نام لکھے گئے ہیں) لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ سُننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری رقم ۹۲۹)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ مسلمان بندہ اس میں اللہ تعالیٰ سے جو مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرما دیتا ہے کہ وہ گھڑی عصر کے بعد ہوتی ہے۔'' [۱۴]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعہ کی وہ گھڑی خطبہ شروع سے لے کر نماز کے ختم ہونے تک کا درمیانی وقت سُنا ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کی تو یہ اس کے لیے دو جمعوں کے درمیان نور کے ساتھ چمکتی رہے گی۔'' (نسائی)

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھنا ہر مسلمان پر ضروری ہے، چار شخصوں کے سوا کہ ان لوگوں پر جمعہ پڑھنا ضروری نہیں۔ (۱) غلام (۲) عورت (۳) بچہ (۴) بیمار [۱۵]

یوں تو ہر فرض نماز کو چھوڑنا گناہِ کبیرہ اور جہنم میں جانے کا سبب ہے، لیکن جمعہ کی نماز چھوڑ دینے پر خصوصیت کے ساتھ چند خاص وعیدیں بھی وارد ہوئی ہیں۔ نماز اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے اور اپنی ضرورتوں کو مانگنے کا ذریعہ ہے۔ نماز کی سستی کرنے کو منافقین

---

[۱۴] الفتح الربانی جلد نمبر ۶، ص ۱۳ [۱۵] الفتح الربانی جلد نمبر ۶، ص ۱۳

Marfat.com

کا عمل قرار دیا گیا ہے۔ تمام ارکان کو نہایت اہتمام اور خشوع اور خضوع سے مطمئن ہو کر ادا کرنا چاہیے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ مروی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جمعہ کا غسل ہر بالغ آدمی پر واجب ہے'' (بخاری مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ اسی میں وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی میں ان کو نکالا گیا۔'' (مسلم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب (جمعہ) کی نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔'' (سورہ الجمعہ۔۱۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے منبر کے تختوں پر یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں، ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کے دِلوں پر مہر لگا دے گا۔ پھر یقیناً غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعتہ المبارک کی شب اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی مغفرت فرماتا ہے۔'' حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اس نے رخصت کو اختیار کیا اور یہ خوب ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔'' (ابوداؤد۔ ترمذی)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، اپنی طاقت کے مطابق پاکیزگی حاصل کرے۔ تیل لگائے یا اپنے گھر میں موجود خوشبو استعمال کرے، پھر وہ گھر سے نکلے اور (مسجد میں) دو آدمیوں کے درمیان گھس کر ان کے درمیان تفریق نہ کرے، پھر اس کے مقدر میں جو ہو، وہ نماز پڑھے اور جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش رہے تو اس کے اس جمعے سے دوسرے جمعے کی درمیانی مدّت میں ہونے والے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' [۱۶]

---

[۱۶] صحیح بخاری۔ کتاب الجمعہ

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لوگ جمعہ چھوڑنے کو باز آئیں گے یا اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا۔ فرماتے ہیں کہ جو تین جمعے سستی کی وجہ سے چھوڑے، اللہ اس کے دل پر مہر کر دے گا۔ ۱۷

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "میں نے قصد کیا کہ ایک شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور جو لوگ جمعہ سے پیچھے رہ گئے، ان کے گھروں کو جلاؤں۔ (بخاری) ۱۸

جمعہ کی نماز فرض ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ موکدہ ہے (درمختار) جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور عیدین سے بڑا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا، اللہ تعالیٰ اسے فتنہ قبر سے بچا لے گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ فرماتے ہیں کہ جو جمعہ کے دن نہائے اس کے گناہ اور خطائیں مٹا دی جاتی ہیں اور جب چلنا شروع کرے تو ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ ہر قدم پر بیس سال کا عمل لکھا جاتا ہے اور جب نماز سے فارغ ہو تو اسے دو سو برس کے عمل کا اجر ملتا ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فرماتے ہیں جمعہ کا غسل بال کی جڑوں سے خطائیں کھینچ لیتا ہے۔ (طبرانی کبیرہ اوسط) ۱۹

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کا دن سارے دنوں کا سردار اور اللہ کے نزدیک سب سے عظمت والا ہے اس کی عظمت اللہ کے نزدیک عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بڑھ کر ہے۔ جمع کے دن خاص پانچ باتیں یہ ہیں:

۱۔ اسی دن اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ۲۔ اسی دن ان کو زمین پر اتارا

۳۔ اسی دن انہیں وفات دی ۴۔ اسی دن قیامت ہوگی

۵۔ ایک ساعت اس میں ایسی ہے کہ حرام شے کے سوال کے علاوہ بندہ کے ہر سوال کو اللہ پورا فرمائے گا۔

زمین و آسمان کے درمیان رہنے والا ہر مقرب فرشتہ ہوائیں، پہاڑ، سمندر سب کے سب جمعہ کے دن سے خائف رہتے ہیں۔" (ابن ماجہ)

---

۱۷، ۱۸ بہارِ شریعت جلد نمبر ۱، ص ۳۰۱ ۱۹ بہارِ شریعت جلد نمبر ۱، احادیث ۴۸، ۴۷، ۴۶، ص ۳۰۲

Marfat.com

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللہ کی بارگاہ میں حاضری (انتقال) سے پہلے توبہ کرو اور اعمال صالحہ میں جلدی کرو۔ زیادہ یاد کر کے اور خفیہ و اعلانیہ کثرت صدقہ سے اپنے اور رب کریم کے درمیان رشتہ خوب مضبوط کرو۔ تمہیں رزق دیا جائے گا۔ تمہاری مدد کی جائے گی۔ تمہارے نقصان کی تلافی کی جائے گی۔ جان رکھو! اللہ نے تم پر اس مقام اس دن اس مہینے اس سال جمعہ فرض کیا ہے اور یہ فرضیت قیامت تک کے لیے ہے۔ اب جو شخص میری اس زندگی یا اس کے بعد امام عادل یا ظالم کے ہوتے ہوئے اس جمعہ کے استخفاف یا انکار کی وجہ سے اسے ترک کرے گا تو اللہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور اس کے کام میں برکت نہ دے گا اور یاد رکھو کہ نہ اس کی نماز قبول ہوگی، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ روزہ اور نہ کوئی نیکی۔ جب تک کہ توبہ نہ کرلے اور جو توبہ کرلے، اس کی توبہ اللہ قبول فرمائے گا۔'' (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے کے لوگوں کو جمعہ کی ہدایت نہیں فرمائی۔ یہود کے لیے ہفتہ کا دن اور نصاریٰ کے لیے اتوار کا دن متعین فرمایا۔ وہ قیامت تک اس سلسلہ میں ہمارے تابع ہیں۔ ہم دنیا میں آمد کے لحاظ سے آخری امت ہیں اور حساب و فیصلہ کے لحاظ سے سب مخلوق میں اول ہیں''۔ (ابن ماجہ)

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں بندہ اپنے اللہ سے جو بھی سوال کرتا ہے، اسے وہ عطا کرتا ہے۔ کسی نے پوچھا: ''وہ کون سی گھڑی ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز شروع ہونے سے ختم ہونے تک'' (ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت میں ہر دن کسی نہ کسی شکل میں اٹھایا جائے گا لیکن جمعۃ المبارک کو نہایت ہی حسین و جمیل دلہن کی شکل میں آراستہ کیا جائے گا۔ اس کی عزت تعظیم کرنے والے اسے ایسے گھیرے ہوں گے جیسے عورتیں دلہن کو گھیرے ہوتی ہیں تاکہ اسے محبوب مالک کے پاس پہنچا

Marfat.com

دیں۔ وہ لوگ جمعہ کے انوار وتجلیات سے منور ہوں گے اور ان کے آگے خوشبو اور روشنی ہوگی۔ تمام جن وانس کی نگاہیں ان پر لگی ہوں گی۔ لوگ تعجب سے ان کے گرد گھومتے ہوں گے، یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اگر خطبۂ جمعہ کے وقت تم نے اپنے پاس کے کسی آدمی سے کہا کہ ''چپ رہو'' تب بھی تم نے بے ہودہ کام کیا۔'' (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جس وقت جمعہ کے دن اونگھنے لگو تو جگہ بدل لو'' (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمان جمعہ کے دن اور رات میں وفات پاتا ہے تو اللہ اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھتا ہے'' (احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جمعہ کی رات روشن رات اور جمعہ کا دن چمک دار دن ہے'' (بیہقی)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص بلاعذر جمعہ چھوڑ دے، وہ ایک دینار صدقہ کرے اور اگر نہ پائے تو آدھا دینار صدقہ کرے'' (ابوداؤد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر گواہ ہوں کہ جمعہ کے دن ہر بالغ آدمی پر فرض ہے کہ وہ غسل کرے اور یہ کہ وہ مسواک کرے اور اگر خوشبو میسّر ہو تو وہ بھی استعمال کرے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جس قدر ممکن ہو صفائی کر کے تیل لگائے یا پھر اپنے گھر کی خوشبو لگا کر نماز جمعہ کے لیے نکلے اور ایسے دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ کرے (جو مسجد میں بیٹھے ہوں)، پھر جتنی نماز اس کی قسمت میں ہو ادا کرے اور جب امام خطبہ دینے لگے تو خاموش رہے تو اس کے وہ گناہ جو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ کے

Marfat.com

درمیان ہوئے ہوں، سب بخش دیے جائیں گے‘‘ (بخاری)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مسلمان کو چاہیے کہ وہ جمعہ کے دِن ضرور غسل کرے، بہترین کپڑے پہنے، پھر جمعہ میں آئے‘‘ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے جمعہ کے دن کلام کیا جبکہ امام خطبہ دے رہا تھا، وہ گدھے کی مانند ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے، اور جو شخص اس کو کہے ’’چپ رہ‘‘ اس کو ثواب نہیں۔‘‘

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’خطبہ کے وقت حاضر ہو اور امام کے قریب بیٹھ کیونکہ آدمی ہمیشہ پیچھے رہتا ہے، یہاں تک کہ پیچھے رہے گا جنت میں بھی اگرچہ اس میں داخل ہو‘‘

جمعہ کے دن غسل کرنا مسنون ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح اہتمام سے غسل کرے، پھر نماز کے لیے جائے تو وہ ایسا ہے کہ اس نے اونٹ صدقہ کیا جو دوسری گھڑی میں جائے گویا کہ اس نے گائے صدقہ کی اور جو تیسری گھڑی میں جائے، اس نے گویا سینگ دار مینڈھا صدقہ کیا۔ جو چوتھی گھڑی میں جائے، اس نے گویا مرغی صدقہ کی اور جو پانچویں گھڑی میں جائے، اس نے گویا ایک انڈہ اللہ کے راستے میں صدقہ کیا۔ پھر جب امام پڑھنے کے لیے آجاتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے کے لیے رجسٹر لپیٹ دیتے ہیں۔‘‘ (بخاری)

جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے بہت اہم دن ہے۔ اس دن کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگتا ہے کہ قرآن پاک میں جمعہ کے نام سے پوری سورت ہے۔ یہ دِن رحمتوں اور برکتوں کا دن ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ’’جمعہ کے دن اور شب جمعہ میں مجھ پر درود کثرت سے بھیجا کرو کیونکہ جو شخص ایسا کرے گا، میں قیامت کے دن اس کے لیے گواہ اور سفارشی ہوں گا‘‘ (کنز العمال جلد نمبر ۱، ص ۴۸۹)

حضرت اوس بن ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ’’جس نے جمعہ کے دن خوب اچھی طرح غسل کیا اور جلدی کی،

Marfat.com

پیدل چل کر آیا اور سوار ہو کر نہیں اور امام کے قریب بیٹھا، پھر غور سے خطبہ سُنا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اس کے ہر قدم کے بدلہ ایک سال کے روزوں اور رات کے نفلوں کا ثواب اسے ملے گا۔'' (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے چار جمعوں کو بلا کسی عذر کے چھوڑ دیا تو اس نے اسلام کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا'' (کنز العمال) جلد نمبر ۷، ص ۵۱۸)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علمائے کرام کی ایک جماعت شب جمعہ کو شبِ قدر پر فضیلت دیتی ہے اس لیے کہ شب جمعہ بار بار آتی ہے، جس کے باعث اس کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بشارت دی گئی ہے کہ ہر شب جمعہ میری امت پر اللہ تعالیٰ ننانوے بار نظرِ رحمت فرماتا ہے۔ ظاہر ہے جسے رحمت سے دیکھے گا، اسے بخشش سے نوازے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے عمر رضی اللہ عنہ! نماز جمعہ کو اپنی ذات پر لازم کرلو کیونکہ یہ گناہوں کو اس طرح رد کرتی ہے جیسے تم اپنے گھروں سے گرد وغبار دور کر دیتے ہو۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! ایسا کوئی بندہ نہیں جو احترام جمعہ کے لیے غسل کرے اور پھر گناہوں سے ایسے پاک وصاف نہ ہو جائے جیسے اس کی ماں نے آج ہی پیدا کیا ہو۔ جو مسلمان نماز جمعہ کے لیے گھر سے نکلتا ہے، اس کے لیے کنکر، پتھر، مٹی یہاں تک کہ جہاں سجدہ کرتا ہے، وہ جگہ بھی اس کے لیے شہادت دیتی ہے۔ جو نہایا، صاف ستھرا لباس پہن کر جمعہ کے لیے نکلا، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی خصوصی نگاہ کرم فرماتا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جمعوں کو چھوڑنے سے باز رہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ اُن کے دِلوں پر ضرور ایسی مہر لگا دے گا کہ وہ یقیناً غافلین میں سے ہو جائیں گے۔ [۲۰]

---

[۲۰] مشکوٰۃ جلد نمبر ۱، ص ۱۲۱

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص پہلے آتا ہے لیکن دوسری صف میں صرف اس لیے کھڑا ہو جاتا ہے کہ میرے بھائی کو تکلیف نہ ہو تو اسے دو گنا اجر ملے گا۔ (طبرانی)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”سارے دنوں میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے۔ اس دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ اسی دن پہلا اور دُوسرا صور پھونکا جائے گا۔ اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔“

ایک شخص نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درود کس طرح آپ کو پیش کیے جائیں گے جب کہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بے شک، اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے اجسام کا کھانا زمین کے لیے حرام فرما دیا ہے“ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کسی پر کیا دشوار ہے کہ اگر ممکن ہو تو جمعہ کے دن کے لیے دو کپڑے کام کاج کے علاوہ بنائے“ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جمعہ کے دن تین شخص حاضر ہوتے ہیں۔ ایک شخص بے فائدہ کلام کے ساتھ حاضر ہوتا ہے۔ پس وہ اس کا حصہ ہے۔ ایک آدمی دعا کے ساتھ حاضر ہوتا ہے۔ پس وہ شخص ہے کہ اس نے دعا مانگی اللہ چاہے تو اس کو دے اور اگر نہ چاہے تو نہ دے اور ایک آدمی جمعہ کو حاضر ہوتا ہے خاموشی اور سکونت کے ساتھ، نہ کسی مسلمان کی گردن پھلانگے، نہ کسی کو تکلیف دے، یہ جمعہ اس کا کفارہ ہے اس جمعہ تک جو اس کے ساتھ متصل ہے اور تین دن زائد کا۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص ایک نیکی کرے، اس کے لیے دو گنا ثواب ہے“ (ابوداؤد)

## نماز تراویح کی فضیلت:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں

Marfat.com

لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے، بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا ہے اور اس کی رات کے قیام یعنی تراویح کو بہت فضیلت دی ہے، جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے تو یہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں کسی فرض کو ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اوّل حصہ رحمت اور درمیانی حصہ اللہ کی مغفرت ہے جبکہ آخری حصہ آگ سے آزادی یعنی نجات کا ہے۔

تراویح ادا کرنے کا بہت ثواب ہے۔ اس سے روزہ دار اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ سے زیادہ سرخرو ہوتا ہے۔ اس نماز سے روحانی اور جسمانی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کی بہت فضیلت ہے۔ اس نماز سے روزے کی طرف صبر و استقامت کا مظاہرہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ آپ ﷺ نے روزہ اور تراویح کا ذِکر فرمانے کے بعد عام فرض اور نفلی عبادت کے اہتمام کی طرف توجہ دینے کا حکم دیا ہے کہ اس مہینہ میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ہے اور اس کے ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر فرائض کے ثواب کے برابر ہے۔ تراویح سب کے لیے بالا جامع سنت مؤکدہ ہے۔ (درمختار) تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے۔ تراویح بیٹھ کر پڑھنا بلاعذر مکرو ہے بلکہ بعضوں کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔ (درمختار) اگر فوت ہوجائیں تو ان کی کوئی قضا نہیں۔ تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے۔

## نمازوں کی فضیلت:

۱۔ نماز پنجگانہ اور جمعہ، جمعہ تک اپنے درمیان کے عرصہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ اس دوران کوئی کبیرہ گناہ سرزد نہ ہو۔ (مسلم)

۲۔ جو شخص دو ٹھنڈے وقت (فجر و عصر) کی نمازوں کی پابندی کرے گا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۳۔ وہ شخص دوزخ میں ہرگز نہ جائے گا، جس نے آفتاب طلوع ہونے اور غروب

Marfat.com

ہونے سے قبل کی نمازیں پڑھیں یعنی فجر و عصر کی۔ (مسلم)

۴۔ جو شخص فجر کی نماز پڑھ لیتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ (حفاظت) میں آجاتا ہے، تو اے آدم کے بیٹے دیکھ اللہ تعالیٰ کہیں تجھ سے اپنے حفظ و ضمانت میں آجانے سے متعلق کوئی باز پرس نہ کرے۔ (مسلم)

۵۔ جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت مسجد میں (نماز پڑھنے) جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں اس کے لیے مہمانی کی جائے گی۔ (صبح جائے یا شام)۔ (بخاری۔ مسلم)

۶۔ جو شخص اپنے گھر سے وضو وغیرہ کر کے اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد) میں اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کسی فرض کی ادائیگی کی نیّت سے جاتا ہے تو اس کا ایک قدم اس کے ایک گناہ کو مٹانے کا ذریعہ بنتا ہے تو اس کا دوسرا قدم اس کا ایک درجہ بڑھاتا ہے۔ (مسلم)

۷۔ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز کے مقابلے میں ستائیس درجہ افضل ہے۔ (بخاری، مسلم)

۸۔ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ لی، وہ گویا آدھی رات تک عبادت میں مصروف رہا اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی تو گویا وہ تمام رات ہی نماز پڑھتا رہا۔ (مسلم)

۹۔ اندھیری راتوں میں مسجد کی طرف پیدل چل کر آنے والوں کو یہ خوشخبری سنا دو کہ قیامت کے دِن کامل اور پورا نور عنایت ہوگا۔ (ابوذر رضی اللہ عنہ۔ ترمذی)

۱۰۔ نماز کے سلسلے میں سب لوگوں سے زیادہ اُجر پانے والا وہ ہے، جو سب سے زیادہ دُور چل کر آتا ہے اور جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھنے کی خاطر انتظار میں بیٹھا رہے، اس کا اُجر اس شخص کی نسبت زیادہ ہوگا جو تنہا نماز پڑھ کر سو جائے۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص فجر کی نماز پڑھتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے اور اس بات کا خیال رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں لیے ہوئے شخص کو ستانے کی وجہ سے تم

Marfat.com

سے کسی چیز کا مطالبہ نہ فرمائیں گے، اس کی پکڑ فرمائیں گے، پھر اسے اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈال دیں گے۔ (مسلم)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے، گویا اس نے آدھی رات عبادت کی اور جو فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھ لے گویا اس نے پوری رات عبادت کی (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں، جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرماتے ہیں اور نیکیوں میں اضافہ فرماتے ہیں؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ارشاد فرمایئے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''طبیعت کی ناگواری کے باوجود (مثلاً سردی کے موسم میں) اچھی طرح وضو کرنا۔ مسجد کی طرف کثرت سے قدم اُٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسرے نماز کے انتظار میں رہنا۔ جو شخص بھی اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد میں آئے اور مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز پڑھے، پھر اس کے بعد والی نماز کے انتظار میں بیٹھ جائے تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں ''یا اللہ اس کی مغفرت فرما دیجئے۔ یا اللہ اس پر رحم فرما دیجئے'' (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز کی اقامت کہی جائے تو تم اس کی طرف بھاگ دوڑ کر مت آؤ بلکہ اطمینان کے ساتھ آؤ، پھر جس قدر نماز تمہیں مل جائے، ادا کرلو اور جو نہ پاؤ اسے پوری کرلو۔'' (بخاری۔مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے اللہ پاک کے ارشاد ''بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور ناشائستہ کرتوتوں سے'' کے متعلق دریافت کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کی نماز ایسی نہ ہو اور اس کو بے حیائی اور ناشائستہ کرتوتوں سے نہ روکے، تو وہ نماز ہی نہیں'' (فضائل نماز)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردی کے موسم

Marfat.com

میں ایک دفعہ باہر آئے۔ درختوں پر سے پتے گر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لی۔ اس کے پتے بھی گرنے لگے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر، مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں، جیسے یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو، جس میں وہ پانچ مرتبہ روزانہ غسل کرتا ہو، کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گی؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''کچھ بھی باقی نہیں رہے گا''

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہوں کو زائل فرما دیتا ہے۔''

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اس کا میں نے اپنے اوپر عہد کر لیا ہے کہ جو شخص ان پانچ نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے گا، اس کو اپنی ذمہ داری پر جنّت میں داخل کروں گا اور جو نمازوں کا اہتمام نہ کرے تو مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے سات نصیحتیں فرمائیں، جن میں سے چار یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شریک کسی کو نہ بناؤ، چاہے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تم جلا دیئے جاؤ یا تم سولی پر چڑھا دیئے جاؤ۔ دوسری یہ کہ جان کر نماز نہ چھوڑو۔ جو جان کر نماز چھوڑتا ہے، وہ مذہب سے نکل جاتا ہے۔ تیسری یہ کہ اللہ تعالیٰ! کی نافرمانی نہ کرو کہ اس سے حق تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ شراب نہ پیو کہ وہ ساری خطاؤں کی جڑ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن جب اللہ تعالی بعض دوزخیوں پر رحمت کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ دوزخ سے ایسے لوگوں کو باہر نکال لیں جو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ فرستے انہیں نشان سجدہ سے پہچان کر دوزخ سے نکال لیں گے (کیونکہ) سجدہ کی جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی

Marfat.com

آگ کو حرام کر دیا ہے۔ وہاں آگ کا کچھ اثر نہ ہوگا۔'' (بخاری مسلم)

ایک حدیث مبارکہ ہے کہ پابندی سے سب نمازیں خشوع سے ادا کرنے والوں کو مغفرت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ (ابوداؤ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ خشوع کرنے والے وہ ہیں، جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز سکون سے پڑھتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کی نماز اسے بے حیائی اور برے کاموں سے نہ روکے، وہ نماز ہی نہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں برکت نہیں، کیا کروں؟''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''گھر کے دروازے پر پردہ لگاؤ''

صحابی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ کچھ دنوں بعد پھر آیا اور عرض کیا: ''اب میرے گھر میں بہت برکت ہے، لیکن اس کا پردہ سے کیا واسطہ ہے؟''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آپ کے گھر کے پاس سے بے نمازی گزرتے تھے۔ ان کی نحوست گھر پر پڑتی تھی اور برکت نکل جاتی تھی۔

فرمایا کہ نمازی اگر تو دیکھ لے کہ تیرے سامنے کون ہے یا کس سے بات کر رہا ہے تو اللہ کی قسم! تو قیامت تک سلام نہ پھیرے۔

نماز پابندی سے باجماعت پڑھی جائے تو اس کا بہت اجر ہے۔

مندرجہ ذیل عذروں کی وجہ سے اگر کوئی جماعت چھوڑ دے تو گنہگار نہ ہوگا:

- مریض جسے سجدہ تک جانے میں مشقت ہو
- اپاہج
- جس پر فالج گرا ہوا ہو۔
- اتنا بوڑھا ہو کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو
- اندھا اگرچہ اندھے کے لیے کوئی ایسا ہو کہ جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے
- وہ شخص جس کا پاؤں کٹ گیا ہو
- سخت بارش
- شدید کیچڑ
- سخت تاریکی

Marfat.com

- آندھی ہو ❀ مال کے یا کھانے کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو
- قرض خواہ کا خوف ہو اور بندہ تنگ دست ہو
- ظالم کا خوف ہو ❀ پاخانہ کی حاجت ہو
- پیشاب کی حاجت ہو ❀ ریاح کی شدید حاجت ہو
- مریض کی تیمارداری کے لیے کہ وہ اکیلا گھبرائے گا۔ (درمختار)
- قافلے کے چلے جانے کا اندیشہ ہو
- کھانا حاضر ہو اور نفس کو اس کی خواہش ہو [۲۱]

سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز مخلوق کا اپنے دِل، زبان اور ہاتھ پاؤں سے اپنے خالق کے سامنے بندگی اور عبودیت کا اظہار، اس رحمٰن و رحیم کی یاد اور اس کے بے انتہا احسانات کا شکریہ، نماز حسن ازل کی حمد و ثناء کی اور اس کی بڑائی اور یکتائی کا اقرار، نماز اپنے محبوب سے مہجور روح کا خطاب ہے اور اپنے آقا کے حضور میں جسم اور جان کی بندگی ہے۔ نماز ہمارے اندرونی احساسات کا عرض و نیاز ہے۔ نماز خالق و مخلوق کے درمیان تعلق کی گرہ اور وابستگی کا شیرازہ ہے۔ نماز بے قرار روح کی تسکین، مضطرب قلب کی تشفی اور مایوس دل کی آس ہے۔ نماز زندگی کا حاصل اور ہستی کا خلاصہ ہے۔ نماز ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت و رحمت کے حاصل کرنے کا بڑا آسان ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں" (الذاریت۔ ۴۷)

تمام مخلوقات میں سے انسان کو اشرف بنایا گیا ہے اور اس کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور عبادت کا مطلب اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی پستی اور عاجزی کا اظہار ہے جو نماز میں پایا جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو صرف نماز ہی کا پابند بنایا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر ایک سو نو مرتبہ ہے۔ کنایۃً تو سینکڑوں جگہ ہے۔ احادیث میں سب سے زیادہ نماز کی تاکید کی گئی ہے۔ نماز پابندی سے پڑھنی چاہیے کیونکہ

---

[۲۱] بہارِ شریعت جلد نمبر ۳، ص ۱۳۱

Marfat.com

ہر وقت موت کے اچانک آنے کا اِمکان ہے۔ اس کی اہمیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ نماز معراج کی رات فرض کی گئی۔ معراج میں اللہ نے پچاس نمازیں فرض کی تھیں جو کم کرتے کرتے پانچ نمازیں رہ گئیں لیکن اللہ نے ان پانچ نمازوں کو پچاس کے برابر بنا دیا۔ اس طرح ہر نماز دس نمازوں کی قائم مقام ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرے، اللہ تعالیٰ اسے پانچ انعامات عطا فرماتا ہے۔

۱۔ اس پر سے رزق کی تنگی ہٹا دی جاتی ہے۔

۲۔ عذاب قبر ہٹا دیا جاتا ہے۔

۳۔ پل صراط سے تیزی کے ساتھ گزر جائے گا۔

۴۔ حساب سے محفوظ رہے گا۔

۵۔ قیامت کے دن اس کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔

نماز مومن کی جائے پناہ اور جائے امن ہے۔ جب کوئی مشکل پیش آئے تو انسان فوراً نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتا ہے۔

## بے نماز:

بے نمازی کو پندرہ قسم کا عذاب ہوتا ہے۔

## دنیا کے پانچ عذاب:

۱۔ اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی۔

۲۔ اس کے چہرے سے صلحاء کا نُور ہٹا دیا جاتا ہے۔

۳۔ اس کے نیک کاموں کا اجر ہٹا دیا جاتا ہے۔

۴۔ اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

۵۔ نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا استحقاق نہیں رہتا۔

## موت کے وقت تین عذاب:

۱۔ ذلت سے مرتا ہے۔

۲۔ بھوکا مرتا ہے۔

Marfat.com

۴۔ پیاس کی شدت میں موت آتی ہے۔

## قبر کے تین عذاب:

۱۔ قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔

۲۔ قبر میں آگ جلا دی جاتی ہے۔

۳۔ قبر میں ایک سانپ اس پر مسلط کیا جاتا ہے۔ اس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں اور دانت لوہے کے۔ وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے تم پر مسلط کیا ہے کہ تجھے صبح کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے عصر تک مارے جاؤں، پھر عصر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے غروب تک اور مغرب کی نماز کی وجہ سے عشاء تک اور عشاء کی نماز کی وجہ سے صبح تک مارے جاؤں جب وہ ایک دفعہ اس کو مارتا ہے تو اس کی وجہ سے مردہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے۔ اسی طرح قیامت تک اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔

## قبر سے نکلنے پر تین عذاب:

۱۔ حساب سختی سے کیا جائے گا۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوگا۔

۳۔ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

جس آدمی کا نماز پڑھنے کو جی نہ کرے، وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے مسلم بن کر ملنا پسند کرتا ہو، اس کو چاہیے کہ اذان کے وقت نمازوں کی پابندی کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدایت کے طریقے مقرر فرما دیے ہیں۔ یہ نمازیں بھی ان ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں۔ اگر تم بھی اس پیچھے رہنے والے کی طرح گھر میں نماز پڑھو گے تو اپنے نبی کا طریقہ چھوڑ بیٹھو گے اور نبی کا طریقہ چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو آدمی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف چلتا ہے تو اس کو ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ ایک گناہ مٹایا جاتا ہے۔ ہمارے زمانے میں کوئی کھلا منافق ہی جماعت سے پیچھے رہتا تھا۔ ورنہ مریض آدمی کو دو آدمیوں

Marfat.com

کے سہارے لا کر صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ [۲۲]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو خط بھیجے: "تمہارا سب کا اہم کام میرے نزدیک نماز ہے۔ جس نے نماز کی حفاظت کی اور اس پر پابندی کی، اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے ان کو ضائع کیا، وہ دین کے دُوسرے احکام کو اس سے زیادہ ضائع کرے گا۔" [۲۳]

نیز نماز کی حفاظت میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کے تمام ارکان، فرائض، واجبات اور سُنن و مستحبات کا اہتمام کیا جائے۔ اس سے نماز میں خشوع و خضوع پیدا ہو گا۔ ایک مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اس طریقہ پر نماز پڑھتے دیکھا کہ وہ رکوع وسجدہ نا تمام کر رہا تھا۔ انہوں نے فرمایا: "تم نے صحیح طور پر نماز نہیں پڑھی۔ اگر تمہاری (اسی حالت میں) موت آجائے تو اللہ نے محمد ﷺ کو جس فطرت پر پیدا فرمایا ہے، اس کے خلاف مرو گے۔ اس لیے رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ بہت اطمینان سے کرنا چاہیے۔ [۲۴]

نماز کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بدترین چور وہ ہے، جو نماز میں سے چوری کرے"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! نماز میں سے کیسے چوری کرے گا؟"

آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: (نماز میں سے چوری یہ ہے کہ نمازی) رکوع، سجدہ صحیح نہ کرے، اچھی طرح نہ کرے (الترغیب) جس طرح سنت کے مطابق ادائیگی ہونی چاہیے اس طرح ان کی ادائیگی نہ کرے، یہ نماز کی چوری ہے۔

## نماز کے فرائض: نماز کے چودہ فرض ہیں:

۱۔ بدن کا پاک ہونا ۲۔ کپڑوں اور جائے نماز کا پاک ہونا

۳۔ نماز کی جگہ کا پاک ہونا ۴۔ نماز کا وقت ہونا

۵۔ مردوں کا ستر ناف سے گھٹنوں تک اور عورتوں کا چہرے ہتھیلیوں اور قدموں کے علاوہ تمام بدن کا ڈھانکنا ہے۔ ۶۔ قبلہ کی طرف رُخ کرنا

---

[۲۲] صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۱، ص ۲۳۲ [۲۳] مشکوٰۃ ص ۵۹ [۲۴] صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۱، ص ۱۰۹

Marfat.com

۷۔ نماز کی نیت کرنا ۸۔ تکبیر تحریمہ
۹۔ قیام (کھڑا ہونا) ۱۰۔ قرأت یعنی ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک چھوٹی سورۃ پڑھنا ۱۱۔ رکوع کرنا
۱۲۔ سجدہ کرنا ۱۳۔ قعدہ اخیرہ
۱۴۔ اپنے ارادہ سے نماز ختم کرنا

## نماز کی سنّتیں:

۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھانا اور عورتوں کو سینے تک اُٹھانا
۲۔ مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنا
۳۔ ثنا پڑھنا
۴۔ اعوذ باللہ (پوری) پڑھنا
۵۔ بسم اللہ (پوری) پڑھنا
۶۔ ایک رکن سے دوسرے رکن کو جاتے ہوئے اللہ اکبر کہنا
۷۔ رکوع سے اُٹھتے ہوئے "سمیع اللہ لمن حمدہ" اور "ربنا لک الحمد" کہنا
۸۔ رکوع میں "سبحان ربی العظیم" تین مرتبہ کہنا
۹۔ سجدہ میں "سبحان ربی الاعلیٰ" تین مرتبہ کہنا
۱۰۔ دونوں سجدوں کے درمیان اور التحیات کے وقت مردوں کو بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور سیدھا پاؤں کھڑا کرنا اور عورتوں کو دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال کر کولھوں پر بیٹھنا
۱۱۔ درود شریف پڑھنا
۱۲۔ درود کے بعد دعا پڑھنا
۱۳۔ سلام کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا
۱۴۔ سلام میں فرشتوں۔ مقتدیوں اور نیک جنات جو حاضر ہوں، ان کی نیت کرنا

رسول اللہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: "تم اس طرح نماز پڑھو، جس طرح

Marfat.com

مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو"[۲۵]

جس قدر نماز رسولِ اکرم ﷺ کی نماز کی زیادہ قریب ہوگی، وہ اسی قدر زیادہ اجر وثواب حاصل کرے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "پانچ نمازیں ان گناہوں کو جو ان نمازوں کے درمیان ہوئے، مٹا دیتی ہیں اور (اسی طرح) ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا گیا ہو۔ [۲۶]

## نماز میں ہونے والی دس غلطیاں:

نماز کے دوران مندرجہ ذیل غلطیوں سے بچنا ضروری ہوتا ہے:

۱۔ جلدی جلدی نماز پڑھنا

۲۔ پاؤں اور انگلیوں کا قبلہ کی طرف نہ ہونا

۳۔ سجدے کے دوران پاؤں کا زمین سے اُٹھ جانا

۴۔ امام سے پہلے کوئی رُکن ادا کرنا

۵۔ رکوع میں کمر کا سیدھا نہ ہونا

۶۔ سجدہ میں ناک کا زمین پر نہ لگنا

۷۔ التحیات میں ہاتھ کی انگلیاں گھٹنوں سے نیچے ہونا

۸۔ قیام کی حالت میں نگاہ کو سجدے سے ہٹا کر اِدھر اُدھر یا سامنے کی طرف دیکھنا

۹۔ سجدے میں کہنیوں اور کلائیوں کا زمین سے لگنا (مردوں کی نماز میں)

۱۰۔ جماعت میں شامل ہونے کے لیے دوڑ کر شامل ہونا اور مسجد میں دوڑنا۔

## واجبات نماز:

۱۔ تکبیر تحریمہ کے لیے "اللہ اکبر" کہنا

۲۔ فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں اور دیگر نمازوں کی ہر رکعت میں ایک بار سورۃ فاتحہ پڑھنا

۳۔ فرض کی پہلی دو اور باقی نمازوں کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک چھوٹی

---

[۲۵] صحیح بخاری شریف جلد نمبر۱، حدیث ۶۳۱ [۲۶] صحیح مسلم شریف حدیث ۲۳۳

Marfat.com

سورۃ پڑھنا یا ایک یا دو آیتیں تین چھوٹی آیات کے برابر پڑھنا

۴۔ ہر رکعت میں ایک دفعہ رکوع کرنا

۵۔ ہر رکعت میں دو دفعہ سجدہ کرنا

۶۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑے ہونا (قومہ)

۷۔ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ)

۸۔ سجدے میں پیشانی اور ناک دونوں کو زمین پر لگانا

۹۔ سجدے میں دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگانا

۱۰۔ رکوع و سجدہ و قومہ و جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا

۱۱۔ ہر دو رکعت کے بعد بیٹھنا (قعدہ)

۱۲۔ دونوں قعدوں میں التحیات و تشہد پڑھنا

۱۳۔ پہلی رکعت کے بعد اور چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت کے بعد قعدہ نہ کرنا

۱۴۔ جہری نماز یعنی فجر، مغرب اور عشاء میں امام کا آواز سے قرأت کرنا

۱۵۔ سری نماز یعنی ظہر اور عصر میں امام کا آہستہ قرأت کرنا

۱۶۔ امام آہستہ قرأت کرے یا بلند آواز سے کرے، مقتدیوں کا خاموش رہنا

۱۷۔ سوائے قرأت کے تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا

۱۸۔ دونوں طرف سلام پھیرتے وقت لفظ السلام علیکم و رحمتہ اللہ کہنا

۱۹۔ آیت سجدہ تلاوت کرنے پر سجدہ تلاوت کرنا

۲۰۔ وتر میں تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنا

۲۱۔ نماز کے تمام ارکان اور واجبات کا سکون و اطمینان سے پڑھنا

۲۲۔ اگر نماز میں کوئی واجب بھول جائے یا مکرر ادا ہو جائے تو سجدۂ سہو کرنا [۲۷]

## مسبوق کی نماز:

جو نمازی ایک رکعت یا ایک سے زائد رکعتیں ہو جانے کے بعد جماعت میں

---

[۲۷] نماز کی کتاب۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری، ص ۱۱۲

Marfat.com

شامل ہو، وہ مسبوق کہلاتا ہے۔ جب امام سلام پھیرے، اس وقت مسبوق اپنی نماز کو مکمل ادا کرے۔

اگر مسبوق نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا تو وہ نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے تو اس طرح اسے یہ رکعت مل جائے گی۔ اگر امام نے رکوع سے سر اُٹھالیا تو یہ رکعت بعد میں دا کرے۔

اگر پہلی رکعت کے رکوع کے بعد یا دوسری رکعت میں شریک ہوا تو بعد امام کے سلام پھیرنے پر کھڑے ہو کر چھوٹی ہوئی پہلی رکعت ثنا، تعوذ، تسمیہ، سورۃ فاتحہ اور چھوٹی سورۃ پڑھ کر پہلی رکعت مکمل کر لے۔

اگر چار رکعت نماز کی تیسری رکعت میں شریک ہوا تو بعد میں دو رکعتیں مکمل طور پر پڑھے۔

اگر چار رکعت میں نماز میں تیسری رکعت کے رکوع کے بعد اور چوتھی رکعت کے رکوع سے پہلے شامل ہوا تو گویا اس کی تین رکعتیں رہ گئیں۔ جب امام سلام پھیر لے تو کھڑے ہو کر ثناء، تعوذ، تسمیہ، سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر پہلی رکعت مکمل کرے۔ اس کے بعد قعدہ کرے اور تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے تو یہ اس کی دوسری رکعت ادا ہوگئی۔ اس کے بعد چھوڑی ہوئی تیسری رکعت پڑھے جس میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھے۔

مسبوق کو چاہیے کہ جب امام پہلا سلام پھیرے تو کھڑا نہ ہو اور دوسرے سلام کا انتظار کرے تاکہ معلوم ہو جائے کہ امام کو سجدہ سہو نہیں کرنا۔

## مرد اور عورت کی نماز میں فرق:

۱۔ تکبیر تحریمہ میں فرق: مرد کانوں کے برابر ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔ عورتوں کو حکم ہے کہ اپنے سینے کے برابر ہاتھ اُٹھائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو اپنے ہاتھ کانوں کے برابر اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ چھاتی کے برابر اُٹھائے۔ (بروایت حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) [۲۸]

---

[۲۸] کنزل العمال جلد نمبر ۳، ص ۱۷۵

Marfat.com

۲۔ ہاتھ باندھنے میں فرق: مرد اپنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھے۔عورت اپنے سینے پر ہاتھ باندھے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا۔ ۲۹ عورتوں کے حق میں یہ حکم ہے، ان کے لیے سنت سینے پر ہاتھ باندھنا ہے۔ ۳۰

۳۔ سجدہ میں فرق: مرد کو سجدہ میں پیٹ رانوں سے بازو، بغل سے جدا، نیز کہنیاں زمین سے اُٹھا کر رکھنی چاہیں جبکہ عورت ان سب اعضاء کو ملا کر سمٹا کر رکھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب عورت سجدہ کرے تو جتنی سمٹ سکتی ہو، سمٹ جائے اور کھل کر سجدہ نہ کرے تاکہ اُس کی پیٹھ اُونچی نہ ہو جائے۔ ۳۱ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں سے ایسے طور پر چپکا لے جو اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردے کا موجب ہو۔'' ۳۲ حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو حکم دیا کہ خوب کھل کر سجدہ کیا کریں اور عورتوں کو حکم دیا کہ خوب سمٹ کر سجدہ کریں۔ ۳۳ سجدہ میں جاتے وقت زمین پر پہلے گھٹنے رکھے، پھر ہاتھ، پھر ناک، پھر پیشانی اور جب سجدہ سے اُٹھے تو اس کے برعکس اُٹھے یعنی پہلے پیشانی اُٹھائے، پھر ناک، پھر ہاتھ اور پھر گھٹنے۔ (عالمگیری) مرد کے لیے سجدہ میں سنت یہ ہے کہ بازو پہلوؤں سے جدا ہوں اور پیٹ رانوں سے اور کلائیاں زمین پر نہ بچھائے مگر جب صف میں ہو تو بازو پہلوؤں سے جدا نہ ہوں گے۔ (درمختار) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سجدہ میں اعتدال کرے اور کتے کی طرح کلائیاں نہ بچھائے۔ (بخاری ومسلم) عورت سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو پہلوؤں سے ملا دے اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے۔ (عالمگیری) ۳۴

---

۲۹ رواہ ابن ابی شیبہ، جلد نمبر ۱، ص ۳۹۰
۳۰ المعایہ جلد نمبر ۲، ص ۱۵۶
۳۱ مصنف عبدالرزاق جلد نمبر ۳، ص ۱۳۷
۳۲ سنن بیہقی جلد نمبر ۲، ص ۲۲۳
۳۳ سنن بیہقی جلد نمبر ۲، ص ۲۲۲
۳۴ بہار شریعت جلد نمبر ۱، ص ۱۹۷

Marfat.com

۴۔ رکوع میں فرق: مرد رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے، یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر جائے۔ مرد رکوع میں نہ سر جھکائے، نہ اُونچا رکھے بلکہ پیٹھ کے برابر رکھے۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس شخص کی نماز ناکافی ہے جو رکوع اور سجود میں پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔ (ترمذی) عورت رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، پیٹھ سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور پاؤں جھکے ہوئے رکھے، مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کرے۔ (عالمگیری) ۳۵

۵۔ قعدہ کی ہیئت میں فرق: مرد اپنا بایاں پاؤں قعدہ میں بچھا کر اس پر بیٹھے اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھے جبکہ عورت اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو حکم دیا کرتے کہ تشہد میں دایاں پاؤں کھڑا رکھیں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھا کریں اور عورتوں کو حکم دیتے کہ وہ چوکڑی بیٹھیں۔ ۳۶ عورتوں کو چاہیے کہ دایاں پاؤں دائیں سرین کے ساتھ (باہر کی طرف) اور بایاں پاؤں دائیں ران کے ساتھ (اندر کی طرف) ملا کر سرین پر بیٹھا جائے۔ دہنا ہاتھ دہنی ران پر رکھنا اور بایاں بائیں پر اور انگلیوں کو اپنی حالت میں چھوڑنا کہ نہ کھلی ہوئی ہوں، نہ ملی ہوئی اور انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا، گھٹنے پکڑنا نہ چاہیں۔ ۳۷

۶۔ سر ڈھانکنا: مرد کی ننگے سر بھی نماز ہو جاتی ہے۔ عورت کا پورا سر نہیں بلکہ چوتھائی سر بھی کھلا رہے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بالغہ عورت کی نماز اللہ تعالیٰ بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں کرتا۔'' ۳۸

---

۳۵ بہارِ شریعت جلد نمبر ۱، ص ۱۹۶ ۳۶ سنن بیہقی جلد نمبر ۲، ص ۲۲۳

۳۷ بہارِ شریعت جلد نمبر ۱، ص ۱۹۷ ۳۸ سنن ابی داؤد، جلد نمبر ۱، ص ۹۴

Marfat.com

۷۔ نماز با جماعت: مردوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ فرض نماز با جماعت ادا کریں۔ عورتوں کے لیے افضل ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نماز با جماعت تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ہے"۔[39] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت دوسرے آدمی سے مل کر نماز پڑھنا زیادہ باعث ثواب ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا ایک آدمی کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے سے بڑھ کر باعث ثواب ہے اور جس قدر جماعت زیادہ ہو اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔[40] آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کی جماعت میں کوئی بھلائی نہیں ہے یہ کہ مسجد جماعت میں (مردوں کے ساتھ) ہو۔[41]

۸۔ امامت: مرد امامت کرے تو سب سے آگے نکل کر کھڑا ہوتا ہے۔ عورت امامت کرے تو صف کے اندر ہی کھڑا ہونا چاہیے۔ حضرت ریطہ حنفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرض نماز میں عورتوں کی امامت کرائی تو ان کے درمیان کھڑی ہوئی۔[42] حضرت حجیرہ بن حسین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ عصر کی نماز میں عورتوں کی امامت کرائی تو ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔[43]

۹۔ مسجد میں با جماعت نماز میں افضلیت: مردوں کے لیے مسجد میں با جماعت ادا کرنا ضروری ہے اور افضل بھی ہے۔ عورتوں کے لیے اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی نماز پڑھنا افضل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنی عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرو گو کہ ان کے لیے زیادہ بہتر ان کے گھر ہی ہیں۔"[44] ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی نمازوں میں سے اللہ تعالیٰ کو اس کی وہ نماز

---

۳۹ بہار شریعت، جلد نمبر ۱، حدیث نمبر ۱، ص ۲۱۶ ۔ ۴۰ سنن ابو داؤد، جلد نمبر ۱، ص ۸۲

۴۱ اعلاء السنن، جلد نمبر ۴، ص ۲۱۴ ۔ ۴۲ مصنف عبدالرزاق جلد نمبر ۳، ص ۱۴۱

۴۳ سنن بیہقی، جلد نمبر ۳، ص ۱۳۷ ۔ ۴۴ ابو داؤد جلد نمبر ۱، ص ۸۴

Marfat.com

سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے جو وہ اپنے گھر کے تاریک ترین گوشے میں پڑھتی ہے۔ ۴۵

۱۰۔ صفوں کی عظمت: اگر عورتیں مسجد میں ہی نماز پڑھنا چاہتی ہوں تو وہ مردوں کی امامت میں نماز پڑھیں۔ مردوں کی صفوں میں بہترین صف سب سے پہلی اور بدترین سب سے آخری صف ہے۔ عورتوں کی بہترین صف سب سے آخری اور بدترین سب سے پہلی صف ہے۔ ۴۶

۱۱۔ صلاحیّت امامت: مرد عورتوں کا امام بن سکتا ہے۔ عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی۔

۱۲۔ امام کو تنبیہ کرنا: اگر کوئی مرد امام بھول جائے تو مرد تسبیح کرے یعنی سبحان اللہ کہہ کر اسے متنبہ کرے اور اگر عورت متنبہ کرنا چاہے تو اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر مار کر متنبہ کرے۔ اسے تصفیق کہتے ہیں۔ ۴۷

۱۳۔ اذان و اقامت میں فرق: مردوں کے لیے اذان و اقامت سنت مؤکدہ کے درجہ میں مسنون ہے۔ عورتوں کے لیے نہ تو اذان مسنون ہے اور نہ ہی اقامت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ''عورتوں پر اذان ہے، نہ اقامت۔ ۴۸

۱۴۔ فرضیّت جمعہ: مردوں کے لیے جمعہ کی نماز فرض ہے اور اس کو چھوڑنے پر سخت وعیدیں ہیں لیکن عورتوں پر جمعہ فرض نہیں ہے اور نہ اس کو چھوڑنے پر وعید ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ حق ہے اور باجماعت ہر مسلمان پر واجب ہے علاوہ چار آدمیوں کے غلام، عورت، بچہ، مریض۔ ۴۹

۱۵۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر سے ہاتھ باہر نکال کر تکبیر کہنی چاہیے، لیکن عورتیں ہر حال میں چادر یا دوپٹہ سے ہاتھ باہر نکالے بغیر اندر ہی اندر سے انہیں اُٹھائیں۔ ۵۰

۱۶۔ ہاتھ باندھنے میں مرد کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے، لیکن عورتیں داہنی ہاتھ کو بائیں ہتھیلی کی پُشت پر رکھیں۔ ۵۱

---

۴۵ سنن بیہقی، جلد نمبر ۳، ص ۱۳۱ — ۴۶ صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۱، ص ۱۸۲
۴۷ صحیح بخاری شریف، جلد نمبر ۱، ص ۱۶۰ — ۴۸ سنن بیہقی جلد نمبر ۱، ص ۴۰۸
۴۹ سنن ابی داؤد جلد نمبر ۱، ص ۱۵۳ — ۵۰، ۵۱ بہشتی زیور حصہ ۱۱، ص ۲۹

Marfat.com

۱۷۔ مردوں کو قرأت بلند آواز سے کرنی چاہیے۔

۱۸۔ مرد کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیے تا کہ سر، سرین اور پشت برابر ہو جائیں۔ لیکن عورتیں اس قدر نہ جھکیں بلکہ صرف اتنا جھکیں کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۱۹۔ مرد رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر ان سے گھٹنوں کو پکڑیں لیکن عورت اپنے ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر اپنے گھٹنوں پر صرف رکھ لیں۔

۲۰۔ مرد کو رکوع میں اپنی پنڈلیاں سیدھی رکھنی چاہیں۔ گھٹنوں کو کمان کی طرح خم نہ دینا چاہیے، جب کہ عورتیں اس حالت میں اپنے گھٹنوں کو جھکائے رکھیں۔

۲۱۔ مرد رکوع میں اپنی کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھے اور عورتیں انہیں ملا کر سمٹا کر رکھے۔

۲۲۔ مردوں پر عید کی نماز واجب ہے، عورتوں پر نہیں۔

۲۳۔ مردوں پر ایام تشریق میں باجماعت فرض نمازوں کے بعد تکبیر تشریق واجب ہے لیکن عورتوں پر واجب نہیں اِلا یہ کہ وہ مردوں کی جماعت میں مل کر مرد امام کے پیچھے نماز پڑھیں۔

۲۴۔ عورتیں فرض نمازوں میں مردوں کے لیے اذان و اقامت نہیں کہہ سکتیں۔

(بہشتی زیور حصہ ۱۱ص ۲۰) ؎۵۲ خواتین کے لیے کمرے میں نماز پڑھنا، برآمدہ میں پڑھنے سے افضل ہے اور برآمدے میں پڑھنا صحن میں پڑھنے سے افضل ہے۔ سجدہ میں جاتے وقت مردوں کے لیے یہ طریقہ ہے کہ جب تک گھٹنے زمین پر نہ ٹکیں، اس وقت تک سینہ نہ جھکائیں لیکن عورتوں کے لیے یہ طریقہ نہیں ہے، وہ شروع ہی سے سینہ جھکا کر سجدہ میں جا سکتی ہیں۔ مردوں کے لیے کہنیاں زمین پر رکھنا منع ہے لیکن عورتوں کو کہنیوں سمیت پوری کلائیاں زمین پر رکھ دینی چاہئیں۔

## صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا

؎۵۲ مرد اور عورت کی نماز میں فرق۔ ابوریحان عبدالغفور، ص ۴۴

Marfat.com

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "اے عباس رضی اللہ عنہ! میرے چچا کیا میں آپ کو ایک عطیہ دوں؟ کیا میں آپ کو بخشش کروں؟ کیا میں آپ کو بہت مفید چیز سے باخبر کروں؟ کیا میں آپ کو ایسی چیز دوں کہ جب آپ اس کو کر لیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے سب گناہ پہلے اور بعد والے نئے غلطی سے کیے ہوئے اور جان بوجھ کر کیے ہوئے، چھوٹے اور بڑے چھپ کر کیے ہوئے اور ظاہراً کیے ہوئے سب معاف فرما دے۔" پھر فرمایا: "یہ نماز اگر ہر دن پڑھ سکو تو پڑھو اور اگر ایسا نہ کر سکو تو پھر ہر جمعہ میں پڑھو۔ اگر ایسا بھی نہ کر سکو تو سال میں ایک دفعہ پڑھو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ ضرور پڑھو۔"

حضرت ابوعثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصیبتوں اور غموں کے دور کرنے کے لیے صلوٰۃ التسبیح جیسی بہتر چیز میں نے نہیں دیکھی۔ حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جسے جنت درکار ہو، اسے چاہیے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑ لے۔

Marfat.com

# چند ضروری دینی مسائل

## مسجد میں بھیک مانگنا:

مسجد میں بھیک مانگنا منع ہے۔ آئمہ دین نے فرمایا ہے کہ جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے، وہ ستر پیسے راہِ خدا میں اور دے کہ اس پیسہ کے گناہ کا کفارہ ہوں۔ دوسرے محتاج کے لیے امداد کا کہنا کسی دینی کام کے لیے چندہ کرنا جس میں شور وغل نہ ہو، نہ گردن پھلانگنا نہ کسی کی نماز میں خلل ہو، جائز ہے۔

## تمباکو یا پان کھانے والے کا عبادت کرنا:

بو کی حالت میں کوئی وظیفہ نہیں پڑھنا چاہیے، خصوصاً قرآن مجید حالتِ بد بو میں پڑھنا اور بھی سخت گناہ ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ضرور منہ کو صاف کر لینا چاہیے۔ فرشتوں کو قرآن مجید کا بہت شوق ہے۔ جب کوئی مسلمان قرآن پاک پڑھتا ہے۔ فرشتہ اس کے منہ پر منہ رکھ کر تلاوت کی لذت لیتا ہے۔ اگر منہ میں کسی چیز کی بد بو ہو، فرشہ کو ایذا ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اپنے منہ مسواک سے ستھرے کرو کہ تمہارے منہ قرآن عزیز کا راستہ ہیں۔"

حضرت جابر عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم میں کوئی تہجد کو اُٹھے، مسواک کرے اور نماز میں تلاوت کرے، فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھتا ہے، جو اس کے منہ سے نکلتا ہے، فرشتہ کے منہ میں داخل ہوتا ہے۔ (البیہقی) جب بد بو نہ ہو تو درود شریف و دیگر وظائف پڑھ سکتے ہیں۔ اگر منہ میں تمباکو یا پان ہو تو نہیں پڑھ سکتے۔

Marfat.com

## نمازی کے آگے سے گزرنا:

نمازی کے آگے سے گزرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔ نمازی کی نماز میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔ کسی بھی شخص کو موضوع سجدہ تک نکلنے کی اجازت نہیں، اس سے باہر نکل سکتا ہے۔ آدمی جب قیام کی حالت میں نماز پڑھتا ہے تو اس کی نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہوگی، لیکن اس سے آگے تک بھی اسے نظر آتا ہے۔ اسے موضوع سجدہ کہتے ہیں۔ ابونصر کے مطابق جتنی مسافت امام اور صفِ اول کے درمیان ہوگی اتنا ہی فاصلہ ہونا چاہیے۔

## نماز کے بارے میں چند احادیث:

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ یہ کرتے ہیں کہ اپنی نماز میں اپنی نظر آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں۔ پس اس کے بارے میں آپ ﷺ کی گفتگو بہت سخت ہوگئی یہاں تک کہ فرمایا کہ اس سے باز آئیں، ورنہ ان کی بینائیاں لے لی جائیں گی۔ (بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ) [۱]

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے جو کوئی اپنا سر امام سے پہلے اُٹھا لیتا ہے، اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سا سر بنا دے یا اللہ اس کی صورت گدھے کی سی بنا دے۔ (بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) [۲]

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہی لوگ جو تمہیں نماز پڑھاتے ہیں، اگر ٹھیک ٹھیک پڑھائیں تو تمہارے لیے ثواب ہے اور اگر وہ غلطی کریں گے تو تمہارے لیے تو ثواب ہی ہے، ان پر گناہ ہے۔ (بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) [۳]

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورت فاتحہ نہ پڑھے۔ (بروایت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) [۴]

☆ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس بات سے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے ہٹا کر اس کی جگہ پر بیٹھے۔ میں نے نافع سے پوچھا کہ کیا یہ جمعہ کا حکم ہے تو انہوں نے فرمایا کہ جمعہ اور غیر جمعہ دونوں کا یہی حکم ہے۔ (بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ) [۵]

---

[۱]، [۲]، [۳]، [۴]، [۵] صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۱، حدیث ۲۱۶، ۶۵۶، ۶۶۱، ۷۲۲، ۶۶۲

Marfat.com

منہ پر برائی کرنا:

کسی کی بُرائی اس کے منہ پر کرنا حرام ہے۔ غیبت میں تو یہ درجہ ہے کہ وہ آدمی اگر سُن لے تو اسے ایذا ہوگی اور اس میں پھر بھی احتمال ہے کہ ممکن ہے، اُسے خبر نہ ہو تو اسے تکلیف بھی نہیں ہوگی۔ منہ پر برائی کرنا تو درحقیقت اُسے ایذاء پہنچانا ہے اور یہ عیب سے بڑھ کر حرام ہے۔ بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ ''تم غیبت کیوں کرتے ہو؟'' تو وہ نہایت ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ ''چلو، میں تو اس کے منہ پر بھی یہ باتیں کرسکتا ہوں۔'' پیٹھ پیچھے برائی کرنا غیبت اور حرام ہے اور منہ پر کہنا تو دوسرا حرام ہے۔ اگر کوئی آدمی کسی کے منہ پر کہنے کی جرأت رکھتا بھی ہو تو اس کی وجہ سے غیبت حلال نہیں ہو جاتی۔ وہ حرام ہے اور حرام ہی رہتی ہے۔ (ردالمختار)

پیٹھ پیچھے تعریف کرنا:

اگر کوئی شخص کسی کی پسِ پشت تعریف کرتا ہے، تو وہی خوبیاں بیان کرے، جو اس میں ہیں اور وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ تعریف کی خبر اسے پہنچے یا نہ پہنچے، تو یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

گم شدہ مال کا مسئلہ:

اگر راستہ میں گم شدہ چیز پڑی ہے تو چاہیے کہ اسے اٹھا کر حفاظت سے رکھ لے اور اعلان کر کے اس کے مالک کی تلاش کرے۔ اگر مل جائے تو نشانیاں وغیرہ سُن کر خود اس کے حوالے کر دے۔ اگر مالک نہ مل سکے اور اگر وہ شخص خود بہت مفلس ہے تو استعمال کرے ورنہ مساکین پر صدقہ کر دے۔ یہ اس چیز کے مالک کی طرف سے صدقہ ہوگا اور ثواب بھی اُسی کو ملے گا۔

توبہ کیا ہے؟:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا: ''توبہ کیا ہے؟''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: جس میں مندرجہ ذیل چھ چیزیں جمع ہوں

۱۔ اپنے گزشتہ عمل پر ندامت

Marfat.com

۲۔ جو فرائض اور واجبات اللہ تعالیٰ کے چھوٹے ہیں، اُن کی قضا

۳۔ کسی کا مال ظلماً لیا تھا تو اس کی واپسی

۴۔ کسی کو ہاتھ یا زبان سے ستایا اور تکلیف پہنچائی تھی تو اس سے معافی

۵۔ آئندہ اس گناہ کے پاس نہ جانے کا پختہ عزم

۶۔ جس طرح اُس نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھا، اب وہ اطاعت کرتے ہوئے دیکھ لے۔ (مظہری)

## خلق عظیم:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”خلق عظیم سے مراد دین عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس دین سے زیادہ کوئی محبوب دین نہیں ہے“

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ”خلق عظیم سے مراد آداب القرآن ہیں، یعنی وہ آداب جو قرآنِ پاک نے سکھائے ہیں“

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میزان عمل میں خلقِ حسن کے برابر کسی عمل کا وزن نہیں ہوگا“ (ترمذی)

اور فرمایا کہ ”مجھے اس کام کے لیے بھیجا گیا ہے کہ میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کروں“ (ابوحیان)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان اپنے حسنِ خلق کی بدولت اس شخص کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو ہمیشہ رات کو عبادت کرنے کے لیے جاگتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے“ (ابوداؤد)

## کان چھیدنا:

لڑکیوں کے کان اور ناک چھیدنے جائز ہیں۔ (عالمگیری)

لڑکوں کے کان چھیدنا جائز نہیں اور لڑکوں کا زیور پہننا بھی ناجائز ہے۔ (ردالمختار)

## ناخن ترشوانا:

جمعہ کے دن ناخن ترشوانا مستحب ہے۔ حدیث ہے کہ جو جمعہ کے دِن ناخن

Marfat.com

ترشوائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔

جو ہفتہ کے دن ناخن ترشوائے، صحت مند ہوگا، اس سے بیماری نکل جائے گی۔

جو اتوار کے دن ناخن ترشوائے، اس سے فاقہ نکلے گا اور تونگری آئے گی۔

جو پیر کے دن ناخن ترشوائے، صحت آئے گی۔

جو منگل کے دن ناخن ترشوائے، اس کا مرض جائے گا اور شفا آئے گی۔

جو بدھ کے دن ناخن ترشوائے، اس کا خوف اور وسوسہ نکلے گا اور امن و شفا آئے گی۔

جو جمعرات کے دن ناخن ترشوائے، رحمت آئے گی اور گناہ جائیں گے۔ (در مختار)

اگر جمعہ کو ناخن نہ ترشوا سکیں تو پندرھویں دن ترشوائیں اور اس کی انتہائی مدت چالیس دن ہے۔ ناخنوں کا کاٹنا مستحب ہے۔ ناخن جب بڑے ہو جاتے ہیں تو ان کی صورت بری ہو جاتی ہے اور ان میں میل کچیل اکٹھا ہو جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! اپنے ناخن ترشواؤ، اس لیے کہ جو ان میں سے بڑھ جاتا ہے، اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔“

آپ ﷺ جب کسی کے بڑھے ہوئے ناخن دیکھتے تو فرماتے: ”ناخن ترشوا لو“

دانتوں سے ناخن کاٹنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

لمبے ناخن شیطان کی نشست گاہ ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

چالیس دنوں کے اندر ناخن تراش لینا چاہیے۔ (فیضانِ سنت)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب ماہ ذی الحج کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے اور اس کے پاس قربانی کا جانور موجود ہو اور وہ اس کی قربانی بھی کرنا چاہتا ہو تو وہ اپنے بالوں کو نہ کٹوائے اور نہ ہی اپنے ناخنوں کو ترشوائے۔“[1]

اگر کوئی ایسا عمل کرے تو وہ حاجیوں کی طرح ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت میں شامل ہو جائے گا۔

**حجامت بنوانا:**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

1. صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۵۱۸، ص ۲۶۱

Marfat.com

پانچ چیزیں پیدائشی سنت ہیں:

۱۔ ختنہ کرنا

۲۔ موئے ناف مونڈنا

۳۔ مونچھیں کم کرنا

۴۔ بغل کے بال اکھیڑنا

۵۔ ناخن ترشوانا [۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مونچھیں اور ناخن ترشوانے اور بغل کے بال اُکھاڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے میں ہمارے یہ وقت مقرر ہے کہ چالیس دِن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔'' (مسلم)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت کے سوا گردن کے بال مونڈوانے سے منع فرمایا ہے۔ (طبرانی)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''سفید بال نہ اُکھاڑو، کیوں کہ وہ مسلم کا نور ہے۔ جو شخص اسلام سے بُوڑھا ہوا، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے نیکی لکھے گا اور خطا مٹا دے گا'' (ابوداوُد)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سر منڈوانے سے منع فرمایا ہے۔ (نسائی)

ناک کے بال نہ اُکھاڑیں کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہو جانے کا خوف ہے (عالمگیری)

موئے زیرِ ناف کا ایسی جگہ پھینکنا جہاں دوسروں کی نظر پڑے ناجائز ہے کیونکہ یہ ستر کے بال ہیں۔ جس طرح ستر دوسروں کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتے، یہی حکم ان بالوں کا بھی ہے۔ (فیضانِ سنت)

موئے زیر ناف کو ناف کے عین نیچے سے مونڈنا شروع کریں۔

ناخن یا بال وغیرہ کاٹنے کے بعد دفن کر دینا چاہیے۔ بیت الخلاء یا غسل خانہ میں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے (عالمگیری)

---

[۲] صحیح بخاری شریف جلد نمبر۳، حدیث ۵۴۴، ص ۳۹۸

Marfat.com

ابروؤں کے بال اگر بڑھے ہوں تو ترشوا سکتے ہیں مگر مونڈ نہیں سکتے۔ (فیضانِ سنت)
جنابت کی حالت میں (یعنی غسل فرض ہونے کی صورت) ناخن کاٹنا مکروہ ہے۔
(عالمگیری ج ۵، ص ۳۵۸)

دوست:

۱۔ جب تم کسی کو دوست بناؤ، تو اپنے دِل میں ایک قبرستان بنا لو، جہاں تم اس کے راز اور برائیاں دفن کر سکو۔

۲۔ اچھا دوست پانے کی آرزو میں پہلے خود اچھے دوست بنو۔

۳۔ دوست کو خالص ترین محبت دو، مگر اپنا راز نہ دو۔

۴۔ دوست کی کوئی بات بری لگے تو خاموش ہو جاؤ۔ اگر وہ دوست ہے تو وہ سمجھ جائے گا اور اگر نہ سمجھے تو سمجھ لینا کہ وہ تمہارا دوست نہیں۔

۵۔ غریب وہ ہے، جس کا کوئی دوست نہیں۔

۶۔ برُا دوست کوئلہ کی مانند ہے۔ اگر جلتا ہو تو آپ کو جلا دے گا اور اگر بچ گیا تو آپ کے ہاتھ کالے کر دے گا۔

۷۔ جو ذرا سی بات پر دوست نہ رہے، وہ دوست تھا ہی نہیں۔

۸۔ جس کو ایسے دوست کی تلاش ہو، جس میں کوئی خامی نہ ہو، اسے کبھی بھی دوست نہیں ملتا۔

۹۔ کمزور وہ ہے، جو کسی کو دوست نہ بنا سکے۔

۱۰۔ اور اس سے بھی زیادہ کمزور وہ ہے، جو بنا ہوا دوست کھو دے۔

۱۱۔ جہاں صداقت اور خلوص نظر آئے، وہاں دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ، ورنہ تمہاری تنہائی تمہاری بہترین ساتھی ہے۔

۱۲۔ دنیا اس کو یتیم سمجھتی ہے، جس کے ماں باپ نہ ہوں مگر میں اس کو یتیم سمجھتا ہوں، جس کے اچھے دوست نہ ہوں۔

۱۳۔ کبھی اپنے دوست کی سچائی کا امتحان مت لو۔ کیا پتہ اس وقت وہ کسی مجبوری

Marfat.com

میں ہو اور تم ایک اچھا دوست کھو بیٹھو۔

۱۴۔ اپنے دشمن کو ہزار دفعہ موقع دو کہ وہ تمہارا دوست بن جائے مگر اپنے دوست کو ایک بھی موقع نہ دو کہ وہ تمہارا دشمن بن جائے۔

۱۵۔ آزمائے ہوئے کو آزمانا بے وقوفی ہے۔

۱۶۔ جو تم سے جان چھڑاتا ہے، اس کے پیچھے مت پڑو۔

۱۷۔ کسی بھی دوست یا عزیز سے تم ناراضگی کا لمحہ اتنا طویل نہ کرو کہ تمہارے بغیر ہی جینا سیکھ لے۔

۱۸۔ احمق کی دوستی سے احتراز کرو۔

۱۹۔ اگر کسی پر بھروسہ کرلو آخر تک بھروسہ کرو، نتیجہ چاہے جو بھی نکلے۔ آخر میں یا تو آپ کو ایک سچا دوست ملے گا یا پھر ایک اچھا سبق۔

۲۰۔ ''میرے نزدیک میرا سب سے اچھا دوست وہ ہے، جو میرے عیوب مجھے بتائے''

۲۱۔ دوست وہ ہے جو دوست کا ہاتھ پریشان حالی اور تنگی میں پکڑتا ہے۔ (امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ)

دشمن سے ہمیشہ بچو اور دوست سے اس وقت جب وہ تمہاری تعریف کرنے لگے۔ اے عقلمند، ایسے دوست سے ہاتھ دھو جو دشمن کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا ہے۔'' (سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

## یتیم:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب گھروں میں محبوب تر گھر وہ ہے، جس میں یتیم کی عزت کی جاتی ہے۔'' (مشکوٰۃ)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کردے گا، بشرطیکہ وہ کسی ایسے گناہ کا مرتکب نہ ہو، جو معافی کے قابل نہ ہو۔''

۳۔ حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص محض اللہ تعالیٰ کے لیے یتیم کے سر پر مہربانی کر کے ہاتھ پھیرے گا تو ہر بال

Marfat.com

کے عوض اس کے لیے بھلائی ہوگی۔" اور دو انگلیاں کھڑی کر کے ان کی طرف کر کے فرمایا: "جو یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آئے گا، میں اور وہ اسی طرح میرے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا، جیسے یہ دو انگلیاں"

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے اپنی سخت دلی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو" (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے، جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے بدتر گھر وہ ہے، جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔

## منافق کی نشانیاں

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ پائی جائیں تو وہ پکا منافق ہوگا۔ جس میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، جب تک اس کو نہ چھوڑے۔

۱۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔
۲۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے
۳۔ جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے۔
۴۔ جب کسی سے جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر آجائے۔ (بخاری۔ مسلم) [۱]

## علاماتِ قیامت:

حکومت بد دیانت لوگوں کے پاس ہوگی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب امانت ضائع کی جائے اس وقت قیامت کا انتظار کر"

---

[۱] صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۲، حدیث ۴۱۳، ص ۲۲۸

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امانت کیسے ضائع کی جائے گی۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب حکومت ان لوگوں کو دی جائے، جو اس کے اہل نہ ہوں تو قیامت کا انتظار کر'' (صحیح بخاری)

جھوٹ کی کثرت ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک فتنے ظاہر نہ ہوں۔ جھوٹ کی کثرت ہو جائے گی۔ تجارتی مراکز عام ہو جائیں گے۔ وقت گھٹ جائے گا۔ ہرج بہت زیادہ بڑھ جائے گا۔'' (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے بہت سے جھوٹے پیدا ہوں گے، ان سے بچ کے رہنا'' (مسند احمد۔ ح ۱۰۸)

گانے بجانے کی کثرت ہوگی: حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آخری زمانے میں خسف۔ قذف اور مسخ ہوگا''

عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کب ہوگا؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب گانے بجانے والے آلات اور گانے بجانے والی عورتیں ظاہر ہوں گی۔ نیز شراب کو حلال سمجھ لیا جائے گا'' (طبرانی)

شراب کی کثرت ہو جائے گی: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے لوگ شراب پئیں گے لیکن اس کا نام کچھ اور رکھ دیں گے۔ ان کے سرپرستی میں باجے بجیں گے، گانے والیاں گائیں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا۔'' (سنن ابن ماجہ۔ ح ۳۲۴۷)

شراب، موسیقی اور زنا: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ زنا، ریشم، شراب اور موسیقی کو حلال کر لیں گے۔ (صحیح بخاری)

فحاشی عام ہو جائے گی: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ بے حیائی اور فحش گوئی کو پسند نہیں فرماتا۔

Marfat.com

قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ بے حیائی اور فحش گوئی عام ہو۔ قطع رحمی کی جائے۔ ہمسائے سے 'برا سلوک کیا جائے۔ خائن جو امانت دار کہا جائے اور امانت دار کو خائن کہا جائے'' (مسند احمد ح ۲۵۱۱)

قاتل کو یہ علم نہیں کہ کیوں قتل کیا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میری جان ہے۔ دُنیا ختم نہ ہوگی تا آنکہ ایک دن آئے گا کہ قاتل کو علم نہ ہوگا اس نے کیوں قتل کیا اور مقتول کو علم نہیں ہوگا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یہ کیسے ہوگا؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کثرت خون ریزی کی وجہ سے، قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے'' قاتل اور مقتول دونوں اس صورت میں جہنم میں جائیں گے۔ جب دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنا چاہتے ہوں۔ (صحیح مسلم)

Marfat.com

# چند مسائل

## اطاعتِ رسول ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تمام انسانوں پر لازم ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ ﷺ سو رہے تھے۔ فرشتوں نے آپس میں کہا:

''رسول اللہ ﷺ کی ایک مثال ہے، وہ بیان کرو''

کچھ فرشتوں نے کہا: ''آپ ﷺ تو سو رہے ہیں؟''

کچھ فرشتوں نے کہا: ''آپ ﷺ کی آنکھ تو واقعی سو رہی لیکن دل جاگتا ہے''

چنانچہ فرشتوں نے کہا: ''آپ ﷺ کی مثال اس آدمی کی سی ہے، جس نے ایک گھر تعمیر کیا۔ کھانا پکایا اور پھر لوگوں کو بلانے کے لیے ایک آدمی بھیجا، جس نے بلانے والے کی بات مان لی، وہ گھر میں داخل ہوا اور کھانا کھا لیا۔ جس نے بلانے والے کی بات نہ مانی وہ گھر میں داخل نہ ہوا اور نہ کھانا کھایا''

پھر کچھ فرشتوں نے کہا: ''اس مثال کی وضاحت کرو تا کہ آپ ﷺ اچھی طرح سمجھ لیں''، بعض فرشتوں نے پھر یہ بات دہرائی۔ ''آپ ﷺ تو سو رہے ہیں؟''

لیکن دوسروں نے جواب دیا: ''آپ ﷺ کی آنکھ تو سو رہی ہے لیکن دل جاگ رہا ہے''

چنانچہ فرشتوں نے مثال کی یوں وضاحت کی: ''گھر سے مراد جنت ہے (جسے اللہ تعالیٰ نے تعمیر کیا ہے) اور لوگوں کو بلانے والے محمد ﷺ ہیں۔ پس جس نے محمد ﷺ کی بات مان لی، اُس نے گویا اللہ تعالیٰ کی بات مان لی اور جس نے محمد ﷺ کی بات ماننے سے

Marfat.com

انکار کیا، اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی بات ماننے سے انکار کیا اور محمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں (یعنی کون فرمانبردار ہے اور کون نافرمان)۔'' (صحیح بخاری)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اور اس ہدایت کی مثال جسے میں دے کر بھیجا گیا ہوں، ایسے ہے جیسے کہ ایک آدمی اپنے قوم کے پاس آئے اور کہے: 'لوگو! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے، جس سے تمہیں واضح طور پر خبردار کر رہا ہوں۔ لہٰذا اس سے بچنے کی فکر کرو۔ قوم کے کچھ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور راتوں رات چپکے سے نکل گئے جبکہ دوسرے لوگوں نے جھٹلا دیا اور اپنے گھروں میں (غفلت سے) پڑے رہے۔ صبح کے وقت لشکر نے انہیں آلیا اور ہلاک کر کے ان کی نسل کا خاتمہ کر دیا۔ یہ مثال میری اور مجھ پر نازل کئے گئے حق کی پیروی کرنے والے اور نہ کرنے والے لوگوں کی ہے'' (صحیح مسلم)

## گناہوں سے نجات:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمان آدمی فرض نماز کا وقت آنے پر اچھی طرح وضو کرے، پھر پورے خشوع وخضوع اور اچھے رکوع وسجود کے ساتھ نماز ادا کرے تو وہ نماز اس کے واسطے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی، جب تک کہ وہ کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ ہوا ہو اور اس نماز کی برکت اس کو ہمیشہ ہمیشہ حاصل ہوتی رہے گی۔''

## شعبان کی پندرہ تاریخ:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ''جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک وتعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلّی فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دُوں۔ ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دُوں، ہے کوئی مبتلا کہ اسے عافیت دُوں، ہے کوئی ایسا، ہے کوئی ایسا اور یہ اُس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔'' (ابن ماجہ)

Marfat.com

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اُمتوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کے بکریوں کے بال ہیں مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی مداومت کرنے والے کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا'' (بیہقی)

## خیر کی بات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس کو چاہیے کہ خیر کی بات کہے یا خاموش رہے۔'' (بخاری)

حضرت ابو سلمیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: واہ واہ! پانچ چیزیں اعمال نامہ کے ترازو میں کتنی زیادہ وزنی ہیں۔

۱۔ لا الہ الا للّٰہ ۲۔ سبحان اللّٰہ

۳۔ الحمد للّٰہ ۴۔ اللّٰہ اکبر

۵۔ کسی مسلمان کا نیک لڑکا فوت ہو جائے اور وہ ثواب کی امید پر صبر کرے۔

(مستدرک حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ

ولا الہ الا للّٰہ واللّٰہ اکبر

کہنا مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے، جس پر سورج طلوع ہوتا ہے (کیونکہ اس کا اجر وثواب باقی رہے گا اور دنیا اپنے تمام ساز و سامان سمیت ختم ہو جائے گی)۔

(صحیح مسلم)

## تعویز کا استعمال:

ابی خزامہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ: ''یہ دعا تعویز جسے ہم اپنی بیماری کے سلسلے میں کرتے ہیں اور

Marfat.com

یہ دوائیں جو ہم اپنے مرض کو دُور کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور یہ احتیاطی تدابیر جو ہم دکھوں اور مصیبتوں سے بچنے کے لیے اختیار کرتے ہیں، یہ اللہ کی تقدیر کو ٹال سکتی ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب چیزیں بھی تو اللہ کی تقدیر میں سے ہیں'' (ترمذی)

## پانچ اہم چیزیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن مجید میں پانچ چیزیں ہیں: 'حلال، حرام، محکم، متشابہ اور امثال،

پس حلال کو حلال سمجھو۔ حرام کو حرام قرار دو۔ محکم (قرآن مجید کا وہ حصہ جس میں عقیدہ اور قانون وغیرہ کی تعلیم دی گئی ہے) پر عمل کرو اور متشابہ (قرآن کا وہ حصہ جس میں آخرت کی باتیں بیان ہوئی ہیں، جیسے جنت، دوزخ، عرش، کرسی وغیرہ) پر ایمان رکھو (اور اس کی کرید میں مت پڑو) اور امثال (قوموں کی تباہی کے عبرتناک قصوں) سے عبرت حاصل کرو' (روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ مشکوٰۃ)

## عاشورہ کا روزہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''رمضان کے بعد افضل روزہ اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد افضل نماز تہجد کی نماز ہے'' (صحیح مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کے دِن روزہ رکھا اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔'' (صحیح مسلم)

عاشورہ کا دن محرم کے دن کو کہا جاتا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ مکّہ مکرّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''اس دِن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی۔ اسی خوشی میں ہم روزہ رکھتے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام کی اس خوشی میں ہم تم سے زیادہ روزہ رکھنے

Marfat.com

کے حق دار ہیں۔"

چنانچہ آپ ﷺ نے بھی دس محرم کا روزہ رکھا۔ پھر فرمایا: "اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو اس کے ساتھ ۹/محرم کا روزہ بھی رکھوں گا تاکہ یہود کی مخالفت بھی ہو جائے۔" بلکہ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے حکم فرمایا: "تم عاشورے کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت بھی کرو اور (اس کے ساتھ) ایک دن قبل یا بعد کا روزہ بھی رکھو" (مسند احمد)

## آزمائش:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک کوڑھی، ایک گنجا اور ایک اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمانے کے لیے ایک فرشتہ کو بھیجا۔ فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس گیا اور کہنے لگا: "تو کیا چاہتا ہے؟"

کوڑھی نے کہا: "اچھا رنگ اور کھال، کیونکہ اس حال میں لوگ مجھ سے نفرت و کراہت کرتے ہیں" فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اس کا رنگ اچھا کر دیا۔ اس کی کھال بھی ٹھیک ہوگئی۔ اب فرشتے نے پوچھا: "دنیا کے مالوں میں سے کون سا مال تجھے پسند ہے؟"

وہ کہنے لگا: "اونٹ"

اس کو دس مہینے کی گابھن اُونٹنی دے کر فرشتے نے کہا: "اس میں برکت ہوگی"

پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: "تو کیا چاہتا ہے؟"

گنجا کہنے لگا: "اچھے بال۔ میرا یہ گنج جاتا رہے کیونکہ اس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔"

فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ ٹھیک ہوگیا اور اس کے بہت اچھے بال نکل آئے۔ پھر فرشتے نے پوچھا: "دنیا کا کون سا مال تجھے پسند ہے؟"

وہ کہنے لگا: "گائے بیل"

فرشتے نے ایک گابھن گائے اس کو دے دی اور کہا: "تجھے اس میں برکت ہوگی"

پھر فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور پوچھا: "تو کیا چاہتا ہے؟"

Marfat.com

اندھا کہنے لگا: ''اللہ تعالیٰ میری بینائی مجھ کو دے دے اور میں لوگوں کو دیکھنے لگوں''

فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھیں روشن کر دیں۔''

پھر فرشتے نے پوچھا: ''تجھ کو کون سا مال پسند ہے؟''

وہ کہنے لگا: ''بکریاں''

فرشتے نے اسے بچہ دینے والی بکری دے دی۔

پھر ان اونٹنیوں، گائیوں اور بکریوں نے جننا شروع کیا۔ اس طرح ہوتے ہوتے کوڑھی کے پاس اونٹوں کا۔ گنجے کے پاس گایوں کا اور اندھے کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ ہو گیا۔ بہت دنوں بعد فرشتہ اپنی سی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''میں ایک محتاج ہوں، مسافر ہوں، میرا سب سامان جاتا رہا۔ اب میں اللہ کی مدد اور تیری عنایت کے بغیر اپنے ٹھکانے پر نہیں پہنچ سکتا میں تجھ سے اس خدا کے نام پر سوال کرتا ہوں، جس نے تیرے بدن کا رنگ اچھا کر دیا، تیری کھال درست کر دی اور مال دیا۔ مجھے ایک اونٹ دے دو، جس پر سوار ہو کر اپنے وطن پہنچ جاؤں''

وہ کہنے لگا: ''بھائی! میں بہت قرضدار ہوں۔ بہت آدمیوں کا دینا ہے''

فرشتے نے کہا: ''میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ تو کوڑھی تھا۔ سب لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے اور تو محتاج تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے تجھے یہ سب کچھ دیا ہے''

کوڑھی نے کہا: ''واہ، میں تو اپنے بزرگوں کے وقت سے مال دار چلا آتا ہوں''

فرشتے نے کہا: ''خیر! اگر تو جھوٹ بولتا ہے، تو اللہ تجھ کو کوڑھی اور محتاج پھیر دے''

پھر وہی فرشتہ اسی شکل و صورت میں گنجے کے پاس گیا، اس سے بھی وہی کچھ کہا جو کوڑھی سے کہا تھا۔ گنجے نے بھی وہی جواب دیا، جو کوڑھی نے دیا تھا۔

فرشتے نے کہا: ''خیر! اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ تجھ کو پھر ویسا ہی گنجا اور محتاج پھیر دے''

اب فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور اس سے کہنے لگا: ''میں ایک محتاج ہوں، مسافر ہوں۔ میرے پاس سفر کا سامان بالکل نہیں ہے۔ اب بغیر اللہ کی مدد اور تیری توجہ کے اپنے وطن نہیں پہنچ سکتا مجھ کو اس خدا کے نام پر جس نے تیری آنکھیں دوبارہ روشن کیں، ایک بکری دے دے، جس سے میں سفر میں اپنے ٹھکانے پہنچ جاؤں۔''

Marfat.com

اندھا یہ سن کر کہنے لگا: بے شک! میں اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی دی۔ محتاج تھا، مال دیا۔ اس کے نام پر تو مانگتا ہے، تو جو تیرا جی چاہے، وہ لے لے۔ میں آج تجھ کو تنگ نہیں کرتا اللہ کے نام پر، جو تو لے لے"

فرشتہ نے کہا: "میں محتاج نہیں ہوں۔ اپنی بکریاں رہنے دے۔ اللہ تعالیٰ نے تم تینوں کو آزمایا تھا۔ تجھ سے تو خوش ہوا اور تیرے دونوں ساتھیوں کوڑھی اور گنجے سے ناراض ہوا۔[۱]

## منکرات کو روکنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے، وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے۔ اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو سے اپنی زبان سے روکے۔ اگر وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو وہ اسے اپنے دل میں برا جانے لیکن یہ کمزور ترین ایمان کی علامت ہے۔" (مسلم) [۲]

## آدابِ معاشرت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ مال کی قیمت بڑھانے کے لیے ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر بولی نہ دو۔ ایک دوسرے سے بغض نہ کرو۔ ایک دوسرے سے بے رُخی اختیار نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کے سوذے پر سودا نہ کرے۔ اللہ کے بندو تم ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے رسوا کرتا ہے، اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے۔ تقویٰ اس جگہ ہے۔ آپ اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ کرتے ہیں۔[۳]

## حسنِ ارادہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: "ایک دفعہ ایک آدمی نے یہ نیت کی کہ آج میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ صدقہ دوں گا۔ رات

---

۱ صحیح بخاری شریف جلد نمبر۲، حدیث ۶۷۶، ص ۳۵۵ ۲، ۳ الاحادیث النبویۃ، ص ۷۹، ۷۸

Marfat.com

کے وقت کچھ پیسے لے کر وہ باہر نکلا تو ایک چور کو غریب سمجھ کر اس کے ہاتھ پر پیسے رکھ دیئے۔ صبح ہوئی تو لوگ باتیں کرنے لگے کہ اب تو چور کو بھی صدقہ دیا جانے لگا ہے۔ اس شخص کو جب علم ہوا تو اس نے کہا 'اے میرے اللہ تو ہی حمد کا مالک ہے' اب میں کسی حقیقی مستحق کو صدقہ دوں گا۔ چنانچہ وہ اگلی رات صدقہ لے کر نکلا تو غلطی سے ایک زانیہ کو یہ صدقہ دے دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ اب تو زانیہ بھی صدقہ کی مستحق سمجھی جانے لگی ہے۔ جب اس آدمی کو یہ بات پہنچی تو اس نے کہا 'اے اللہ' تو ہی حمد کا مالک ہے۔ مجھ سے ایک زانیہ کو صدقہ دینے میں غلطی ہوئی، اب میں صبح کوشش کر کے کسی مستحق کو صدقہ دوں گا۔' چنانچہ وہ رات کو صدقہ لے کر نکلا لیکن غلطی سے ایک دولت مند کو یہ صدقہ دے دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگ چہ میگوئی کرنے لگے کہ اب دولت والوں کا خیال رکھا جاتا ہے، بھلا غریبوں کو کون پوچھتا ہے؟ اس پر اس نے کہا: ''اے میرے اللہ! تو ہی حمد کا مالک ہے۔ میں نے ایک دفعہ چور کو صدقہ دے دیا۔ ایک دفعہ زانیہ کو اور ایک دفعہ دولت مند کو۔ ہر دفعہ کی غلطی پر نادم ہوں۔'' وہ اسی سوچ میں تھا کہ اِسے آواز آئی: ''تو نے ایک چور کو جو صدقہ دیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی ضرورت پوری ہوتی دیکھ کر چوری سے باز آجائے۔ اسی طرح زانیہ پر جو تو نے خرچ کیا ہے، ہوسکتا ہے کہ وہ یہ رقم پا کر زناکاری چھوڑ دے۔ رہا دولتمند تو اس کو صدقہ دینے کا یہ نتیجہ ہوسکتا ہے کہ اس میں دولتمند کو عبرت حاصل ہو اور وہ سوچے کہ دوسرے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں لیکن میں اس برکت سے محروم ہوں۔ اس طرح وہ نادم ہو کر اپنے اس مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق پائے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ) [۴]

## علم وعبادت:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک عبادت گذار کا اور دوسرے عالم دین کا۔

---

[۴] حدیقۃ الصالحین، ص ۲۹

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عابد کے اُوپر عالم کی فضیلت ایسی ہے، جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ آدمی پر ہے۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور اہلِ زمین و آسمان یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ کے اندر اور سمندر کی مچھلیاں سب کے سب خیر کی تعلیم دینے والے کے لیے دعا و رحمت کرتی ہیں۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر مسلمان پر علم کی طلب فرض ہے اور نااہل کو علم سپرد کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو خنزیروں کو موتی اور سونے چاندی کے ہار پہنچائے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی مومن کی کوئی دنیاوی پریشانی دُور کی، اس کے لیے اللہ تعالیٰ قیامت کی کوئی پریشانی دُور فرمائے گا اور جس نے کسی تنگ دست کے لیے کوئی آسانی مہیا کی، اس کے لیے اللہ دنیا و آخرت میں آسانی مرحمت فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کی، اس کی پردہ پوشی دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا اور اللہ بندہ کی مدد فرماتا رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے۔ اور جو کسی راہ میں طلب علم کے لیے چلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرما دیتا ہے۔ اور جو قوم و جماعت اللہ کے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کی تلاوت اور اس کا مذاکرہ کرتی ہے، اسے اللہ اطمینانِ قلب سے نوازتا ہے۔ اور فرشتے اسے اپنے جھرمٹ میں لے لیتے ہیں اور اللہ فرشتوں میں اس کا ذکر فرماتا ہے اور جسے اس کے عمل نے پیچھے کر دیا، اسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھاتا۔ (مسلم)

## حلال رزق:

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ ''کسی صحابی نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کون سی کمائی پاکیزہ ہے؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت'' (مسند امام احمد)

Marfat.com

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے سعد! حلال کھانا کھاؤ۔ تمہاری دعا قبول ہونے لگے گی۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ بندہ جب اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا عمل قبول نہیں کیا جاتا اور جس شخص کا گوشت حرام سے پلا بڑھا ہوا، اس کے لیے جہنم ہی مناسب ہے۔'' (الترغیب والترتیب)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ حرام مال کما کر اس میں سے کچھ صدقہ کرے تو اس کا صدقہ قبول نہ ہوگا، اور اس مال سے خیرات کرنے میں اس کے لیے کوئی برکت نہ ہوگی اور اپنے بعد جو حرام مال چھوڑے گا، وہ اسے جہنم میں لے جانے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو بھلائی سے مٹاتا ہے۔ بے شک ناپاکی ناپاکی کو دُور نہیں کرتی'' (مسند امام احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حلال روزی کی طلب فرض کے بعد فرض ہے۔'' (بیہقی)

Marfat.com

# ایک جامع دعا

اس دعا میں تمام بھلائیاں اللہ تعالیٰ سے مانگی گئی ہیں اور تمام بُرائیوں و مصیبتوں سے حفاظت کی دعا مانگی گئی ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ دعا مانگی لیکن ہمیں اس میں سے کچھ یاد نہ رہا۔ ہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آپ نے بہت زیادہ دعا مانگی لیکن ہمیں اس میں سے کچھ یاد نہ رہا''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسی جامع دعا نہ بتا دُوں ،جس میں یہ سب کچھ آ جائے؟ تم یہ دعا مانگا کرو''

ہر مسلمان مرد و عورت کو ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ اس دعا کو پڑھنا چاہیے۔ اس دعا میں بڑی برکت اور فضلیت ہے۔ یہ ایک جامع دعا ہے، جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تئیس سال کی دعائیں موجود ہیں۔ [۱]

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاسَأَلَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَأَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

---

۱ ترمذی جلد نمبر ۲، ص ۱۹۲

Marfat.com

ترجمہ: ''(یوں کہا کرو) اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں ان تمام بھلائیوں کا جن کا سوال کیا آپ سے آپ کے بندے اور نبی محمد ﷺ نے اور میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں ان تمام شرور سے جن سے پناہ چاہی آپ کے بندے اور نبی محمد ﷺ نے۔ تو ہی وہ ذات ہے جس سے مدد مانگی جاتی ہے اور تو ہی دعا قبول کرنے والا ہے۔ نہیں گناہوں سے بچنے کی طاقت مگر اللہ کی حفاظت سے اور نہیں ہے نیکی کی قوت مگر اللہ کی مدد سے۔''

Marfat.com

# متفرق مسائل نماز

## مسجد میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جانا چاہیے:

''ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ رسول ﷺ کے اردگرد بیٹھے ہُوئے تھے کہ تین آدمی وہاں آئے۔ (ان میں سے) دو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پہنچ گئے اور ایک واپس چلا گیا۔ (راوی کہتے ہیں کہ) پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ان میں سے ایک نے (جب) مجلس میں (ایک جگہ کچھ) گنجائش دیکھی، تو وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا اہل مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا جو تھا وہ لوٹ گیا، تو جب رسول اللہ ﷺ (اپنی گفتگو سے) فارغ ہوئے (تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے) فرمایا کہ ''کیا میں تمہیں تین آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تو (سنو) ان میں سے ایک نے اللہ سے پناہ چاہی، اللہ نے اسے پناہ دی اور دوسرے کو شرم آئی تو اللہ بھی اس سے شرمایا (کہ اسے بھی بخش دیا) اور تیسرے شخص نے منہ موڑا، تو اللہ نے (بھی) اس سے منہ موڑ لیا۔

اس حدیث سے ثابت ہُوا کہ مجلس میں آدمی کو جہاں جگہ ملے، وہاں بیٹھ جانا چاہیے، اگرچہ اس کو سب سے آخر میں جگہ ملے۔ (طوفہ نی ۴۸۴)

## شام کا کھانا اور نماز:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب شام کا کھانا حاضر ہو تو مغرب کی نماز سے پہلے کھا لو اور کھانے میں بے مزہ بھی نہ ہونا

Marfat.com

چاہیے اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز میں جلدی نہ کرو۔ [۱]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر شام کا کھانا سامنے رکھا جائے اور ادھر نماز کے لئے تکبیر بھی ہونے لگے تو پہلے کھانا کھالو۔'' [۲]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا شام کا کھانا تیار ہو چکا ہو اور تکبیر بھی کہی جا چکی ہو تو پہلے کھانا کھا لو اور نماز کے لیے جلدی نہ کرو۔ کھانے سے فراغت کر لو'' [۳]

---

[۱] صحیح بخاری شریف حدیث نمبر ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ص ۲۱۰

[۲] صحیح بخاری شریف حدیث نمبر ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ص ۲۱۰

[۳] صحیح بخاری شریف حدیث نمبر ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ص ۲۱۰

Marfat.com

# امام کے پیچھے نماز پڑھنا اور پابندی نماز

## امام کی قرأت متقدی کی قرأت ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ظہر کی نماز میں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کی، نماز کے دوران ایک شخص نے اشارہ سے اس کو قرأت سے منع کیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو قرأت کرنے والے نے منع کرنے والے سے کہا کہ تم مجھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے قرأت کرنے سے کیوں روکتے ہو؟ ان کی گفتگو نبی علیہ السلام نے سُن لی تو ارشاد فرمایا: ''جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو، اس کے لئے امام کی قرأت ہی کافی ہے'' [۱]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تجھے امام کی قرأت کافی ہے، چاہے وہ آہستہ آواز سے قرأت کرے یا اُونچی آواز سے'' [۲]

## امام کی قرأت کے وقت مقتدی خاموش رہیں:

قرآن مجید کی آیت ہے کہ ''وَاِذَا قُرِیءَ الْقُرانُ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ وَاَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ'' اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف خوب کان لگاؤ اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام اس لئے ہے تا کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ سو جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تم خاموش رہو۔

---

[۱] بیہقی، کتاب القراۃ ص ۱۲۶ [۲] دار قطنی جلد نمبر ۱، ص ۳۳۱

Marfat.com

امام جب جہری یا سری دونوں نمازوں میں قرأت کرتا ہے تو مقتدی بھی دونوں نمازوں میں خاموش رہے۔[۳]

حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمیں نماز سکھائی اور فرمایا:
''جب تم نماز پڑھنے کھڑے ہو تو تم سے ایک تمہارا امام بنے اور جب وہ امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔''[۴]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو'' [۵]

## مدرک رکوع مدرک رکعت ہے:

اگر کوئی نماز امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے تو اس کی رکعت ہو جاتی ہے کیوں کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے خواہ اس نے شروع سے امام کے پیچھے اقتداء کی ہو یا قرأت کے درمیان آ کر شامل ہُوا ہو یا رکوع میں شامل ہوا ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''جب تم نماز کی طرف آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں تو سجدہ کرو اور اس کو کچھ بھی شمار نہ کرو اور جس نے رکوع کو پالیا، اس نے نماز کو پالیا'' [۶]

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس حالت میں پہنچے کہ پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا۔ پس نبی ﷺ نے ان کو کہا: ''تیرے حرص کو اللہ تعالیٰ زیادہ کرے اور مت لوٹا تُو یعنی نماز کو۔''[۷]

## امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کا نہ پڑھنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی، اس نے نماز نہیں پڑھی مگر امام کے پیچھے''۔ (یعنی امام کے پیچھے فاتحہ کے بغیر ہو جاتی ہے) [۸]

---

[۳] بارہ مسائل، ص ۴۰ [۴] مسند احمد جلد نمبر ۲، ص ۴۱۵ [۵] کتاب القراۃ، ص ۱۱۳
[۶] ابو داؤد، جلد نمبر ۱، ص ۱۲۹ [۷] صحیح بخاری جلد نمبر ۱، ص ۱۰۸ [۸] کتاب القراۃ امام بیہقی ص ۱۳۶

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے، وہ نماز نہیں۔ مگر امام امام کے پیچھے۔'' ۹

## آمین آہستہ کہنا چاہیے:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سکتے کرتے یعنی دو جگہ کچھ آہستہ کہتے۔ ایک جب تکبیر تحریمہ کہتے (یہ سکتا اس لئے تھا کہ اس میں ثناء پڑھتے)۔ دوسرا جب والضالین سے فارغ ہوتے (یہ دوسرا سکتہ اس لئے تھا کہ اس میں آمین کہتے) ۱۰

## حضرت ابراہیم نخعی تابعی کا فتویٰ یہ ہے:

''پانچ چیزیں آہستہ کہی جاتی ہیں: سبحانک اللھم، اعوذباللہ، بسم اللہ، آمین اور ربنالک الحمد۔'' ۱۱

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''غیر المغضوب علیھم ولا الضالین'' پڑھ چکے تو آمین کہا اور آمین میں اپنی آواز کو آہستہ کیا۔ ۱۲

## امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جو شخص امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھائے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر کر دے یا اس کی شکل گدھے کی بنا دے'' (سنن ابوداؤد)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ بندہ جب سجدہ کرتا ہے تو اسکے ساتھ اس کے اعضاء بھی سجدہ کرتے ہیں یعنی چہرہ، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی

---

۹ کتاب القراۃ امام بیہقی ص ۱۷۳ — ۱۰ ترمذی جلد نمبر ۱، ص ۵۹

۱۱ مصنف عبدالرزاق جلد نمبر ۲، ص ۸۷ — ۱۲ مسند احمد جلد نمبر ۴، ص ۳۱۶

Marfat.com

نماز درست نہیں ہوتی، جب تک کہ اپنی پیٹھ رکوع وسجود میں سیدھی نہ کرے (سنن ابوداؤد)

## نماز کی پابندی:

نماز کو پابندی سے ادا کرنا چاہیے۔اس کا بہت اجر وثواب ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور نماز پابندی کے ساتھ پڑھتے رہے اور زکوٰۃ دیتے رہے، اس کا اجر وثواب اللہ کے پاس جمع رہے گا اور نہ انہیں کوئی رنج وغم اور حزن والم ہوگا“ (البقرہ۔۲۷۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ”اللہ کے نزدیک تمام اعمال میں بہتر کون سا عمل ہے؟“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: وقت پر نماز پڑھنا“

قرآن مجید میں سات سو مقامات پر باری تعالیٰ نے اس فریضہ کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز دین کا ستون ہے اور اس میں دس عمدہ باتیں ہیں:

۱۔ دین ودنیا میں چہرے کا نور۔

۲۔ نیک کاموں میں دل کا سوز وتڑپ۔

۳۔ تمام بدن سے بدن کی حفاظت۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہونے کا سبب اور عبادت کے آسمان پر پہنچنے کی کُنجی۔

۵۔ قبر کی تاریکی اور تنہائی میں بہترین مونس اور مددگار۔

۶۔ نیکی کے پلہ کا بھاری وزن۔

۷۔ نعمائے جنت کے حصول کا سبب۔

۸۔ آتش دوزخ سے نجات اور مصائب وآلام سے رہائی۔

۹۔ قیامت کے دن پروردگار عالم کی خوشنودی کا سبب۔

۱۰۔ دیدارِ خداوندی کا حصول۔

جو شخص دلی نیاز اور قلبی شکر گزاری کے ساتھ پانچوں وقت کی نمازیں ٹھیک وقت

Marfat.com

پر پڑھتا رہے گا تو اس کو تیرہ نعمتیں حاصل ہوں گی:

۱۔ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت پیدا ہو جائے گی اور یہی ایمان کی رُوح ہے۔

۲۔ اس کی جسمانی صحت اچھی رہے گی۔

۳۔ فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔

۴۔ اس کے گھر اور کاروبار میں خیر و برکت نازل ہوگی۔

۵۔ اس کے چہرہ سے نیک بختی اور بزرگی کے آثار ظاہر ہوں گے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔

۷۔ وہ پُل صراط سے تیز ہوا کی طرح گزر جائے گا۔

۸۔ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

۹۔ اس کو میدان کی سختی سے نجات ملے گی۔

۱۰۔ رسول اللہ ﷺ اس کی شفاعت کریں گے۔

۱۱۔ ربّ العزت اس کو امراء کے سامنے تاج وخلعت عطا فرمائے گا۔

۱۲۔ قیامت کے دن اس کو نہ کوئی غم اور نہ کوئی حزن وملال ہوگا۔

۱۳۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے فیض یاب اور شاد ہوگا۔ (ابن حجر عسقلانی)

جس نے نماز کی پابندی کی، اس نے دونوں جہان کی بھلائیاں اور خوبیاں حاصل کرلیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اور شرک وکفر کے درمیان ترکِ صلوٰۃ ہے (مسلم) یعنی تارک صلوٰۃ کفر اور شرک کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تارک صلوٰۃ کو حبس دوام کیا جائے گا اور اس وقت تک رہا نہ کیا جائے گا، جب تک وہ خالص توبہ نہ کرلے۔ بے نماز اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا نافرمان ہے نماز ہی بندے کو اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرتی ہے۔ نماز اللہ کو یاد کرنا ہے۔

جس نے نماز کو ترک کر دیا، اس نے اللہ کو بھلا دیا اور اللہ تعالیٰ کو بُھلا دینا ہلاکت آفرین ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "بے نمازی کو موت کے وقت اتنی پیاس لگتی ہے کہ دنیا

Marfat.com

کے سات سمندر بھی اس کو پلا دو، تو وہ نہ بجھے۔''

حضرت حریث بن قبیصہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ پہنچا اور میں نے دعا کی کہ ''اے اللہ! تو مجھے ایک نیک ہم نشین اور ساتھی میسر فرما دے۔''

پھر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اور میں نے اُن سے کہا: ''میں نے تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ مجھے ایک نیک ساتھی عطا فرما۔ لہٰذا آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے مجھے اُمید ہے کہ اس حدیث کو میرے لئے نفع بخش بنائیں گے'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سُنا ہے کہ ''قیامت کے دن بندہ کے اعمال میں سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب ہوگا اور اگر اس کی نمازیں صحیح اور درست ثابت ہوئیں تو وہ شخص بامراد ہوگا اور اگر اس کی نماز (چھوڑنے کی وجہ سے یا صحیح طریقہ سے نہ پڑھنے کی وجہ سے) خراب اور ناقص ثابت ہوئی تو وہ شخص (ثواب سے) محروم اور (عتاب وعذاب کی وجہ سے) ناکام اور خسارہ میں ہوگا۔ اگر اس کی فرض نماز میں (نماز کے واجبات وسنن میں دعاؤں اور اذکار میں اور اس کے خشوع وخضوع میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے) کوئی نقصان ثابت ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ دیکھو تو میرے اس بندے کے پاس نفل نمازیں بھی ہیں، جن سے فرض نمازوں کو کامل کر دیا جائے۔ پھر دوسرے اعمال (زکوٰۃ۔ روزہ، حج) کا اسی طرح حساب ہوگا۔'' [۱۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نماز کو اس کے مقررہ وقت پر پڑھے اور نماز کے لئے اچھی طرح سے کامل وضو کرے اور نماز کے قیام خشوع و رکوع اور سجدہ کو صحیح اور کامل طریقہ سے ادا کرے تو وہ نماز خوب روشن ہو کر نمازی کے لئے دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری ایسی ہی حفاظت فرمائے، جیسی تو نے میری حفاظت کی ہے اور جو شخص نماز کو اس کے مقررہ وقت گزر جانے کے بعد پڑھے اور اچھی طرح کامل طریقہ پر وضو نہ کرے اور نماز کے قیام، خشوع، رکوع اور سجدہ کو صحیح اور کامل طریقہ پر ادا نہ کرے تو وہ نماز بدصورت اور سیاہ بن کر نمازی کے لئے بدعا کرتی

---

۱۳ ترمذی شریف جلد نمبر ۱، ص ۹۴

Marfat.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو ایسا ہی برباد و خراب کرے، جیسا کہ تو نے مجھ کو برباد اور خراب کیا ہے، یہاں تک کہ جب وہ جہاں اللہ تعالیٰ چاہے پہنچ جاتی ہے تو یہ نماز پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔ (طبرانی، درمنثور) [۱۴]

نماز میں غفلت اور سُستی کرنے کو منافقین کا عمل بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''سو ایسے نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز بھلا بیٹھتے ہیں یعنی ترک کر دیتے ہیں'' (ماعون) بلا عذر شرعی وقت نکلنے کے بعد نماز پڑھنا سخت گناہ ہے۔ نماز کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''بدترین چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرے۔ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! نماز میں سے کیسے چوری کرے گا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''(نماز میں سے چوری یہ ہے کہ نمازی) رکوع سجدہ صحیح نہ کرے، اچھی طرح نہ کرے۔'' (ترغیب) ایک روایت ہے کہ جو شخص عمداً ایک وقت کے نماز ترک کر دے گا تو اس ایک نماز کے چھوڑنے کی سزا دو لاکھ چالیس ہزار برس دوزخ کی آگ میں جلتے رہنا ہے۔ قیامت کے دن بے نمازیوں کا منہ سب سے کالا ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز ادا نہ کرے گا، اس کے رزق میں برکت نہ ہوگی۔ جو ظہر کی نماز ادا نہ کرے گا اس کے دل سے نُورِ الٰہی جاتا رہے گا۔ جو عصر کی نماز ترک کر دے گا اس کے اعضاء میں نیک عمل کرنے کی قوت باقی نہ رہے گی، جو مغرب کی نماز ترک کرے گا، اس کو کھانے میں مزا نہ ملے گا اور جو عشاء کی نماز چھوڑے گا، اسے دنیا اور آخرت میں مومن نہ سمجھا جائے گا۔''

☆ فجر کی نماز صبح صادق سے شروع ہو کر طلوع آفتاب تک رہتی ہے۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی نماز کو خوب روشنی ہونے پر (اسفار میں) پڑھو کہ اس کا ثواب زیادہ ہے۔'' (ترمذی جلد نمبر ۱ ص ۲۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اسی پر اجماع و اتفاق کیا ہے۔ حضرت محمود بن بسید رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے کئی انصاریوں سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جتنا روشن کرو گے تم فجر کو اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا۔ (نسائی جلد نمبر ۱ ص ۶۵)

---

[۱۴] نماز کی پابندی اور اس کی حفاظت، ص ۱۳

Marfat.com

☆ ظہر کی نماز کا وقت زوال سے شروع ہو کر عصر کا وقت شروع ہونے تک ہے۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گرمی زیادہ ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی لُو سے ہے۔'' (مسلم) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ گرمیوں میں نماز تاخیر سے اور سردیوں میں جلدی پڑھتے تھے۔ (نسائی جلد نمبر ا ص ۵۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوف حدیث ہے کہ ظہر کی نماز پڑھ، جب تیرا سایہ تیرے برابر ہو اور عصر کی نماز پڑھ، جب تیرا سایہ دوگنا ہو۔ (موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ص ۵)

☆ عصر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے، جب ہر چیز کا سایہ اصل سے دوگنا ہو جائے اور غروب آفتاب تک رہتا ہے۔
عصر کی نماز کے بعد سے دھوپ کے زرد ہونے تک نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔
دھوپ زرد ہونے کے بعد سے غروب آفتاب تک نوافل و فرائض پڑھنا مکروہ ہے۔
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ صبح کی نماز کے بعد آفتاب کے بلند ہونے تک اور کوئی نماز نہیں ہے اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک اور کوئی نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ (بخاری)

☆ تین اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔
حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں منع فرماتے تھے کہ تین اوقات میں نماز پڑھنے سے اور مُردوں کو دفنانے سے۔ ایک تو جب سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ طلوع ہو جائے۔ دوسرے جس وقت سُورج ڈوبنے لگے جب تک کہ پُورا ڈوب نہ جائے۔ (مسلم جلد نمبر ا ص ۲۷۶)

۱۔ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک نفل پڑھنا مکروہ ہے۔
۲۔ طلوع آفتاب سے اس کے بلند ہونے تک (تقریباً بیس منٹ) نفل پڑھنا یا فرض نماز کی قضا پڑھنا جائز نہیں۔
۳۔ زوال کے وقت بھی نوافل اور فرائض پڑھنا مکروہ ہے

Marfat.com

۴۔ عصر کی نماز پڑھ لینے سے پہلے قضاء نماز پڑھی جاسکتی ہے، نوافل نہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''محافظت کرو سب نمازوں کی (عموماً) اور درمیان والی نماز کی یعنی (عصر کی خصوصاً) اور نماز میں کھڑے رہو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے۔ (البقرۃ ۲۲۸)

محافظت کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ پابندی وقت کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔ (ابن کثیر)

نماز سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا کوئی طریقہ نہیں اور گناہ سے بچنے کے لئے نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کو جب بھی غم پہنچتا تو نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ نماز ہی سے دل کو سکون بھی ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ بندے اور شرک کے درمیان سوائے نماز ترک کرنے کے کچھ فرق نہیں۔ لہٰذا جب اس نے نماز چھوڑ دی، اس نے شرک کیا۔[۱۵]

لوگ زنا کو جرم سمجھتے ہیں، نماز چھوڑ دینا زنا سے بڑا جرم ہے۔ شیطان ایک سجدے کا انکار کر کے مردود ہو گیا۔ صبح سے شام تک جو شخص سجدے نہ کرے، وہ اپنا انجام سوچ لے۔ نماز کی غفلت بہت بڑی ہلاکت ہے۔ نماز کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ بندہ کو اپنے ربّ کا سب سے زیادہ تقرب نماز کی حالت میں حاصل ہوتا ہے۔ باجماعت نماز مسلمانوں کو منظم اور متحد رہنے کا طریقہ سکھاتی ہے۔ بخاری شریف کی ایک حدیث ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میں چاہتا ہوں کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دُوں اور جب لکڑیاں جمع ہو جائیں تو نماز کا حکم دُوں اور نماز کے لئے اذان کہی جائے پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوئے اور ان کے گھروں میں آگ لگادوں۔''

حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس آدمی کا نماز پڑھنے کو جی نہ کرے وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فلاں آدمی رات کو تہجد پڑھتا ہے اور جب صبح ہو جاتی ہے تو چوری کرتا ہے تو آپ ﷺ نے

---

[۱۵] سنن ابن ماجہ، حدیث ۱۰۸۰، ص ۲۵۴

Marfat.com

فرمایا کہ نماز اس کو عنقریب چوری سے روک دے گی۔(ابن کثیر)

مغرب کی نماز کا وقت غروب شمس سے غروب شفق تک ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نمازِ مغرب کا وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے۔(مسلم جلد نمبر ا،ص ۲۲۳)

عشاء کی نماز کا وقت غروب شفق سے صبح صادق ہے۔

نماز عشاء کا مستحب وقت تہائی رات کے قریب ہے۔

فرض نماز کو اپنے متعین ومقرر وقت پر پڑھنا فرض ہے۔اور بلاعذر شرعی تقدیم و تاخیر کرنا گناہ ہے۔نماز کے فرائض وارکان کے ساتھ ساتھ اوقات نماز کی پابندی کرنا بھی لازم ہے۔ بے وقت نماز پڑھنا بھی نماز سے غفلت ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، نماز کا اول وقت رضائے الٰہی کا سبب ہے۔(ترمذی ۲۴)

نماز کی اساس وبنیاد یہ ہے کہ انسان بیک وقت اپنے دل زبان واعضاء سے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار کرے اور اپنی بندگی کا اقرار کرے۔مخلوق کا اپنے دل وزبان اور ہاتھ سے خالق کے سامنے بندگی اور عبودیت کا اظہار۔اس کے احسانات کا شکریہ نماز ہے اور یہ خالق ومخلوق کے درمیان وابستگی کا ذریعہ ہے۔

Marfat.com

# صفوں اور نمازی کے آگے سے گذرنا

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی صفوں میں اچھی طرح مل کر کھڑے ہو اور ایک صف کو دوسری صف کے قریب رکھو اور (نماز میں) گردنوں کو بھی سیدھا رکھو اور اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں شیطان کو صفوں کی خالی جگہ سے گھستے ہوئے دیکھتا ہوں گویا وہ بکری کا بچہ ہے۔''

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مردوں کی بہترین اور سب سے زیادہ خیر و بھلائی والی صف ان کی پہلی صف ہے اور بدترین صف ان کی آخری صف ہے۔ عورتوں کے لئے اس کے برعکس ہے۔ (بحوالہ مسلم)

☆ ایک حدیث شریف ہے کہ جماعت میں نمازیوں کی جتنی زیادہ تعداد ہوگی، اتنا ہی اجر و ثواب زیادہ ملے گا۔ (ابوداؤد) اور اگر نماز میں دو ہی بندے ہوں تو ایک امام بنے اور دوسرا اس کے دائیں یعنی سیدھے ہاتھ کی طرف کھڑا ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دائیں طرف کھڑا کیا۔ (بحوالہ مسلم)

نماز میں صف بندی کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے۔

صفوں کو سیدھا کرنے سے مراد پہلی صف کو مکمل کر کے پھر بعد والی کو مکمل کرنا ہے حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ صفوں کے ملانے والوں پر رحمت کرتا ہے اور فرشتے رحمت کی

Marfat.com

دعائیں کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ)۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قدموں میں سے اجر کے اعتبار سے زیادہ کوئی قدم اس قدم سے بڑھ کر نہیں ہے، جسے آدمی صف کو بھرنے کے لئے اُٹھاتا ہے۔(البزار)

☆ حضرت ابو قتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ اسے لمبا کرنے کا ہوتا ہے کہ میں بچے کے رونے کی آواز سُنتا ہوں۔ پس میں اپنی نماز میں اختصار سے کام لیتا ہوں، اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ میں اس کی ماں کو مشقت میں ڈالوں۔'' (بخاری)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے سامنے سے کسی کو نہ گزرنے دے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑے کیونکہ اس کے ساتھ شیطان ہے۔'' [1]

☆ حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر گزرنے والا معلوم کرے کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے میں اس پر کیا گناہ ہے تو اس کے لئے چالیس تک کھڑا رہے'' [2]

---

[1] صحیح مسلم جلد نمبر ۱، حدیث ۱۱۳۰، ۱۱۳۲، ص ۴۸۰ [2] صحیح مسلم جلد نمبر ۱، حدیث ۱۱۳۰، ۱۱۳۲، ص ۴۸۰

Marfat.com

# شب برأت: فضیلت اور اہمیت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے کہ کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دُوں۔ ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دُوں، ہے کوئی مبتلا کہ سے عافیت دُوں، ہے کوئی ایسا، ہے کوئی ایسا اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے [1]

ماہ شعبان میں ہر نماز کے بعد اس دعا کا وِرد مغفرتِ گناہ کے لیے مفید ہے۔

''اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اِلَیْہِ تَوْبَۃَ عَبْدِظَالِمٍ لَا یَمْلِکُ نَفْسَہٗ صَبَرًوَلَا موتا وَلا حیاۃ ولا نشوراط''

جو ماہ شعبان کے مکمل روزے رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ سکرات موت سے اسے نجات عطا فرماتا ہے۔ قبر کی تاریکی اور منکر نکیر کی دہشت و ہیبت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

(نزہتہ المجالس)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھتے ہوئے میں نے نہ دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: ''سب سے افضل نفلی روزے کون سے ماہ میں ہیں؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شعبان میں۔ جو شخص ماہ شعبان میں تین روزے رکھتا ہے اور پھر وہ مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گذشتہ گناہ

[1] سنن ابن ماجہ جلد نمبر۲، حدیث ۱۳۸۹، ص ۱۰۸

Marfat.com

معاف فرماتا ہے اور اس کے رزق میں برکت فرماتا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو ماہ شعبان میں ایک روزہ رکھتا ہے وہ جنت میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ہمسایہ ہوگا اور اسے حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کا ثواب ہوگا۔

شعبان کی پندرھویں رات دو رکعت اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار۔ سورۃ اخلاص پندرہ بار اور سلام کے بعد ایک سو دفعہ درود شریف پڑھ کر رزق کی ترقی کی دعا کریں۔ انشاء اللہ اس نماز کے باعث رزق میں اضافہ ہوگا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرا نیاز مند امتی شب برات میں دس رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص پڑھے۔ اس کے پڑھنے والے کے گناہ معاف ہوں گے اور اس کی عمر میں برکت ہوگی۔

سو رکعت نفل نماز اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس دس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھیں۔ اس نماز کو ''صلوٰۃ الخیر'' کہتے ہیں۔ جو شخص یہ نماز پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر دفعہ نگاہ کرم فرمائے گا اور ہر نگاہ میں اس کی ستر حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ادنیٰ حاجت بخشش ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

شعبان کی چودہ تاریخ بعد از نماز مغرب دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ حشر کی تین آخری آیات ایک ایک دفعہ اور سورۃ اخلاص تین تین دفعہ پڑھے۔ یہ نماز مغفرت گناہ کے لئے بہت افضل ہے۔

شعبان کی پندرہویں رات کو آٹھ رکعت اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص دس مرتبہ پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کے لیے بے شمار فرشتے مقرر کرے گا جو اسے عذاب قبر سے نجات کی اور بہشت میں داخل ہونے کی خوش خبری دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماہ شعبان میں جو کوئی تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر مجھ کو بخشے گا، بروز حشر اس کی شفاعت کرنی مجھ پر واجب ہو جائے گی۔

شعبان کی چودہ تاریخ کو بعد نماز عصر سورج کے غروب ہونے کے بعد چالیس

Marfat.com

مرتبہ ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم'' جو پڑھے اس کے چالیس سال کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔

شعبان کی پندرھویں رات کو سورۃ یٰسین شریف تین دفعہ پڑھنے سے تین فائدے ہوں گے۔

۱ ترقی رزق ۲۔ درازی عمر ۳۔ ناگہانی آفتوں سے محفوظ رہنا

شعبان کی پندرھویں رات سورۃ دخان سات مرتبہ پڑھنا افضل ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کی ستر حاجات اور ستر حاجت عقبی کی قبول فرمائے گا۔

شب برات میں مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں نماز دو دو رکعت کر کے پڑھیں۔ پہلی دو رکعت درازی عمر کے لیے، دوسری دو رکعت بلا کو دفع کرنے کے لیے، تیسری دو رکعت دولت حاصل کرنے کی نیت سے پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ یٰسین ایک بار یا سورۃ اخلاص اکیس بار اور اس کے بعد دعائے نصف شعبان ایک بار پڑھیں۔

اس ماہ کے نصف میں آنے والی رات کو مانگی گئی کوئی دعا رد نہیں کی جاتی۔ اس خیر کی رات گناہوں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ اس رات میں عبادت میں مشغول رہنے سے سال بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وسط شعبان کی رات جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے کہا: اے محمد ﷺ، آسمان کی طرف اپنا منہ اٹھایئے، کیونکہ یہ برکت کی رات ہے۔ میں نے پوچھا: اس میں کیسی برکت ہے؟۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ''اس رات اللہ تعالیٰ رحمت کے تین سو دروازے کھولتا ہے اور ان سب کو بخش دیتا ہے جو اس کا شریک نہیں بناتے''

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تو جانتی ہے کہ یہ کون سی رات ہے؟''

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کا رسول ﷺ اچھی طرح جانتا ہے''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شعبان کی درمیانی رات ہے اور اس رات کو تمام دنیا داروں کے جس قدر غم ہوتے ہیں، وہ سب آسمان کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ اس رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے جس قدر کلب کی

Marfat.com

بکریوں کے بال ہوتے ہیں'' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب نصف شعبان کی رات آئے تو شب بیداری کیا کرو اور دن کو روزہ رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کون استغفار کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔ کون مصیبت میں مبتلا ہے کہ اسے عافیت دی جائے اور کون روزی مانگتا ہے کہ میں اسے روزی دُوں۔ کون ایسا ہے، کون ایسا ہے، حتیٰ کہ فجر ہو جاتی ہے'' رسول کریم ﷺ اس رات مجاہدہ فرماتے تھے کیوں کہ اس میں حاجت پوری ہوتی ہے۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: ''آپ ﷺ شعبان کے روزوں کو بہت عزیز رکھتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا جن لوگوں کو اس سال مرنا ہوتا ہے، ملک الموت ان ناموں کو اس مہینے لکھ لیتا ہے، اس لئے مجھے بھلا لگتا ہے کہ میرا نام اگر اس فہرست میں لکھا جانے والا ہو تو میں روزے سے ہُوں'' [۲]

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''اس رات میں کیا چیز ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس رات میں آئندہ سال کی پیدائش اور اموات لکھی جاتی ہیں، اسی رات رزق تقسیم کیا جاتا ہے اور اس رات بندوں کے اعمال آسمان پر اٹھائے جاتے ہیں۔ شعبان کی درمیانی رات میں اللہ تعالیٰ سال بھر کے کاموں کی تدبیر کرتا ہے اور وہ جسے اس رات میں پاک کرتا ہے، وہ دوبارہ اسی رات کے آنے تک پاک رہتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے''

ماہ شعبان اسلامی تقوم میں آٹھواں مہینہ ہے۔ یہ بابرکت مہینہ اللہ کی عبادت و اطاعت کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں جو پندرہویں رات آتی ہے اسے شب برأت کہتے ہیں۔ اس رات کو آئندہ آنے والی شب برأت تک تمام مرنے والوں کا نام اور حساب کتاب لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب

---

[۲] غنیۃ الطالبین ص ۳۲۹

Marfat.com

شعبان کی پندرہویں شب آئے تو تم رات کو قیام کرو یعنی نوافل پڑھو اور دن کو روزہ رکھو۔

شب برأت کے چار نام ہیں:

۱۔ لیلۃ مبارکہ یعنی برکتوں والی رات

۲۔ لیلۃ الرحمۃ یعنی رحمت نازل ہونے کی رات

۴۔ لیلۃ الصک یعنی تقسیم امور کی رات

حضور اکرم ﷺ نے بروایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نصف شعبان کو بندوں پر نظر فرماتا ہے، پھر اہل زمین کو معاف کرتا ہے سوائے دو کے، شرک کرنے والا اور کینہ پرور!''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وسط شعبان کی رات جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے کہا: ''اے محمد ﷺ آسمان کی طرف اپنا منہ اٹھایئے، کیوں کہ یہ برکت کی رات ہے۔ میں نے پوچھا: اس میں کیسی برکت ہے؟ جبرائیل نے کہا: اس رات اللہ تعالیٰ رحمت کے تین سو دروازے کھولتا ہے اور ان سب کو بخش دیتا ہے، جو اس کا شریک نہیں بناتے۔''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو رات کو نماز پڑھو، اگلے دن روزہ رکھو، کیوں کہ اول رات سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر رہتے ہیں اور مانگنے والوں کی ہر حاجت پوری فرماتے ہیں۔''

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ماہ شعبان میں ایک مرتبہ درود شریف جو شخص پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتا ہے۔

شعبان کا مہینہ مقدس اور خیر و برکت وعظمت والا مہینہ ہے۔ اس ماہ کی بابت حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ شعبان میرا مہینہ ہے، اس کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمام مخلوقات پر ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''شعبان گناہوں کے لئے کفارہ بنتا ہے۔''

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ شعبان بادل کی مانند ہے، رمضان بارش کی طرح ہے۔ جیسے بادل کے بغیر بارش نہیں ہوتی، اس طرح شعبان میں جو گناہ سے پاک

Marfat.com

نہیں ہوتا، وہ رمضان شریف میں بھی گناہوں سے پاک نہیں ہوگا۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں تمام بندوں کے رزق کا تعین ہوتا ہے۔ ان پر راحت وسکون اور آلام و مصائب کے منصوبے بنتے ہیں اور زندگی وموت کی مدت مقرر ہوتی ہے۔ اس مبارک رات کو شفاعت کی رات بھی کہا جاتا ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ بنو کلب (ایک قبیلہ) کی بکریوں کے ریوڑوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے، لیکن شرابی، والدین کا نافرمان، عادی چغل خور، زانی اور رشتے توڑنے والا، جادوگر، سود خور اس رات بھی محروم رہتے ہیں، جب تک کے صدق دل سے توبہ نہ کرلیں۔ اس رات تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ آپس میں صلح کرلیں اور ایک دوسرے کی خطاؤں کو معاف کردیں ،ایک دوسرے کو قرضے ادا کر کے حساب صاف کرلیں۔

حضرت ابن حبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کہ پندرہویں شعبان کی رات کو جاگ کر عبادت کریں اور اگلے دن روزہ رکھیں۔'' رات کو جاگ کر نوافل پڑھیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کریں۔ کثرت سے درود شریف، استغفار اور کلمہ طیبہ کا ورد کریں۔ اس کے علاوہ سات مرتبہ سورۃ دخان پڑھیں تو اللہ تعالیٰ آپ کی ستر ضرورتیں پوری کرے گا دنیا میں اور ستر آخرت میں۔ حضرت سید عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس رات صبح تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت فرماتے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں متورم ہوگئے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک دباتے ہوئے کہنے لگی۔ ''میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے قربان۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ معاف نہیں کردیئے ہیں؟'' رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ نہ بنوں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا! تم جانتی ہوں، یہ رات کیسی ہے؟ اس رات دنیا کے اعمال اور بندوں کے اعمال اُوپر اُٹھائے جاتے ہیں۔ ان کی پیشی بارگاہ رب العزت میں ہوتی ہے۔''

شب برأت کو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس رات نہ صرف خوب عبادت کریں بلکہ اپنے عزیز واقرباء کے ایصال ثواب کے لئے نیاز و فاتحہ کا اہتمام کریں اور خیرات کریں۔

جو شخص اس مبارک رات میں سورۃ یٰسین پڑھے گا، اس کے رزق میں برکت ہو گی، عمر میں اضافہ ہوگا اور ناگہانی آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

Marfat.com

اس شب بیری کے درخت کے سات پتوں کو پانی میں جوش دے کر نہانے سے تمام جادوٹونے اور برے اثرات سے محفوظ رہے گا امن وامان اور جان و مال کی حفاظت کے لئے سورۃ البقرہ کے آخری رکوع کی آیات (امن الرسول) سے لے کر (علی القوم الکفرین) تک پڑھنا نہایت باعث برکت ہے، جو کوئی پندرھویں شعبان کو روزہ رکھے گا، دوزخ کی آگ اس کو نہ چھوئے گی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جو شخص چودہ رکعات نماز نفل پڑھے اور یہ نوافل ادا کرنے کے بعد یہ پڑھے۔

۱۔ سورۃ فاتحہ ۱۴مرتبہ ۲۔ سورۃ اخلاص ۱۴مرتبہ

۳۔ سورۃ الناس ۱۴مرتبہ ۴ آیت الکرسی امرتبہ

۵۔ آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم امرتبہ

اللہ تعالیٰ اس نماز پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں بیس سال کے مقبول روزہ اور بیس سال کے مقبول حج کا ثواب تحریر فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص اس رات میں بارہ رکعات نماز نفل پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بارہ ہزار شہیدوں کا ثواب عطاء فرمائے گا۔کو بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اور گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ آج ہی اس نے جنم لیا ہو اور اسی دن تک اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: ''اے رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو دوسرے مہینوں کی نسبت شعبان کے مہینے میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے دیکھا ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شعبان کا مہینہ ماہ رجب اور ماہِ رمضان کے درمیان ہے، جسے لوگ اکثر نظر انداز کر دیتے ہیں، جب کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال پیش کئے جائیں تو میں روزہ کی حالت میں ہوں'' [۳]

---

[۳] سنن نسائی جلد نمبر ۲، حدیث ۲۳۶۱

Marfat.com

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شعبان پانچ حرفوں کا مجموعہ ہے: ش ع ب ا ن۔

ش میں اللہ تعالیٰ نے شرف رکھا ہے۔
ع میں اللہ تعالیٰ نے عظمت رکھی ہے۔
ب میں اللہ تعالیٰ نے نیکی اور تقویٰ رکھا ہے۔
ا میں اللہ تعالیٰ نے الفت اور محبت رکھی ہے۔
ن میں اللہ تعالیٰ نے نُور رکھا ہے۔
یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطائیں ہیں۔ [۴]

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ شبِ قدر کے علاوہ پانچ راتیں ایسی عبادت کی ہیں کہ ان میں دعائیں قبول ہوتی ہیں: جمعہ۔ دو عیدیں۔ ماہ رجب اور ماہ شعبان کی رات

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری زندگی کا معمول رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بابرکت مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے تھے، اتنے کہ انہیں رمضان کے روزوں سے ملا دیتے تھے۔ شعبان المعظم کی پندرھویں رات شب برأت کہلاتی ہے۔ علمائے کرام لکھتے ہیں کہ یہ گناہوں اور مصیبتوں سے نجات کی رات ہے۔ اس ماہ مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے سولہ ماہ بعد عین نماز کے وقت تحویل قبلہ کا حکم ہوا تھا۔

شب برأت کی رات کو مندرجہ ذیل طریقے سے عبادت کی جا سکتی ہے۔

۱۔ قرآن مجید کی تلاوت
۲۔ سورہ یسین کی تین مرتبہ تلاوت کریں
۳۔ سورہ دخان کی تلاوت تین بار
۴۔ آیت کریم ایک تسبیح (اگر وقت ہو تو ایک ہزار بار)
۵۔ استغفار ایک تسبیح
۶۔ درود شریف ایک تسبیح
۷۔ آٹھ نفل
۹۔ کثرت سے یہ دعا پڑھیں۔ اس دعا کی تلقین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کی تھی۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیِ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس رات میں غسل کر کے صاف

---

[۴] غنیۃ الطالبین ص ۳۲۹

Marfat.com

و پاک لباس پہننا چاہیے۔ اس رات میں لوگ قبرستان میں جاتے ہیں۔ اچھے کھانے پکانے چاہئیں اور اس رات کے بعد کے دن روزہ رکھنا چاہیے اور صدقات دینے چاہئیں۔

رسول اللہ ﷺ بروایت حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ماہِ رمضان کے بعد سب سے زیادہ روزے ماہ شعبان میں رکھا کرتے تھے۔ ۵

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ پندرہ شعبان کی رات تھی کہ میں نے اچانک رات کو دیکھا کہ آپ ﷺ بستر پر آرام فرما نہیں تھے تو میں نے فوراً تلاش میں نکل پڑی۔ میں نے آپ ﷺ کو جنت البقیع میں پایا۔ مجھے گمان گزرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کسی اور زوجہ مطہرہ کے ہاں تشریف نہ لے گئے ہوں۔ آپ ﷺ میری کیفیت جان گئے تو فرمایا کہ ”تمہارا کیا خیال ہے، اللہ اور اللہ کا رسول تمہاری حق تلفی کریں گے جب شعبان کی پندرہویں رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تجلی فرماتا ہے اور اس قبیلے کی بکریوں کے جن کے اوپر بہت بال ہوتے ہیں، سے بھی زیادہ میری امت کی مغفرت فرما دیتا ہے۔“ ۶

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا قبرستان جا کر دعا کرنا ثابت ہے۔ اس حدیث کو حضرت ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اسی حدیث کو امام طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ عمرو رضی اللہ عنہ سے، امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ ابن حبان نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امام بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابن ابی عاصم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے، یہ حدیث آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب السنۃ میں نصف شعبان کا باب قائم کیا۔ علامہ ابن تیمیہ اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں کہ پندرھویں شعبان کی رات کو زیادہ عبادت کی جاتی ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲۳ ص ۱۳۲) مصنف عبدالرزاق نے بھی احادیث بیان کی ہیں۔ یہ سب احادیث صحیح ہیں۔

شعبان کا مہینہ برکتوں کا مہینہ ہے۔ اس رات کو مسلمان توبہ کر کے گناہوں کو

---

۵ سنن الترمذی جلد نمبر ۱، حدیث ۷۳۹، ص ۳۹ ۶ سنن ابن ماجہ جلد نمبر ۲ حدیث ۱۳۹۰، ص ۱۰۸

Marfat.com

ترک کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جہنم سے نجات پاتے ہیں۔ حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''لیلۃ القدر کے بعد شعبان کی پندرھویں رات سے افضل کوئی رات نہیں'' [۷]

اس رات میں لوح محفوظ سے مذکورہ امور نقل کر کے متعلقہ فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کام شب برأت میں شروع ہوتا ہے اور شب قدر میں ختم ہوتا ہے۔ [۸]

اس رات میں گذشتہ سال کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور آئندہ سال کی زندگی اور رزق کا حساب ہوتا ہے، اس لئے اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنا چاہیے تاکہ پروردگار عالم کی رحمتیں اس پر نازل ہوں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شعبان کی پندرھویں شب میں آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے اور اس رات میں ہر کسی کی مغفرت فرما دیتا ہے سوائے مشرک اور بغض رکھنے والے کے''

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [۹]

''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات میں اپنے رحم و کرم سے تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والے کے'' [۱۰]

مجمع الزوائد جلد نمبر ۸ ص ۶۵ پر یہی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب شعبان کی پندرھویں شب آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے، ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں، ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا کہ اسے عطا کروں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سے جو مانگا جائے، وہ ملتا ہے۔ وہ سب کی دعا قبول فرماتا ہے سوائے بدکار عورت اور مشرک کے۔'' [۱۱]

---

[۷] لطائف المعارف ص ۱۴۵ — [۸] الجامع الاحکام القرآن جلد ۱۶، ص ۱۲۸

[۹] شعب الایمان للبیہقی جلد نمبر ۳، ص ۳۸۰ — [۱۰] مشکوۃ جلد نمبر ۱، ص ۲۷۷

[۱۱] شعب الایمان للبیہقی جلد نمبر ۳، ص ۳۸۳

Marfat.com

شب برأت کی خاص بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ندا غروب آفتاب ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ یہ رات رحمت و عطا اور بخشش و مغفرت کی رات ہے۔ اس لئے اس رات میں اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے بھلائی طلب کریں۔

شب برأت میں چودہ رکعات نفل دو دو رکعات کر کے ایسے پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی بھی سورت ایک بار پڑھیں۔ ہر دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد چودہ چودہ بار سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھیں۔ پھر ایک بار آیت الکرسی پڑھیں۔ اس کے بعد سورۃ توبہ کی آیت ۱۲۸۔۱۲۹ پڑھیں۔ اس کا بہت اجر و ثواب ہے۔

پندرہ شعبان المعظم کی رات کو افضل ترین راتوں میں گنا جاتا ہے۔ اس رات کو برکت اور گناہوں سے توبہ اور قبولیت کی رات بھی کہا جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ماہ شعبان میں تین نفلی روزے رکھتا ہے اور پھر وہ مجھ پر صلوٰۃ اور سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے رزق میں برکت فرماتا ہے'' ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ''اس رات ارواح کو اپنے گھروں کو جانے کی اجازت دے دی جاتی ہے اور وہ اپنے عزیز و اقارب سے ملنے آتی ہیں اور کہتی ہیں: ''اے گھر والو! تم ہمارے گھروں میں لطف اٹھا رہے ہو اور جو دولت ہم چھوڑ کر گئے ہیں، اسے بھی اُڑا رہے ہو۔ تم ہمارے بچوں کو استعمال کر کے ان سے کام لے رہے ہو۔ ہمارے لئے ایصال ثواب کرو۔ بے شک ہمارے اعمال ختم ہو گئے ہیں لیکن تمہارے اعمال ابھی جاری ہیں۔''

اگر اس رات اہل اعیال کو ایصال ثواب کیا جائے تو ارواح بے حد خوش ہو کر دعائیں کرتی ہیں۔

دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے احادیث مروی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے اس رات کی فضیلت بیان فرمائی۔ ۱۳، ۱۴، ۱۵ شعبان ایام ابیض ہیں۔ ان میں روزہ رکھیں تو پندرہ شعبان بھی بیچ میں ہے شعبان بھلائی کا راستہ ہے۔ امام سکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اس رات کو شب حیات اور لیلۃ التکفیر لکھا ہے کیونکہ یہ گناہوں سے معافی کی رات ہے۔ اس رات میں عبادت میں مشغول رہنے سے گناہ

Marfat.com

معاف ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اس رات مجاہدہ فرماتے تھے کیونکہ اس میں حاجت پوری ہوتی ہے۔ کتاب البرکتہ میں لکھا ہے کہ نصف شعبان کو جن، درندے اور سمندر کی مچھلیاں روزہ رکھتی ہیں۔ حضرت عطار بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شب قدر کے بعد شب برأت سے افضل کوئی رات نہیں۔ یہ ان راتوں میں سے ہے، جن میں دعا قبول ہوتی ہے۔ اس رات کو جاگ کر اللہ کی عبادت کرنی چاہیے۔ اس کے اکثر حصوں میں قرآن اور حدیث پڑھیں۔ نوافل ادا کریں اور رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجیں اور کہیں ''اے اللہ مجھے ایسا دل عطا فرما جو پرہیز گار ہو، نیک ہو''

شب برات پر آتشبازی کرنا یا چراغاں کرنا جائز نہیں۔ مسلمانوں کے ہاں یہ رسم دیوالی کو دیکھ کر آئی تھی۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شب برأت میں سال بھر کے احکام طے کر کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں۔ اس سال کے مُردوں اور حج کرنے والوں کی فہرست دے دی جاتی ہے۔ ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک جتنے مرنے والے ہیں، ان سب کے اوقات لکھ کر دے دیئے جاتے ہیں حتیٰ کہ آدمی دنیا میں نکاح کرتا ہے، اس کا بچہ پیدا ہوتا ہے لیکن آسمان میں اس کا نام مُردوں کی فہرست میں آچکا ہے۔ [۱۲]

مکاشفتہ القلوب میں لکھا ہے کہ آسمان میں فرشتوں کی دو عید کی راتیں ہیں۔ فرشتوں کی عید کی رات شب برأت ہے جو نصف شعبان میں ہوتی ہے اور دوسری لیلۃ القدر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ دعا مانگتے سُنا:
''اے اللہ! میرا جسم اور دل تجھے سجدہ کرتا ہے اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا اور میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقبال کرتا ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، تو مجھے بخش دے کیوں کہ تیرے سوا اور کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں میں تیرے عذاب سے بچنے کے لئے تیری رضامندی کی پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرے عذاب سے امن میں رہنے کی درخواست کرتا ہوں اور میں تیری حمد و ثنا کو بیان نہیں کر سکتا، تو نے آپ اپنی ثناء کی اور وہ تو ہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا''

---

[۱۲] فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۴۵۹

Marfat.com

# شب قدر کی فضیلت اور اہمیت

حضرت شمعون رحمۃ اللہ علیہ نے ہزار ماہ اس طرح عبادت کی کہ رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ جہاد بھی کرتے تھے۔ وہ اس قدر طاقتور تھے کہ لوہے کی زنجیروں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ ڈالتے تھے۔ کفار نے بہت سارے مال کا لالچ دے کر اُن کی زوجہ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ کسی رات نیند کی حالت میں مضبوط رسیوں سے اچھی طرح جکڑ کر ان کے حوالے کر دے۔ بیوی نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو اپنے اعضاء کو حرکت دی تو رسیاں ٹوٹ گئیں۔ انہوں نے اپنی زوجہ سے پوچھا: ''مجھے کس نے باندھا تھا؟''

بیوی نے کہا: ''میں تو آپ کی طاقت کا اندازہ کر رہی تھی کہ آپ ان رسیوں سے کس طرح اپنے آپ کو آزاد کرواتے ہیں''

اس طرح بات رفع دفع ہو گئی مگر بیوی تاک میں رہی کب ان پر نیند طاری ہو اور انہیں باندھ دے۔ آخر کار پھر موقع مل گیا تو انہیں لوہے کی زنجیروں میں اچھی طرح جکڑ دیا۔ جونہی ان کی آنکھ کھلی، انہوں نے ایک ہی جھٹکے سے زنجیر کو توڑ دیا۔ بیوی نے بات بناتے ہوئے کہا کہ میں تو آپ کی طاقت آزما رہی تھی۔ انہوں نے اپنی بیوی پر اپنا راز ظاہر کر دیا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ولایت کا شرف عنایت فرمایا ہے۔ مجھ پر دنیا کی کوئی چیز اثر نہیں کر سکتی مگر ہاں ''میرے سر کے بال''۔ بیوی ساری بات سمجھ گئی۔ ایک بار بیوی نے موقع پا کر ان کے آٹھ گیسوؤں کو باندھ دیا جس کی لمبائی زمین تک تھی۔ جب وہ بیدار ہوئے تو زور لگانے پر بھی آزاد نہ ہو سکے۔ لالچی بیوی نے انہیں دشمنوں

Marfat.com

کے حوالے کر دیا۔ کفار نے حضرت شمعون رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ستون سے باندھ دیا اور بے رحمی سے ان کے ناک، کان کاٹ ڈالے اور آنکھیں نکال لیں۔ ان کی بے کسی دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش آ گیا اور ظالم کفار کو زمین کے اندر دھنسا دیا اور ان کی زوجہ پر بجلی گرا کر اسے جلا دیا[1] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت شمعون رحمۃ اللہ علیہ پر بہت رشک آیا، انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں تو تھوڑی عمریں ملی ہیں۔ اس میں بھی کچھ حصہ نیند میں گزر جاتا ہے، کچھ طلب معاش، کھانے پینے اور دوسرے کاموں گزر جاتا ہے۔ اس لئے ہم حضرت شمعون رحمۃ اللہ علیہ کی طرح عبادت نہیں کر سکتے اور اس طرح بنی اسرائیل عبادت میں آگے بڑھ جائیں گے"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوچ میں پڑ گئے۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے جانب سے سورۃ قدر پیش کی۔ اس میں انہیں تسلی دی گئی کہ ہر سال میں ایک رات ایسی عطا فرما دی گئی کہ اس رات میں میری عبادت کریں گے تو حضرت شمعون رحمۃ اللہ علیہ کے ہزار ماہ کی عبادت سے بھی بڑھ جائیں گے۔ (ماخوذ از تفسیر عزیزی جلد نمبر ۴، ص ۴۳۴)

"انا انزلنه فی الیلة القدر ○ وما ادراک مالیلة القدر ○ لیلة القدر خیر من الف شهر"

(ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا اور تم کیا جانو شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے)

فرمایا گیا ہے کہ جس رات قرآن مجید نازل ہوا ہے، ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اس لئے جس نے بھی اس رات میں عبادت کا اہتمام کیا، اس نے اس کی اہمیت کو سمجھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا یہ رات فضیلت، عظمت اور برکت کے لحاظ سے ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس رات کا تعین نہیں کیا گیا کہ وہ کون سی رات ہے؟ وہ شخص بہت خوش نصیب ہوتا ہے، جسے یہ رات مل جائے۔ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں یعنی ۸۳ تراسی سال اور چار ماہ سے بہتر ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

[1] مکاشفۃ القلوب، ص ۳۰۶

Marfat.com

ایک بار رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ مہینہ آ گیا ہے، اس میں ایک رات (یعنی شب قدر) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہتا ہے وہ (واقعی بڑا) محروم ہے'' (ابن ماجہ) اللہ تعالیٰ نے تمام راتوں میں سے شبِ قدر کو بزرگی اور برتری عطا فرمائی ہے۔ شب قدر رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات ہے جو بہت ہی خیر و برکت والی رات ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو گزشتہ امتوں کے مقابلے میں اپنی امت کے لوگوں کی عمریں کم معلوم ہیں تو یہ خیال آیا کہ ان کی نیکیاں بھی کم رہ جائیں گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شبِ قدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔[۲]

شب قدر کے تعین میں مختلف اقوال ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔ امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق رمضان کی کسی متعین رات میں ہوتی ہے۔ علمائے شافعیہ کا قول ہے کہ اکیسویں رات ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ شیخ محمد الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ یہ تمام سال میں کسی بھی رات کو ہوسکتی ہے کیونکہ میں نے شب قدر کو دو مرتبہ شعبان میں پایا ہے، ایک بار ۱۵ شعبان کو اور دوسری بار ۱۹ شعبان کو اور دو مرتبہ رمضان میں ۱۳ اور ۱۸ رمضان کو رمضان کے آخری عشرہ میں ہر طاق رات میں اسے پایا ہے جس سال قرآن مجید نازل ہوا، یہ رات رمضان المبارک میں تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''[۳]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شب قدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ ویں رات میں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جس قدر رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کے لئے کوشش فرماتے تھے، اتنی کسی دوسرے عشرہ میں نہ فرماتے تھے۔ (مسلم)

---

۲۔ موطا امام مالک، ص ۲۶۰ ۳۔ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۱، ص ۴۵۰

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھ کو شب قدر معلوم ہو جائے تو میں کیا کروں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو!

''اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ'' (ترمذی)

''یا اللہ تُو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنا پسند فرماتا ہے، لہٰذا مجھے معاف فرما''

اس رات کی بزرگی اور عظمت کی وجہ سے اس کا نام ''لیلۃ القدر'' رکھ گیا ہے۔

اس رات کی عبادت کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ایک اور حکمت اس رات کی یہ ہے کہ قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہُوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب شبِ قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اُترتے ہیں اور اس شخص کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہو'' ۴

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شب قدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے'' ۵

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو سال بھر شب بیداری کرے، وہ شب قدر پالے گا، آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے، انہوں نے یہ اس لئے کہا کہ لوگ ایک ہی رات پر قناعت نہ کر لیں، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ہے اور وہ ۲۷ ویں شب ہے۔ پھر انہوں نے قسم کھا کر فرمایا، شب قدر ستائیسویں رات ہے۔ ۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے، جو شب قدر میں ایمان و اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے، اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (متفق علیہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماہِ رمضان میں یہ معمول تھا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں اس قدر مشقت فرماتے جو دیگر ایام میں نہ کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ کی تمام راتوں میں نہ صرف بیداری کرتے بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔ (متفق علیہ)

۴ مشکوٰۃ جلد نمبر ۱ ص ۴۵۷ ۵ سنن ابوداؤد جلد نمبر ۱ ص ۱۹۷ ۶ صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۱ ص ۴۵۱

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے رمضان کے پورے مہینے میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کیں، اس نے شبِ قدر کا کسی قدر حصہ پالیا۔[۱]

## شب قدر کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ یَاغَفُوْرُ ط

ترجمہ: اے اللہ! بے شک آپ معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند کرتے ہیں، پس تو ہمیں معاف فرما اے مغفرت کرنے والے، اے معاف کرنے والے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتے اس شب میں عبادت کرنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ (فضائل الاوقات للبیہقی ص ۲۵۱) علماء فرماتے ہیں کہ شب قدر میں عبادت کرنے والوں سے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتے سلام و مصافحہ کرتے ہیں تو اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دل خشیت الٰہی سے لرزنے لگتا ہے اور اس پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

ساری دنیا میں ماہِ رمضان کی تاریخیں ایک نہیں ہوتیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ پورے مہینے میں اسے تلاش کیا جائے۔ رمضان کے آخری دنوں میں اعتکاف کی حکمت یہ بھی ہے کہ اعتکاف کے ثواب کے ساتھ ساتھ معتکف کی تمام طاق راتیں بھی عبادت میں گزریں گی، اس طرح اسے شب قدر کے ملنے کا موقع مل سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اس رات کی بھلائی سے محروم رہا، وہ بس محروم ہی رہا۔" (احمد) شب قدر کی فضیلت سے فائدہ اٹھانے کے لئے صرف ایک رات پر اکتفا کرنے کی بجائے مختلف راتوں میں عبادت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو مرد یا عورت یہ چاہے کہ اس کی قبر نور کی روشنی سے منور ہو، اسے ماہ رمضان کی شب قدر میں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے تاکہ مقدس رات کی عبادت سے اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں سے برائیاں مٹا کر نیکیاں عطا کر دے۔ شب قدر کی عبادت ستر

---

[۱] شعب الایمان البیہقی جلد نمبر ۳، ص ۳۴۰

Marfat.com

ہزار راتوں کی عبادتوں سے افضل ہے۔

## ماہِ رمضان کی اکیسویں رات کو

چار رکعت نماز دو رکعت سلام سے پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ قدر تلاوت کر کے ایک مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھیں۔ سلام کے بعد ستر بار درود شرف پڑھیں۔

## ماہِ رمضان کی تیئسویں رات کو

چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھیں اور رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار سورۃ قدر اور تین دفعہ سورۃ اخلاص کی تلاوت کریں۔ سلام کے بعد کثرت سے درود پاک اور استغفار کریں۔

## ماہ رمضان کی پچیسویں رات کو

چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ قدر ایک بار اور سورۃ اخلاص پانچ دفعہ پڑھیں۔ سلام کے بعد ایک سو بار کلمہ طیبہ اور ستر بار استغفار پڑھیں۔

## ماہ رمضان کی ستائیسویں رات کو

بارہ رکعت نماز تین سلام کے ساتھ پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار سورۃ قدر اور پندرہ بار سورۃ اخلاص پڑھیں۔ سلام کے بعد ستر مرتبہ استغفار پڑھیں۔

## ماہ رمضان کی انتیسویں رات کو

چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک دفعہ سورۃ قدر اور تین دفعہ سورۃ اخلاص پڑیں۔ سلام کے بعد ستر مرتبہ الم نشرح کی تلاوت کریں۔

اس کے علاوہ پچیس ۲۵ کی رات کو سورۃ فتح، ستائیس ۲۷ کو سورۃ حٰم اور سورۃ ملک اور انتیس ۲۹ کی رات کو سات مرتبہ سورۃ واقعہ کی تلاوت کریں۔ ہر عبادت کو نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ کریں اور تمام گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ یہ

Marfat.com

عبادت قبر کے عذاب سے نجات کے لئے افضل ترین درجہ رکھتی ہے۔ ماہ رمضان کی ہر عبادت کا ثواب عظیم ہوتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ سے ایمان کی سلامتی کرنی چاہیے۔

لیلۃ القدر کی کچھ علامات بعض احادیث اور کچھ صالحین کے تجربات کی روشنی میں معلوم ہوتی ہیں۔ فرشتوں کے نزول کی وجہ سے ایک خاص قسم کی سکونیت محسوس ہوتی ہے۔ دلوں پر رقت طاری ہوتی ہے۔ اس رات کی صبح کو جب سورج نکلتا ہے تو چودھویں کے چاند کی طرح بغیر کرنوں کا ہوتا ہے۔ اس رات زیادہ سردی یا گرمی کا احساس نہیں ہوتا بلکہ متعدل ہوتی ہے۔ یہ رات کھلی اور روشن ہوتی ہے۔ اس رات آسمان کے تارے حسب معمول ٹوٹ کر ادھر ادھر نہیں جاتے۔ نمازی کو اس رات میں معمول سے زیادہ راحت حاصل ہوتی ہے اور ایک وجدان کی سی کیفیت چھائی رہتی ہے۔

ماہ رمضان کے آخری دس دن کی بہت فضیلت ہے۔ ان دنوں کی طاق راتوں میں شب قدر گھومتی ہے۔ یہ سعادتوں، برکتوں اور مغفرتیں کا مہینہ ہے۔ ستائیسویں کی شب کو اس رات کا امکان زیادہ ہے۔ اس رات کو غروب آفتاب سے طلوع فجر تک ساری رات فرشتے اترتے رہتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کیا، اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' (متفقہ علیہ) ماہِ رمضان کے آخری دس دنوں میں اپنے اہل وعیال کو خصوصی ترغیب دلانا مسنون ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جب رمضان کے آخری دس دن شروع ہوتے تو رسول اللہ ﷺ عبادت کے لئے کمربستہ ہوجاتے، راتوں کو جاگتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے'' (متفقہ علیہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے (رمضان میں) امام کے واپس ہونے تک قیام کیا (یعنی نماز تراویح با جماعت ادا کی) اس کے لئے ساری رات قیام کا ثواب لکھا جائے گا۔'' [۸]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے

۸ سنن ترمذی جلد نمبر ا، حدیث ۱۶۴۶

Marfat.com

ساتھ بھلائی کرنے میں بہت سخی تھے لیکن رمضان میں جب حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے تو آپ ﷺ اور بھی زیادہ سخی ہو جاتے۔ رمضان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر رات آپ ﷺ سے ملا کرتے اور رسول اللہ ﷺ رمضان گزرنے تک انہیں قرآن مجید سناتے۔ جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے تو آپ ﷺ کی سخاوت تیز ہواؤں سے بھی زیادہ بڑھ جاتی۔ (صحیح بخاری، کتاب الصوم) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ماہِ رمضان میں جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے سب دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور تمام شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے ایسے اعمال کرنے چاہئیں کہ مغفرت ہو جائے۔ ماہِ رمضان کی یہ فضیلت بھی ہے کہ اس ماہ میں عمرہ کرنا، حج کے برابر اجر دیتا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد شریف، قل ھو اللہ سات بار اور سلام کے ساتھ ستر مرتبہ یہ پڑھے۔

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ط"

اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے والدین کے گناہوں کی مغفرت فرما دے گا اور فرشتوں کو حکم ہو گا کہ اس کے لئے جنت میں میووں کے درخت لگاتے رہیں، محل تعمیر کرتے رہیں، نہریں بناتے رہیں۔ یہ پڑھنے والا موت سے پہلے اپنی آنکھ سے خواب میں دیکھ لے گا۔

۲۷ویں شب قدر کو جو شخص چار رکعت پڑھے، ہر رکعت میں الحمد "سبحان اللہ والحمد اللہ والحمد للہ والا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ط" پڑھے، جو دعا مانگے قبول ہو گی۔

وظائف:

☆ رمضان المبارک کی اکیسویں ۲۱ شب کو اکیس مرتبہ سورۃ قدر پڑھنا افضل ہے۔

☆ رمضان المبارک کی تیئسویں ۲۳ شب کو سورۃ رحمٰن اور سورۃ یسین ایک ایک مرتبہ پڑھنا افضل ہے۔

☆ رمضان المبارک کی پچیسویں ۲۵ تاریخ کو سات مرتبہ سورۃ فتح پڑھنا ہر مراد کے لئے بہت افضل ہے۔

☆ رمضان المبارک کی ستائیسویں ۲۷ شب کو سورۃ حٰم پڑھے، یہ عذاب قبر سے

Marfat.com

نجات اور مغفرت گناہ کے لئے افضل ہے۔

☆ رمضان المبارک کی انتیسویں ۲۹ شب کو سات مرتبہ سورۃ واقعہ پڑھے، انشاء اللہ رزق میں برکت ہوگی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو شخص شب قدر میں سورۃ القدر سات بار پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر مصیبت سے نجات دیتا ہے۔ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کرتے ہیں۔ جو جمعۃ الوداع کے دن نماز جمعہ سے قبل سورۃ القدر تین مرتبہ پڑھ لیتا ہے، اسے اس دن کے نمازیوں کی تعداد کے برابر نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔ (علامہ غلام سبحانی)

شیعہ مذہب، اسماعیلیوں اور داؤدی بوہرا والوں کے نزدیک شب قدر ۱۹، ۲۱، ۲۳، رمضان کو ہوتی ہے۔ زیادہ تر وہ ۲۱ رمضان کو کرتے ہیں اور ان کے مطابق ۲۳ رمضان کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے قرآن مجید نازل ہوا۔

اس مقدس رات میں دل کھول کر عبادت الٰہی کریں اور دعا مانگیں۔ دعا مانگنا اظہارِ عبودیت ہے۔ اس رات گناہوں کی مغفرت کی دعا مانگیں۔ ایک روایت ہے کہ بندہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی سوال طلب عافیت و بخشش سے افضل نہیں ہے۔ یہ رات رحمتوں، سعادتوں اور نوازشوں کی رات ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ سے زیادہ زیادہ مانگیں۔ شب قدر کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس کے متعلق قرآن مجید میں پوری سورت نازل ہوئی ہے۔ یہ رات بابرکت اور عظمت و بزرگی والی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس رات صبح طلوع ہونے تک خیر و برکت نازل ہوتی ہے اور یہ رات سلامتی ہی سلامتی ہے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا ایک غلام بحری جہاز کا ملاح رہا تھا۔ وہ ان سے کہنے لگا کہ ایک چیز میرے تجربے میں بہت عجیب ہے، وہ یہ کہ سال میں ایک رات سمندر کا کھارا پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب وہ رات آئے تو مجھے ضرور بتانا۔ رمضان کی ستائیسویں ۲۷ شب کو اس نے کہا کہ یہ وہی رات ہے۔ (تفسیر کبیر۔ تفسیر عزیزی)

حضرت عبدہ بن ابی لبابہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رمضان

Marfat.com

المبارک کی ستائیسویں (۲۷ویں) شب میں خانہ کعبہ کا طواف کیا تو میں نے دیکھا کہ فرشتے فضاء میں بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ (شعب الایمان۔ للبیہقی جلد نمبر ۲، ص ۳۳۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء وفقہاء کے نزدیک ستائیسویں (۲۷) شب میں قرآن مجید ختم کرنا مستحسن ہے تاکہ شب قدر کی برکتیں بھی شامل ہو جائیں۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قدر کا مطلب مرتبہ ہے۔ چوں کہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلے میں شرف و مرتبہ کے لحاظ سے بلند ہے، اس لئے اسے لیلۃ القدر کہتے ہیں۔

اس رات آسمان سے فرش زمین پر اتنی کثرت کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ (تفسیر الخازن ۳۹۵:۴)

امام ابو بکر الورق ''قدر'' کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ یہ رات عبادت کرنے والے کو صاحب قدر بنا دیتی ہے، اگر چہ وہ پہلے اس لائق نہ تھے۔ (القرطبی ۱۳۱:۲۰)

لیلۃ القدر خیر و برکت اور قدر و منزلت کی رات ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ مقدس رات اللہ تعالیٰ نے فقط میری امت کو عطا فرمائی ہے۔ سابقہ امتوں کا عابد وہ شخص ہوتا جو ایک ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا، لیکن اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے اس امّت کے افراد کو یہ شب قدر عطا کر دی، جس کی عبادت اس ہزار ماہ سے بہتر قرار دی گئی۔ (فتح القدیر ۴۷۲:۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے شب قدر میں اجر و ثواب کی امید سے عبادت کی، اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں'' ۹

یہ وہ سلامتی والی رات ہے، جس میں مومن شیطان کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔ فرشتے اہل ایمان کو سلام کرتے ہیں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے مختلف شخصیات حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت حزقیل علیہ السلام، حضرت یوشع علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان حضرات نے اسی اسی سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے

---

۹ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۱، ص ۲۷۰، حدیث ۱۹۰۱

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان برگزیدہ ہستیوں پر رشک آیا۔ امام قرطبی لکھتے ہیں کہ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ ''اے محمد ﷺ! آپ کی امت کے لوگ ان سابقہ لوگوں کی اسی اسی سالہ عبادت پر رشک کر رہے ہیں تو آپ کے ربّ نے آپ کو اس سے بہتر عطا فرمایا دیا ہے اور پھر قرأت کی ''اِنَّـآ اَنْزَلْنَـاهُ فِی لَیلَةِ الْقَدر'' اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس فرطِ مسرت سے چمک اُٹھا۔ (القرطبی۔۲۰:۱۳۰)۔ چنانچہ اس امت کو لیلۃ القدر عنایت فرما دی گئی اور اس کی عبادت کو اسی سال نہیں بلکہ ۸۳ سال چار ماہ سے بڑھ کر قرار دیا۔

ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسالت مآب ﷺ شب قدر کی تعین کے بارے میں آگاہ فرمانے کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے لیکن راستے میں دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے آیا تھا مگر فلاں فلاں کی لڑائی کی وجہ سے اس کی تعین اُٹھا لی گئی۔'' [۱۰]

تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ لیلۃ القدر عبادت کرنے سے ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مقدس رات اللہ تعالیٰ نے فقط میری امت کو عطا فرمائی ہے، سابقہ امتوں میں سے یہ شرف کسی کو بھی نہیں ملا۔ (درمنثور ۶:۳۷۱)

حدیث اور قرآن مجید کی روشنی میں شب قدر کی اہمیت اور اس کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے اس بابرکت اور عظیم رات کو سب مسلمانوں کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ عبادت کریں۔ اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور دعائیں کریں۔ اپنے والدین سے اپنی گستاخیوں کی معافی مانگیں۔ مسلمان گلے مل کر آپس کے اختلاف دُور کریں۔ اس کے بعد رات کو عبادت کریں، انشاء اللہ عبادت قبول ہو گی۔ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

''جو شب قدر میں ایمان و اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے، اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔'' (بخاری۔ مسلم مشکوۃ ج ا ص ۲۲۵)

---

[۱۰] صحیح بخاری شریف جلد نمبر ا، ص ۲۷۱

Marfat.com

# ریا

کوئی بھی عبادت ہو، اس میں بہت ضروری چیز ''اخلاص'' ہے یعنی ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔ دکھاوے کے طور پر کوئی بھی عمل کرنا ''ریا'' ہے، جو بالاجماع حرام قرار دیا گیا ہے۔ ''ریا'' کی دو صورتیں ہیں مثلاً کبھی تو اصل عبادت ہی ''ریا'' کے ساتھ کرتا ہے کہ جیسے لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے اور اگر کوئی نہ دیکھے تو نماز پڑھتا ہی نہیں۔ اس کو ریائے کامل کہتے ہیں۔ ایسی عبادت کرنے کا کوئی ثواب نہیں۔ دوسری صورت میں کوئی موجود ہو یا نہ ہو، اصل عبادت تو کرتا ہے مگر کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو اس خوبی کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا۔ اس میں نماز کا ثواب تو ہے مگر خوبی کے ساتھ پڑھنے کا ثواب نہیں (ردالمختار)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حس چیز کا تم پر زیادہ خوف ہے، وہ شرکِ اصغر ہے لوگوں نے عرض کیا: ''شرکِ اصغر کیا چیز ہے؟''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ریا ہے'' (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ)

جس دن بندوں کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، ''ریا'' کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ''ان کے پاس جاؤ، جن کے دکھاوے کے لئے کام کرتے تھے۔ جا کر دیکھو کہ وہاں تمہیں کوئی بدلہ اور خیر ملتا ہے۔'' (بیہقی) [1]

جو عبادت بھی محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کی جائے، اس میں ہرگز ''ریا'' نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ یہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص کسی عبادت میں میرے ساتھ

---

[1] بہار شریعت جلد نمبر ۲، حدیث نمبر ۲، ص ۷۲۶

Marfat.com

کسی دُوسرے کو شریک کرتا ہے میں اس عبادت کرنے والے کو اس کے ساتھ چھوڑ دیتا ہُوں یعنی وہ اپنا بدلہ اور ثواب اس شریک سے جا کر لے اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں، جس کا تم پر دجال سے بھی زیادہ خوف ہو''

ہم نے عرض کیا: ''ضرور بتائیں!''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ شرک خفی ہے مثلاً ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے۔ اس نے نماز اخلاص سے شروع کی۔ اگر کوئی شخص اس کی نماز کو دیکھنے لگے اور وہ اس آدمی کے دیکھنے کی وجہ سے اپنی نماز لمبی کر دے'' (مشکوٰۃ) ۲

لوگوں کو دکھانے کے لئے نیک کام کرنا اور اُن سے تعریف کرانا دکھاوا ہے۔ قیامت کے دن نیک اعمال جو ''ریا'' کی نیت سے کئے گئے ہوں، ان کا عذاب ملے گا۔ آدمی کو یہ سوچنا چاہئے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور خوشنودی کام آئے گی۔ یہی دعا کرنی چاہیئے کہ ''یا اللہ! ہماری نیکی میں ''ریا'' کی ملاوٹ ہوگئی ہو تو معاف فرما دیں'' کبھی یہ دکھاوا زبان سے بھی ہو جاتا ہے کہ آدمی یہ کہے کہ ہم نے اتنا قرآن مجید پڑھایا اتنی خیرات کی یا تہجد یا نفل پڑھے۔ بعض اوقات دوسروں کے سامنے آنکھیں بند کر کے اور سر کو جھکا کر بیٹھ جاتا ہے تا کہ اس کو لوگ اللہ والا سمجھیں۔ کسی کی موجودگی میں سجدہ کو لمبا کرنا بھی ''ریا'' ہے۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے رعایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ''ریا'' کے ساتھ نماز پڑھی، اس نے شرک کیا۔ جس نے ''ریا'' کے ساتھ روزہ رکھا، اس نے شرک کیا۔ جس نے ''ریا'' کے ساتھ صدقہ دیا، اس نے شرک کیا۔'' (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ) ۳

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو خبردار کیا کہ جو کام بھی کیا جائے، وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جائے۔ اس میں دکھاوا یا نمود و شہرت رتی بھر بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کا حساب گنتی سے نہیں بلکہ وزن سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے

---

۲ فضائلِ اعمال جلد نمبر ۲، ص ۱۳۰ ۳ بہار شریعت جلد نمبر ۲، حدیث نمبر ۱۰، ص ۲۷

Marfat.com

نزدیک اعمال کی قدر اور وزن بقدر اخلاص ہوتا ہے۔ ۴

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''جہنم میں ایک ایسی وادی ہے، جس سے خود جہنم بھی ہر دن چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔ یہ وادی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ریا کاروں کے لئے تیار کی گئی ہے، کتاب اللہ کے عالم کے لئے، صدقہ خیرات کرنے والے کے لئے، بیت اللہ کا حج کرنے والے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلنے والے کے لئے'' ۵

سورہ کہف ع۔۱۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو شخص اپنے ربّ سے ملنے کی آرزو رکھے تو نیک کام کرتا رہے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے ساتھی کے ساتھ بہترین تقسیم کرنے والا ہوں۔

جو شخص اپنی عبادت میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو ساجھی کر دے، میں اپنا حصہ بھی اس ساجھی کو دے دیتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:
''یا رسول اللہ! میں بعض اوقات کوئی صدقہ کرتا ہوں یا کسی پر احسان کرتا ہوں جس میں میری نیت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی بھی ہے اور یہ بھی کہ کوئی میری تعریف بھی کرے گا؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی چیز کو قبول نہیں فرماتا، جس میں کسی غیر کو شریک کیا گیا ہو۔ دکھاوے کی نماز کی بڑی قباحت ہے۔ نماز جب بھی کوئی پڑھے، خشوع و خضوع سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھے۔ یہ نہیں کہ ویسے تو نماز نہ پڑھے اور جہاں نمود و نمائش مقصود ہو تو لوگوں کو دکھانے کے لئے نمازیں پڑھے۔ اس طرح اس کی نماز میں خلوص نہیں ہوگا اور جب اخلاص نہیں ہوگا تو دھیان لوگوں کی طرف ہوگا کہ اسے زیادہ سے زیادہ دیکھ لیں۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا وہ تمہارے دل اور تمہارے

---

۴ صارف القرآن جلد نمبر ۷، زمر ۲، ص ۵۳۳ ۵ زادِ راہ، ص ۲۱

Marfat.com

اعمال کی طرف نظر کرتا ہے“ (مسلم) ۶

چھپا کر نیکیاں کرنے سے آدمی کے نفس کی مسلسل اصلاح ہوتی رہتی ہے۔ بندے کے اوصافِ حمیدہ کی نشوونما ہوتی ہے اور اس کی بُری عادتیں آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہیں۔ آدمی کی ریا کاری خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جس حاجت مند کی بھی مدد کی جائے، اللہ تعالیٰ اس کا اجر عطا فرمائے گا۔ حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے۔

”حب الحزن سے پناہ مانگا کرو۔ (غم کا کنواں جو جہنم میں ہے)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! اس میں کون لوگ رہیں گے؟“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو اپنے اعمال میں ریا کاری کرتے ہیں“ ۷

جس شخص نے بھی کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے لئے کیا ہو اور لوگوں میں اس کی شہرت یا تعریف ہو تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے یہ ”ریا“ نہیں۔ یہ مومن کے لئے عمل کے قبول ہونے کی نقد بشارت ہے۔ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال جانچے گا تو ریا کاروں سے فرمائے گا کہ تم اپنے عمل کی جزا اُن لوگوں سے مانگو، جن کے دکھانے کے لئے تم نے یہ عمل کیا تھا اور دیکھو کہ اُن کے پاس کوئی جزا ہے یا نہیں؟ (بیہقی)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”جو شخص دنیا کو اپنا نصب العین بنائے گا، اللہ اس کے دل کا اطمینان اور سکون چھین لے گا اور ہر وقت مال جمع کرنے کی حرص اور احتیاج کا شکار ہوگا، لیکن دنیا کا اتنا ہی حصہ اسے ملے گا جتنا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر کیا ہوگا، اور جن لوگوں کا نصب العین آخرت ہوگی، اللہ تعالیٰ اُن کو قلبی سکون اور اطمینان نصیب فرمائے گا اور مال کی حرص سے اُن کے قلب کو محفوظ رکھے گا اور دنیا کا جتنا حصہ اُن کے مقدر میں ہوگا، وہ لازماً ملے گا“ (ترغیب وترہیب) ۸

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا۔

”ایسے شخص کے بارے میں فرمایئے کہ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے پھر لوگوں سے سُنے کہ وہ اس عمل کی تعریف کر رہے ہیں؟“

---

۶ بہار شریعت جلد نمبر ۲، حدیث نمبر ۵، ص ۲۷ ۷ معارف القرآن جلد نمبر ۵، ص ۵۴۵ ۸ زاد راہ، ص ۲۳

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ تو مؤمن کے لئے نقد بشارت ہے کہ اس کا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول ہُوا اور اس نے اپنے بندوں کی زبانوں سے اس کی تعریف کرادی'' (مسلم)

عبادت گزار بندہ لوگوں سے الگ ہو کر عبادت کرے تو اس کے ذکر کا دھیان ہر وقت دل کے ساتھ رہے گا لیکن اس کے دل میں ایسی بات نہ آئے کہ میری عبادت کا حال دوسرے لوگوں کو معلوم ہو تو وہ میری زیادہ عزت کریں گے۔ اس سے ''ریا'' پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے گوشہ نشینی اختیار کرنی چاہیئے۔ جو آدمی اپنے والدین کی خدمت اس نیت سے کرے کہ اُن کی رضا ہی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے، اس لئے نہ کرے کہ اُن کے دل میں جگہ ہو جائے۔ اس کو یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ''ریا'' کر کے والدین کے دل میں جگہ پیدا کرے۔ جو شخص فقیر کی نسبت امیر آدمی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے تو وہ ریا کار ہے۔ فقیر کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امیر سے زیادہ ہوتا ہے کوئی شخص اگر دولت مند کو ترجیح دے اس کے مال کی لالچ سے تو اس کے ساتھ ''ریا'' کرتا ہے۔ جس شخص کو ''ریا'' کی آفت لگ گئی ہو تو اس کو چاہیئے کہ مال ترک کر کے ذکر میں مشغول ہو جائے۔

حضرت علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کوئی تم میں سے روزہ رکھے تو سر اور داڑھی میں تیل لگا لے اور ہونٹوں پر بھی ہاتھ پھیر دے تا کہ لوگ اس کے روزہ سے بے خبر رہیں اور جب کوئی داہنے ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو اور جب نماز پڑھے تو اپنے دروازے کا پردہ چھوڑ دے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں قبول کرتا اللہ تعالیٰ ایسے عمل کو جس میں ذرّہ برابر ''ریا'' ہو۔'' جو عمل اللہ تعالیٰ کے واسطے نہیں، وہ ''ریا'' ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ریا کار کا عمل قبول نہیں فرماتا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے کی نیت پر اتنا دے گا کہ اتنا عمل پر نہ دے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نیت میں ریا نہیں ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص کوئی نیک عمل لوگوں میں شہرت کے لئے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس

Marfat.com

کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہے کہ لوگوں میں وہ شخص حقیر و ذلیل ہو جاتا ہے'' (بیہقی)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جہاں مال کی کثرت ہوتی ہے فسق و فجور، آوارگی اور عیاشی اپنے ساتھ لاتی ہے اور بے محل خرچ کرنا یا نام و نمود پر صرف کرنا تو دولت کے ادنیٰ کرشموں میں سے ہے۔ ریا کار شادی بیاہ اور دوسری رسومات یا تقریبات پر مال و دولت خرچ کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نام پر حاجت مندوں پر خرچ نہیں کرتے''

ریاکاری شرک خفی ہے، اگر چہ عمل اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو مگر اس کے ساتھ کوئی غرض شہرت و وجاہت کی بھی شامل ہو تو یہ بھی ایک قسم کا شرک خفی ہے، جو انسان کے عمل کو ضائع کر دیتا ہے۔ [9]

جس کا عمل بندوں کو خوش کرنے کے لئے ریا کاری سے ہو، وہ اس کے ثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔ بعض اعمال صالحہ کے لئے کچھ دوسرے اعمال صالحہ شرط ہیں۔ جس شخص نے اس شرط کو ضائع کر دیا، گویا اس نے اپنا نیک عمل بھی ضائع کر دیا۔ ہر عمل کے قبول ہونے کی یہ شرط ہے کہ وہ عمل خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور اس میں ریا وسمعہ یعنی لوگوں کو دکھانے یا سنانے کا مقصد نہ ہو۔ جس شخص کے عمل میں ریا و نمود شامل ہو گئے، وہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک باطل ہو جائے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی چیز اپنے دل میں چھپاتا ہے! اللہ تعالیٰ اس کو اس کے چہرے سے ظاہر فرما دیتا ہے اور گفتگو کے درمیان اس سے کچھ کلمات ایسے نکل جاتے ہیں جس سے اس کے دل کی بات ظاہر ہو جاتی ہے۔ اگر وہ چیز بھلائی کی ہو تو بھی ظاہر ہو کر رہتی ہے اور برائی کی وہ تو بھی ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اخلاق کا تقاضا ہے کہ تمہیں اپنے نیک اور اچھے اعمال کا پوشیدہ رہنا محبوب ہو اور بُرے اعمال کا پوشیدہ رہنا محبوب نہ ہو۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال لوگوں پر ظاہر فرما دیں تو تم کہو کہ ''یا اللہ! یہ سب آپ کا فضل ہے میرے عمل کا اثر نہیں۔'' (قرطبی)

---

[9] معارف القرآن جلد نمبر ۵، کہف ۱۱۰، ص ۶۶۱

Marfat.com

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جس نیک کام میں لگا ہے، ریا کے خوف سے ترک نہ کرا وزا اپنی نیت درست کر اور زبان سے کہہ کہ "یا اللہ! یہ نیک عمل آپ کی خوشنودی کے لئے کرتا ہوں۔ پھر اگر نفس کی شرارت سے یہ ریا بھی ہو گئی تو چند دنوں میں یہ عادت بن جائے گی۔ بقول خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

وہ ریا جس پر تھے زاہد طعنہ زن
پہلے عادت پھر عبادت بن گئی [۱۰]

اللہ تعالیٰ کا ذکر جتنی بھی کثرت سے کوئی کر سکتا ہے، کرتا رہے۔ لوگوں کے پاگل، دیوانہ، مجنوں یا ریا کار کہنے سے نہ چھوڑے۔ شیطان انسان کو روکتا ہے کہ لوگ دیکھیں گے تو کیا کہیں گے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ دکھلانے کی نیت سے کوئی عمل نہ کریں۔ لیکن اگر کوئی دیکھ لے تو پرواہ نہ کریں اور اس وجہ سے چھوڑنا بھی نہیں چاہیئے۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی عمل کو اس وجہ سے نہ کرنا کہ لوگ دیکھیں گے، یہ بھی ریا میں داخل ہے۔ چھپا کر نیکیاں کرنے سے آدمی کی مسلسل اصلاح ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جس حاجت مند کی بھی مدد کرو گے، اس کا اجر اللہ دے گا۔ جو صدقہ فرض ہے، وہ اعلانیہ دینا افضل ہے مگر جو صدقہ اس کے علاوہ ہو، اس کو پوشیدہ رکھنا بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ناپسند فرماتا ہے جو کسی غریب کی تھوڑی سی مدد کر کے اس کی عزت نفس کو خاک میں ملا دیں۔ ان کی ریا کاری خود لوگوں کو عمل دکھانے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فیاض ہے اور وہ پست اخلاق اور ریا کاروں کو پسند نہیں فرماتا۔ ریا حرام ہے اور ریا کاری اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغضوب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ "جو ریا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ریا کرتا ہے اور جو کوئی دوسرے کے سُنانے کو کچھ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ویسا ہی سلوک کرے گا" (بخاری) [۱۱]

ریا مہلک چیز ہے اس سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔

ریا کار کو قیامت میں چار ناموں سے پکارا جائے گا:

---

[۱۰] روح کی بیماریاں، ص ۱۴۶ [۱۱] احیائے علوم جلد نمبر ۳، ص ۴۴۲

Marfat.com

☆ ریاکار ☆ زیاں کار ☆ مکار ☆ بدکار

کہا جائے گا جا جس کے لئے عمل کیا ہے، اسی سے اپنی اجرت لے، ہمارے پاس تیرے دینے کو کچھ اجر نہیں۔ ریا کے اصلی معنی یہ ہیں کہ لوگوں کو اچھی خصلتیں دکھلا کر ان کے دلوں میں منزلت حاصل کرنی۔ ایک بندہ پانچ چیزوں سے نمائش کر سکتا ہے:۔

۱۔ اپنے جسم پر زردی اور لاغری ظاہر کر کے کہ یہ دین میں بہت محنت کرتا ہے۔

۲۔ شکل ولباس پر مثلاً بالوں کو گندہ رکھنا، موٹے کپڑے پہننا یا میلے کپڑے پہن کر یا پیوند لگا کر کپڑا پہننا۔ ماتھے پر سے سجدہ کا نشان باقی رکھنا۔ زیادہ آہستہ چلنا۔

۳۔ ریا کے لئے نصیحت کرنا اور علماء سے ملاقات ظاہر کر کے اُن کی باتیں سُنانا، حدیثیں بیان کرنا۔

۴۔ نماز میں ریا کرنا کہ دیر تک قیام اور سجدہ کرنا، تسبیح پڑھنا۔ عاجزی دکھانا آنکھیں نیچے کر کے آہستہ چلنا۔ ریا کار اپنے کام کے لئے تیز چلتا ہے مگر کسی دین دار کو دیکھ کر آہستہ چلنے لگتا ہے۔

۵۔ دوستوں سے بڑائی کرنا کہ میں اتنی جگہوں پر پھرا ہوں اور اتنے مرشدوں سے ملا ہوں۔

جب کوئی شخص گناہ کر کے اسے چھپائے اور مقصد یہ ہو کہ لوگ اسے متقی جانیں تو ریا کار ہوگا۔ اگر گناہگار کو گناہ کے ظاہر ہونے پر خوف ہو کہ کوئی دوسرا شخص میری دیکھا دیکھی ایسا ہی کرے گا تو اظہار طاعت میں شامل ہے، ورنہ لوگ بھی اس کی اقتدا کر کے ویسا ہی کریں گے۔ ریا کاروں کا ایک درجہ اور بھی ہے۔ جس سے کوئی گناہ مقصد ہے، نہ مال اور نہ شہرت۔ صرف اس کا مقصد یہ ہو کہ کوئی اسے حقیر نہ سمجھے اور اس کا شمار زاہدوں میں ہونے لگے۔ ریا مہلک ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مذموم ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو فرمایا: ”ہمیشہ عمل اعلانیہ کو اپنے اوپر لازم کر“

اس نے عرض کیا: ”عمل اعلانیہ کیا ہے؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”عمل اعلانیہ یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا اس پر آگاہ ہو جائے تو اس سے شرم نہ کرے“۔[۱]

[۱] احیائے علوم جلد نمبر ۳، ص ۴۸۰

Marfat.com

ریا کے تین ارکان ہیں:۔

☆ قصد ریا ☆ جس چیز سے ریا ہوتا ہے ☆ جس کے واسطے کرتا ہے

### ا۔ قصد ریا:

اس میں ارادہ ثواب نہیں ہوتا مثلاً لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے، اگر تنہا ہو تو نہیں پڑھتا بلکہ بعض اوقات بے وضو بھی لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کا قصد صرف ریا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص لوگوں کی ملامت کے خوف سے دیوے اور اس کی نیت ثواب نہ ہو تو یہ ریا ہے۔

### ۲۔ جس چیز سے ریا ہوتا ہے:

ایک تو اصول عبادات سے ریا کرنا ہے اور دوسرے اوصافِ عبادات سے ریا کرنا ہے۔

❁ اصول عبادات سے یعنی نہ صرف فرائض سے ریا کرے گا بلکہ نوافل اور مستحبات سے بھی ریا کرے گا مثلاً عیادت کرنا، نماز جنازہ پڑھنا۔

❁ اوصافِ عبادات سے ریا کرنا یعنی ایسے فعل میں ریا کرے، جس کے چھوڑنے سے نقصان عبادت ہو مثلاً کوئی شخص قصد کرے کہ نماز جلد ادا کروں گا اور اس غرض سے رکوع، سجدہ اور قیام میں تخفیف کرے لیکن اگر لوگ دیکھتے ہوں تو رکوع، سجدہ وغیرہ اچھی طرح کرے۔

❁ ایسے فعل میں ریا کرے، جس کے چھوڑنے سے عبادت میں نقصان نہ ہوتا ہو مگر اس کے کرنے سے عبادت کا کمال اور پورا ہونا مقصد ہو مثلاً رکوع۔ سجدہ اور قیام لمبا کرے۔

❁ ریا ایسے افعال میں کرے کہ نوافل سے بھی خارج ہوں مثلاً جمعہ کی نماز میں پہلی صف میں بیٹھنا اور جن کی تنہائی میں پرواہ نہ کرتا۔

### ۳۔ جس کے واسطے ریا ہوتا ہے:

❁ کوئی شخص عبادات اور کثرتِ نوافل وغیرہ سے ریا اس واسطے کرے کہ لوگوں میں نیک اور امین مشہور ہو جائے اور اسے اگر ادارہ یتیموں کے مال۔

Marfat.com

صدقات۔ زکوٰۃ کی تقسیم پر مامور کردے تو اس میں سے کچھ مال اُڑا لے۔

- کہ دنیا کی لذات سے کوئی شے مباح ہو مثلاً مال کا ملنا، کسی خوبصورت عورت سے نکاح کرنا
- کہ کوئی اسے حقارت سے نہ دیکھے اور اسے زاہدوں میں شمار کیا جائے۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے، دیکھا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس رو رہے ہیں۔ انہوں نے رونے کی وجہ پوچھی۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ''میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے چھپے ہوئے متقیوں کو دوست رکھتا ہے کہ اگر غائب ہو جائیں تو کوئی اُن کو تلاش نہ کرے اور اگر سامنے آئیں تو کوئی ان کو نہ پہچانے۔ ان کے دل چراغ ہدایت ہیں'' (ابن ماجہ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''لوگو! علم کے چشمے اور چراغ ہدایت بنو۔ اپنے گھروں میں بیٹھے رہو، رات کے چراغ اور تازہ دل ہو جاؤ اور پرانا پہنو کہ آسمان کے لوگ تم کو جانیں اور زمین والے نہ پہچانیں۔''

جس شخص نے اپنی عبادتوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شامل کر لیا اور اس کا مقصد لوگوں کو دکھانا بن گیا۔ اس کی عبادات کی غرض میں ان کا حصہ بھی بن گیا، جن کو دکھانا چاہتا تھا۔

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ یوں دعا مانگتے: ''الٰہی: میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس امر سے کہ لوگوں کی نظروں میں تو میرا ظاہر اچھا ہو اور تیرے لئے میرا باطن برا ہو، اپنے دل میں لوگوں کے واسطے دکھلانے کی تو محافظت کروں اور تو جو میرے دل کے حال سے آگاہ ہے اس کو برباد کروں، لوگوں کے لئے تو اچھے عمل ظاہر کروں اور تیرے لئے برے عمل پیش کروں، نیکیوں سے تو لوگوں کا تقرب چاہوں اور تیری طرف برائیاں لے کر آؤں اور تیرے غصہ اور ناراضگی کا باعث بنوں'' [۱۳]

---

[۱۳] احیائے علوم جلد نمبر ۳، ص ۴۹۹

Marfat.com

اعمال کا ثواب نیت سے ہوتا ہے مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ سے اگر ارادہ صرف ریا ہے تو جیسا قبل از عبادت وہ شخص تھا، ویسا ہی رہا یا کوئی شخص کسی کو قرض دے لیکن لوگوں سے کہے کہ میں خیرات دیتا ہوں تا کہ لوگ اسے سخی سمجھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرتا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیب دکھلائیں گے اور فرمایا کہ تھوڑا سا دکھلاوا بھی ایک طرح کا شرک ہے۔ ریا کے خوف سے اچھے عمل کو ترک کرنا بھی ریا ہے۔ نیک کام لوگوں کو دکھانے کی غرض سے کرنا اور لوگوں میں واہ واہ اور جاہ وتعریف کرانا دکھلاوا ہے۔ اس کو ریا کہتے ہیں۔ آدمی یہ سوچے کہ ہم سب تو کل مر جائیں گے، اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہمارے کام آئے گی۔

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو کہا: ''اپنا خوفِ خدا اس غرض سے لوگوں کو مت دکھلا کہ تیری تعظیم کریں۔ جب تک آدمی کے عمل کا سبب دینی ہو، عمل کو نہ چھوڑے اور ریا کے وسوسے کو نہ ٹالے اور دل میں اللہ سے شرم کرے۔ اگر دل میں ریا کی بُرائی، خوف و شرم ہو اور نہ عمل کا سبب دینی ہو، صرف ریا ہی ہو تو عمل نہ کرنا چاہئے بلکہ اپنے نفس پر مجاہدہ کر کے ریا کو چھوڑ دے۔ اگر عبادت کے دوران ریا طاری ہونے لگے تو بھی ریا کو رفع کرنے کے لئے مجاہدہ کرے۔ ہر ریا کار دعویٰ کرتا ہے کہ میں حیا دار ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کوئی وصیت لکھیں۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے لکھا:

''تم پر سلامتی ہو اما بعد، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے طالب ہوں اور اس سلسلے میں لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پوری مدد فرماتا ہے اور انسانوں کی ناراضگی سے ان کو نقصان نہیں پہنچنے دیتا اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کی خوشنودی چاہتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنی مدد کا ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور ان کو انسانوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی مدد سے بھی محروم رہ جاتے ہیں اور جن کی خوشی کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا تھا، ان کی مدد بھی نہیں ملتی۔ (ترغیب وترھیب بحوالہ ترمذی) [۱۴]

---

۱۴ زادِ راہ، ص ۲۳

Marfat.com

ریا کی دو قسمیں ہیں:

☆ جلی ریا: ریا جو آدمی کے لئے عمل کا باعث ہو اگرچہ ثواب کی نیت نہ ہو۔

☆ خفی ریا: اپنے عمل سے آدمیوں کے مطلع ہونے پر خوش ہو۔ ایک حدیث ہے کہ عمل خفیہ کا ثواب بہ نسبت عمل ظاہریہ کے ستر گنا ہے مگر جس عمل ظاہر میں اور لوگ اقتدا کریں اس کا ثواب اس خفیہ کے ستر گنا ہے۔ [۱۵]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''وہ شخص جو لوگوں کے سامنے تو اچھے طریقے سے نماز پڑھتا ہے (خوب خشوع و خضوع کا مظاہرہ کرتا ہے اور رکوع اور سجدہ ٹھیک سے کرتا ہے) اور جب تنہائی میں پڑھتا ہے تو ٹھیک سے نہیں پڑھتا، تو ایسا شخص اپنے ربّ کو حقیر جانتا ہے اور اس سے مذاق کرتا ہے'' [۱۶]

حضرت ام امامہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا: ''ایک آدمی جہاد کرتا ہے آخرت میں اجر پانے کے لئے اور دنیا میں شہرت پانے کے لئے تو اس کو کیا ثواب ملے گا؟''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ اللہ صرف وہی عمل قبول کرے گا جو صرف اس کے لئے کیا گیا ہوگا اور اس کی خوشنودی اس عمل کی محرک ہوگی'' پس جس شخص کو ریا کی آفت لگ گئی ہو تو اس کو چاہیئے کہ مال ترک کر کے ذکر میں مشغول ہو جائے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بندہ ریا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''یہ میرے بندے کو دیکھو، مجھ سے مذاق کرتا ہے۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ خرچ کر اور مشہور مت کر اور اپنے وجود کو بڑھا مت تاکہ لوگ تم کو پہچانیں اور یاد کریں بلکہ اپنے آپ کو چھپا اور خاموش رہ کہ اس میں نجات ہے نیک بندے تم سے خوش رہیں گے اور بدکار خون وجگر کھائیں گے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''جس شخص نے [۱۷] شہرت کو اچھا جانا، اس نے اللہ کو نہیں پہچانا۔'' [۱۸]

---

[۱۵] احیائے علوم جلد نمبر ۳، ص ۴۶۰ | [۱۶] زادِ راہ، ص ۲۱

[۱۷] احیائے علوم جلد نمبر ۳، ص ۴۱۵ | [۱۸] احیائے علوم جلد نمبر ۳، ص ۴۱۵

Marfat.com

ریا کا علاج یہ ہے کہ ریا کے اصول اور عروق کی بیخ کنی کی جائے، جن سے کہ وہ پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے ریا سے جو سر دست خطرہ ہوتا ہے، اس کو دُور کیا جائے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! تم احسان جتا کر، یا ایذا پہنچا کر، اپنی خیرات کو برباد مت کرو، جس طرح وہ شخص برباد کرتا ہے جو اپنا مال لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے خرچ کرتا ہے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور قیامت کے دن پر، اس شخص کی مثال ایسی ہے جیسا کہ چکنا پتھر ہو جس پر کچھ مٹی آ گئی ہو، پھر اس پتھر پر زور کی بارش پڑ جائے، سو وہ اس کو بالکل صاف کر دے گی۔ (سورۃ بقرہ ع ۳۶) [۱۹]

اسی طرح ریا کاروں کا خرچ کرنا بھی بالکل صاف اُڑ جائے گا اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کو اپنی کمائی کا کچھ ہاتھ نہ لگے گا یعنی جو نیکیاں کی تھیں اور صدقات دیئے تھے سب ضائع ہو جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت کو تنبیہ کی ہے کہ جو کام بھی کیا جائے، وہ اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جائے، اس میں ریا نمود یا شہرت کا شائبہ بھی نہ آنے پائے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''لوگوں کی خاطر عمل ترک کر دینا ریا ہے اور لوگوں کی خاطر عمل کرنا شرک ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تجھے ان دونوں باتوں سے محفوظ رکھے'' [۲۰]

جن لوگوں کے لئے اعمال کئے جاتے ہیں گویا وہ انہیں اللہ کا شریک بنا لیتے ہیں۔ اس حالت میں یہ اعمال خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہتے بلکہ ان لوگوں کے لئے بن جاتے ہیں، جن کو دکھلانا مطلوب ہوتا ہے اور ان کا کرنے والا ثواب کی بجائے عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ شرکت میں بے نیاز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اور شرکاء اپنے ساتھ کسی کی شرکت قبول کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس طرح ہرگز کسی کی شرکت گوارا نہیں کرتے۔ پھر ریا کاری کی نیت کر کے اپنا عمل برباد کرنے سے کیا فائدہ؟ اور کسی برے کو بنی برائی کے چھپانے سے کیا فائدہ؟ دونوں کی شہرت ہو کر رہے گی۔ (ترجمان السنۃ)

حضرت عبداللہ بن قیس خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

---

[۱۹] فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۱۳۱ [۲۰] ہدایۃ الامۃ علی منہاج القرآن والسنۃ، ص ۸۴

Marfat.com

کہ ''جو شخص کسی نیک کام میں دکھلاوے اور شہرت کی نیت سے لگے تو جب تک وہ اس نیت کو چھوڑ نہ دے، اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی میں رہتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچائی کا معاملہ کرتا ہے، اس کو یہ پسند ہوا کرتا ہے کہ کوئی اس کے گھر کو بھی نہ جانے کہ کہاں ہے؟

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ صدقہ کا مخفی طور پر دینا ریا اور شہرت سے بعید ہے۔

حضرت ابراہم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی شہرت کو پسند کرتا ہے، اس نے اللہ تعالیٰ سے سچائی کا معاملہ نہیں کیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن پروردگار اپنی پنڈلی کھولے گا، ہر ایک ایماندار مرد اور عورت اس کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑیں گے۔ وہ لوگ رہ جائیں گے جو دنیا میں لوگوں کو دکھانے اور سُنانے کے لئے سجدہ اور عبادت کیا کرتے تھے (ان کی نیت ریا کی تھی) وہ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے، لیکن ان کی پیٹھ اکڑ کر ایک تختہ ہو جائے گی، وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔'' [۲۱]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص اپنے عمل کو لوگوں کے درمیان مشہور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اس ریا والے عمل کو اپنی مخلوق کے کانوں تک پہنچا دے گا (کہ یہ شخص ریا کار ہے) اور اس کو لوگوں کی نگاہ میں چھوٹا اور ذلیل کر دیں گے۔'' (طبرانی۔ مجمع الزوائد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بندہ دنیا میں شہرت اور دکھلاوے کے لئے کوئی نیک عمل کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بات کو تمام مخلوق کے سامنے شہرت دیں گے کہ اس شخص نے نیک اعمال لوگوں کو دکھانے کے لئے کیے تھے۔ جس کی وجہ سے اس کی رسوائی ہوگی۔'' (طبرانی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص ایسی چٹان کے اندر بیٹھ کر جن میں نہ کوئی دروازہ ہو، نہ کوئی سوراخ ہو، کوئی بھی عمل کرے، تو وہ لوگوں پر ظاہر ہو کر رہے گا، چاہے وہ عمل اچھا ہو یا بُرا'' (بیہقی) جب ہر عمل خود ظاہر ہو کر رہے گا تو بھی دینی عمل اگرچہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو مگر اس کے ساتھ

---

[۲۱] صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۲، ص ۱۰۴۹، حدیث ۲۰۲۳

Marfat.com

اگر کوئی نفسانی غرض بھی شامل ہو تو یہ بھی ایک قسم کا شرک خفی ہے، جو انسانوں کے علم کو ضائع کر دیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ریاکار عالم کی پہچان یہ ہے کہ پہلے تو وہ لوگوں کو علم کی طرف خوب رغبت دلائے گا، تاکہ اس کے پاس پڑھنے آئیں، پھر اگر وہ کسی دوسرے عالم کے پاس چلے جائیں تو بُرا مانے۔ حالانکہ جب علم حاصل کرنا ہی مقصد ہے تو اس کے پاس حاصل کرے یا دوسرے کے پاس، کام تو اللہ ہی کے لئے کرتا ہے۔

کسی شخص نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ''نجات کس چیز میں ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو اللہ کی بندگی کرے اور ریا کے واسطے عمل نہ کرے''

ریا کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کسی اور ارادے سے عبادت کرنا، گویا عبادت سے یہ غرض ہو کہ لوگ اس کی عبادت سے آگاہ ہوں تاکہ وہ ان لوگوں سے مال بٹورے یا لوگ اس کی تعریف کریں یا اسے نیک آدمی سمجھیں یا اور اُسے عزت وغیرہ دیں۔ [۲۲]

ریاکاری کرنے والا شخص لوگوں کو متاثر کرنے کے لئے ان کے سامنے خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔

اگر کسی رات عبادت کا موقع ملے یا تہجد پڑھنے کا موقع ملے تو دن میں لوگوں کے سامنے اس لئے آنکھیں ملتا ہے یا انگڑائیاں لیتا ہے کہ پتہ چلے کہ وہ رات کو سویا ہی نہیں۔

وہ دوسروں کی موجودگی میں اس لئے اشراق و چاشت و تہجد پڑھتا ہے تاکہ وہ اسے نفل پڑھنے والا تسلیم کریں۔

وہ تہجد میں زور سے کھانستا ہے کہ گھر کے لوگوں کو پتہ چلے کہ تہجد کے لئے اُٹھا ہے۔

وہ نماز کے بعد مسجد میں دیر تک ٹھہرتا ہے تاکہ لوگ اسے نیک قرار دیں۔

وہ نماز میں پہلی صف کا اہتمام لوگوں کو متاثر کرنے کے لئے کرتا ہے۔ وہ دینی کاموں میں اس لئے چندہ دیتا ہے کہ لوگ سخی کہیں۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جو شخص کسی مجمع میں اپنی مذمت کرتا ہے یعنی خود کو گنہگار، بدکار، سیاہ کار وغیرہ کہتا ہے، وہ درحقیقت اپنی تعریف کرتا ہے اور

---

[۲۲] نیکی کی دعوت، ص ۶۶، ۸۰

Marfat.com

یہ بھی ریا کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔''۲۳

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے بھائی سے اس کے روزہ کے بارے میں نہ پوچھو کیوں کہ اگر وہ کہتا ہے کہ میں روزہ دار ہوں تو اس کا نفس خوش ہوگا اور اگر کہے کہ میں روزہ دار نہیں ہوں تو اس کا نفس غمگین ہوگا اور یہ دونوں ریا کی علامتوں میں سے ہیں۔۲۴

کسی کے بارے میں تجسس کرنا اور اس میں ریا کاری کی نشانیاں ڈھونڈنا حرام ہے۔ کسی بھی مسلمان کو ریا کار گمان نہ کریں کیونکہ بدگمانی حرام ہے اور ہر نیک مسلمان سے حسن ظن رکھنا مستحب ہے۔ عبادت کوئی بھی ہو، اس میں ضروری چیز اخلاص ہے۔ دکھاوے کے لئے عمل کرنا بالاجماع حرام ہے، ایسی عبادت کا بالکل ثواب نہیں۔ گناہ چھوڑنے والے کے اخلاص کی پہچان یہ ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے جس طرح گناہ سے باز رہتا ہے، اسی طرح وہ تنہائی میں بھی رہتا ہے۔ دل میں ریا کاری کا خیال آنا نقصان دہ نہیں ہے، انسان کو چاہیئے کہ ان وسوسوں کو دل میں نہ بٹھائے۔ شیطان ہمیں نیکیوں سے روکتا ہے۔ ریا کاری کے خوف سے نیکیاں چھوڑ کر ان کی کثرت کر کے شیطان کو ناکام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''شیطان بندے کو گناہ کے ایک دروازے کی طرف بلاتا ہے اور وہ بندہ اس کی بات نہیں مانتا بلکہ اس کی جگہ کوئی نیکی کرتا ہے، جب شیطان یہ صورت حال دیکھتا ہے تو اسے چھوڑ دیتا ہے۔ جب شیطان تمہیں متردد دیکھتا ہے تو تم میں طمع رکھتا ہے اور جب تمہیں ہمیشہ نیکی کرتا ہوا دیکھتا ہے تو تم سے نفرت کرتا ہے اور تمہیں چھوڑ دیتا ہے۔ ۲۵

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ فرماتا ہے کہ میں شرک والوں کے شرک سے بے پرواہ ہوں، جو آدمی میرے لئے کوئی کام ایسا کرے کہ جس میں میرے علاوہ کوئی میرا شریک ہو تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔''۲۶

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی

۲۳ نیکی کی دعوت، ص ۶۶، ۸۰ ۲۴ نیکی کی دعوت، ص ۶۶، ۸۰

۲۵ احیا العلوم جلد نمبر ۳، ص ۳۸۶ ۲۶ صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۷۴۷۵، ص ۱۱۲۱

Marfat.com

لوگوں کو سنانے کے لئے کوئی کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ذلت لوگوں کو سنائے گا اور جو آدمی لوگوں کے دکھلاوے کے لئے کوئی کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ریا کاروں کی سزا دے گا'' ۲۷

ریا سے بچنے کی دعا: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ اِن اُشرِکَ بِکَ وَاَنَا اَعلَمُ وَاستَغفِرُکَ لَا اَعلَمُ

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ تیرے ساتھ شریک کروں اور اس کو میں جانتا ہوں اور تجھ سے میں معافی چاہتا ہوں اس کی کہ میں نہ جانتا ہوں''

اس دعا کو معمول بنانے والوں کے لئے نجات کی ضمانت ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب الحزن (غم کے گڑھے) سے اللہ کی پناہ مانگو''

لوگوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ (ﷺ) ''جب الحزن کیا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جہنم کا ایک غار ہے، جو ریا کار عالموں کے لئے بنایا گیا ہے'' ۲۸

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ''ریا کار کی تین علامتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خلوت میں تو کاہل رہتا ہے اور لوگوں کے سامنے چست، دوسرے یہ کہ جب اس کی تعریف کی جاتی ہے تو بڑھ چڑھ کر عبادت کرتا ہے، تیسری یہ کہ ملامت اور سرزنش سے اپنے عمل کو کم کر دیتا ہے۔ ۲۹

ریا کا عملی علاج یہ ہے کہ اپنی خیرات اور اطاعت کو اس طرح چھپائے جیسے کوئی اپنی برائیوں اور گناہوں کو چھپاتا ہے تاکہ وہ اس بات کا عادی بن جائے کہ اس کے لئے یہ کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بندگی اور طاعت دیکھ رہا ہے۔

۱۔ جب بھی دل میں ریا کاری کا خیال آئے تو اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ کر اپنے کندھے کی طرف تین بار تھوکر دیجئے۔ روزانہ دس بار تعوذ پڑھیں۔

۲۔ صبح شام اکیس ۲۱ بار لاحول شریف پانی پر دم کر کے پی لیا جائے

۳۔ سورہ اخلاص گیارہ بار صبح پڑھ لیا کریں۔

---

۲۷ جلد نمبر ۳، حدیث نمبر ۶۷۴۷، ص ۱۱۲۲ ۲۸ کیمیائے سعادت ص ۴۴۷، ۵۶۰

۲۹ کیمیائے سعادت ص ۴۴۷، ۵۶۰

Marfat.com

# حیا

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ہے: ''ہر دین کا امتیازی وصف ہوتا ہے اور دینِ اسلام کا امتیازی وصف حیا (شرم) ہے'' (مؤطا)۔ حیا ایک ایسا وصف ہے جو انسان کو بہت سے گناہوں سے روک دیتا ہے اور نیکیوں کی جانب راغب کرتا ہے۔ حیا کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس کی وجہ سے انسان ناپسندیدہ کاموں سے پرہیز کرے۔ انسان جس قدر حیا دار ہوگا۔ اتنی ہی اس میں خیر ہوگی۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں جانے کا سبب ہے۔ بے حیائی جفا ہے اور جفا جہنم میں جانے کا سبب ہے۔'' بے حیا آدمی کسی ضابطہ حیات کا پابند نہیں رہتا۔ ایک حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حیا اور ایمان ایک دوسرے کے لازم وملزوم ہیں۔ اگر ان دونوں خصوصیات میں سے ایک نہیں رہے گی تو دوسری بھی نہیں رہے گی'' (طبرانی)

شرعی نقطہ نظر سے شرم و حیا اس صفت کو کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے انسان قبیح اور ناپسندیدہ کاموں سے پرہیز کرتا ہے۔ حیا والے بندوں کو عوام میں مقبولیت ہوتی ہے۔ جو شخص حیا سے خالی ہوگا، وہ محروم القسمت ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ نے حیا کو ایمان کا جزو فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ ''حیا خیر ہی کی موجب ہوتی ہے۔'' (متفق علیہ) بندہ جتنا باحیا ہوگا، اتنی ہی اس میں خیر ہوگی۔ حیا کی وجہ سے انسان کے اقوال اور اعمال میں حسن و جمال اور نکھار پیدا ہوتے ہیں۔ جس شخص میں حیا ہوگی وہ اللہ کے ہاں بھی مقبول ہوگا۔ بے حیا آدمی کی زندگی کچھ بھی نہیں، وہ تو شتر بے مہار کی مانند ہوتا ہے۔ حیا کی وجہ

Marfat.com

سے آدمی پاکیزگی کی زندگی گزارتا ہے اور انسان کو پاک دامنی جیسی صفت ملتی ہے۔ حیا انسان کو کبیرہ گناہوں سے بچاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے حیائی جس چیز میں بھی ہو، اسے عیب دار بنا دے گی اور حیا جس چیز میں بھی ہو، اسے مزین کر دے گی۔'' (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں تک گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی جو باتیں پہنچی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر تم حیا نہیں کرتے تو جو جی چاہے، کرو۔'' (بخاری) [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کرو، جیسا کہ اس سے حیا کرنی چاہیے''

سُننے والوں نے عرض کیا: ''الحمد اللہ! ہم تو اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہیں''

یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سَر اور سَر میں موجود افکار و خیالات سب کی نگہداشت کرو اور پیٹ اور جو کچھ اس میں ہے، سب کی نگرانی کرو اور موت اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہوتی ہے، اسے یاد کرو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنا لے، وہ دنیا کی آرائش و عشرت سے دست بردار ہو جائے گا اور اس چند روزہ زندگی کے عیش کے مقابلے میں آگے آنے والی زندگی کی کامیابی کو اپنے لئے پسند اور اختیار کرے گا۔ پس جس نے یہ کہا، سمجھ لو اللہ سے حیا کرنے کا حق اس نے ادا کر دیا۔'' (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان ننگا ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے اور اس کی آرائش حیا اور اس کا ثمرہ علم ہے'' (ترمذی) [2]

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تم میں سے اللہ تعالیٰ سے حیا کرے، اس کے لئے ضروری ہے کہ کوئی رات اس پر ایسی نہ گزرے کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی موت نہ ہو اور اس کے لئے ضروری حفاظت کرے پیٹ کی اور اس چیز کی جس کو پیٹ نے گھیر رکھا ہے اور حفاظت کرنے سر کی اور اس چیز کی جس کو سر نے گھیر رکھا ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ

---

[1] صحیح بخاری شریف کتاب الادب ۶۱۲۰ [2] احیائے العلوم جلد نمبر ۱، ص ۱۸

Marfat.com

موت کو یاد رکھے اور اپنی بوسیدگی کو کہ مرنے کے بعد سارے کا سارا شکستہ ہو کر خاک ہو جائے گا اور ضروری ہے کہ دنیا کی زینت کو چھوڑ دے۔'' (ترغیب) سَر کی حفاظت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے سامنے سر عبادت یا تعظیم کے لیے نہ جھکے اور جن چیزوں کو سَر نے گھیر رکھا ہے یعنی آنکھ، ناک، کان اور زبان کی حفاظت کرے اس طرح پیٹ کی حفاظت سے مراد مشکوک اور مشتبہ مال سے بچے اور جس چیز کو پیٹ نے گھیر رکھا ہے یعنی شرم گاہ دل، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کی بھی حفاظت کرے۔ جو شخص آخرت کا ارادہ رکھتا ہے، وہ دنیا کی زینت کو چھوڑ دیتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو میرے لئے اپنی رانوں کی درمیانی چیز (شرم گاہ) اور جبڑوں کی درمیانی چیز (زبان) کی حفاظت کی ضمانت دے، میں اسے جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دیتا ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے جوانان قریش! اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ زنا مت کرو۔ جو اپنی شہوت گاہ کو محفوظ رکھے گا، اس کے لئے جنت ہے'' (حاکم)

حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن عرش کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا ان سات خوش نصیب لوگوں میں سے ایک وہ پاک دامن انسان ہوگا، جسے خوبصورت حسب ونسب والی عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ جواب میں کہے: ''میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔'' (بخاری) اس نے ضبط نفس کر کے اپنے دامن کو گناہ سے بچا لیا۔ لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوگا۔

سرور عالم ﷺ کا ارشاد پاک ہے: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا چھین لیتا ہے۔ جب حیا چھینی جاتی ہے تو وہ بندہ قابل نفرت ہو جاتا ہے۔ قابل نفرت ہونے کے بعد اس سے امامت چھین لی جاتی ہے تو وہ خیانت کرنے لگتا ہے۔ اس کے بعد اس سے رحمتِ الٰہی چھین لی جاتی ہے اور وہ قابل ملامت ہو جاتا ہے، جس کے بعد اسلام کا ہار اس کی گردن سے نکل جاتا ہے'' (ابن ماجہ)

ایک روایت ہے کہ جب زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تنہا ہوئی تو اُٹھ کر ایک بُت کا منہ چادر سے ڈھانک دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ''بھلا تُو ایک

Marfat.com

پتھر کے دیکھنے سے حیا کرتی ہے؟ مجھے کیا ہُوا کہ بادشاہ جبار کے دیکھنے سے شرم نہ کروں۔" اگر شرم و حیا لوگوں سے ہو تو بندہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے گا، جس کو لوگ ناپسند کرتے ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ سے حیا پیدا ہو جائے تو ان کاموں سے بچے گا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہوں گے۔

سب سے پہلے حیا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آنکھوں کی حفاظت کریں۔ کیوں کہ ان کا فتنہ مہلک ہوتا ہے۔ بدنظری سے رزق میں سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ بدنظری سے بے حیائی اور فحش کاموں کا ارتکاب ہوتا ہے۔ بے حیائی کرنے والوں کے چہرے بے رونق اور بے نُور ہو جاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سُننا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے۔ دل آرزو اور تمنا کرتا ہے شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔" [۳]

ایک نوجوان کسی لونڈی سے مباشرت کرنے لگا تو اس نے کہا: "تجھ کو حیا نہیں آتی؟"

نوجوان نے کہا: "میں کس سے حیا کروں؟ ہم کو ستاروں کے سِوا کون دیکھتا ہے؟"

لونڈی نے جواب دیا: "پھر ستاروں والا کہاں گیا؟ وہ بھی تو دیکھتا ہے"

ایک شخص نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھا: "آنکھ بند کرنے پر میں کس چیز کی مدد لُوں؟"

انہوں نے فرمایا: "یہ جان لو کہ جس چیز کی طرف تو دیکھتا ہے، تیری نگاہ اس پر بعد میں پہنچتی ہے اور ناظرِ حقیقی کی نگاہ تجھ پر پہلے پہنچتی ہے" [۴]

حیا دار لوگ اپنی نظروں کو نیچا رکھتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "نظر کھٹک پیدا کرتی ہے، کھٹک سوچ کو وجود بخشتی ہے۔ سوچ شہوت کو اُبھارتی ہے اور شہوت ارادہ کو جنم دیتی ہے۔" لہٰذا مرد ہو یا عورت اگر حیادار ہو گا تو پاکیزہ اور پاک دامن رہ سکے گا۔ شرم و حیا عورت کا گہنا ہے۔ اس لئے عورت کو اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کرنی چاہیے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم لوگوں کی عورتوں کے بارے میں پاکیزگی اختیار کریں گے۔ [۵]

---

[۳] مشکوٰۃ ص ۳۰ [۴] احیائے العلوم، جلد نمبر ۴، ص ۶۱۰ [۵] جلد نمبر ۴، ص ۶۱۰

Marfat.com

جو شخص بُرائی کرتا ہے، وہ دوسروں کا مقروض ہو جاتا ہے اور یہ قرض اس کے گھر والوں کو چکانا پڑتا ہے۔ جو شخص بے حیائی کر کے دوسروں کی عزت برباد کرے گا، دوسرے اس کی عزت پامال کریں گے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تم پاک رہو گے تو تمہاری عورتیں بھی پاک رہیں گی۔ بے شک زنا قرض ہے۔ اگر تو نے اس کو قرض لیا تو ادائیگی تیرے گھر والوں سے ہوگی۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے گھر کی عورتیں پاک دامن رہیں، اسے چاہیے کہ وہ غیر محرم عورتوں سے بے طمع ہو جائے۔ اسی طرح جو عورتیں چاہتی ہیں کہ ان کے خاوند نیک ہوں، تو وہ بے حیائی والے کاموں کو چھوڑ دیں۔ حیا کا بدلہ حیا سے ملے گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم سب چاہتے ہو کہ جنت میں جاؤ؟''

لوگوں نے عرض کیا: ''ہاں! رسول اللہ''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تو زندگی کی حرص کم کرو اور اپنی عورتوں کو آنکھوں کے سامنے ڈالو اور اللہ تعالیٰ سے جیسی چاہیئے، ویسی شرم کرو'' [۶]

بخارا میں ایک جیولر کی بیوی بہت خوبصورت اور نیک سیرت تھی۔ ایک سقہ تیس برس سے ان کے گھر پانی بھرتا تھا۔ ایک دن سقہ نے جیولر کی بیوی کا ہاتھ دبا دیا اور چلا گیا۔ عورت بہت غم زدہ ہوئی کہ اتنی مدت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچی۔ اس دوران جیولر کھانے کے لئے گھر آ گیا تو اس نے بیوی کو روتے ہوئے پایا۔ پوچھنے پر صورت حال کی خبر ہوئی تو جیولر کہنے لگا کہ آج ایک عورت زیور خریدنے آئی۔ جب میں اسے زیور پہنانے لگا تو میں نے اس کے خوبصورت ہاتھ کو شہوت سے دبا دیا۔ یہ میرے اوپر قرض ہو گا تھا، اس لئے سقہ نے تمہارے ہاتھ کو دبا کر قرض چکا دیا۔ اب میں توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ دوسرے دن سقّہ نے آکر معافی مانگ لی اور آئندہ کے لئے توبہ کر لی۔ (تفسیر روح البیان) [۷]

قرآن پاک میں بے حیائی کے لئے لفظ فحشا استعمال ہوا ہے۔ ''اللہ تعالیٰ فحاشی سے اور منکر سے اور حد سے نکلنے سے منع کرتا ہے۔'' (النحل۔۹) حیا کا تقاضا ہے کہ معاشرہ

---

[۶] جلد نمبر۴، ص ۶۴۹  [۷] حیا اور پاکدامنی ص ۳۰

Marfat.com

کو عریانی اور بے حیائی سے پاک کر دیا جائے۔ اگر عورت گھر سے باہر جائے تو اپنے جسم کو غیر محرم سے چھپائے۔ ستر تمام شریعتوں میں فرض ہے، جو عورتوں اور مردوں دونوں پر لازم ہے۔ ستر سے شرم و حیا کی ابتدا ہوئی۔ حجاب کا حکم ۵ ہجری میں مسلمان عورتوں کو ملا ہے کہ وہ غیر مردوں سے حجاب کریں۔ عورت کا حجاب شرم و حیا کی انتہا ہے۔ پردے کا منشا حیا ہے اور حیا عورت کی فطرت ہے۔ جب عورت ضمیر کے خلاف کام کرتی ہے تو بے حیا بن جاتی ہے۔ بے حیائی سے مرد عورت کو دیکھتا ہے یا عورت مرد کو، دونوں گناہ ہیں۔ اس کے علاوہ بدنظری یا بے حیائی سے نوعمر لڑکوں کو دیکھنا بھی گناہ ہے۔

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ نوعمر لڑکے کی طرف نظر جما کر دیکھ رہا ہے تو سمجھ لو کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہیں ان کے تمام مشائخ وصیت کرتے تھے کہ نوعمروں کی ہم نشینی سے بچتے رہنا۔

ابن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی شہوت کسی مرد کو دیکھنے سے بھڑکے تو اس کے لئے اس مرد کو دیکھنا حرام ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید پر پھاڑ کھانے والا شیر جھپٹے تو میں اتنا نہیں ڈرتا، جتنا نوعمر لڑکوں کی ہم نشینی سے ڈرتا ہوں۔ [۸]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بے ریش لڑکے کو دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مالدار لوگوں کے لڑکوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہیے، یہ اپنی شکل اور لباس سے سراپا فتنہ ہوتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے (مشکوۃ) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو مردوں کا اکٹھا سونا جائز نہیں، چاہے دونوں بستر کے کنارے کنارے ہی ہوں۔ ایک حدیث ہے کہ بے ریش لڑکوں کی طرف نظر مت کرو، کیوں کہ ان کے حسن میں عورتوں کی جھلک ہوتی ہے، جس سے دل میں کشش پیدا ہوتی ہے اور اس سے اندیشہ فتنہ کا ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھاتے تھے تو ان کے حسین ہونے کی وجہ سے پیچھے پشت کی جانب بٹھاتے تھے۔ جب اُن داڑھی نکل آئی تو پھر سامنے بیٹھنے کی اجازت دی۔ خوبصورت

---

۸ حیا اور پاکدامنی ص ۶۵

Marfat.com

لڑکوں سے تنہائی میں نہ ملیں اور نہ ہی اُن کی طرف دیکھیں اور بات کریں۔ حسین لڑکے کو دیکھ کر نظریں دوسری طرف کر لیں۔ بدنگاہی اور بے حیائی سے آنکھوں کے اندر بے رونقی پیدا ہوتی ہے۔ چہرہ بھی بے رونق اور بے نُور ہو جاتا ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اشرف التفہیم میں فرماتے ہیں کہ خوبصورت لڑکے کے ساتھ تنہائی میں اجتناب کرنا چاہئے خلوت میں ان سے ضرورت سے زیادہ بات نہ کریں اور نہ ان کی طرف دیکھیں، کیونکہ لڑکوں سے محبت کا جذبہ اسی طرح پیدا ہوتا ہے کہ پہلے بالکل پتہ نہیں چلتا اور جب جڑ مضبوط ہو جاتی ہے، تب پتہ چلتا ہے حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی حسین کے چہرے پر داڑھی نکلنے کے بعد پوچھا: ارے بھائی! چاند پر چیونٹیاں کیوں جمع ہیں؟ اس نے جواب دیا: ''میرے حُسن کے زوال پر ماتمی لباس میں ہیں'' (گلستان) ؎۹

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہوت اور بدنگاہی کے تقاضوں پر صبر سے ولایت خاصہ عطا ہوتی ہے۔ حیا کا تقاضا ہے کہ اگر کوئی عشق مجازی میں مبتلا ہو گیا ہے تو اس سے قطع تعلق کر لے، بات چیت نہ کرے، ملاقات چھوڑ دے اور خط و کتابت نہ کرے۔ وہ بدنگاہی اور عشق مجازی پر غور کرے۔ عشق مجازی عذاب الٰہی ہے۔ وہ انسان حیا میں رہے تو پاکیزہ رہتا ہے۔ اس سے ذرہ سی بھول ہو جائے تو کہیں کا نہیں رہتا۔ اگر نگاہ اُٹھ جائے اور کسی پر پڑ جائے تو فوراً نظریں جھکا لے۔ وہ موت کا تصور کرے، میدان حشر کا تصور کرے۔ اسے چاہیے کہ دو رکعت نماز نفل حاجت کی نیت سے پڑھے۔ تین سو بار 'لا الہ الا اللہ' کا ذکر کرے اور تین سو بار ''اللہ اللہ'' کرے، اور دعا مانگے۔ اگر ممکن ہو تو اصلاح و تزکیہ نفس کے لئے کسی اللہ والے کی صحبت میں حاضری دیتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''آپ (ﷺ) مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اور زنا کے پاس بھی مت بھٹکو۔ بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بری راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

---

؎۹ رُوح کی بیماریاں ص ۵۲

Marfat.com

انسان کو شرم و حیا کی خوبی عطا فرمائی ہے۔ حیا ان صفات میں سے ہے، جن کی وجہ سے آخرت میں جنت کا حق دار بنے گا۔ اللہ تعالیٰ کو حیا دار بندے کی رفتار و گفتار پسند ہے۔ حیا کی وجہ سے انسان پاکیزہ زندگی گزارتا ہے۔ حیا اور پاک دامنی کے ساتھ یادِ الٰہی میں زندگی گزارنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

جن لوگوں کی آنکھوں میں شرم و حیا نہیں ہوتی تو وہ بدنظری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس زمانے میں عورتوں کے فتنہ سے زیادہ فتنہ الامارد یعنی لڑکوں کا فتنہ زیادہ ہے۔ اس فتنہ میں چونکہ ظاہری موانع کم ہوتے ہیں، انسان کو اس کا نفس اس فتنہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔ انسان سکون کی نیند سے محروم ہو جاتا ہے۔ عشق مجازی عذاب الٰہی ہے۔ دین اور دنیا دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ بے حیائی گناہ کی طرف لے جائے تو دونوں فاعل اور مفعول ذلیل ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے نظر نہیں ملا سکتے۔ بدنامی ان کا استقبال کرتی ہے۔ دل اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف نہیں رہتا۔ غرض بے حیا آدمی کا چین و سکون غارت ہو کر رہ جاتا ہے۔ پاک دامنی کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کی عزت کے بارے میں پاکیزگی اختیار کرو گے تو لوگ تمہاری عورتوں کے بارے میں پاکیزگی اختیار کریں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک ہر دین کی ایک خصلت ہوتی ہے اور اسلام کی خصلت حیاء ہے۔''[۱۰]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے''[۱۱] اور فرمایا ''حیا ایمان میں سے ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے اور بے حیائی کوڑا کرکٹ ہے اور کوڑا کرکٹ آگ میں لے جاتا ہے'' [۱۲]

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فَاِنَّ الْحَیاءَ من الْاِیمان

ترجمہ: حیاء ایمان کا جزو ہے۔ (متفق علیہ)

---

۱۰ ابن ماجہ کتاب الزھد ۴۱۸۱ ۱۱ صحیح بخاری شریف کتاب الایمان ۱۹

۱۲ ترمذی شریف ۲۰۰۹

Marfat.com

فرمایا: الحیاء لا باقی اِلاَّ بِخَیر

ترجمہ: حیا خیر ہی کی موجب ہوتی ہے (متفق علیہ)

اِذلَمْ تَستَحی فَا صنَحْ ماَ مِثثُ

ترجمہ: جب شرم نہ رہے تو پھر جو مرضی کرو (بخاری۔ مشکوۃ ۴۳۱)

شرم و حیا انسان کو بہت سے کاموں سے روکتی ہے اور شریفانہ کاموں کے لئے تیار کرتی ہے۔ حیاء اگر مخلوق سے ہو تو انسان ایسی حرکت نہ کرے گا، جس کو مخلوق ناپسند کرتی ہو اور اگر خالق سے حیا پیدا ہو جائے تو ان کاموں سے بچے گا جو خالق کے نزدیک ناپسندیدہ ہوں گے۔ عورتوں کے پاس عزت و ناموس ہے، اس کی حفاظت کرنا ان کا فرض ہے۔ اسے غیر مرد سے چھپا کر رکھیں۔ راستے کے درمیان میں نہ چلیں محرم رشتہ داروں سے بھی بچیں۔ ایسے برتن سے نہ کھائیں، جس میں کسی غیر مرد نے کھایا ہو۔ اپنی اور شوہر کی باتیں دوسروں سے نہ کہیں۔

سیدنا عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حیا ساری کی ساری خیر ہے'' [۱۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز میں بھی بے حیائی ہوتی ہے، وہ اُسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیاء جس چیز میں بھی ہو اسے زینت عطا کرتی ہے۔ [۱۴]

شرم و حیاء یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے گناہ کی حالت میں نہ دیکھے۔

## حیا قائم رکھنے کے طریقے:

حیا قائم رکھنے کے لئے اور بے حیائی سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل طریقوں پر عمل کرنا چاہیے:۔

۱۔ اپنی نگاہوں کو ہمیشہ نیچے رکھیں۔

۲۔ غیر محرم کو نہ دیکھیں۔

---

۱۳ صحیح مسلم شریف، کفایت الایمان ص ۱۵۷ ۱۴ ترمذی شریف ص ۱۹۷۴

Marfat.com

۳۔ اگر کسی کو شیطان ورغلائے تو مجاہدہ کر کے اپنے آپ پر قابو رکھے۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی غیر محرم پر اچانک نظر پڑ جائے اور طبیعت للچائے تو فوراً گھر جا کر اپنی بیوی سے ہم بستری کرے اور حلال طریقے سے اپنی ضرورت پوری کر لے۔

۵۔ جب انسان کا نفس غیر محرم کو دیکھنے کا تقاضا کرے تو اسے چاہیے کہ اپنا دھیان کسی دوسری طرف ہٹا لے۔

۶۔ انسان اپنے نفس پر سزا مقرر کرے کہ اگر بدنظری اور بے حیائی کی تو میں یہ سزا تمہیں دُوں گا۔

۷۔ شادی بیاہ وغیرہ کے موقعوں پر مخلوط محفلوں سے گریز کریں۔

۸۔ اپنی بیوی کے ساتھ محبت کریں۔ جب بیوی اپنے خاوند کو پیار و محبت دے گی تو خاوند کی طبیعت غیر محرم کی طرف متوجہ نہیں ہو گی۔

۹۔ انسان فاسقین سے میل ملاپ نہ رکھے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یار بد مار بد۔ بُرا دوست سانپ سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے کیونکہ یار بد کے کلام سے حیا کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یارِ بد شیطان سے بھی بُرا ہوتا ہے کیونکہ یار بد ہاتھ پکڑ کر انسان سے گناہ کرواتا ہے۔

۱۰۔ اگر انسان شادی کے قابل ہو، تو نکاح کر لے

۱۱۔ جو شخص نکاح پر قدرت نہ رکھتا ہو تو روزے رکھے

۱۲۔ فکر کی گندگی دُور کرنے کے لئے ذکر کرے

۱۳۔ حیاء کے لئے بہترین علاج باوضو رہنا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''وضو مومن کا اسلحہ ہے''

۱۴۔ پاک دامن رہنے کے لیے اپنے آپ کو کاموں میں مصروف کر دیں۔

۱۵۔ حضور اکرم ﷺ سے احادیث مبارکہ میں یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی ۝

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے ہدایت: تقویٰ، پاکدامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں۔

Marfat.com

۱۶۔ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا:

اپنے ستر کی دیکھ بھال کر، ہاں بیوی پاس ہو تو اور بات ہے"

اس نے عرض کیا: "اگر کوئی تنہا ہو تو؟" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس وقت اللہ تعالیٰ سے شرمانا ضروری ہے" تنہائی میں بھی ننگا ہونے سے بچیں۔

پس حیا اس اچھائی کا نام ہے، جو انسان کو ان تمام چیزوں کے چھوڑنے پر ابھارے، جو شریعت میں قبیح ہیں۔ حیا انسانی زندگی کے لیے ایک ضروری حیثیت رکھتی ہے۔ افعال، اخلاق اور اقوال میں اگر حیا نہ ہو تو گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حیا دماغی تخلیقات پر پورا قابو رکھنے کا نام ہے۔ پیٹ کو حرام سے بچایا جائے، موت کو یاد رکھا جائے۔ قبر میں ہڈیوں کے گل جانے کا دھیان رہے۔ جو شخص آخرت کا ارادہ رکھتا ہے، وہ دنیا کی زینت کو ترک کر دیتا ہے اور جس نے یہ کام کئے، اس نے درحقیقت اللہ کی حیا کا حق ادا کر دیا۔ (ترمذی) شرم و حیا انسان کی ایک فطری صفت ہے۔ ایک حیادار شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں جاتا جب کہ ایک بے حیا شخص ہر وہ کام کرنے سے شرم نہیں کرتا جو انسانیت کے خلاف ہو آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت سے پہلے فحاشی اور بے حیائی عام ہو جائے گی۔ سرعام زنا ہوگا۔ سرعام شراب پی جائے گی۔ اگر ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو ایسے پرسوز واقعات آنکھوں کو خیرہ کرتے ہیں مگر ہم بے حس ہو چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر دین کا ایک مخصوص شعار ہوتا ہے اور اسلام کا شعار حیا ہے۔

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ، ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں آرام فرما رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی پنڈلیاں ننگی تھیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے، آپ ﷺ ایسی ہی حالت میں لیٹے رہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ ایسی ہی حالت میں آرام فرماتے رہے لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اپنی ٹانگوں کو ڈھک لیا اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ جب تینوں صحابہ رضی اللہ عنہم چلے گئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: "اللہ کے حبیب ﷺ! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے، آپ لیٹے رہے، آپ کی پنڈلیاں ننگی رہیں۔

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو تب بھی آپ کی ایسی ہی حالت رہی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیوں کو ڈھانپ لیا؟''

اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عائشہ رضی اللہ عنہا: میں اس سے حیا کیوں نہ کروں کہ جس سے آسمان کا ربّ اور ملائکہ خود حیاء کرتے ہیں۔'' (بخاری۔ مسلم)

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ شرم وحیا کے پیکر تھے۔

شریعت میں حیا اس اچھائی کا نام ہے جو انسان کو ان تمام چیزوں کے چھوڑنے پر اُبھارے جو شریعت میں قبیح ہیں اور اس بناء پر ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''حیا خیر ہی کی موجب ہوتی ہے۔'' (مشکوۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو حیا کی وجہ سے دوسرے شخص (اپنے بھائی) پر غصہ کر رہا تھا۔ کہہ رہا تھا تو اتنی شرم کرتا ہے کہ اس شرم نے تجھ کو تباہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''واہ شرم تو ایمان میں داخل ہے۔ (ایمان کا ایک جزو ہے) [15]

---

[15] صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۱۰۵۲، ص ۲۷۴

Marfat.com

# رجا

اگر دِل میں کسی چیز کا خیال مستقبل میں ہو تو اس کا نام انتظار ہے۔ اگر اس انتظار سے دل پر صدمہ ہو تو اسے خوف کہتے ہیں اور اگر وہ چیز محبوب ہو کہ اس کے ساتھ دل کے لگاؤ رہنے یا اس کو سوچنے سے راحت ملتی ہو تو اس راحت کا نام رجا ہے۔ رجا کی یہی تعریف ہے کہ جو چیز دل کو محبوب ہو، اس کے انتظار میں دل کا خوش ہونا اگر اسباب موجود ہوں تو توقع پر رجا کہنا درست ہے۔ جو چیز دل کو محبوب ہو گی تو اس کے توقع کرنے کا کچھ سبب بھی ہوگا۔ اگر اس کا اکثر سامان اپنے پاس موجود ہے تو ایسی توقع صرف اس صورت میں ہوئی ہے کہ محبوب چیز کا انتظار ہو اور جتنے اسباب کہ بندہ کے اختیار میں نہ ہوں اور وہ فضل الٰہی شامل ہونا ہے کہ جس سے آفات دُور ہوں۔ رجا کے ساتھ عمل کرنا خوف کے ساتھ عمل کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس حالتِ نزع میں تشریف لے گئے اور فرمایا: ''کیا حال ہے؟'' اس شخص نے عرض کیا:

''اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں اور رحمت الٰہی کا متوقع ہُوں''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس بندے کے دل میں یہ دونوں چیزیں اکٹھی ہوتی ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ توقع عنایت فرماتا ہے اور جس چیز سے وہ ڈرتا ہے، اس سے بچاتا ہے۔'' (ابن ماجہ) [1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُس شخص سے فرمایا جو اپنے گناہوں کی کثرت کے

---

[1] احیائے علوم جلد نمبر ۴، ص ۲۲۷

Marfat.com

خوف سے نا اُمید ہو چکا تھا کہ: ''اے شخص! تیرے سب گناہوں سے بڑھ کر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو نا اُمید ہوتا ہے'' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''کہہ اے میرے بندو جنہوں نے زیادتی اپنی جان پر کی نہ اُمید چھوڑو اللہ کی رحمت سے یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ سارے کے سارے معاف کر دے گا وہ بڑا بخشنے والا اور بڑی رحمت والا ہے۔''[۲] ایک حدیث قدسی ہے۔

''اگر بندہ اتنے گناہ کرے کہ اس کے گناہ بلندی آسمان تک پہنچ جائیں تو جب تک مجھ سے بخشواتا رہے گا اور مجھ سے رجا رکھے گا میں بخش دُوں گا'' (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو شخص عابدوں میں عبادت میں برابر برابر تھے۔ جب وہ جنت میں گئے تو ان میں سے ایک کو دوسرے کی نسبت اُونچا مقام ملا۔ اس کم رتبہ والے نے عرض کیا: ''الٰہی! دنیا میں اس شخص نے مجھ سے زیادہ عبادت نہیں کی مگر تو نے اس کو بڑا رُتبہ عنایت فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ شخص مجھے دنیا میں بڑے درجے کی درخواست کرتا تھا۔ اور تُو صرف دوزخ کی آگ سے نجات کی دعا مانگا کرتا تھا۔ میں نے ہر ایک بندے کو اس کی درخواست کے مطابق عنایت کیا۔ اس لئے کہ رجا والے پر محبت غالب ہوتی ہے بہ نسبت خائف کے۔'' (بخاری)

جو بندہ طاعت میں کوشش کرے اور گناہوں سے بچا رہے، وہ مستحق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نعمت پورا ہونے کی توقع کرے بندہ جب گناہ سے توبہ کر لے تو توبہ کے قبول ہونے کی رجا کرتا ہے۔ جو بندہ اپنے نفس کی مذمت بھی نہ کرے اور توبہ بھی نہ کرے، ایسے شخص کو رجا کی مغفرت کرنا عقلمندی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے نزدیک وہی شخص ہوتا ہے، جو اللہ سے محبت کرتا ہو اور محبت رجا سے زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: ''بیٹا، اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈر کہ اگر تُو اس کے پاس زمین کے تمام باشندوں کی نیکیاں لے جائے تو تجھ سے قبول نہ کرے۔ رجا بھی ایسی کر کہ اگر بالفرض تمام لوگوں کی برائیاں اس کے پاس لے کر جائے تو وہ تجھ کو بخش دے۔ جو شخص اللہ سے ملنا اچھا جانتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ملنا

[۲] احیائے علوم جلد نمبر ۴، ص ۲۳۰

Marfat.com

اچھا جانتا ہے اور یہ صورت رجا میں بن سکتی ہے کیوں کہ محبت رجا سے ملتی ہے۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات قریب ہوئی تو اپنے بیٹے سے فرمایا: ''مجھ سے رجا کی باتوں کا ذکر کر اور جب تک میرا وصال نہ ہو، رجا بیان کرتے رہو تا کہ میں اللہ تعالیٰ سے رجا کے ساتھ ملوں''

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے سے نزع کے وقت فرمایا: ''مجھے وہ احادیث بیان کر، جن میں حُسن ظن اور رجا کا ذکر ہو'' رجا کے ساتھ عمل کرنا خوف کے ساتھ عمل کرنے سے اعلیٰ اور عمدہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے قریب وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ اس سے محبت کرتا ہے اور محبت رجا سے زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی: ''اللہ تعالیٰ سے اسی طرح امید رکھو کہ اس کے عذاب سے بے خوف نہ ہو جاؤ اور اسی طرح اس کے عذاب سے خوف کرو کہ اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ''

بیٹے نے عرض کیا: ''دل تو ایک ہی ہے، اس میں خوف اور اُمید دونوں کس طرح جمع ہوں گے؟''

انہوں نے جواب دیا: ''مومن ایسا ہی ہوتا ہے کہ اس کے لئے گویا دو دل ہوتے ہیں، ایک میں پوری امید اور دوسرے میں پُورا خوف۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر بالفرض یُوں نِدا ہو کہ ایک آدمی کے سِوا سب لوگ دوزخ میں جائیں گے، صرف ایک آدمی رہ جائے گا تو میں رجا کروں گا کہ وہ اکیلا میں ہی ہوں اور اگر بالفرض یُوں ندا ہو کہ سب لوگ جنت میں جائیں گے اور صرف ایک نہیں جائے گا تو مجھے یہ خوف ہو کہ کہیں وہ شخص میں ہی نہ ہوں۔''

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رونا خوف سے ہوتا ہے اور رجا شوق سے۔ خوف اور رجا دو دوائیں ہیں، جن سے دلوں کا علاج ہوتا ہے۔ رجا کا سر چشمہ بحر رحمت ہے اور خوف کا بحر غضب ہے۔ موت سے پہلے خوف کا غلبہ مناسب ہے اور موت کے وقت رجا کا غلبہ مناسب ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو نزع کا عالم ہُوا اور خوف زیادہ ہوا تو اپنے گرد علماء

Marfat.com

کو جمع کیا کہ وہ اُمید دلائیں۔

جو بندہ طاعت میں کوشش کرے اور گناہوں سے بچا رہے، وہ مستحق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نعمت پُورا ہونے کی توقع کرے۔ بندہ جب توبہ کرلے تو توبہ کے قبول ہونے کی رجا کرتا ہے۔ جو بندہ اپنے نفس کی مذمت بھی نہ کرے اور توبہ بھی نہ کرے، کہ ایسے شخص کا رجائے مغفرت کرنا کیا معنی؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی شخص ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہو اور محبت رجا سے زیادہ ہوتی ہے۔

رجا کی خواہش دو قسم کے لوگ کرتے ہیں۔ ایک تو جن پر مایوسی غالب ہو اور عبادت چھوڑ دے۔ دوسرے وہ جن پر خوف غالب ہو اور عبادت اتنی زیادہ کرے کہ اپنے گھر والوں کو نقصان پہنچا دے۔ ایسی حالت میں دونوں کو اعتدال پر لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

موت کے وقت رجا کا غلبہ زیادہ ہونا اچھا ہے کیوں کہ اس سے اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ رجا کی صورت میں دل کو تقویت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں سما جاتی ہے اور محبت رجا سے مل سکتی ہے۔ ڈرنے کی صرف ایک چیز ہے کہ مرتے وقت بُرا اندیشہ دل میں نہ گزرے۔ موت سے پہلے خوف کا اور موت کے وقت رجا کا غلبہ مناسب ہے۔[۳]

حضرت ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جس نے اپنے نفس کو صرف اُمید پر رکھا، اس نے عمل چھوڑ دیا اور جس نے صرف خوف پر رکھا، وہ مایوس ہو گیا۔ انسان کو کچھ رجاء اور کچھ خوف کے ساتھ ہونا چاہیے[۴]'' رجاء تو یہ ہے کہ بندہ طاعت وعبادت کے صلہ میں بہت بڑے ثواب کی امید رکھے اور اللہ تعالیٰ نے جو جنت کی عمدہ عمدہ نعمتیں عطا کرنے کے اس سے وعدے کئے ہیں، ان پر اعتماد اور یقین کرے۔ اس سے دل میں اعمال صالحہ کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور عبادت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

---

۳ احیائے علوم جلد نمبر ۴، ص ۲۹۶ ۴ ہدایۃ الامۃ ص ۲۰۶

Marfat.com

# جاہ

جاہ کا مطلب ہے کہ جن دِلوں سے اپنی تعظیم اور اطاعت مطلوب ہے، ان کا مالک ہو جانا۔ صاحب جاہ لوگوں کے دلوں کو قابو رکھتا ہے کہ جو مطلب و حاجت اُن سے چاہے، حاصل کرے۔ جس شخص کے دل میں کسی شخص کی نسبت کسی کمال کا اعتقاد ہو، وہ اس کا مسخر ہو جائے گا۔ طالبِ جاہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی غلامی کریں اور ان کے دلوں پر اس کا اختیار ہو اور اس کی اطاعت خوشی سے کریں۔ اس طرح آزاد شخص اپنی مرضی اور خوشی سے اس کے غلام بن جاتے ہیں۔ جاہ کے معنی یہی ہیں کہ لوگوں میں جگہ ہونی۔ جس قدر دلوں میں اعتقاد ہو گا۔ اس صاحب جاہ کا دلوں پر اختیار ہو گا۔ جب دل کسی کے کمال کا معتقد ہو گا تو زبان خود بخود اس کی تعریف میں کُھلے گی۔ جاہ کی محبت مال کی محبت سے زیادہ ہوتی ہے۔ جب کسی آدمی کا جاہ زیادہ ہو جاتا ہے اور اس کی شہرت لوگوں میں زیادہ ہو جاتی ہے تو لوگ اس کی تعریف کرنے لگتے ہیں۔ اس جاہ کا مطلب دِلوں کا مسخر ہونا ہے اور جس کی تسخیر میں دل آجاتے ہیں، اس پر اسے قدرت ہو جاتی ہے۔

ہر دل کا مطلوب کمال ہے اور کمال علم و قدرت سے ہوتا ہے۔ علم کا کمال اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہیں۔ اگر بندے کے علم میں تغیر و تبدیلی واقع نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ سعادت صرف معرفتِ الٰہی میں ہے۔ ایسے آدمی کا نفس اپنی تعریفیں سُن سُن کر خوش ہونے لگتا ہے کیونکہ اُسے یقین ہو جاتا ہے کہ وہ صاحب کمال ہے کہ تعریف کرنے والے اس کی شان سے معروف ہیں۔ ایسے شخص کو ایک خاص لذت ملتی ہے۔ اگر وہ یہ سمجھ لے کہ تعریف کرنے والا اسے بنا رہا ہے تو اسے کوئی لذّت حاصل نہیں ہو گی۔

Marfat.com

جاہ کا مطلب ہے شہرت کا پھیلنا۔

حضرت بشیر بن الحارث رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''میں ایسا کوئی بندہ نہیں جانتا، جس نے مشہور ہونا پسند کیا ہو اور اس کا دین تباہ و رسوا نہ ہوا ہو۔'' ایک اور قول بھی ان کا ہے کہ جو شخص اپنی شہرت چاہتا ہے، وہ آخرت کا مزا نہیں پاتا۔ لوگوں کے دلوں میں جگہ کرنی اور جاہ کی محبت ہر ایک فساد کی جڑ ہے۔ شہرت مذموم وہی ہے جو آدمی کی طلب ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے کہ خرچ کر اور مشہور مت کر اور اپنے وجود کو بڑھامت تا کہ اس میں نجات ہے۔ نیک بندے تجھ سے خوش رہیں گے اور بدکار خون و جگر کھائیں گے۔ ایک شخص حضرت ابن جزیر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر میں گیا۔ جب جُدا ہونے لگا تو عرض کیا: ''مجھے کچھ وصیت کریں''

انہوں نے فرمایا: ''اگر تجھ سے ہو سکے تو یہ بات کر کہ دُوسرے کو جان لے اور کوئی تجھ کو نہ جانے۔ چلتے وقت تیرے ساتھ کوئی نہ ہو، دُوسرے سے تُو پوچھے اور تجھ سے کوئی نہ پُوچھے۔''

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جس شخص نے شہرت کو اچھا جانا، اس نے اللہ کو نہیں جانا''

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مال و جاہ کی محبت نفاق کو دل میں ایسا اُگاتی ہے، جیسے پانی ساگ کو''

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ''آدمی صرف خواہش نفس کی پیروی اور تعریف کی محبت سے ہلاک ہوئے۔''

جب بندہ کے دل میں جاہ کی محبت ہو، وہ اپنے قول و فعل میں اس بات کا خیال رکھتا ہے، جس میں سے لوگوں میں اس کا مرتبہ بڑھے۔ اس جگہ ریا کو دخل ہوتا ہے۔ وہ اپنی عمدہ خصلتیں پیش کرے گا، حالانکہ وہ ان سے خالی ہوگا۔ اسی کا نام نفاق ہے۔ جاہ کی محبت ہلاک کرتی ہے، جو کمال حقیقی کو سمجھ لے تو اس کی نظر میں جاہ حقیر شے ہے۔ تقویٰ کرنے والے دنیا میں جاہ و مال کو حقیر سمجھتے ہیں۔ ایسے شخص کو ہمیشہ اپنے جاہ کا خوف لگا رہتا ہے کہ کہیں لوگوں کی نظروں سے گر نہ جائے۔ جاہ کے قطع کرنے کا بہترین

Marfat.com

طریقہ کنارہ کشی ہے یا پھر بندہ کہیں اور چلا جائے جاہ کا فتنہ بہت زیادہ ہے اور جب تک آدمی کو لوگوں سے طمع رہے گی، تب تک ممکن ہے کہ اس کی منزلت لوگوں کے دلوں میں رہ جائے گا اور ان کے دلوں میں اپنی جگہ ہونے یا نہ ہونے کا اس پر اثر نہیں ہوگا۔ جاہ کی محبت چونکہ بہ نسبت مال کے بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے بغیر سخت مجاہدہ اور ریاضت کے یہ دل سے نہیں نکلتی۔

عبادت سے مال و جاہ پیدا کرنا دینی گناہ اور حرام ہے۔

جس شخص کے بھی دل میں جاہ کی محبت ہو، وہ اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ لوگوں میں اس کا مقام بنا رہے۔ آدمی کا ظاہر قول اور فعل اس کے باطن سے مختلف ہوتا ہے۔ وہ عمدہ خصلتیں ان کے سامنے ظاہر کرے گا، حالانکہ وہ اس سے خالی ہوتا ہے۔ یہ نفاق ہے۔ اس مرض کا علاج کرنا لازم ہے۔ اس کے دنیاوی نقصانات کو سمجھنا چاہیے کہ لوگ اس کو ایذا دینے کی تمنا کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے جاہ کی وجہ سے خوف زدہ رہتا ہے۔ وہ اپنی جاہ کو بچانے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ایسے کام کرے کہ لوگوں کی نظروں سے گر جائے۔ جب لوگوں کی نظروں سے ساقط ہو جائے گا تو آفت جاہ سے نجات پالے گا یا اسے ایسی جگہ چلے جانا چاہیے۔ جہاں کوئی اُسے جانتا نہ ہو۔ جاہ کی طلب بھی دنیا ہے۔

زاہد کی تین علامتیں ہیں:

۱۔ جو اس کے پاس ہے، اس سے خوش نہ ہو اور جو چیز نہیں ہے، اس سے رنجیدہ نہ ہو۔

۲۔ اس کی نگاہ میں اس کی تعریف کرنے والا اور مذمت کرنے والا برابر ہو کہ یہ جاہ کے زہد کی علامت ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ سے انس اور محبت ہو اور طاعات میں جلالت ہو

اگر کوئی مذمت کرے تو آدمی کو خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔ ایسا شخص جاہ کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ''جاہ کا مطلب تو یہ ہے کہ دلوں کا مالک ہونا، اس طرح کہ ان کے اندر اپنی جگہ ڈھونڈنا تا کہ اس کے ذریعہ سے لوگ اغراض و اعمال میں کام آئیں اور جو شخص اپنے کام خود نہیں کر سکتا اور دوسرے کا محتاج

Marfat.com

ہے تو ضروری ہے کہ اس کا کچھ جاہ خادم کے دل میں ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ اگر خدمت گزار کے دل میں اس کی قدر و منزلت نہ ہوگی تو وہ اس کی خدمت کیوں کر کرے گا اور اسی قدر و منزلت کا دل میں ہونا جاہ کہلاتا ہے۔

جو شخص طالبِ جاہ ہوگا، وہ بھی ایذا سے نہیں بچ سکے گا۔ اس کا علاج صبر سے کرنا بہتر ہے بہ نسبت طلب جاہ کے۔ جاہ و مال کی محبت نفاق کو ایسے اُگاتی ہے جیسے پانی ساگ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو بھیڑیئے خونخوار جو کسی بکریوں کے گلہ میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اتنا نقصان نہیں کرتے، جتنا جاہ و مال کی محبت مسلمان کے دین میں کرتی ہے۔

حب جاہ کی تعریف یہ ہے: ''شہرت و عزت کی خواہش کرنا ؎۱

حضور اکرم ﷺ کے فرامین ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو بندوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف کی محبت سے ملانے سے بچتے رہو۔ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔ ؎۲

مال اور عزت کی محبت مومن کے دل میں منافقت کو اس طرح بڑھاتی ہے، جیسے پانی سبزہ اُگاتا ہے۔ ؎۳

اپنی تعریف پسند کرنا آدمی کو اندھا و بہرا کر دیتی ہے۔ ؎۴

---

؎۱ ترمذی جلد نمبر ۴، ص ۱۶۶، حدیث نمبر ۲۳۸۳

؎۲ فردوس الاخبار للدیلمی جلد نمبر ۱، حدیث نمبر ۱۵۲۷، ص ۲۲۳

؎۳ احیاء العلوم جلد نمبر ۳، ص ۲۸۶، ۳۴۲

؎۴ فردوس الاخبار للدیلمی، جلد نمبر ۱ حدیث نمبر ۲۵۴۸، ص ۳۴۷

Marfat.com

# اُمید

انسان اپنی مختصر سی زندگی میں بہت سے اُمیدیں لگائے رکھتا ہے لمبی لمبی آرزوئیں، آشائیں، امنگیں اور تمناؤں کو آدمی دو وجہ سے لگاتا ہے۔ایک تو جہالت سے اور دوسرے دنیا کی محبت سے۔آدمی جھوٹی امیدیں کرتا رہتا ہے۔وہ اپنی خواہشات کے مطابق اپنی مرضی سے آس لگا لیتا ہے اور اس کا دل ان ہی چیزوں میں اٹک کر رہ جاتا ہے۔ایسے بندے کو مرنے کا غم نہیں ہوتا کہ اس کی تیاری کرے۔اس طرح خیالی تانے بانے بنتے بنتے اس کے دن رات بیت جاتے ہیں کہ اچانک اس کی موت آتی ہے۔ اس لئے جو شخص بھی زیادہ اُمیدیں لگائے بیٹھا رہے، وہ نقصان میں رہتا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص دنیا سے بے رغبتی کرے اور اپنی امیدوں کو مختصر رکھے، اللہ تعالیٰ اس کو بغیر سیکھے علم عطا فرماتا ہے اور بغیر کسی کے راستہ دکھائے خود ہدایت فرماتا ہے'' (درمنثور)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''زہد اُمیدوں کے مختصر کرنے کا نام ہے۔موٹا کھانا اور جبہ پہننے کا نام نہیں ہے''

حضرت ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص امیدوں کو مختصر رکھے، اللہ تعالیٰ اس پر چار قسم کے اکرام فرماتا ہے:۔

- ☆ اپنی طاعت پر اس کو قوت عطا فرماتا ہے
- ☆ تھوڑی روزی پر بھی راضی ہوتا ہے
- ☆ اس کا غم کم ہو جاتا ہے
- ☆ اس کے دل کو منور فرماتا ہے

جس شخص کی اُمیدیں لمبی لمبی ہوتی ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ چار قسم کے عذابوں میں

Marfat.com

مبتلا کرتا ہے:۔

☆ عبادت میں کاہلی پیدا ہو جاتی ہے۔

☆ دنیا کا غم سوار ہو جاتا ہے

☆ مال کے جمع کرنے اور بڑھاپے کا فکر مسلط رہتا ہے۔

☆ دل سخت ہو جاتا ہے۔

پس آدمی لمبی لمبی امیدیں ہرگز نہ باندھے۔ ہر وقت یہ فکر ہونا چاہیے کہ نہ معلوم کون سا دِن زندگی کا آخری سانس ہو جس شخص کی امیدیں لمبی ہوتی ہیں، اس کا عمل سست ہو جاتا ہے۔[1]

انسان ایسی چیز کے ساتھ خوش ہوتا ہے، جو عنقریب فنا ہونے والی ہے اور لمبی لمبی آرزوؤں اور دنیا کی اُمیدوں میں مشغول رہتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ چار چیزیں بدبختی کی علامات ہیں:

☆ آنکھ کا خشک ہونا ☆ دل کا سخت ہونا

☆ اُمیدوں کا طویل ہونا ☆ دنیا کی حرص

علماء نے لکھا ہے کہ دل کی سختی چار چیزوں سے پیدا ہوتی ہے:

☆ زیادہ کھانے سے ☆ بُری صحبت سے

☆ گناہوں کو یاد نہ کرنے سے ☆ اُمیدوں کے لمبی ہونے سے

اس لیے یہ بات بہت اہم ہے کہ کوئی بندہ لمبی لمبی اُمیدیں نہ باندھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کی موت اس کی طرف پھن اُٹھائے ہوئے ہے۔ بڑھاپا اور بڑھاپے کے بعد اُمیدیں۔ پس آدمی زندگی کی حرص کرتا ہے اور موت اس کو پکڑ لیتی ہے۔ اگر موت سے بچ گیا تو بڑھاپا اس کا خاتمہ کر دیتا ہے اور اُمیدوں کا اس کو انتظار ہی رہتا ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی مہینہ بھر کے وعدہ پر سو دینار کی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے خریدی۔ اس بات کی خبر جب حضور اکرم ﷺ کی ہوئی تو فرمایا:

---

[1] فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۴۰۱

Marfat.com

''کیا تم کو تعجب نہیں آتا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ مہینہ کے وعدہ پر خریدار ہُوا ہے۔ اُسامہ رضی اللہ عنہ بے شک لمبی امید رکھتا ہے۔''

ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لکڑیاں لیں۔ ایک کو اپنے سامنے گاڑا اور دوسری کو اس کے پاس اور تیسری کو دُور گاڑا۔ پھر دریافت فرمایا: ''جانتے ہو، یہ کیا ہے؟''

لوگوں نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ پاس کی دونوں لکڑیاں ایک انسان ہے اور ایک اس کی موت اور دور کی لکڑی اس کی اُمید ہے کہ آدمی اس سے معاملہ کرتا ہے ہے اور موت اس تک پہنچنے نہیں دیتی، بیچ میں اُچک لیتی ہے۔''

روایت ابی المتوکل عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ [۲]

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک استاد حضرت ابوہاشم رمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کی چادر کے کونے میں کچھ بندھا ہُوا تھا۔ حضرت ابوہاشم رمانی رحمۃ اللہ علیہ نے پُوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''میرے ایک دوست نے چندلوز دیئے تھے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ آج شام کو آپ ان سے افطار کریں''

حضرت ابوہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شفیق، تمہیں یہ امید ہے کہ تم رات تک زندہ رہو گے؟ یہ کہہ کر وہ اندر چلے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں باقی رہ جاتی ہیں: ''ایک حرص اور دوسری اُمید''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے زیادہ مجھ کو خوف تم پر دو خصلتوں کا ہے: ایک تو خواہش نفس کی پیروی، جو بندے کو حق سے پھیر دیتی ہے۔

دوسرے لمبی اُمیدوں کی، جو دنیا کی محبت ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

---

[۲] احیائے العلوم جلد نمبر ۴، ص ۶۹۳

Marfat.com

مجھے آنکھ کی پلک جھپکنے تک کی بھی اپنی زندگی کا یقین نہیں ہوتا اور پانی کا پیالہ جب میں اُٹھاتا ہوں تو اس کے رکھنے تک کا بھی مجھے اپنی زندگی کا یقین نہیں ہوتا اور جب کوئی لُقمہ کھاتا ہوں تو اس کے نگلنے کا بھی موت سے پہلے پہلے یقین نہیں ہوتا"

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: "جب صبح ہو جائے تو شام تک کہ زندگی کا یقین نہ کرو اور جب شام ہو جائے تو صبح تک کی زندگی کی اُمید نہ باندھو۔ اپنی صحت کی حالت میں بیماری کے زمانہ کے لیے نیک عمل کر رکھو اور اپنی موت کے لیے اپنی زندگی ہی میں تیاری کر لو، کل کو معلوم نہیں کہ تمہارا نام کیا ہو جائے یعنی نیک یا بدلوگوں میں شمار ہو جائے۔" (ابن حبان) [۳]

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص دنیا سے بے رغبتی کرے اور اپنی اُمیدوں کو مختصر رکھے، اللہ اس کو بغیر سیکھے علم عطا فرماتا ہے اور بغیر کسی کے راستہ دکھائے خود ہدایت فرماتا ہے۔" (درمنثور)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "آدمی بوڑھا ہوتا رہتا ہے اور دو چیزیں اس میں جوان ہوتی ہیں، ایک مال کی حرص اور دوسری زیادہ عمر ہونے کی حرص" (مشکوٰۃ)

زیادہ عمر ہونے کا لالچ بھی اُمیدوں کا طویل ہونا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اس امت کی ابتدا آخرت کے یقین اور دنیا سے بے رغبتی کے ساتھ ہوئی ہے اور اس کے فساد کی ابتدا مال کے بخل اور اُمیدوں کی لمبائی سے ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

حضرت زرارہ بن ابی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے دریافت کیا: "اعمال میں سے کون سا عمل زیادہ بہتر ہے؟"

انہوں نے فرمایا: "توکل اور مختصر اُمید"

ایک حکیم سے کسی نے پُوچھا: "غنا کیا چیز ہے؟"

اس نے جواب دیا: اُمیدوں کا کم کرنا اور جو اپنے لئے کافی ہو جائے اس پر

---

[۳] فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۳۹۹

Marfat.com

خوش رہنا'' پھر کہنے لگا: ''دوسروں کے پاس جو چیزیں ہیں، ان سے امید نہ رکھنا''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اُم ولید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت اندر سے باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''تم لوگوں کو شرم نہیں آتی؟''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کیا بات ہُوئی؟''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اتنی مقدار جمع کرتے ہو، جتنا کھاتے نہیں ہو اور اتنے مکانات بنا لیتے ہو جن میں رہتے نہیں ہو اور ایسی اُمیدیں باندھ لیتے ہو جن کو پوری بھی نہیں کر سکتے، کیا ان باتوں سے تم شرماتے نہیں؟'' (ترغیب)

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''اگر میں یہ امید رکھوں کہ میں ایک مہینہ زندہ رہوں گا تو میں اپنے کو بڑا مجرم سمجھوں اور اس کی کس طرح اُمید رکھوں ایسی حالت میں کہ میں دیکھتا ہوں کہ آئے دن لوگوں کو حوادث کبھی رات کو پکڑ لیتے ہیں اور کبھی دن میں'' اور فرمایا: ''جس شخص کی اُمیدیں لمبی ہوں، اس کا عمل سُست ہو جاتا ہے''

علماء نے لکھا ہے کہ دل کا نور چار چیزوں سے پیدا ہوتا ہے:

☆ خالی پیٹ رہنے سے

☆ نیک آدمی کے ساتھ رہنے سے

☆ گزرے ہُوئے گناہوں کو یاد کرنے سے اور ان پر ندامت سے

☆ اُمیدوں کے مختصر کرنے سے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''تین آدمی ایسے ہیں کہ جب مجھے اُن کا خیال آتا ہے تو اس قدر تعجب ہوتا ہے کہ مجھے ہنسی آنے لگتی ہے۔

ایک وہ شخص جو دنیا میں امیدیں لگائے بیٹھا ہے اور موت اس کی فکر میں ہے۔ دوسرا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے غافل ہے مگر اللہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں۔ تیسرے وہ شخص جو منہ بھر کر ہنستا ہے اور اسے خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہے یا نہیں؟''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: طمع کرنا فقر (محتاجی) ہے اور نا امیدی غنا ہے۔ جو شخص ایسی چیزوں سے نا اُمید ہو جائے جو دوسروں کے قبضہ میں ہیں وہ ان سے

Marfat.com

مستغنی رہتا ہے۔

ایک حکیم سے کسی نے پوچھا: ''تمہاری مالیت کیا ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''ظاہر میں خوش حال رہنا، باطن میں اختصار اور میانہ رَوی اختیار کرنا اور دُوسروں کے پاس جو چیزیں ہیں، ان سے اُمید نہ رکھنا''

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''طلب کرنا بہشت کا بلا عمل کے، ایک گناہ ہے اور اُمید شفاعت بے سبب اور بے علاقہ فریب کی ایک قسم ہے اور امید رکھنا رحمت کا اس سے کہ فرمانبرداری نہ کرے اس کی جہالت ہے۔''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: ''بعض لوگ نیک عمل تو کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے نیک امید رکھتے ہیں۔'' انہوں نے فرمایا: اُمید تم سے بہت دُور ہے، بہت دُور ہے۔ یہ اُن کی آرزوئیں ہیں۔ جن میں وہ جُھکے جاتے ہیں۔ جو شخص کسی چیز کی امید رکھتا ہے، وہ اس کی طلب کیا کرتا ہے اور جو شخص کسی چیز سے (مثلاً عذابِ الٰہی سے) ڈرتا ہے، وہ اس سے بھاگتا ہے''

وہ فرماتے تھے کہ ''دُور رہو اے بندگان خدا۔ ان باطل آرزوؤں سے کہ یہ وادی احمقوں کی ہے کہ پڑے ہیں لوگ ان میں، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس نے کسی بندے کو اس کی امید سے دنیا یا آخرت میں خیر نہ دی۔'' (مظاہر حق)

حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے عرض کیا: ''مجھ سے عمل تو ہوتا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید ضرور رکھتا ہُوں''

انہوں نے فرمایا: بہت بعید ہے اور بہت ہی بعید ہے جو شخص کسی چیز کی اُمید کیا کرتا ہے، اس کو طلب کیا کرتا ہے اور جو شخص کسی چیز سے ڈرا کرتا ہے، اس سے بھاگتا ہے۔ پس جب کوئی شخص لڑکا ہونے کی امید باندھے رکھے، وہ شخص بے وقوف کہلائے گا۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید کرے اور ایمان بھی نہ لائے، یا ایمان لائے اور نیک عمل ہی نہ کرے اور نہ ہی گناہوں کو چھوڑے، وہ بیوقوف ہے۔

اس لئے جو شخص نکاح کرے، صحبت کرے، پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُمید رکھے کہ بچہ پیدا ہوگا، وہ عقلمند ہے۔ اسی طرح جو شخص ایمان لائے، نیک عمل کرے اور

Marfat.com

بُرے اعمال سے بچتا رہے اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید کرے کہ وہ قبول فرمائے گا اور قبول نہ ہونے سے ڈرتا رہے تو وہ سمجھدار ہے۔'' ؎

پس جو شخص مغفرت کا اُمید وار ہے توبہ کے ساتھ، تو وہ حقیقت میں اُمید وار ہے اور جو گناہوں پر اصرار کے ساتھ مغفرت کی اُمید باندھے رکھے، وہ احمق ہے اور دھوکے میں پڑا ہُوا ہے۔ اُمیدوں کو مختصر رکھنا چاہیے۔ موت کو کثرت سے یاد کرنا بھی امیدوں کے مختصر ہونے کا ذریعہ ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''بھولنا اور اُمید بنی آدم پر دو بڑی نعمتیں ہیں۔ اگر یہ دونوں نہ ہوتیں تو مسلمان راستوں میں نہ چلتے''...... وہ شخص اپنی اُمیدوں کو نہیں پھیلاتا جو نہیں جانتا کہ شام کے بعد اسے صبح ملے گی یا نہیں؟ ان دونوں کے درمیان اکثر موت کے حملے ہوتے ہیں۔ موت کا وقت نزدیک ہے۔ اس لئے بڑی بڑی امیدوں کو چھوڑ کر عمل زیادہ کرنا چاہیے۔ لمبی لمبی امیدیں باندھنے کی دو وجہ ہیں، ایک تو جہالت دوسرے دنیا کی محبت...... جاہل آدمی کبھی اپنی جوانی پر اکڑتا ہے اور موت کو بعید سمجھتا ہے حالانکہ جوانی میں بھی بیماری یا حادثہ کی وجہ سے وہ مرسکتا ہے۔ دنیا کی محبت کی وجہ سے اس کی جدائی شاق گزرتی ہے۔ آدمی ہمیشہ جھوٹی اُمیدیں کرتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق سوچتا ہے۔ اسے موت کی یاد نہیں آتی۔ اگر کبھی یاد آئے تو یہ کہہ کر ٹال دیتا ہے کہ بڑا ہو کر توبہ کرلوں گا اور بوڑھا ہو کر کہتا ہے کہ یہ مکان بنا کر یا بیٹے بیٹی کی شادی سے فارغ ہو کر توبہ کرلوں گا۔ اسی طرح ٹال مٹول کرتا رہتا ہے، وقت گزرتا چلا جاتا ہے کہ اچانک موت اسے اُچک لیتی ہے۔ پس انسان جہالت کو تو یُوں ختم کرسکتا ہے کہ دِل کو صاف کر لے اور نیک آدمیوں کی باتیں سُنا کرے۔ دنیا کی محبت اس طرح ختم کرسکتا ہے کہ ایمان اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر رکھے اور امیدیں مختصر کر کے اعمال صالحہ کرے۔

جو شخص زیادہ عمر کی اُمید رکھتا ہے، اسے دنیا سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ بوڑھا آدمی دنیا کی طلب کی محبت میں جوان ہوتا ہے۔ تقویٰ والوں میں سے بعض ایک سال جینے کی اُمید رکھتے ہیں اور اگر سال بھر کے لیے سامان کافی ہو تو عبادت میں مشغول ہو

---

؎ فضائل اعمال جلد نمبر۲، ص ۴۴۸

Marfat.com

جاتے ہیں۔ بعض متقی لوگ صرف ایک موسم مثلاً گرما یا سرما کی امید کرتے ہیں تو گرمیوں میں سردیوں کا سامان اور سردیوں میں گرمیوں کا سامان جمع نہیں کرتے۔ بعض صرف ایک دن اور ایک رات کی امید کرتے ہیں تو وہ کل کی فکر نہیں کرتے۔ بعض ایک ساعت کے باقی رہنے کی بھی امید نہیں کرتے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تُو صبح کرے تو اپنے دل میں شام کا خیال نہ کر اور شام کرے تو صبح کا دھیان نہ کر۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے کوئی قدم ایسا نہیں رکھا کہ امید کی ہو کہ اب دوسرا اس کے بعد رکھوں گا۔ حضور اکرم ﷺ یُوں دعا مانگتے: ''الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہُوں ایسی دنیا سے جو آخرت کی خیر سے روکے اور ایسی زندگی سے جو موت کی بہتری سے روکے اور ایسی اُمید سے جو عمل کی بہتری میں مانع ہو۔'' (ابن ابی الدنیا)

موت کو کثرت سے یاد رکھنا اُمیدوں کے مختصر ہونے کا بھی ذریعہ ہے اور موت کی تیاری کا بھی۔

Marfat.com

# توبہ واستغفار

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے انسان! بے شک تُو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے اُمید لگائے رہے گا، میں تجھے بخشوں گا، تیرے گناہ جو بھی ہوں، میں کچھ پرواہ نہیں کرتا ہُوں۔ اے انسان! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں تک پہنچ جائیں پھر بھی تُو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اے انسان! اگر تو اتنے گناہ لے کر میرے پاس آئے، جس سے ساری زمین بھر جائے، پھر بھی مجھ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناتا ہو تو اتنی ہی بڑی مغفرت سے تجھ کو نوازوں گا، جس سے زمین بھر جائے۔'' (ترمذی۔ باب الدعوات جلد نمبر۲، حدیث ۱۹۴) [۱]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے استغفار پر دوام کیا، اللہ تعالیٰ اس کو ہر غم اور تکلیف سے خلاصی عطا فرماتے ہیں اور اس کو ایسے طور پر رزق دیتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔'' [۲]

جب بندہ کوئی نافرمانی کرے یا اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور وہ جان جائے تو اس پر توبہ واجب ہے۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا جس کے گناہ نہ ہوں۔ گناہ سے انسان کو جو احساس ندامت ہوتا ہے توبہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو کیونکہ ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں اور ندامت

---

[۱] استغفار کے ثمرات ص ۳۱ [۲] ابوداؤد جلد نمبر ۱، ص ۲۲۰

Marfat.com

سے آنسو نکل آتے ہیں تائب بندے کو زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنے چاہئیں۔ توبہ کرنے والا بندہ عہد کر لے کہ وہ پھر کبھی گناہ نہیں کرے گا اور رزقِ حلال کھائے گا۔ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ ''پشیمان ہونا توبہ ہے۔''

**استغفار کی شرطیں:**

- آدمی پچھلے گناہوں پر شرمندہ ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا دل میں پکا ارادہ کرے۔ وہ اپنے ارادہ پر ساری عمر قائم رہے اور پھر کبھی گناہ کا خیال تک دل میں نہ لائے۔
- اپنے دل میں کسی مومن کے خلاف کینہ نہ رکھے، یعنی سب کو اللہ کے لیے معاف کردے۔
- فاسق اور فاجر لوگوں سے قلبی تعلق کو توڑ دے اور علیحدگی اختیار کرلے۔
- موت کی تیاری میں لگ جائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔[۳]

استغفار کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی کمزوری اور عاجزی کا اعتراف کرے اور اپنی غلطیوں کو تسلیم کرے اور اللہ کے سامنے جھک کر صدق دل سے معافی مانگ لے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے ذمہ لکھا جاتا ہے'' ایک اعرابی نے عرض کیا: ''اگر وہ توبہ کرلے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مٹا دیا جاتا ہے''
اس نے عرض کیا ''اگر وہ دوبارہ کرے؟
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے اوپر پھر لکھا جاتا ہے''
اس اعرابی نے پھر عرض کیا: ''اگر وہ توبہ کرلے؟''
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نامۂ اعمال سے محو کر دیا جائے گا''

---

۳ حیا اور پاک دامنی ص ۰۷

Marfat.com

اس نے پھر عرض کیا: ''یہ معاملہ کب تک رہے گا؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تک وہ شخص توبہ واستغفار کرتا رہے گا، اللہ تعالیٰ مغفرت سے نہیں گھبراتا، یہاں تک کہ بندہ استغفار سے گھبرا جائے'' [۴]

جب کوئی بندہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال سے گناہ مٹا دیتا ہے۔

کوئی بھی غلطی، نافرمانی یا گناہ ہو جائے اور اس کا احساس ہو جائے تو انسان کو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ وہ توبہ قبول کر لیتا ہے۔ توبہ کے لئے قرآن مجید میں پوری سورہ توبہ نازل ہوئی ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ تبوک کا وقت آیا تو اتفاق سے اس وقت سخت گرمی تھی اور دور دراز کا سفر تھا۔ راستے میں بے آب و گیاہ جنگل تھے اور دشمن (روم اور عرب کے نصاری) بے شمار تھے۔ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو صاف صاف بیان کر دیا کہ ہم تبوک کو جانا چاہتے ہیں تاکہ وہ اچھی طرح سامان درست کر لیں۔ اس وقت کوئی بھی مسلمان ایسا نہ تھا جو اس لڑائی سے غیر حاضر رہنا چاہتا ہو۔ آپ ﷺ اور سب مسلمانوں نے سفر کا سامان تیار کرنا شروع کر دیا۔ میں بھی ہر روز صبح کو جاتا، پھر خالی ہاتھ لوٹ آتا اور کچھ تیاری نہ کرتا۔ میں دل ہی دل میں کہتا کہ جلدی کیا ہے؟ میں ہر وقت اپنا سامان تیار کر سکتا تھا۔ اس طرح دن گزرتے گئے، یہاں تک کہ لوگ تیار ہو گئے اور روانہ ہو گئے میں دل میں کہتا کہ ایک دو دن میں تیار ہو کر ان سے جا ملوں گا۔ جب وہ چلے گئے تو دوسری صبح میں نے سامان تیار کرنا چاہا، لیکن اس دن بھی خالی لوٹ آیا اور کوئی تیاری نہ کی۔ تیسری صبح بھی ایسا ہی ہوا کئی بار قصد کرنے کے باوجود نہ جا سکا۔ لشکر کے جانے کے بعد مدینہ منورہ میں صرف معذور، ناتواں اور منافقین نظر آتے تھے۔ اس سے مجھے بہت رنج ہوتا۔ جب لشکر تبوک پہنچ گیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کعب بن مالک کہاں ہے؟''

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! وہ اپنے حسن و جمال پر اترا کر رہ گیا، آپ کے ساتھ نہیں آیا''

---

[۴] احیاء العلوم جلد نمبر ۴، ص ۲۱۳

Marfat.com

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تو نے بُری بات کہی۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو اسے اچھا آدمی سمجھتے ہیں'' حضرت محمد ﷺ خاموش رہے۔ جب یہ لشکر تبوک سے لوٹ رہا تھا اور یہ خبر آئی تو میرا غم تازہ ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کے قریب پہنچے، تو میں نے ٹھان لیا کہ جو ہو سو ہو، میں تو سچ سچ کہہ دوں گا۔ جب حضور اکرم ﷺ سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے۔ وہاں دوگانہ ادا فرماتے اور فارغ ہو کر لوگوں سے ملنے کے لئے بیٹھ جاتے۔ پہلے منافقین نے اپنے اپنے عذر بیان کیے۔ ایسے لوگوں کی تعداد (۸۰) اسی تھی۔ پھر میں نے آکر سلام کیا تو آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: ''آؤ''

میں سامنے بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کعب! تُو پیچھے کیوں رہ گیا: تُو نے سواری بھی خرید لی تھی؟''

میں نے عرض کیا: ''بے شک، اگر کسی دنیا دار شخص کے سامنے میں بیٹھا ہوتا تو باتیں بنا کر اس کے غصہ سے بچ جاتا۔ اللہ کی قسم! میں یہ سمجھتا ہُوں کہ اگر آج میں جھوٹ بول کر آپ ﷺ کو خوش کر لوں تو کل اللہ تعالیٰ (اصل حقیقت کھول کر) پھر آپ ﷺ کو مجھ پر غصہ دے تو میں سچ ہی کیوں نہ بولوں۔ میں سراسر قصور وار ہُوں۔ زور، طاقت، قوت، دولت سے سب میں کوئی برابر نہ تھا اور یہ سب چیزیں ہوتے ہوئے بھی پیچھے رہ گیا''

یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کعب نے سچ کہہ دیا۔ کعب اب تُو چلا جا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں کوئی حکم نہ اُتارے''

میں چلا گیا۔ بنی سلمہ کے کچھ لوگ میرے ساتھ ہو لئے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میں کوئی بہانہ نہ بنا کر جان چھڑا لیتا۔ میں نے ان سے پوچھا: ''اور پھر کوئی ہے، جس نے میری طرح گناہ کا اقرار کیا ہے؟''

انہوں نے کہا: ''مرارہ بن ربیع عمروی اور ہلال بن امیہ واقفی''

وہ دونوں بھی بدری تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے سب کو منع فرمایا کہ ہم تینوں سے کوئی بات نہ کرے۔ اب ہم سے کوئی بات تک نہ کرتا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے سب زمین و آسمان بدل گیا ہو۔ اس طرح پچاس راتیں گزر گئیں۔ میں باقی دو کی نسبت

Marfat.com

مضبوط تھا۔ باہر نکلتا مگر کوئی شخص بات نہ کرتا۔ لوگوں کی روگردانی دوبھر ہوگئی تو میں چچا زاد بھائی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا اور اسے سلام کیا تو اس نے بھی جواب نہ دیا۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ایک دفعہ میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا تو ملک شام کا ایک نصرانی کسان ملا جو مدینہ میں اناج بیچنے لایا تھا۔ اس نے غسان کے بادشاہ کا خط مجھے دیا۔ اس کا مضمون یہ تھا: ''مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہارے پیغمبر صاحب نے تم پر ظلم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسا ذلیل نہیں بنایا ہے، نہ بیکار۔ ہم لوگوں سے آن ملو، ہم تمہاری خاطر مدارت خوب کریں گے۔''

میں نے وہ خط آگ کے تندور میں جھونک دیا۔ ابھی پچاس راتوں میں سے چالیس راتیں گزری تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام حضرت خزیمہ بن ثابت (رضی اللہ عنہ) لایا کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے کہ تم اپنی بیوی عمیرہ بن جبیر سے بھی الگ رہو میں نے پوچھا: کیا اس کو طلاق دے دُوں؟''

اس نے کہا: ''نہیں، اس سے الگ رہو، صحبت وغیرہ نہ کرو''

میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی حکم ملا۔ میں نے بیوی سے کہا کہ وہ اپنے کنبہ والوں میں چلی جائے اور وہیں رہے، جب تک اللہ تعالیٰ میرا کچھ فیصلہ نہیں فرماتا...... وہ چلی گئی۔ اس کے بعد دس راتیں مزید گزر گئیں۔ پچاسویں رات کو صبح جب فجر کی نماز پڑھ کر چھت پر بیٹھا تھا تو جیسے میرا دل تنگ ہو رہا تھا۔ میں نے ایک آواز سنی جو کوئی مسلع پہاڑ پر چڑھ کر پکار رہا تھا۔ یہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) تھے:

''کعب بن مالک! خوش ہو جا'' یہ سُنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا اور مجھ کو یقین ہو گیا کہ میری مشکل دُور ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد لوگوں کو خبر کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا قصور معاف کر دیا ہے۔ لوگ خوشخبری دینے کو میرے اور میرے دونوں ساتھیوں مرارہ اور ہلال کے پاس جانے لگے۔ زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہ) گھوڑا کوداتے ہُوئے میرے پاس آئے۔ حمزہ بن عمرو اسلمی (رضی اللہ عنہ) دوڑتا ہُوا پہاڑ پر چڑھ کر آواز دینے لگا۔ جب یہ شخص میرے پاس آیا تو میں نے وہ کپڑے جو میرے پاس تھے، اتار کر اسے پہنا دیئے۔ میں نے ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) سے مانگ کر کپڑے پہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا۔

Marfat.com

راستے میں لوگ مجھ کو جوق در جوق ملتے جاتے تھے تو مجھ کو مبارک دیئے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ''اللہ کی معافی تم کو مبارک ہو۔'' میں جب مسجد میں پہنچا تو آنحضرت ﷺ بیٹھے تھے اور اردگرد لوگ تھے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ (رضی اللہ عنہ) مجھ کو دیکھ کر دوڑ اٹھے اور مصافحہ کیا۔ اور مبارکباد دی۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا۔ فرمایا:

''کعب! اس دن کی تجھ کو بشارت ہو جو ان دنوں میں سب سے بہتر ہے جب تیری ماں نے تجھ کو جنم دیا۔'' میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! یہ معافی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہُوئی یا آپ کی طرف سے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، اللہ کی طرف سے ہُوئی ہے''

میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میں معافی کے شکریہ میں اپنا سارا مال خیرات کر دُوں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تھوڑا مال اپنے لئے بھی رہنے دے۔ یہ تیرے حق میں بہتر ہے۔''

میں نے عرض کیا: ''بہت خُوب! میں جو حصہ خیبر میں ہے، وہ رہنے دیتا ہوں، باقی سب خیرات کرتا ہُوں۔''

میں نے جو سچ بول دیا، اس وجہ سے مجھ کو نجات ملی اور میری توبہ میں بھی ہے کہ اب میں جینے تک سچ ہی کہوں گا۔ اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ اللہ نے سچ بولنے کی وجہ سے کسی مسلمان پر اتنا فضل کیا ہو جتنا مجھ پر فضل کیا ہے۔ جب میں نے آنحضرت ﷺ سے اس معاملہ پر سچ سچ عرض کر دیا۔ اس وقت سے آج تک میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور مجھ کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جینے تک مجھ کو جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی یہ آیت اُتاری: ''لَقَد تَابَ اللہ عَلَی النبی و المھا جرین''

اس کے بعد اللہ کا کوئی احسان اپنے اُوپر اس سے بڑھ کر نہیں سمجھتا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کے سامنے مجھ کو سچ بولنے کی توفیق دی: ۵

---

۵ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۲، حدیث ۱۵۳۹، ص ۷۴۹

Marfat.com

توبہ کے لئے واجب ہے کہ آدمی گناہ فوراً چھوڑ دے۔
اپنی حرکت پر شرمندہ ہو اور دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے۔

جب بندہ صدقِ دل سے اپنے گناہ پر شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے تو اللہ تعالیٰ نہ صرف اسے معاف کر دیتا ہے بلکہ اس کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بندہ گناہ کرنے کے بعد اگر ایک لمحہ ندامت کرتا ہے تو وہ ایک لمحہ سے بھی گناہ اس سے دُور ہو جائے گا۔ ہر صحیح توبہ مقبول ہوتی ہے۔ گناہ پر پشیمان ہونا ہی توبہ ہے۔ ''نادم ہونا توبہ ہے'' (ابن ماجہ)

حضرت ابن ابی الدنیا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''توبہ کرنے والا اللہ کا پیارا ہوتا ہے''

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ استغفار سے پہلے ندامت ضروری ہے ورنہ استغفار اللہ تعالیٰ کے ساتھ استہزاء کے مترادف ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تُو غم اور مصائب دیکھے تو جلد استغفار کر، کیوں کہ یہ غم اللہ کے حکم سے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا طریقہ کامل استغفار اور کامل توبہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر بنی آدمی بہت خطا کار ہے اور بہترین خطا کار بہت توبہ کرنے والے ہیں'' (ترمذی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گناہ ایک تاریکی ہے اور توبہ اس کی روشنی ہے''

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنت کا ہر دروازہ کبھی کُھلتا ہے اور کبھی بند ہو جاتا ہے، سوائے ایک دروازے کے جو کبھی بھی بند نہیں کیا جاتا۔ اس کا نام باب التوبہ ہے۔ اس دروازے سے توبہ کرنے والے کو داخل کر دیا جائے گا اور ربّ العزت انسان کے لئے توبہ کا دروازہ اس وقت تک کُھلا رکھتا ہے، جب تک کہ اس کی موت کی علامات کی ابتدا نہیں ہو جاتی۔ جب دل میں خشیتِ الٰہی آجاتی ہے تو پھر توبہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دِلوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے، جیسے تانبے پر زنگ آجاتا اور دِلوں کا زنگ دور کرنے والی چیز

Marfat.com

استغفار ہے۔'' (بیہقی) ٦؎

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص استغفار کو اپنے اُوپر لازم کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ نکال دیتا ہے اور ہر قسم کے غم اور پریشانی سے اسے نجات دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے، جس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔'' (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ گناہ سے دل کا بے چین ہو جانا توبہ ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلا شبہ بزرگ و برتر رات کو اپنا دامن رحمت پھیلاتا ہے کہ دن گناہگار توبہ کرے اور دن کو اپنا دامن رحمت پھیلاتا ہے تاکہ رات کا گناہگار توبہ کرے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک قائم رہے گا، جب تک کہ سُورج مغرب سے طلوع نہ ہو'' ۷؎

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو، میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ مومنوں سے پہلی بات کیا کرے گا اور وہ مومن اسے پہلی بات کیا کہیں گے؟''

ہم نے عرض کیا: ''ہاں! رسول اللہ ﷺ''

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ مومنوں سے فرمائے گا کہ کیا تم میری ملاقات چاہتے تھے؟''

وہ عرض کریں گے: ''اے ربّ! ہاں''

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''کیوں؟''

وہ عرض کریں گے: ''اس لئے کہ ہم تیری معافی اور بخشش کی اُمید رکھتے تھے''

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تمہیں اپنی بخشش دے دی (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ مسند) ۸؎

حدیث پاک ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میں بڑی مغفرت کرنے والا ہُوں اس شخص کے لئے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے عمل کرے اور پھر اسی راہ پر چلے'' (طٰہٰ۔۴)

---

٦؎ زادِراہ ص ۲۱۰ ۷؎ صحیح مسلم شریف کتاب التوبہ حدیث ۲۷۵۹ ۸؎ ہدیۃ الامۃ ص ۴۳

Marfat.com

پس جو شخص توبہ کے ساتھ مغفرت کا امیدوار ہے، وہ تو حقیقت میں امیدوار ہے اور جو شخص گناہوں پر اصرار کے ساتھ مغفرت کی امید باندھے ہوئے ہے وہ احمق ہے اور دھوکہ میں پڑا ہوا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایمان والے کا دل بے خوف نہیں ہوتا اور اس کے خوف کا کسی طرح سکون نہیں ہوتا۔ ایک حدیث ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو چھ گھڑی تک فرشتہ نامۂ اعمال میں لکھتا۔ اس اثنا میں اگر استغفار کر لیتا ہے تو اس گناہ کو نہیں لکھتا، ورنہ ایک بُرائی لکھتا ہے۔ (بیہقی)

حضرت ابو حامد لفاف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص موت کو کثرت سے یاد کرے، اس کے اوپر تین چیزوں کا اکرام ہوتا ہے:

☆ توبہ جلدی نصیب ہوتی ہے ☆ مال میں قناعت میسّر ہوتی ہے

☆ عبادت میں دل بستگی اور خوشی پیدا ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ یہ گناہوں کو زائل کرتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے۔ (احیاء)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو شخص استغفار کی کثرت کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر رنج سے کشادگی اور ہر تنگی سے نجات کی صُورت پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے کہ اس کو اس کا خیال بھی نہ ہو''

اور فرمایا کہ ''جو شخص بستر پر لیٹے ہُوئے تین بار یُوں کہے:۔

''أَسْتَغْفِرُ اللهَ العظيم الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ''

تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔''[9]

ترجمہ: میں بخشش چاہتا ہُوں اللہ سے اس کے سِوا کوئی معبود نہیں، وہ ہمیشہ رہنے والا اور زندہ ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہُوں۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنا چاہے تو یہ پڑھے: ''اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ''

ترجمہ: ''میں اپنے اللہ سے اپنے تمام گناہوں کی مغفرت مانگتا ہُوں جو میرا ربّ ہے اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہُوں''

---

۹ احیاء العلوم جلد نمبر ا، ص ۴۹۱

Marfat.com

مندرجہ ذیل کلمات کو کہنے والا بندہ اپنے گناہوں کو دُھلوا دیتا ہے۔ اس کے گناہوں کی ظلمت ختم ہو جاتی ہے۔

پہلا عمل: کثرت سے اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّی مِنْ کلّ ذَنْبٍ وَاتوبُ اِلَیہِ پڑھیں۔ کم از کم ایک سو بار صبح اور ایک سو بار شام کو پڑھیں۔ اس کے پانچ فوائد ہیں:

☆ مغفرت کر دی جاتی ہے ☆ بارش برساتا ہے

☆ مال ورزق میں میں برکت ہوتی ہے ☆ اللہ انہیں بیٹے عطا فرماتا ہے

☆ اللہ انہیں باغ اور پھل عطا فرمائیں گے

دوسرا عمل: اگر کام مرضی کے مطابق ہوں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ آئی ہُوئی نعمت واپس نہیں ہوتی۔ اس لئے شکر ادا کریں اور الحمدِللّٰہ پڑھا کریں اس سے بھی عذاب ٹل جاتے ہیں۔

تیسرا عمل: اگر کام مرضی کے مطابق نہ ہوں تو ان کاموں کے نہ ہونے پر ردِّعمل ظاہر نہ کریں۔ اس کیفیت کو صبر کہا جاتا ہے۔ خاموش رہیں اور شکایت یا گِلہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتا ہے۔

چوتھا عمل: درود شریف پڑھا کریں

پانچواں عمل: جو شخص "سبحان اللّٰہِ بِحَمدہٖ" سو بار پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

چھٹا عمل: "اعوذ باللّٰہِ مِنَ الشیطٰنِ الرَّجیم" پڑھا کریں۔ یہ کلمہ شیطان سے بچاتا ہے اور خطرہ ٹل جاتا ہے۔

ساتواں عمل: نیکیاں کرتے رہا کریں۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ ان کلمات کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ شیطان کے نقصانات سے بچاتا ہے۔ ذکر کا نُور چہرہ پر آجاتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ استغفر اللہ کثرت سے پڑھنے والے پر عذاب نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی استغفار کے لئے ماہِ رمضان خاص مقرر فرمایا ہے۔

۱۔ ماہ رمضان میں سرکش شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اگر بندہ کوئی خطا کرتا ہے تو

Marfat.com

اپنے نفس کی خباثت سے کرتا ہے۔

۲۔ بندوں کے اعمال کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے ۔فرمایا کہ ایک فرض کا اجر ستر کے برابر ہے۔

۳۔ بندوں کی دعا قبول ہوتی ہے۔ بالخصوص افطاری میں روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو دعا پر لگا دیا۔

۵۔ ہر رات میں دس لاکھ جہنمی جہنم سے بری ہوتے ہیں۔

۶۔ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر بنائی جو تراسی سال کے برابر ہے یعنی ایک رات کی عبادت پر تراسی (۸۳) سال کی عبادت کا اجر دیا۔ اس رات میں شرابی، نافرمان اولاد، قطع رحمی کرنے والے یا کینہ رکھنے والے کے سوا سب کی مغفرت ہوتی ہے۔ عید کی رات کو لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات بنا دیا۔

۷۔ ''روزہ میرے لئے اور اس کا اجر بھی میں دُوں گا۔'' اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں بخشش کی تمام صُورتیں عطا فرمائی ہیں۔

۸۔ جو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنا چاہے تو یہ دعا پڑھے۔

❁ بسم الله الرّحمن الرّحیم ❁ لَا اِلٰهَ اِلَّا لِلّٰهُ محمّد الرسُول الله

❁ کلمۂ شہادت ❁ ایمان مجمل

❁ ایمان مفصل ❁ اَستَغفِرُاللّٰهَ رَبِّی مِنْ کلّ ذَنبٍ وَّاتوبُ اِلَیهِ

توبہ کی تین حالتیں ہیں:۔

☆ معصیت چھوڑ کر طاعت کا راستہ اختیار کرنا

☆ غفلت کی زندگی چھوڑ کر ذاکرانہ زندگی اختیار کرنا

☆ اپنے دل کی ہر وقت نگرانی کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا

اللہ تعالیٰ ندامت کے آنسوؤں کو اللہ کے خوف سے نکلے ہُوئے آنسوؤں کو شہید کے خون کے برابر وزن کرتا ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گناہگاروں کا رونا، آہ کرنا، گڑگڑانا مجھے تسبیح پڑھنے والوں کی سبحان اللہ کی آواز سے زیادہ محبوب ہے۔''

Marfat.com

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص کثرت سے استغفار کرتا رہتا ہے اور گناہ سے جو تعلق ٹوٹ گیا، رو کر عاجزی کے اشکبار آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتنا تعلق بندگی کا جوڑتا ہے، اس کو اس کا صلہ ملتا ہے۔ ندامت اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو نکل آئیں اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہوں تو اس چہرہ پر اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔ [۱]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا اور متقی انسان لوگوں میں بہترین افراد ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آدمی کو علم کی اتنی بات ہی کافی ہے کہ وہ دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھتا ہو اور آدمی کو جھوٹ کی اتنی بات کافی ہے کہ وہ استغفر اللہ کہہ کر پھر لوٹ آئے یعنی جس گناہ سے اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کی، اسے دوبارہ شروع کر دے'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص مغرب سے سورج طلوع ہونے (یعنی آثارِ قیامت نمودار ہونے) سے پہلے پہلے توبہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔'' (مسلم) حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''توبہ کے بعد کی لغزش توبہ سے پہلے کی ستر لغزشوں سے بدتر ہے''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز چاشت ادا فرمائی، پھر سو مرتبہ فرمایا: ''اے اللہ میری مغفرت فرما۔ میری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور مغفرت فرمانے والا ہے۔'' (نسائی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان نے (بارگاہ الٰہی میں) کہا ''اے اللہ! مجھے تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں باقی رہیں گی، گمراہ کرتا رہوں گا'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے، میں انہیں بخشتا رہوں گا'' (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۴۵۸

Marfat.com

صبح کے وقت: اعوذ باللہ السمیع العلیم مِن الشیطان الرجیم

اور سورۂ حشر کی آخری تین آیات پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو شام تک اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اگر اسی دن مر جائے تو شہید کی موت مرے گا اور جو شخص شام کے وقت اسے پڑھے، اس کا بھی یہی مرتبہ ہے۔'' (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) [۱۱]

قرآن مجید اور احادیث دونوں اس معاملہ میں ناطق ہیں کہ توبہ اور استغفار کی جگہ دنیا ہے نہ کہ آخرت اور دنیا میں بھی اس کا موقع صرف اسی وقت تک ہے، جب تک آثار موت طاری نہیں ہوتے۔ جس وقت آدمی کو یقین ہو جائے کہ اس کا آخری وقت آن پہنچا ہے، اس وقت کی توبہ ناقابلِ قبول ہے۔ موت کی سرحد میں داخل ہوتے ہی آدمی کی مہلت ختم ہو جاتی ہے۔ [۱۲]

جب کسی مومن سے کوئی خطا ہو جاتی ہے تو وہ اس کی تلافی کرنے کے لئے صرف زبانی اعتراف نہ کرے بلکہ اس کے اندر اگر گہرا ندامت کا احساس ہو اور وہ اپنی غلطی کے لئے معافی مانگنے کے لئے بہت بیتاب نظر آ رہا ہو تو وہ حقیقتاً شرمندہ ہے اور اللہ سے معافی مانگ رہا ہے۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ اور ان کے چھ ساتھیوں نے بغیر کسی شرعی عذر کے غزوہ میں شرکت نہ کی تھی۔ جب لشکر واپس آ گیا تو انہوں نے اپنی شرمندگی کی وجہ سے اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا اور اپنے اوپر خواب وخور حرام کر دیئے۔ کئی دن تک وہ بندھے رہے حتیٰ کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ آخر کار جب انہیں بتایا گیا کہ اللہ اور رسول نے انہیں معاف کر دیا ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ ہماری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ جس گھر نے ہمیں فرض سے غافل کیا تھا، اسے اور اپنے تمام مال کو اللہ کی راہ میں دے دیں مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف ایک تہائی کافی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت فی سبیل اللہ وقف کر دیا۔ ان لوگوں نے اعترافِ گناہ کے ساتھ اپنے عمل سے اپنی شرمندگی ظاہر کر دی۔ زبان اور دل کی توبہ کے ساتھ ساتھ عملی توبہ بھی ضروری ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ

---

[۱۱] ہدایۃ الامۃ ص ۱۸۷ [۱۲] تفہیم القرآن جلد نمبر ۲، النحل ص ۵۶۲

Marfat.com

بندہ اللہ کی راہ میں مال خیرات کرے۔ اللہ بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خیرات قبول کرتا ہے۔[۱۳]

توبہ کرنا اہل ایمان کی مستقل صفت ہے۔ وہ ایک بار توبہ نہیں کرتے بلکہ بار بار توبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف بار بار پلٹتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت صرف اُن لوگوں کے لئے لکھی ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت محبت کرنے والا ہے۔ اس لئے تم چاہے کتنی ہی خطائیں کر لو، جب تک اپنے کئے پر شرمندہ ہو کر اس کی طرف رجوع کرو گے، اس کے دامنِ رحمت کو اپنے لئے وسیع پاؤ گے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی ایک مثال یوں دی ہے کہ اگر تم میں سے کسی شخص کا اونٹ ایک صحرا میں کھو گیا ہو اور اس کا سارا خوراک کا سامان اسی اونٹ پر ہو اور وہ شخص اس کو ڈھونڈ کر مایوس ہو چکا ہو اور وہ زندگی سے مایوس ہو کر لیٹ گیا ہو اور پھر عین اسی حالت میں اچانک اس کو اپنا اُونٹ سامنے کھڑا نظر آئے تو اس سے جیسی خوشی اس کو ہوگی، اس سے بہت زیادہ خوشی اللہ کو اپنے بھٹکے ہوئے بندے کے پلٹ آنے سے ہوتی ہے۔[۱۴]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''جو توبہ کر لیں گے، میں اُن کے حق میں غفور و رحیم ہُوں''

توبہ سے اخروی سزا معاف ہو سکتی ہے کیونکہ توبہ دل کے احساسِ ندامت اور عزمِ آصلاح اور رجوع الی الخیر کا نام ہے۔ آدمی کی توبہ کا حال اللہ کے سِوا کوئی نہیں جان سکتا۔ توبہ اور اصلاح کے بعد مجرم فاسق نہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔

پس مغفرت کے لئے چار شرطیں ہیں:

اول: توبہ یعنی سرکشی و نافرمانی، شرک یا کفر سے باز آ جانا

دوئم: ایمان یعنی اللہ اور رسول، کتاب اور آخرت کو صدقِ دل سے ماننا

سوئم: عملِ صالح یعنی اللہ اور رسول کی ہدایات کے مطابق نیک عمل کرنا

چہارم: راہِ راست پر ثابت قدم رہنا اور پھر غلط راستے پر نہ جا پڑنا

اِلّا یہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو۔ ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور وہ بڑا غفور اور رحیم ہے۔

---

[۱۳] تفہیم القران جلد نمبر ۲، التوبہ ص ۲۳۰ [۱۴] تفہیم القرآن جلد نمبر ۲، ھود ص ۲۶۳

Marfat.com

جو شخص توبہ کر کے نیک عمل اختیار کرتا ہے، وہ تو اللہ کی طرف پلٹ آتا ہے جیسا کہ پلٹنے کا حق ہے'' ۱۵؎

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن عشاء کی نماز کے بعد میں مسجد سے نکلا تو دیکھا کہ میرے دروازے پر ایک عورت کھڑی ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کیا چاہتی ہے؟

وہ کہنے لگی: ''میں آپ سے ایک سوال کرنے آئی ہوں۔ مجھ سے زنا کا ارتکاب ہو گیا ہے۔ ناجائز حمل ہُوا۔ بچہ ہُوا تو میں نے اسے مار ڈالا۔ اب یہ معلوم کرنا چاہتی ہُوں کہ میرا گناہ معاف ہونے کی بھی کوئی صورت ہے؟'' میں نے کہا: ''ہرگز نہیں''

وہ مایوس ہو کر آہیں بھرتی ہُوئی چلی گئی۔ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ کر میں فارغ ہُوا تو میں نے رات کا قصہ سُنایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بڑا غلط جواب دیا۔ ابو ہریرہ! تم نے کیا یہ آیات الفرقان ۷۰۔۷۱ نہیں پڑھی؟''

رات کو عشاء کے بعد وہ عورت ملی۔ میں نے اسے بشارت دی، وہ یہ سُنتے ہی سجدے میں گر گئی اور کہنے لگی: ''شکر ہے، اس خدائے پاک کا، جس نے میرے لئے معافی کا دروازہ کھولا''

پھر اس نے گناہ سے توبہ کی اور اپنی لونڈی اور اس کے بیٹے کو آزاد کر دیا۔ (طبرانی)

پس مغفرت چاہنے کے لئے کچھ مجاہدہ کرنا ہے۔ اس سے اپنا ہی فائدہ ہے۔ عملِ صالح سے مراد اللہ اور اس کے رسول کی ہدایت کے مطابق عمل کرنا ہے۔ دل و دماغ کا عملِ صالح یہ ہے کہ آدمی کی فکر اور اس کے خیالات اور ارادے درست اور پاکیزہ ہوں۔ زبان کا عمل صالح یہ ہے کہ آدمی بُرائی پر زبان کھولنے سے بچے اور جو بات بھی کرے، حق و انصاف اور سچائی کے مطابق کرے۔ اعضاء و جوارح کا عملِ صالح یہ ہے کہ آدمی کی پوری زندگی اللہ کی اطاعت و بندگی میں اور اس کے احکام کی پابندی میں گزرے۔ اس سے ایک تو آدمی کی برائیاں ختم ہو جائیں گی، دوسرے اس کو نیک اعمال کی وجہ سے جتنی جزا کا وہ حقدار ہے، اس سے زیادہ اچھی جزا اسے ملے گی۔

---

۱۵؎ تفہیم القرآن جلد نمبر ۳، الفرقان ۷۰۔۷۱، ص ۴۶۸

Marfat.com

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر المعانی میں فرماتے ہیں کہ دیکھو اگر کبھی گناہ ہو جائے تو جلدی سے توبہ کرلو، کیونکہ گناہ سے ایک اندھیرا پیدا ہوتا ہے۔ جب ندامتِ اور توبہ کے نُور سے دل روشن ہو جائے تو گناہ کے اندھیرے میں شیطان نے جو ہیڈ کوارٹر بنایا تھا، اسے چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔

راہِ خدا سے مراد وہ تمام نیکی کے کام ہیں، جن میں اللہ کی رضا ہو جو شخص مدد کا محتاج ہو، اس کی مدد کرنے میں اس کے گناہگار ہونے کی کوئی رکاوٹ نہیں بلکہ تکلیف میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک کر کے ان کے نفس کو پاک کیا جا سکتا ہے۔ توبہ اور استغفار اہل ایمان کی صفت ہے۔ وہ ہمیشہ توبہ کرتے رہتے ہیں۔ ''جو شخص بھی ایمان کے ساتھ نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، ہم اس کو پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔ (کل) اگر قصور کرنے والا بھی توبہ کر کے اپنے رویہّ کی اصلاح کر لے اور نیک عمل کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے بھی عفو اور درگزر کا دروازہ کھلا ہے۔ توبہ کرنے کے واسطے کثرت سے حسنات کرنا ضروری ہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جو شخص گناہ سے توبہ کر کے سات برس تک اپنے عہد پر پکا رہے، تو پھر اس سے وہ گناہ سرزد نہیں ہوگا۔ جو شخص بھی اپنے گناہ کو ترک کر کے شرمندہ ہو کر آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے، اُس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے انسان! بے شک تُو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے اُمید لگائے رہے گا، میں تجھ کو بخشوں گا، تیرے گناہ جو بھی ہوں اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا ہُوں۔ اے انسان! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں تک پہنچ جائیں، پھر بھی تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دُوں گا اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا ہُوں۔ اے انسان! اگر تُو اتنے گناہ لے کر میرے پاس آئے جس سے ساری زمین بھر جائے، پھر بھی مجھ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا ہو تو میں اتنی ہی بڑی مغفرت سے تجھ کو نوازوں گا، جس سے زمین بھر جائے'' [۱۶]

---

[۱۶] ترمذی جلد نمبر ۲، باب الدعوات، ص ۱۹۴

Marfat.com

صغیرہ گناہوں کی مغفرت کے لئے توبہ شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات الرحیم الرحمٰن ہے اس کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر لینی چاہیے۔

حضرت ملاً علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ متقین کو نعمت تقویٰ پر جو انعامات ملتے ہیں رونے والوں کو، توبہ کرنے والوں کو، مستغفرین کو بھی استغفار اور توبہ پر انہیں انعامات کا وعدہ فرما دیا گیا ہے۔ [۱۷]

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ نجات کا راستہ اپنی خطاؤں پر رونا ہے اور اگر رونا نہ آئے تو رونی صورت بنا لینی چاہیے۔ ایک حدیث ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! نجات کیسے ملے گی؟''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''زبان کو قابو میں رکھو یعنی مُضر باتیں نہ نکالو اور زبان پر ایسا مالکانہ حق استعمال کرو، جیسے کہ غلام کو قابو میں رکھا جاتا ہے۔'' اور فرمایا: تمہارا گھر تمہارے لئے وسیع ہو جائے یعنی بلاضرورت گھر سے نہ نکلو اور ادھر اُدھر پھرنے کی عادت نہ ڈالو بلکہ اپنے نیک کاموں میں مشغول رہو'' (مشکوٰۃ ۴۱۳) [۱۸]

چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی اللہ سے دُور کر دیتا ہے اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی اللہ تعالیٰ سے قریب کر دیتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا جائے، ہر نافرمانی چھوڑ دی جائے، ہر گناہ کو گناہ سمجھ کر چھوڑ دیا جائے، نیک بندوں کی صحبت اختیار کر لی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے حوادث سے بچا لیتا ہے۔

بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کراماً کاتبین کو بھی بھلا دیتا ہے اور جن اعضاء سے گناہ ہُوا تھا، ان اعضاء سے بھی بُھلا دیتا ہے اور جس زمین پر گناہ ہوا تھا، وہاں بھی نشان مٹا دیتا ہے۔ [۱۹]

بہترین خطا کار وہ ہیں جو کثیر التوبہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے مسلسل مغفرت مانگتے رہنا چاہیے۔ شیخ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں فرمایا ہے کہ تین شرطیں ہیں کہ:

☆ اس گناہ سے الگ ہو جاؤ ☆ شرمندگی ہو ☆ آئندہ گناہ نہ ہو۔ [۲۰]

---

[۱۷] مترماۃ جلد نمبر ۵، ص ۱۳۵ [۱۸] استغفار کے ثمرات ص ۲۴

[۱۹] جامع صغیر جلد نمبر ۱، ص ۲۱ [۲۰] شرح مسلم شریف جلد نمبر ۲، امام النووی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۴۵

Marfat.com

گناہ کو چھوڑنے کے لئے پہلے بندے کو خود ہمت کرنی چاہیے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے عطا کرنے کی دعا کرنی چاہیے اور پھر اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے بھی دعا کرانی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ غفار ہے۔ اس کے خزانہ میں مغفرت میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اس طرح بھی معافی مانگ سکتے ہیں۔

☆ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ

☆ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ

☆ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ" شَکُوْرٌ"

استغفار کرنا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا ذکر ہے۔ اس لئے جلدی استغفار کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر اللہ تعالیٰ کو خوش کر دینا چاہیے۔

توبہ کی تعریف یہ ہے کہ خطائے سابق پر آتشِ ندامت سے باطن کا پگھلنا اور حرکاتِ مذمومہ کو افعال محمود سے بدل دینا اس کے لیے تنہائی، خاموشی اور رزقِ حلال لازم ہے۔ ہر گناہ کے بعد توبہ لازم ہے۔ توبہ انسان کو شیطان سے دُور اور اللہ کے نزدیک لاتی ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ ''توبہ میں تاخیر نہ کرنا کیوں کہ موت اچانک آجاتی ہے۔

ہر صحیح توبہ قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔ ایک حدیث ہے کہ جو شخص رات میں صبح تک گناہ کرے اور جو دن میں رات تک گناہ کرے، ایسے گنہگاروں کی توبہ کے لئے اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے، یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے نکلے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے کوئی قصور کیا ہو، اگر اس کو یاد کر کے دل میں ڈرے تو وہ قصور اس کے نامۂ اعمال سے مِٹ جاتا ہے۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: ''میں نے ایک گناہ کیا ہے، میری توبہ قبول بھی ہوگی یا نہیں؟''

انہوں نے پہلے تو اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، پھر روتے ہوئے فرمایا: ''حقیقت کے آٹھ دروازے ہیں۔ سب کھلتے ہیں۔ اور بند ہوتے ہیں مگر توبہ کے

Marfat.com

دروازے پر ایک فرشتہ مقرر ہے، وہ بند نہیں ہوتا۔ تجھ کو چاہیے کہ عمل کر اور نا اُمید نہ ہو'' کسی صغیرہ گناہ کو بار بار کیا جائے تو وہ صغیرہ نہیں رہتا، کبیرہ بن جاتا ہے اور کسی گناہ کو بندہ چھوٹا جان کر کرے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہوگا اور اگر چھوٹا گناہ کر کے بندہ خوش ہو یا فخر کرے، وہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی اور مہلت سے گناہ کو ترک نہ کرے تو اس کا چھوٹا گناہ بھی بڑا ہوگا، اس کے علاوہ اگر کوئی شخص گناہ کر کے دُوسروں کے سامنے کہتا پھرے۔ (بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ بخاری و مسلم)

اگر کوئی عالم صغیرہ گناہ کرے اور لوگ اس کی دیکھا دیکھی بھی کرنے لگیں تو یہ گناہ اس کے حق میں کبیرہ ہو جائے گا۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص طریق بد نکالے تو اس پر خود اس کے کرنے کا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کا بھی گناہ ہوگا جو اس فعل کے مرتکب ہُوئے (مسلم) توبہ کا مطلب ہے کہ آدمی اپنے کئے پر نادم ہو اور بُرائی سے باز آ جائے۔ اللہ سے معافی مانگے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرتا رہے۔ کوئی توبہ اس وقت تک توبہ نہیں ہوتی، جب تک اس میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت نہ ہو۔ توبہ کے بغیر خطا بخشی کی رعایت صرف اہل ایمان کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ وہ گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا اِلٰہ الا اللہ اور استغفار کی کثرت کیا کرو، کیوں کہ شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں میں مبتلا کر کے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ کر ہلاک کر دیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان کو ایسے خیالات باطلہ کے پیچھے لگا دیا جن کو وہ نیکی سمجھ کر کرتے ہیں، جیسے عام بدعات کا یہی حال ہے۔ اس سے ان کو توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔ [۲۱]

توبہ سے مراد رجوع کرنا اور پلٹنا ہے۔ بندہ کی طرف سے توبہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ سرکشی سے باز آ گیا اور طریقِ بندگی کی طرف پلٹ آیا۔ گناہ کے بعد بندہ کا اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنے کئے پر پشیمان ہے اور اطاعت و فرمان برداری

[۲۱] معارف القرآن جلد نمبر ۸، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۹، ص ۳۶

Marfat.com

کی طرف پلٹ آیا ہے۔ توبہ اُن لوگوں کے لئے نہیں جو اللہ سے بے خوف ہو کر تمام عمر گناہ کیے چلے جائیں۔ جو لوگ نادانی کی وجہ سے کوئی بڑا فعل کر گزرتے ہیں اور پھر شرمندہ ہو کر اپنی غلطی کی معافی مانگتے ہیں تو ایسے لوگوں پر اللہ اپنی نظرِ عنایت سے پھر متوجہ ہو جاتا ہے۔ ؎۲۲

جو شخص توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیتا ہے، اس کے پچھلے گناہوں پر گرفت کرنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں ہے۔ بھلائی کی جزا اور برائی کی سزا دینا بالکل اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جب وہ کسی بھلائی پر انعام دیتا ہے تو یہ دیکھ کر دیتا ہے کہ اس کے بندے نے سچی نیت سے بھلائی کی تھی۔ وہ اپنی رحمت سے معافی اُس قصور پر دیتا ہے، جس پر آدمی شرمندہ ہو اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کے لئے تیار ہو۔ نیکی کی اصل روح اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ نفس کی پاکی صرف توبہ اور رجوع اللہ سے حاصل ہوتی ہے۔

''اور جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو معاً انہیں اللہ یاد آ جاتا ہے اور اس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ معاف کر سکتا ہو۔ اور وہ اپنے کیے پر دیدہ و دانستہ اصرار نہیں کرتے، ایسے لوگوں کی جزاء ان کے ربّ کے پاس یہ ہے کہ وہ ان کو معاف کر دے گا اور ایسے باغوں میں انہیں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ کیسا اچھا بدلہ ہے نیک عمل کرنے والوں کے لئے'' ؎۲۳

اللہ تعالیٰ جب کسی نیکی پر انعام عطا فرماتا ہے تو یہ دیکھ کر کہ بندے نے سچی نیت کے ساتھ اس کی رضا کے لیے نیکی کی تھی اور اپنی رحمت سے اس گناہ پر معاف فرماتا ہے، جس کے بعد بندہ اپنے کیے پر شرمندہ ہو اور آئندہ کے لیے اپنی اصلاح پر آمادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت اس کی حکمت کے ساتھ شامل ہے۔ وہ اس نیکی کو قبول نہیں کرتا، جس کے اندر اللہ کی رضا جوئی کا جذبہ شامل نہ ہو۔ نفس کی پاکی صرف توبہ اور رجوع الی اللہ سے حاصل ہوتی ہے۔ جونہی آدمی کو احساس ہو جائے کہ اس سے

---

؎۲۲ تفہیم القرآن جلد نمبر۱، النساء ۱۷، ص ۳۲۲ ؎۲۳ تفہیم القرآن جلد نمبر۱، العمران ۱۳۵، ۱۳۶، ص ۲۸۸

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوگئی، اسے فوراً توبہ کرلینی چاہیے۔ توبہ کی اصل روح اپنے گناہ پر شرمندگی ہے۔ اس لئے بار بار توبہ کر کے توڑنا اس بات کی علامت ہے کہ اسے کوئی شرمندگی نہیں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک بدّو کو توبہ واستغفار کے بارے میں بتایا:

- جو کچھ ہو چکا ہے، اس پر شرمندہ ہو۔
- جن فرائض سے غفلت برتی ہو، ان کو ادا کر
- جس کا حق مارا ہو، اس کو واپس کر
- جس کو تکلیف پہنچائی ہو، اس سے معافی مانگ
- آئندہ کے لیے پکا ارادہ کرے کہ اس گناہ کو نہیں دُہرائے گا
- اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت میں گُھلا دے۔ (کشاف)

بندہ ایسی توبہ کرے جس میں ریاء نہ ہو۔ نفاق نہ ہو اور خالص ہو، اس کو ''توبۃ النصوح'' کہتے ہیں۔ ایسی توبہ کرنے سے معافی ملنے کا امکان ہوسکتا ہے اور جنت میں بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ اللہ سے یہی دعا مانگنی چاہیے کہ اُس کا حق ادا کرنے میں مجھ سے جو کوتاہی ہُوئی ہے، اس کو معاف فرما۔ اگر کوئی بندہ اپنے گناہوں سے باز آکر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ کے دامنِ رحمت میں جگہ پا سکتا ہے۔ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پُوچھا: ''صوفیائے کرام کے وہ کون سے اصول ہیں، جن کی پابندی کرنا ان کے نزدیک فرض ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''صوفیاء کے سات اصول ہیں، جن کو وہ فرض کا درجہ دیتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑنا ☆ سنت رسول اللہ ﷺ کا اتباع
☆ کسبِ حلال ☆ لوگوں کو تکلیف سے بچانا
☆ گناہوں سے بچنا ☆ حقوق ادا کرنا ☆ توبہ واستغفار [۲۴]

توبہ کرنا اور حق داروں کے حقوق ان کو پہنچا کر تمام توجہ سے اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سامنے بارش کے لئے دعا کرنے کو نکلے مگر بارش نہ ہُوئی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ ''میں تمہاری اور

---

[۲۴] اسلامی احکایات ص ۱۷۶

Marfat.com

تمہارے ساتھیوں کی دعا قبول نہیں کر سکتا، کیونکہ تم میں چغل خور ہیں۔'' انہوں نے بنی اسرائیل سے فرمایا: ''تم سب چغلی سے توبہ کرو'' سب نے توبہ کی۔ اس وقت بارش ہوئی۔ توبہ اور استغفار اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

''والَّذِینَ اِذَا فعلو فاحشته اَو ظَلَمُو انفُسَهُمْ''

اور وہ لوگ جب کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ یا بُرا کریں اپنے حق میں، تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی۔

''مَن یعمل سود او یظلم نفسه ثم یَستغفر الله یجدالله غفوراً رحیما''

جو کوئی کرے گناہ یا اپنا بُرا کرے، پھر اللہ سے بخشاوے، پائے اللہ کو بخشا مہربان۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے:

''سُبحانکَ اللّٰھُمَّ وَبِحمدِکَ اللّٰھُمَّ اغفِرلِی اِنّکَ اَنتَ التّواب الرَّحِیم''

الٰہی تو پاک ہے اور تیری پاکی بولتا ہُوں تعریف کے ساتھ، الٰہی تُو مجھ کو بخش دے۔ بے شک تُو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' جو شخص اپنے بستر پر لیٹے ہُوئے تین باریُوں کہے:

''استغفر الله العظیم لااله الاھو الحیی القیوم واتوب اِلَیهِ''

میں مغفرت چاہتا ہوں خدائے برتر سے کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں سوائے اس ہمیشہ زندہ توانا کے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں یا ریگستان کے ذرّوں کے برابر یا درختوں کے پتوں کے موافق یا دنیا کے دلوں کے عدد کے مطابق ہوں۔'' (ترمذی) ۲۵

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن تم کو تمہارا مرض اور دوا دونوں بتاتا ہے۔ تمہارا روگ تو گناہ ہے اور دوا استغفار ہے۔ ۲۶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندے کا درجہ جنت میں اُونچا کرے گا اور وہ کہے گا کہ ''الٰہی یہ مرتبہ مجھ کو کیسے عنایت ہُوا؟''

۲۵ احیاء العلوم جلد نمبر ا، ص ۴۹۱ ۲۶ احیاء العلوم جلد نمبر ا، ص ۴۹۴

Marfat.com

حکم ہوگا: "تیرے لڑکے کے استغفار کی بدولت ملا جس نے تیرے لئے استغفار پڑھا" ۲۷

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ جب تک استغفار کرتا رہتا ہے، عذاب خداوندی سے محفوظ رہتا ہے۔ ۲۸

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "توبۃ النصوح یہ ہے کہ آدمی اپنے گزشتہ عمل پر نادم ہو اور پھر اس کی طرف نہ لوٹنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہو۔"

توبہ کرنے والا اگر اپنے گناہ پر شرمسار ہو کر عزم ترک کو پورا کر دے تو ان لوگوں میں مل جائے گا جنہوں نے یہ گناہ نہ کیا ہو۔ اگر کوئی نامراد نامردی سے پہلے زنا کر بیٹھے اور حالتِ نامردی میں اس سے توبہ کرے تو اس کی توبہ درست نہ ہوگی۔ اس لئے کہ توبہ اس ندامت کا نام ہے، جس سے عزمِ ترک ایسے افعال کا پیدا ہو جس کے کرنے کی آدمی کو قدرت ہے اور جن پر قدرت نہیں وہ تو خود بخود چھوٹ جاتے ہیں۔ اس کے چھوڑنے سے نہیں گئے۔ اگر وہ نامردی سے پہلے توبہ کر لیتا اور مر جاتا تو تائبوں میں سے ہوتا۔ تائب کو گناہ کی طرف مَیلان نہیں رہتا اور اگر خواہشِ گناہ ہو بھی جائے تو مجاہدہ سے اس سے بچ سکتا ہے۔

گناہ کا آغاز مکڑی کے جالے کی طرح اور انجام جہاز کے لنگر کی طرح ہوتا ہے۔ اس نیت سے گناہ کرنا کہ دو چار دفعہ کر کے چھوڑ دُوں گا، بہت بڑی غلطی ہے۔

"بہترین خطا کار وہ ہیں، جو کثیر التوبہ ہیں۔" (مشکوٰۃ۔۲۰۱۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم سے نالائقی ہوگئی اور گناہ ہُوا تو گناہ سے تم کو دو غم ہُوئے۔ ایک تو میری ناراضگی کا اور دُوسرے تمہاری روح کو تکلیف ہوئی کہ اپنے پالنے والے سے الگ ہوگئے۔ جیسے لائق بیٹا ماں باپ سے جُدا ہوتا ہے تو اسے غم ہوتا ہے تو میں لفظ ربّ نازل کرتا ہُوں کہ دیر نہ کرو اور معافی مانگ لو۔ استغفار کی برکت سے تمہاری دُوری حضوری سے بدل جائے گی۔ پریشانی سکون سے بدل جائے گی۔ استغفار کرنا اور اللہ کو راضی کرنا بہت بڑا ذکر ہے۔ جو اپنے مالک کو راضی کر لے، وہ اصلی ذاکر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے تو اس کی برکت سے دل باغ باغ ہو جائے گا۔

۲۷ احیاء العلوم جلد نمبر ۱، ص ۴۹۴ ۲۸ ابن کثیر جلد نمبر ۲، ص ۳۱۲

Marfat.com

اگر دل غم زدہ ہو تو ساری دنیا غم زدہ نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان بنا دیا تاکہ اس مہینے میں انسان اپنے گناہ بخشوا لے۔

رمضان سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام اُترتے ہیں اور سرکش شیاطین کو بند کر دیتے ہیں تاکہ بندے پاکیزہ اعمال کر سکیں۔

بندے کے اعمال بڑھا دیئے۔ روزہ ڈھال ہے۔ انسان شیطان سے بچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ میرے لیے ہے اور روزے کا بدلہ بھی میں دُوں گا۔ اس مہینے میں بخشش کی جتنی صورتیں ہو سکتی ہیں، بندوں کو عطا فرمائیں۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے تو آمین فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا: ''ایسا کیوں کہا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب میں نے منبر پر پاؤں رکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: برباد ہو جائے وہ شخص، جو رمضان کا مہینہ پائے اور اس میں استغفار نہ کرے۔ اس پر میں نے آمین کہا''

اس بات سے اس مہینے کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام بددعا کہہ رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ وہ غافر نہیں غفار ہے۔ استغفار کرنا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ معافی مانگنا بہت بڑا ذکر ہے۔ اگر بار بار گناہ ہوتے ہیں بار بار توبہ کرنے سے آخر کار ایک دن اللہ پکی توبہ کی توفیق دے دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے روزی اپنے ذمہ لی ہوئی ہے مگر ہر بندے کی مغفرت کا ذمہ دار نہیں۔ وہ مسلمان کس قدر ناسمجھ ہے جو رزق کے لئے تو مارا مارا پھرتا ہے مگر مغفرت کی طلب نہیں کرتا۔ صبح سے شام تک انسان سے کئی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ یہ نہ سوچیں کہ صرف بڑے گناہ پر ہی توبہ کی جاتی ہے۔ انسان توبہ و استغفار کا ہر وقت محتاج ہے۔ بار بار انسان سے توبہ شکنی ہوتی ہے، قدم قدم پر اس سے خطائیں ہوتی رہتی ہیں۔ جس وقت بھی احساس ہو جائے، اسے توبہ کر لینی چاہیے۔ کسی گناہ کو صحت کے خیال سے نقصان دہ ہونے کی وجہ سے یا مال کے نقصان کی وجہ سے یا پھر بدنام ہو جانے کے ڈر سے چھوڑنا توبہ نہیں ہے۔ اگر ندامت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے تو وہ توبہ، توبہ ہے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:

Marfat.com

''تم سے پہلے کسی اُمت میں ایک آدمی نے ننانوے (۹۹) قتل کیے تھے۔ پھر اس کے دل میں ندامت اور اپنے انجام اور آخرت کی فکر ہوئی تو اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس علاقے میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ (تا کہ اس سے جا کر معلوم کرے کہ اس کی بخشش کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔) لوگوں نے اس کو ایک راہب کے بارے میں بتایا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گیا اور کہا: ''میں نے ننانوے (۹۹) قتل کیے ہیں تو کیا ایسے مجرم کی بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے اور کیا وہ بھی بخشا جا سکتا ہے؟''

راہب نے کہا: ''بالکل نہیں''

تو اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا اور سو (۱۰۰) کی گنتی پُوری کر دی۔ (لیکن پھر بھی اس کے دل میں وہی خلش اور فکر ہُوئی) پھر اس نے بہت سے لوگوں سے کسی بہت بڑے عالم کے بارے میں پُوچھا۔ انہوں نے اس کو ایک بزرگ عالم کا پتہ بتا دیا۔ وہ ان کے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا: ''میں نے سو قتل کیے ہیں تو کیا ایسے مجرم کی بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے اور کیا وہ بھی بخشا جا سکتا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''ہاں ہاں! ایسے کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے اور کون ہے جو اس کے اور توبہ کے درمیان حائل ہو سکے (یعنی مخلوق میں کسی کو یہ طاقت نہیں ہے کہ اس کی توبہ کو قبول ہونے سے روک سکے)۔ تُو فلاں بستی میں چلا جا۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار کچھ بندے رہتے ہیں، تُو بھی وہیں چلا جا اور ان کے ساتھ مل کر اللہ کی بندگی کر۔ (اس بستی پر اللہ کی رحمت برستی ہے) اور وہاں سے کبھی اپنی بستی میں واپس نہ آنا۔ تیری بستی بڑی خراب بستی ہے۔''

چنانچہ وہ دُوسری بستی کی طرف چل پڑا، یہاں تک کہ جب آدھا راستہ اس نے طے کر لیا تو اچانک اس کو موت آ گئی۔ اب اس کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہوا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: ''یہ توبہ کر کے آیا ہے۔ اس نے صدق دل سے اپنا رُخ اللہ کی طرف کر لیا ہے۔ اس لئے یہ رحمت کا مستحق ہے'' عذاب کے فرشتوں نے کہا: ''اس نے کبھی بھی کوئی نیک کام نہیں کیا ہے اور یہ سو قتل کر کے آیا ہے، اس لئے یہ عذاب کا مستحق ہے'' اس وقت ایک فرشتہ اللہ کے حکم سے آدمی کی شکل میں آیا۔ فرشتوں کے دونوں گروہوں نے اس کا فیصلہ قبول کرنا منظور کر لیا اس نے فیصلہ

Marfat.com

دیا کہ ''دونوں بستیوں تک کے فاصلے کی پیمائش کرلو (یعنی شر وفساد والی وہ بستی جس سے وہ چلا تھا اور اللہ کے عبادت گزاروں والی وہ بستی جس کی طرف وہ جا رہا تھا) پھر جس بستی سے وہ قریب ہو، اس کو مان لیا جائے۔'' چنانچہ پیمائش کی گئی تو وہ نسبتاً اس بستی سے قریب پایا گیا، جس کے ارادے سے وہ چلا تھا تو رحمت کے فرشتوں نے اس کو اپنے حساب میں لے لیا۔ (بخاری۔ مسلم)

ایسی حدیث کو جسے بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہو، اسے متفق علیہ کہتے ہیں اور درجے کے لحاظ سے اس کا شمار اُونچی احادیث میں ہوتا ہے۔

توبہ کرنے والے لوگوں کی چار قسمیں ہیں:۔

پہلی قسم: گناہگار گناہ سے توبہ کر کے آخر عمر تک اسی پر قائم رہے اور جو کیا ہے، اس کا تدارک کرے اور گناہوں کے دوبارہ کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لائے۔

دوسری قسم: تائب اصول طاعت پر عمل کرے اور تمام گناہِ کبیرہ کے چھوڑ دینے پر استقامت حاصل کرے۔ اگر گناہ سرزد ہو جائے تو شرمندہ ہوتا ہے، افسوس کرتا ہے اور نئے سرے سے توبہ کرتا ہے۔

تیسری قسم: تائب کسی گناہ کی خواہش پر قصداً خطا کر بیٹھے۔ خطا سرزد ہونے کے بعد اس پر نادم ہو اور کہے کہ کیا اچھا ہوتا جو میں نہ کرتا۔ جب بندہ کسی گناہ میں مبتلا ہو تو فوراً اسے توبہ کرنا چاہیے، ٹال مٹول نہ کرے، کیوں کہ گناہ نقد اور توبہ ادھار ہو تو یہ رسوائی کی علامت ہے۔

چوتھی قسم: توبہ کرنے والا غافل ہو کر گناہوں کا ارتکاب کرتا رہے۔

ایسے شخص پر انجام کے بُرا ہونے کا خوف ہے۔

جب کوئی شخص توبہ کرنے کے بعد کوئی گناہ کر بیٹھے تو اس پر دو باتیں واجب ہیں۔ ایک تو توبہ اور ندامت کرے، دوسرے یہ کوئی نیکی کرے۔

جب آدمی سے گناہ ہو جائے تو آٹھ کام کر لینے سے گناہ کے معاف ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔

❁ توبہ کرنا یا قصد توبہ کرنا ❁ گناہ سے احتراز اچھا لگنا

Marfat.com

❀ گناہ پر عذاب سے ڈرتے رہنا ❀ اس کے بخشے جانے کی توقع کرنا
❀ گناہ کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا ❀ کچھ صدقہ دینا
❀ ایک روزہ رکھنا ❀ دو رکعت نماز کے بعد ستر (۷۰) دفعہ استغفار اور سو مرتبہ ''سبحان اللہ العظیم و بحمدہ'' پڑھنا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوشیدہ صدقہ دینے سے رات کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور ظاہر صدقہ دینے سے دن کے (بیہقی)۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''پوشیدہ بُرائی کے بدلے پوشیدہ بھلائی اور ظاہر کے عوض ظاہر۔'' انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس کا حساب روزانہ کرے اور اپنی خطاؤں کے بدلے میں اتنی ہی حسنات کرے۔ استغفار دل سے کرنی چاہیے۔ زبانی استغفار کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پس دل سے استغفار کرنا اور حسنات سے تدارک کرنا فائدے سے خالی نہیں۔ ۲۹

اگر بدی کا ظہور دل سے ہُوا ہو تو اس کو اس طرح مٹا دے کہ اللہ کی جناب میں گریہ وزاری کرے اور مغفرت اور عفو کا خواہاں ہو اور زبان و دل سے اپنی غلطی کا اقرار کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''آدمی سب خطاوار ہیں اور خطا واروں میں بہتر وہ ہے جو توبہ کریں اور عفو کے خواہاں ہوں۔'' (ترمذی) اور یہ کہیں

رَبِّ اِنّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَ عَمِلْتُ سُوءً فَا غفرلی ذُنُوبی

صبح سے شام تک انسان سے کئی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ یہ نہ سوچیں کہ بڑے گناہ پر ہی توبہ کی ضرورت ہے۔ ہر وقت انسان توبہ واستغفار کا محتاج ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے درخت کے پاس سے گزرے، جس کے پتے سُوکھ چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا عصائے مبارک مارا تو اس کے سُوکھے پتے جھڑ پڑے۔ ان کے ساتھ موجود صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ منظر دیکھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ کلمے ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر'' بندے کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتے ہیں، جس طرح تم نے اس درخت کے پتے جھڑتے ہوئے دیکھا (ترمذی)

۲۹ احیاء العلوم جلد نمبر ۴، ص ۶۸

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے استغفار کو گناہوں کے زہر کا تریاق بنایا ہے۔ احتیاطاً اس طرح روزانہ توبہ کر کے کلمہ پڑھ لیا کریں۔ ''یا اللہ عزّ وجل'' اگر مجھ سے کوئی کفر ہو گیا ہو تو میں توبہ کرتا ہوں۔

لا الہ الا للہ و اللہ اکبر وسُبحٰن اللہِ والحمداللہِ ولا حول ولاقوۃ الا باللہ [۳۰]

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی بندہ گڑ گڑا کر معافی مانگتا ہے کہ اللہ مجھ سے بڑے گناہ ہو گئے ہیں، آپ مجھے معاف کر دیجئے۔ میں قبر میں کیا منہ لے کر جاؤں گا اور قیامت کے دن آپ کو کیا منہ دکھاؤں گا تو اس کا یہ گڑ گڑانا اللہ کو اتنا اچھا لگتا ہے۔ اس کے آنسو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کیے جاتے ہیں۔ جب بندہ ندامت کے ساتھ توبہ کرتا ہے تو ندامت کے نُور سے دل روشن ہو جاتا ہے۔ انسان ہر نیکی کو اللہ تعالیٰ کی عطا اور ہر برائی کو اپنے نفس کی خطا سمجھے۔ عطا پر شکر کرے اور خطا پر شرمندہ ہو۔

ایک دفعہ حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں انہوں نے دیکھا کہ ایک شرابی نشے میں بے ہوش پڑا ہے۔ وہ پہچان گئے کہ کسی رئیس کا بیٹا ہے اور مسلمان ہے۔ انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور دل میں کہا کہ ''اے خدا، اگرچہ یہ نافرمانی کی حالت میں ہے لیکن اس کو آپ سے نسبت ہے اور آپ کا بندہ ہے۔ اگر مجنوں لیلیٰ کی گلی کے کتے کو پیار کر رہا تھا تو یہ تو آپ کا بندہ ہے اور مسلمان ہے۔'' انہوں نے اس کا منہ صاف کیا اور دھویا۔ منہ پر ٹھنڈا پانی لگنے سے وہ ہوش میں آ گیا۔ اس نے کہا: ''حضرت! آپ تو تارکِ سلطنتِ بلخ ہیں۔ اتنے بڑے ولی اللہ یہاں کیسے آئے؟''

انہوں نے فرمایا: ''تم بے ہوش تھے۔ میں نے تمہارا چہرہ دھویا اور تمہاری قے دھوئی ہے'' وہ شخص رونے لگا، پھر بولا: ''آہ میں تو سمجھتا تھا کہ اللہ والے گنہگاروں کو حقیر سمجھتے ہیں مگر آج معلوم ہُوا کہ اللہ والوں سے بڑھ کر گنہگاروں سے محبت کرنے والا بھی کوئی نہیں ہو سکتا۔ مجھے بھی توبہ کرائیے۔ اللہ کی قسم! اب کبھی شراب نہیں پیوں گا۔''

---

[۳۰] مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، جلد نمبر ۲، ص ۱۵۸

Marfat.com

اس نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ اسی وقت حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو کشف ہُوا کہ توبہ کرتے ہی اس شخص کو ولایت کا بہت بلند مقام عطا ہو گیا اور اپنے وقت کے تمام اولیاء سے آگے بڑھ گیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''گناہ تاریکی کی مانند ہے تو توبہ اس کا چراغ ہے۔''

انسان جب توبہ کرتا ہے تو دل کی سیاہی دُور ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دل کو دھو دیتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی نازل ہُوئی کہ ''اپنے دل کو دھولیا کرو۔'' انہوں نے کہا: ''اے اللہ! پانی تو وہاں تک نہیں پہنچتا تو میں اس کو کیسے دھوؤں؟''

فرمایا: ''یہ دل پانی سے نہیں، یہ تو میرے سامنے رونے سے دُھلا کرتا ہے''

جنوں اور انسانوں میں سے جو نافرمانیوں پر ڈٹے رہتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے، انہیں اللہ تعالیٰ نے زمین کا بوجھ فرمایا ہے۔''ستفرغ لکم الشقاق''

## تین گناہ نہیں لکھے جاتے:

☆ خطا سے گناہ ☆ مجبور ہو کر گناہ کر بیٹھا ☆ بُھول سے گناہ کر بیٹھا

## تین بندوں کے گناہ نہیں لکھے جاتے:

☆ مجنون ☆ نیند کی حالت میں گناہ ☆ بچہ کہ جب تک وہ جوان نہیں ہو جاتا

## جنت کے دروازے پر تین سطریں لکھی ہُوئی ہیں:

☆ لا الہ الا اللہ ☆ جو ہم نے آگے بھیجا یعنی نیک اعمال۔

جو ہم نے کھالیا، وہ نفع ہے اور جو پیچھے چھوڑا، وہ خسارہ ہے۔

☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تو گنہگار ہے مگر اسے بخشنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن بے خوف اُٹھائے جائیں گے، جو گناہ کر کے توبہ کر لے۔'' زندگی کی اُمید پر توبہ میں تاخیر کرنا عقلمندی نہیں ہے۔ جب تک سانس اُکھڑ نہیں جاتا، بندہ توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''ہر بندے کو

Marfat.com

مہلت نہیں ملتی۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو فوراً توبہ کرلے۔ وضو کر کے دو رکعت نماز نفل 'صلوٰۃ التوبہ' پڑھے اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے، اللہ اس کے گناہ کو معاف فرما دیتا ہے۔ (کنز العمال)

فرماتے تھے: ''عائشہ رضی اللہ عنہا! ایسا کام نہ کرو کہ اللہ سے معذرت کرنی پڑے'' (مسند)...... اگر کسی کا گناہ کیا ہو تو اس سے زندگی میں معاف کرالیں۔ توبہ میں ٹال مٹول نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرماتا ہے، جو گناہ میں ملوث ہو بیٹھا مگر پھر اس نے توبہ کرلی۔ (کنز العمال)...... اللہ تعالیٰ نوجوانوں کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔ توبہ کی اُمید پر گناہ کرتے رہنا شیطان کا طریقہ ہے۔

جب بندہ ساٹھ سال کی عمر تک پہنچتا ہے، اللہ اس پر نرم ہو جاتا ہے۔ اس لئے جب چالیس سال کی عمر ہو جائے تو بندے کو چاہیے کہ عقل سے کام لے۔ اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ سے معافی مانگ لے اور اپنی اصلاح کرلے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوہے کی طرح دِلوں کا بھی زنگ ہے اور اس کی پالش استغفار ہے (طبرانی)۔ اچھا انسان وہی ہے جو اپنی غلطیاں خود دیکھتا ہے۔ جتنا بھی اپنے عیوب پر کوئی نظر رکھے گا، اس میں تواضع اور تحمل آئے گا۔ حدیث شریف ہے کہ ''دین کے معاملے میں اپنے سے اُوپر والے اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو۔'' جیسے زہر کھانے کے بعد قے کر کے اسے اُگل دیا جاتا ہے، اسی طرح گناہ کے زہر کو توبہ واستغفار سے نکال دیا جاتا ہے۔

☆ جو گناہ پر پچھتائے، اسے ولی سمجھو
☆ جو گناہ کی پرواہ نہ کرے، اسے گنہگار سمجھو
☆ جو گناہ کر کے اترائے، اسے شیطان سمجھو
☆ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ بدی جو تمہیں رنجیدہ کرے، اس نیکی سے بہتر ہے جو تمہیں نازاں کرے۔
☆ اس نیت سے گناہ کرنا کہ دو چار دفعہ کر کے چھوڑ دوں گا، بہت بڑی غلطی ہے۔
☆ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس نے مکروہ چیز چھوڑ دی ہو اور اسے شریف چیز نہ ملی ہو۔

Marfat.com

☆ اللہ تعالیٰ کی عنایت کی دوصورتیں ہیں:۔

اول: گناہ سے پہلے عصمت دوم: گناہ کے بعد توبہ کر لینا

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا، جس کا نام کفل تھا۔ وہ ہر طرح کے گناہ کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک عورت کے ساتھ بدکاری کرنے کے لئے ساٹھ دینار پر معاملہ طے کیا۔ عین بدکاری کے وقت عورت رونے لگی۔ اس شخص نے پوچھا

''تم کیوں روتی ہو۔ کیا میں نے تمہیں مجبور کیا تھا؟''

اس عورت نے جواب دیا: ''ایسا کام میں نے کبھی نہیں کیا۔ اس کے لئے محض محتاجی نے مجھے آمادہ کیا ہے۔''

اس آدمی نے پُوچھا: ''تم نے ابھی تک یہ کام نہیں کیا۔ کیا اب کرو گی؟''

عورت نے کہا: ''نہیں'' کفل نے عورت سے کہا: ''جاؤ، یہ ساٹھ دینار بھی میں نے تمہیں دیئے''

اس نے اس سے ہٹ کر ساٹھ دینار دیئے۔ اس عورت کے جانے کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی کہ اب کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا۔ اس رات اس کا انتقال ہو گیا۔ صبح اس کے دروازے پر لکھا تھا کہ ''اللہ نے کفل کے گناہ بخش دیئے''

(مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۴۷۴۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی گناہ کرتا ہے [۱۳۱] اور کہتا ہے کہ ''اے رب مجھے معاف کر دے۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ربّ ہے۔'' اس لئے اسے معاف کر دیتا ہے۔

حدیث پاک میں اس دعا کی تعلیم دی گئی ہے:

یَا مَنْ لَّا تَضُرُّہُ الذُّنُوبُ وَلَا تَنْقُصُہُ الْمَغْفِرَۃُ ھَبْ لِی مَالَا یَنْقُصُکَ وَاغْفِرْلِیْ مَالَا یَضُرُّکَ ۝

ترجمہ: اے وہ ذات! جس کو ہمارے گناہوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور ہمیں بخش دینے سے جس کی مغفرت کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ لہٰذا آپ ہمیں وہ

---

۱۳۱ زادِ راہ ص ۲۰۸

Marfat.com

مغفرت عطا فرما دیجئے، جس کی آپ کے یہاں کوئی کمی نہیں ہوتی اور ہمارے ان گناہوں کو معاف فرما دیجئے، جس سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ ۳۲

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُو" کَرِیم" تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ! آپ بہت زیادہ معاف فرمانے والے کریم ہیں۔ معاف فرمانے کو پسند فرماتے ہیں، پس مجھ کو معاف فرما دیجئے۔

توبہ کرنے والے کے بارے میں لوگوں پر چار چیزیں واجب ہیں:

☆ اس سے محبت کریں
☆ توبہ پر ثابت قدم رہنے کی دعا کریں
☆ نیک کام کرنے میں اس کی مدد کریں
☆ گزشتہ گناہوں پر اسے شرمندہ نہ کریں

"ان اللّٰہ یُحبُّ التّوابین" (البقرۃ۔۲۲۲) بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بندہ جب تک استغفار کرتا رہتا ہے، عذاب خداوندی سے محفوظ رہتا ہے" (تفسیر ابن کثیر جلد نمبر ۲)

توبہ واستغفار کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے نجات دیتا ہے ہر غم سے نجات دیتا ہے اور رزق میں فراوانی کرتا ہے۔ توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو بندہ مایوس ہو جاتا ہے کہ اس کی توبہ بیکار گئی۔ اسے چاہیے کہ پھر توبہ کرے۔ بار بار توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو بھی مایوس نہ ہو۔ بار بار توبہ کریں۔ توبہ کی قبولیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس گناہ سے الگ ہو، دل میں نادم ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ ہو تو ایسی توبہ اللہ کے ہاں قبول ہوتی ہے۔ توبہ اور استغفار کرنے سے لذت ملتی ہے۔

شیخ لوشنجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب تُو گناہ کا ذکر کرے اور تجھے اس کے ذکر سے اس کی مٹھاس محسوس نہ ہو تو یہی توبہ ہے۔"

---

۳۲ اولیاء اللہ کی پہچان ص ۱۴

Marfat.com

ایک جگہ ارشاد فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ لوگ استغفار کرنے والے ہوں اور پھر اُن کو عذاب دیں'' (انفال)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ سے ارشاد فرمایا: ''پھر بے شک آپ کا ربّ ان لوگوں کے لئے جو نادانی سے کوئی بُرائی کر بیٹھیں، پھر اس بُرائی کے بعد وہ توبہ کرلیں اور اپنے اعمال درست کرلیں تو بے شک آپ کا ربّ اس توبہ کے بعد بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے''

ایک جگہ ارشاد ہے: ''ایمان والو! تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم بھلائی پاؤ''

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟''

ایک شخص نے عرض کیا: ''ہم میں سے کوئی آدمی ایک ہزار نیکیاں کس طرح کما سکتا ہے؟''

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک سو (۱۰۰) مرتبہ سبحان اللہ پڑھے۔ اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گے (مسلم)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ چاہے کہ قیامت کے دن اس کا نامۂ اعمال اس کو خوش کر دے تو اسے کثرت سے استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ (طبرانی۔ مجمع الزوائد)

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو اپنے اعمال نامے میں قیامت کے دن زیادہ استغفار پائے گا۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میرے بندو! تم میں سے ہر شخص گنہگار ہے، سوائے اس کے جسے میں بچالوں۔ لہٰذا مجھ سے مغفرت مانگو۔ میں تمہاری مغفرت کر دوں گا اور جو شخص یہ جانتے ہُوئے کہ میں معاف کرنے پر قادر ہُوں، مجھ سے معافی مانگتا ہے، میں اسے معاف کر دیتا ہُوں۔ اور تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دُوں۔ لہٰذا مجھ سے

Marfat.com

ہدایت مانگو، میں تمہیں ہدایت دوں گا اور تم سب فقیر ہو سوائے اس کے جسے میں غنی کر دوں۔ لہٰذا مجھ سے مانگو، میں تم کو روزی دُوں گا۔ اگر تمہارے زندہ مردہ اور اگلے پچھلے، نباتات اور جمادات (بھی انسان بن کر) جمع ہو جائیں، پھر یہ سارے اس شخص کی طرح ہو جائیں، جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو تو یہ بات میری بادشاہی میں مچھر کے پر کے برابر بھی زیادتی نہیں کر سکتی۔ اور اگر یہ سب اکٹھے ہو کر کسی ایسے شخص کی طرح ہو جائیں جو سب سے زیادہ گنہگار ہو تو یہ چیز بھی میری بادشاہی میں مچھر کے پر کے برابر کمی نہیں کر سکتی۔ اگر تمہارے زندہ۔ مردہ۔ اگلے۔ پچھلے۔ نباتات اور جمادات (بھی انسان بن کر) جمع ہو جائیں اور ان میں سے ہر ایک مانگنے والا اپنی خواہشات کو آخری حد تک مانگ لے تو میرے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی، جتنی تم میں سے کوئی سمندر کے کنارے پر سے گزرے اور اس میں سوئی ڈبو کر نکال لے۔ یہ اس لئے کہ میں بہت سخی ہُوں، بزرگی والا ہوں، میرا دینا صرف کہہ دینا ہے۔ میں جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہُوں تو اس چیز کو کہتا ہوں کہ "ہو جا" وہ ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا: "جو شخص مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے استغفار کرے اللہ اس کے لیے ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کے بدلے میں ایک نیکی لکھ دیتے ہیں۔"

(طبرانی۔ مجمع الزوائد)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب دو مسلمان ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ مثلاً الحمد الله يَغْفِرُ الله ولكُم کہتے ہیں تو ان کی مغفرت لکھ دی جاتی ہے۔"

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مغرب کی جانب ایک دروازہ توبہ کے لئے بنایا ہے، جس کی لمبائی کا تو کیا پوچھنا، اس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے جو کبھی بند نہ ہوگا یہاں تک کہ سورج مغرب کی طرف سے نکلے۔ (اس وقت قیامت قریب ہوگی اور توبہ کا دروازہ

Marfat.com

بند کر دیا جائے گا)(ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کرنے پر اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جس کا اُونٹ بے آب و دانہ جنگل میں گم ہو جائے، پھر ایکا ہی ایک وہ اسے مل جائے۔'' ۴۳

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل استغفار یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض کرے:

سیدّ الاستغفار: بسم الله الرّحمن الرّحيم

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِی وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوذُبِکَ مَنْ شر مَاصَنَعْتُ اَبُوءُ لَکَ بنعمتک عَلَیَّ وَ اَبُوءُ بِذَنْبِی فَاغْفِرلِی ذُنُوبِی فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الُّذنُوبَ اِلَّاانت○

ترجمہ: ''اے اللہ! تُو میرا ربّ ہے، نہیں کوئی معبود مگر تُو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہُوں اور میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، اپنی طاقت کے موافق پناہ مانگتا ہوں، تجھ سے اپنی بدکاریوں سے اور تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہُوں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، تو مجھے بخش دے گناہ میرے، پس تیرے سِوا کوئی گناہ نہیں بخشتا۔'' ۴۴

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص ان کلمات کو اخلاص کے ساتھ دن میں ان کے معنی پر یقین رکھ کر پڑھے اور پھر اسی دن شام سے پہلے مر جائے تو وہ شخص جنتیوں میں سے ہوگا۔'' (بخاری)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:۔

''جو شخص کہ تباہ ہوتا ہے اس سے تعجب کہ نجات اس کے ساتھ ہے، پھر کیسے ہلاک ہُوا؟''

لوگوں نے پُوچھا: ''نجات کیا ہے؟''

---

۴۳ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۱۲۳۶، ص ۵۵۳ ۴۴ اوراد و وظائف، ص ۳۴۹

Marfat.com

انہوں نے فرمایا: ''استغفار ہے''

اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کے دل میں استغفار نہیں ڈالا اگر اس کو عذاب دینا چاہتا ہو۔ اگر اس کو عذاب دینا منظور نہیں تو اس کو استغفار کا الہام کر دیتا ہے۔'' ۳۵ے

جو شخص اللہ سے خوف کھا کر استغفار کرے، اللہ اس کے گناہ بخش دیتا ہے

اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو پسند فرماتا ہے جن سے گناہ سرزد ہو جائیں اور وہ شرمندہ ہو کر اللہ سے توبہ اور استغفار کریں۔ اللہ سے معافی مانگنے کے عمل کو استغفار کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب شعبان کی پندرھویں شب ہو تو رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو، کیوں کہ اللہ اس رات سُورج غروب ہوتے ہی آسمان سے دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اس کی مغفرت کر دوں۔ کون مجھ سے رزق طلب کرتا ہے کہ میں اس کو رزق دوں۔ کون مبتلائے مصیبت ہے کہ میں اسے عافیت دُوں اس طرح صبح تک ارشاد ہوتا رہتا ہے'' (ابن ماجہ)

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّہٗ، لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

**نماز استغفار:** یہ نماز بروز ہفتہ دوپہر سے پہلے پڑھیں۔

دو رکعت نماز استغفار کی نیت کریں۔ سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ قدر ایک دفعہ پڑھ کر (۱۵) پندرہ دفعہ استغفر اللہ پڑھ لیں پھر رکوع میں تلاوت کے بعد دس (۱۰) دفعہ استغفر اللہ کہیں رکوع سے اٹھ کر دس دفعہ پہلے سجدہ اور دوسرے سجدہ اور سجدوں کے درمیان دس مرتبہ استغفر اللہ کہیں۔ اسی طرح دوسری رکعت مکمل کریں

❁ چار رکعت نماز استغفار کی نیت کریں۔

پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک دفعہ آیت الکرسی پڑھیں دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک دفعہ سورۃ توحید پڑھیں تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار سورۃ فلق پڑھیں اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتح کے بعد سورۃ الناس پڑھیں۔ سلام کے بعد دس مرتبہ استغفار پڑھیں۔ افضل ہے کہ بروز ہفتہ دوپہر سے پہلے پڑھیں۔

۳۵ے احیاء العلوم جلد نمبر ۱، ص ۴۹۴

Marfat.com

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے دوسری ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفر اللہ کرتے تھے اور پھر پڑھتے تھے:

"اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذولجلال والاکرام"

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ جو حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہیں، سے پوچھا گیا: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کیسے فرماتے تھے، تو انہوں نے بتایا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم استغفر اللہ، استغفر اللہ پڑھتے تھے۔" (مسلم)

حضرت سلمیٰ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے چند کلمات بتا دیجئے مگر زیادہ نہ ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دس مرتبہ اللہ اکبر، دس مرتبہ سبحان اللہ اور پھر دس مرتبہ "اللھم اغفرلی" پڑھا کریں۔" (طبرانی مجمع الذواید)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے عرض کیا: "میرے لیے وہ کون سے کلمات ہیں جن کے ذریعے میں اپنے لئے دعا کروں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس طرح مانگو "اللھم اغفرلِي وارْحمنی وَاهدِنی و ارْزُقنِی وعَافِنِی" (اللہ میری مغفرت فرما دیجئے، مجھ پر رحم فرما دیجئے، مجھے ہدایت دے دیجئے مجھے روزی دے دیجئے اور مجھے عافیت عطا فرمائیے (مسلم)

توبہ کے لغوی معنی رجوع کرنا ہیں۔ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اللہ سے دور ہو جاتا ہے، پھر توبہ کرتا ہے تو گویا اس دُوری سے اللہ کی طرف رجوع کر کے اس کے قرب اور مغفرت کی خواہش کرتا ہے۔ اسی رجوع الی اللہ کا نام توبہ ہے اور اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ توبہ کی کثرت اور اس کا استمرار ضروری ہے تا کہ غیر شعوری گناہ بھی معاف ہوتے رہیں۔ توبہ کے وجوب پر کتاب وسنت کے بکثرت دلائل اور امت کے بکثرت دلائل اور امت کا اجماع ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے مومنو! سب کے سب اللہ کی طرف رجوع (توبہ) کرو۔ شاید تم کامیاب ہو جاؤ" (النور۔۳۱)

اور فرمایا: "اپنے ربّ سے استغفار کرو اور اس کی طرف رجوع کرو" (ھود:۳)

اور فرمایا: "اے ایمان والو! اللہ کی طرف خالص توبہ کرو" (التحریم۔۸)

Marfat.com

اس میں توبہ واستغفار کی ترغیب ہے۔توبہ ہر گناہ سے واجب ہے۔ ۳۶ اللہ تعالیٰ توبہ سے بڑا خوش ہوتا ہے۔اس لئے رات یا دن کی جس گھڑی میں بھی کوئی گناہ ہو جائے، انسان بلا تاخیر توبہ کے لئے بارگاہِ الٰہی میں جھک جائے۔گناہگار سے گناہگار شخص کے لئے بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کی توبہ قبول فرماتا ہے بشرطیکہ خاص توبہ ہو۔توبہ کی توفیق بھی اللہ کا انعام ہے، جس پر شکر واجب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر انسان کے پاس ایک وادی سونے کی ہو تو وہ (اس پر قناعت نہیں کرے گا بلکہ) چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں۔اس کا منہ تو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی اور اللہ تعالیٰ اس پر رجوع فرماتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے یعنی توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔(بخاری و مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ۳۷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: ''ہائے میرے گناہ، ہائے میرے گناہ!'' اس نے یہ دو یا تین بار کہا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا: ''تم کہو''

''اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِی وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی اِعِنْدِی مِنْ عَمَلِی''

(مستدرک حاکم) ''یعنی اللہ آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور میں اپنے عمل سے زیادہ آپ کی رحمت کا امیدوار ہوں'' اس شخص نے یہ کلمات کہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''پھر کہو''

اس نے پھر کہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''پھر کہو''

اس نے تیسری بار بھی یہ کلمات کہے۔اس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اُٹھ جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت فرما دی۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو ایسا محسوس کرتا ہے جیسا کوئی شخص پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور اس سے ڈر رہا ہو کہ یہ پہاڑ مجھ پر گر جائے گا اور فاجر کوئی گناہ کرتا ہے تو ایسا آسان محسوس کرتا ہے جیسا کہ مکھی ناک پر

---

۳۶ ریاض الصالحین جلد اول، ص۴۶،۶۶ ۳۷ ریاض الصالحین جلد اول، ص۴۶،۶۶

Marfat.com

بیٹھ گئی اور اس کو ہاتھ سے اُڑا دیا۔ ۳۸

ایک غامدیہ عورت کا قصہ ہے کہ وہ بھی آ کر درخواست کرتی ہے "یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے پاک کر دیجئے"

حضور اکرم ﷺ نے اس کو یہی فرما کر واپس کر دیا: "جا، توبہ استغفار کر"

وہ عرض کرتی ہے: آپ مجھے اس طرح واپس کرنا چاہتے ہیں جس طرح حضرت ساعز رضی اللہ عنہ کو واپس کیا تھا۔ خدا کی قسم! میں زنا سے حاملہ ہوں"

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے، تجھ پر رجم نہیں کیا جا سکتا"

جب وہ بچہ پیدا ہو گیا تو پھر وہ حاضر ہُوئی اور عرض کیا: "یا رسول اللہ (ﷺ)! میں نے بچہ جن دیا، مجھے پاک کر دیجئے"

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "اس کو دودھ چھوٹنے کے زمانہ تک دودھ پلاؤ"

وہ دودھ چھڑانے کے بعد بچہ کو گود میں لے کر آئی۔ بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا، وہ کہنے لگی: "یا رسول اللہ (ﷺ) "روٹی کھانے لگا ہے"

اس پر رسول اللہ ﷺ نے حسب قوانین شرعیہ سنگساری کا حکم دے دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی سنگسار کرنے والوں میں تھے۔ ان کو سنگساری کرتے ہُوئے اس کے خون کا ایک قطرہ اُڑ کر ان کی رخسار پر پڑا تو انہوں نے کوئی سخت بات کہی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "خالد! ایسا مت کہہ۔ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر کوئی چنگی کا افسر بھی ایسی توبہ کر لیتا تو اس کو کافی ہوتی"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! اس پر جنازہ کی نماز پڑھیں، حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟"

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی جان کی قربانی کر دی"

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید اور مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کوئی گناہ ہو جائے

۳۸ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۱۲۳۵، ص ۵۵۲

Marfat.com

تو فوراً اللہ سے معافی مانگیں، پھر گناہ ہو جائے، پھر معافی مانگیں اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی طرف سے مانگنا پسند ہے۔ اس لئے بار بار معافی مانگنے میں شرم نہیں کرنا چاہیے۔ اگرچہ ایک ہی گناہ سے بار بار توبہ کی جائے بشرطیکہ اخلاص سے ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی بندے نے گناہ کیا۔ پھر عرض کیا: ''اے اللہ میرے گناہ کو معاف فرما دے'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میرے بندے نے گناہ کیا۔ پس وہ جانتا ہے کہ اس کا ربّ گناہ کو معاف بھی کرتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔''

پھر وہ دوبارہ گناہ کر بیٹھتا ہے، پھر عرض کرتا ہے: اے میرے ربّ، میرے گناہ کو معاف فرما'' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میرے بندے نے گناہ کیا، پس وہ جانتا کہ اس کا ربّ گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے تو جو چاہے کر میں نے تجھے معاف کر دیا۔ ۳۹

نیکیوں سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ کبیرہ گناہ بغیر توبہ اور ان کی تلافی کیے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ جس بُرے عمل سے توبہ کی جائے، اس سے اپنے آپ کو آئندہ بھی بچا کر رکھنا چاہیے۔ گناہ سے بچنے والا بہر حال گناہ کرنے والے سے بہتر ہے۔ ہر وقت توبہ واستغفار کرنا بہت بڑی سعادت اور فضیلت کا حامل ہے۔

---

۳۹ صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۶۹۸۶، ص ۹۲۲

Marfat.com

# خشیّت

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا مطلب اس طرح کا خوف نہیں جیسے درندہ جانور یا سانپ بچھو دیکھ کر انسان ڈر جاتا ہے بلکہ یہ خوف عظمت اور محبت کی وجہ سے ہوتا ہے کہ کہیں ہمارا کوئی عمل یا بات اللہ تعالیٰ کو ناپسند نہ ہو جائے۔ خشیّت اسی خوف کو کہتے ہیں جو عظمت اور محبت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ خشیّت کا مطلب ہے خوفِ خدا۔

"اللہ سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو (اس کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں" [1]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم وہ شخص ہے جو خلوت اور جلوت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

ڈر دو قسم کا ہوتا ہے۔ اندر کے ڈر کو حزن اور باہر کے ڈر کو خوف کہتے ہیں۔ خوف سانپ، بچھو، درندوں، چوروں، ڈاکوؤں اور قاتلوں وغیرہ سے ہوتا ہے، جس میں بیرونی عناصر سے اذّیت پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔ مومن کو اللہ تعالیٰ سے ڈر آتا ہے اور غفلتوں پر عذاب ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا مطلب وہ خوف ہے جو اپنے بڑوں اور بزرگوں کی عظمت اور ہیبت کی وجہ سے ہونا لازم ہے۔ پیغمبروں کا شیوہ رہا ہے کہ وہ اللہ ہی سے ڈرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور تبلیغ کرتے تھے۔ خوف ایک طبعی چیز ہے۔ اس میں سزا ملنے کا پہلو غالب ہے۔ خشیّت کا لفظی مطلب ڈرنا ہے مگر نوعیّت کسی کے رُوٹھ جانے کی ہے۔ خوف خشیّت میں یہی فرق ہے کہ خشیّت میں عظمت ہے۔ بے شک جو علم رکھتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ رُوٹھ نہ جائے، یہ خشیّت ہے۔

---

[1] معارف القرآن جلد نمبر ۷، فاطر۔ ۲۸، ص ۳۳۴

Marfat.com

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے تھے کہ ”اے لوگو! میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں۔ اے اللہ! تجھے اس وقت تک راضی کرنا ضروری ہے، جب تک تُو راضی ہو جائے“ نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہوتے ہیں اور ان کے لیے اس سے بڑی کوئی تکلیف نہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ کہیں ناراض نہ ہو جائے۔ وہ کسی صُورت میں بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا چاہتے اور یہ ڈر جواُن کے دل میں رہتا ہے، خشیّت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہت سی احادیث یاد کر لینا یا بہت باتیں کرنا کوئی علم نہیں بلکہ علم وہ ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خوف ہو یعنی جس قدر کسی شخص میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوگا، وہ اسی درجہ کا عالم ہوگا۔

حضرت احمد بن صالح مصری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے خوف کو علم کی زیادتی سے نہیں جانچا جاتا بلکہ اس کو کتاب وسنّت کے اتباع سے پہچانا جاتا ہے۔ (ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

”جن لوگوں کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے، ان کے لیے بڑی خرابی ہے اور یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں“ [۲]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس بندے کے بدن پر اللہ تعالیٰ کے خوف سے بال کھڑے ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کے بدن کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ (قرطبی)

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اس سے ہر چیز ڈرتی ہے“

جب کسی بندے کو اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر لگے تو یہ خوف الٰہی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد عطا فرمائی تھی۔ جب وہ مرنے لگا تو اُس نے اپنے بیٹوں سے کہا: ”میں تمہارا کیسا باپ تھا؟

---

[۲] معارف القرآن جلد نمبر ۷، زمر۔۲۲، ص ۵۴۸

Marfat.com

انہوں نے کہا: ''بہت اچھا''

باپ کہنے لگا: ''میں نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں کوئی نیکی ذخیرہ نہیں کی یعنی کوئی نیکی جمع نہیں کرائی اور اگر میں کہیں اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گیا تو ضرور مجھ کو عذاب ہوگا۔ تم ایسا کرنا کہ جب میں مر جاؤں تو میری لاش کو جلا دینا۔ جب جل کر کوئلہ ہو جائے تو خُوب پیسنا اور ریزہ ریزہ کر دینا۔ پھر جس دن تیز آندھی ہو، یہ راکھ ہوا میں بکھیر دینا اور اُڑا دینا''

اس شخص نے اپنی اولاد سے قسم دے کر عہد لیا۔ پھر وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے سب اجزا جمع کیے اور فرمایا: ''کُن''

وہ شخص سامنے کھڑا ہو گیا تو پروردگار نے پُوچھا: ''میرے بندے! تُو نے یہ حرکت کیوں کی؟''

اس شخص نے عرض کیا: ''پروردگار! فقط تمہارے ڈر سے''

اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ یہ کیا کہ اس پر رحم کر کے سارے گناہ بخش دیئے'' [۳]

گناہوں سے بندہ ربّ سے دُور ہوتا ہے اور توبہ سے نزدیک۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو کوئی شخص بھی پاک نہ ہو۔ گناہگاروں کا رونا اور گریہ کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ پشیمانی اور شرمندگی کے آنسوؤں کو شہید کے خُون کے برابر درجہ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے جو آنسو نکلیں، معمولی بات نہیں ہے۔ دل میں ندامت آجائے اور اپنی کی ہوئی نافرمانیوں پر اگر کوئی شخص رنجیدہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو توبہ کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ دل کے اندر اللہ کی محبت اور خوف نہ ہو تو اعمال صالح نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ توبہ کے راستے سے آنے والے کو محبوب بنا لیتا ہے۔ ہر بندہ کو چاہیے کہ وہ برے اعمال سے توبہ کر کے نیک اعمال کی طرف آجائے اور غفلت کو چھوڑ کر بیدار ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طاعت اور ذکر کرے۔ اسے چاہیے کہ ہر غیر کی طرف سے تائب ہو جائے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم فرمائی کہ اپنی دنیا میں رہنے کے لیے اتنی محنت اور رقت صرف کریں، جتنا اس میں تمہارا قیام ہے اور اپنی آخرت کے لئے اتنی تیاری کریں، جتنا اس میں تمہارا قیام ہے۔ اس دنیا میں رہنے کا دور عارضی ہے،

---

[۳] صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۱۴۰۲، ۱۴۰۲، ص ۶۲۰

Marfat.com

جو آناً فاناً گزر جاتا ہے۔ جب آدمی مر جاتا ہے تو قبر کی پہلی رات سے آخرت تک اور اس کے بعد بھی کبھی نہ ختم ہونے والا دور مستقل ہے۔ بندے کو تو ہر لمحہ اللہ کی محتاجی ہے۔ اس لئے اللہ کی طاعت کرے۔

حضرت نصر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس قوم میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا موجود ہو تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو اس کی وجہ سے آگ سے نجات عطا فرما دے گا'' (روح عن ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جہنم میں نہ جاوے گا وہ شخص جو اللہ کے خوف سے رویا، جب تک دوہا ہُوا دودھ دوبارہ تھنوں میں واپس نہ لوٹ جائے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والی آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے۔'' (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اذان کی آواز سُن کر اس قدر روتے کہ چادر تر ہو جاتی، رگیں پُھول جاتیں اور آنکھیں سرخ ہو جاتیں کسی نے عرض کیا:

''ہم تو اذان سُنتے ہیں مگر کچھ اثر بھی نہیں ہوتا، آپ اس قدر گھبراتے ہیں؟''

انہوں نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ موذن کیا کہتا ہے تو راحت و آرام سے محروم ہو جائیں اور نیند اُڑ جائے''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کے خوف سے اس کی آنکھیں چھلک پڑیں اور اس کے آنسو زمین پر گر پڑے، قیامت کے دِن اس پر عذاب معاف ہے۔

ایک دفعہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ جا رہے تھے اور زار و قطار روئے جا رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا: ''کیا آپ گناہوں سے ڈر کر رو رہے ہیں؟''

یہ سن کر انہوں سے گھاس کا ایک تنکا توڑا اور جواب دیا: ''گو میں بہت گنہگار ہُوں لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سامنے اتنی حیثیت بھی میرے گناہ نہیں رکھتے جو گھاس کے اس تنکے کی ہے میں تو اس بات پر رو رہا ہوں کہ معلوم نہیں کہ میرا ایمان حقیقی بھی ہے یا نہیں''

حضرت یزید میسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''رونا سات وجوہات سے ہوتا ہے:

Marfat.com

❁ خوشی سے ❁ جنون سے ❁ درد سے
❁ گھبراہٹ سے ❁ دِکھلاوے سے ❁ نشہ سے
❁ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ...... اور یہی ہے وہ رونا کہ اس کا ایک آنسو بھی آگ کے سمندر کو بجھا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے گناہوں پر پشیمان ہے اور وہ غلبۂ شوق سے اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے۔ جو شخص تنہائی میں ذکر کرتے ہُوئے روئے، اس شخص میں دو خوبیاں ہیں جو اعلیٰ درجے کی ہیں۔ ایک اخلاص کی کہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی یاد، دوسرے اللہ تعالیٰ کا خوف۔ اللہ کی یاد میں یا اس کے خوف سے رونا بہت بڑی دولت ہے، جو آنکھ اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی ہو، اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ ایک حدیث ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے، حتیٰ کہ اس کے آنسو کچھ زمین پر ٹپک جائیں تو اس کو قیامت کے دن عذاب نہیں ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سات لوگوں پر قیامت کے دن سایہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا سایہ ان پر ہوگا جنہوں نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور ان کی آنکھیں بھر آئیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس شخص کی آنکھیں خشیّت سے بھر آئیں، اس کو دوزخ کی آگ مَس بھی نہیں کر سکتی۔ یہ بندگی کا حُسن ہے اور خشیّت کا کمال'' ...... اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دو قطروں سے زیادہ محبوب نہیں۔ ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو اور دوسرا خُون کا وہ قطرہ جو اللہ کے راستہ میں گرا ہو۔ [۱]

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی خوف یا حیرت دلانے والی آیت سُنتے تو کانپنے لگتے اور ان کی حالت غلبۂ ہیبت حق سے دگرگوں ہو جاتی ...... ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی قاری نے ان کے سامنے سورۃ زلزال پڑھی۔ اس کو سُنتے ہی اُن کے جسم میں کپکپی ہونے لگی اور وہ زور زور سے رونے لگے اور آخر میں تو بے ہوش ہو گئے اور گر پڑے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے ہر وقت لرزاں رہتے

---

[۱] مشکوٰۃ کتاب الجہاد۔۲۲۲

Marfat.com

تھے۔ جب وہ آتے تو یوں محسوس ہوتا تھا، جیسے کسی عزیز کو دفن کر کے آئے ہیں اور جب وہ بیٹھ جاتے تو ایسے قیدی کی مانند، جس کے قتل کا حکم ہو چکا ہو اور جب اُن کے سامنے جہنم کا ذکر ہوتا تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ وہ ہنستے نہیں تھے اور فرماتے تھے کہ مسلمان کی ہنسی دل کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت کمال پر پہنچ کر عشق میں بدل جاتی ہے۔ اسی طرح جب خوف بڑھتا ہے تو خشیت بن جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن ایک کچی اینٹ اُٹھالی اور فرمانے لگے کہ کاش! میں یہ اینٹ ہوتا کہ کسی اچھی عمارت میں لگ جاتا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خوف کا یہ عالم تھا کہ جب اُن کی نظر سبزہ پر پڑتی تو فرماتے کہ مجھ سے حساب ہوگا۔ کاش، میں سبزہ ہوتا جسے چرند پرند کھا گئے ہوتے۔ وہ راتوں کو روتے تھے اور خوف کے مارے اُن کے چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نماز کے وقت چہرہ زرد ہو جاتا تھا اور بدن میں کپکپی ہونے لگتی تھی۔ کسی نے اُن سے اس کی وجہ پُوچھی تو انہوں نے فرمایا: ”اس امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے جس کو آسمان و زمین نہ اٹھا سکے، پہاڑ اس کے اُٹھانے سے عاجز ہو گئے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو پُورا کر سکوں گا یا نہیں؟“

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ جب وضو کرتے تو چہرہ زرد ہو جاتا اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بدن پر لرزہ آجاتا۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی، تو فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں؟“

حضرت عصام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاتم زاہد بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھا: ”آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟

حضرت حاتم زاہد بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ”جب نماز کا وقت آتا ہے، اول تو اطمینان سے وضو کرتا ہوں، پھر اس جگہ پہنچتا ہوں، جہاں نماز پڑھنی ہے اور نہایت اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا کعبہ میرے منہ کے سامنے ہے اور میرا پاؤں پُل صراط پر ہے۔ دائیں طرف جنت ہے اور بائیں طرف دوزخ۔ موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے اور شاید پھر کوئی نماز میسر نہ ہو اور میرے دل کی

Marfat.com

حالت کو اللہ ہی جانتا ہے۔ پھر عاجزی سے اللہ اکبر، کہتا ہوں اور تواضع اور عاجزی کے ساتھ رکوع اور سجدے کرتا ہوں اور اپنے اعمال سے مردود ہو جانے کا خوف کرتا ہوں۔"

حضرت عصام رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا: "کتنی مدت سے آپ ایسی نماز پڑھ رہے ہوں؟"

حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "تیس (۳۰) برس سے"

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر ایک شخص دیکھ بھال کر لے کہ اس نے کل (قیامت) کے واسطے کیا بھیجا ہے یعنی (اعمال صالحہ) اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ کو خبر ہے، جو تم کرتے ہو" ؎۵

ایک دن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لکڑیوں کا گٹھا اُٹھایا اور چل پڑے۔ ان کے اندر اللہ تعالیٰ کی خشیت تھی۔ لوگوں نے کہا کہ خدام اُٹھا لیتے مگر انہوں نے فرمایا کہ میں نے چاہا کہ اپنے نفس کو آزماؤں کہ وہ غلام بن کر رہنے میں خوش ہوتا ہے یا نہیں؟

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

۱۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو جانتا ہو، پھر بھی ہنسے

۲۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ دنیا آخر ایک دن ختم ہونے والی ہے پھر بھی اس میں رغبت کرے۔

۳۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو آخرت میں حساب کا یقین ہو، پھر بھی مال جمع کرے۔

۴۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جہنم کی آگ کا علم ہو، پھر بھی گناہ کرے۔

۵۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ ہر چیز مقدر سے ہے، پھر بھی کسی چیز کے جاتے رہنے پر افسوس کرے۔

۶۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ کو جانتا ہو، پھر بھی کسی اور چیز کا ذکر ہے۔

۷۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جنت کی خبر ہو، پھر بھی دنیا میں کسی چیز سے راحت پائے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ کا خوف اس درجہ کا تھا کہ انہوں نے ایک بار فرمایا: اگر مجھے جنت و دوزخ کے مابین لایا جائے اور ابھی مجھے علم نہ ہو کہ ان

---

؎۵ معارف القرآن جلد نمبر ۸، حشر ۱۸، ص ۳۸۸

Marfat.com

میں سے کس میں جاؤں گا تو میں وہاں راکھ ہونا پسند کروں گا''

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کرتے لیکن جب نماز کا وقت آجاتا تو ایسے ہو جاتے گویا ہم کو پہچانتے ہی نہیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف مشغول ہو جاتے تھے۔

حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں، مجھ پر اس کا فکر سوار ہو جاتا ہے کہ مجھ سے کیا کیا سوال و جواب ہوگا؟

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ جب قرآن مجید کھولتے تو غش کھا کر گر جاتے اور اُن کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو جاتے تھے کہ: ''یہ میرے ربّ کا کلام ہے''

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے خوف سے کسی بندے کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور وہ خوف الٰہی کا خیال کرے تو اس کے گناہ اس کے بدن سے اس طرح گر پڑتے ہیں، جیسے درخت کے پتے۔(مشکوٰۃ) ایک اور فرمان ہے کہ حکمت نشان ہے کہ حکمت کی جڑ اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔(شعب الایمان)۔ ایک دفعہ فرمایا کہ ''جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے، تمام خلق اس سے ڈرے گی اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے تو اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا ڈر اس کے دل میں ڈال دے گا۔'' (کنز العمال)

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے نوجوان کے پاس تشریف لے گئے، جس کی وفات ہونے والی تھی اور اس سے دریافت فرمایا: ''تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟''

اس نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! مجھے امید بھی ہے اور گناہوں کی وجہ سے ڈرتا بھی ہوں''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس مقام میں جب یہ دو باتیں جمع ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرماتا ہے جس کی وہ امید رکھتا ہو اور اس سے محفوظ رکھتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔(مشکوٰۃ)

خوفِ خدا رکھنے والا شخص کسی عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ رشتہ داروں سے تعلقات قائم رکھتا ہے اور بقول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایسا شخص تنہائیوں میں اپنے گناہوں کو یاد کرتا ہے اور استغفار کرتا ہے۔ ایسے شخص کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی کرے اور نفسانی خواہشات کو چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کئے

Marfat.com

ہوئے احسانِ عمل کا بدلہ احسانِ جزاء ہے۔ جس شخص کو خلوت وجلوت میں یہ خوف ہو کہ مجھے ایک دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر اپنے اعمال کا احساب دینا ہے، وہ گناہوں سے بچ جائے گا۔ جو لوگ اپنے پروردگار سے بے دیکھے ڈرتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں، اُن کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔ پچھلے زمانے میں لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف تھا۔ کسی جگہ اس طرح کا کوئی حادثہ سیلاب، طوفان یا زلزلہ ہوتا تو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے، گناہوں سے توبہ کرتے، صدقہ کرتے، خیرات کرتے تھے کیوں کہ وہ ان چیزوں کو نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت کر دی کہ مجھ سے ہی ڈرو کیونکہ جب الوہیت میرے ساتھ خاص ہے تو کمال قدرت بھی میرے ہی ساتھ ہے تو انتقام وغیرہ کا خوف مجھ سے کرو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے مت ڈرو کیونکہ تکلیف کے وقت تم مجھے ہی پکارتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا نعمتیں دینے والا کوئی نہیں اور اس کے سوا کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، وہ اہل جنت ہیں اور جو نہیں ڈرتے وہ اہل جہنم ہیں۔ لہٰذا صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اور اسی کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اس کی نافرمانی سے بچنا چاہیے کیونکہ وہی ایک ایسی واحد ذات ہے جو بڑے سے بڑے گناہگار کو اس کے سب گناہ جب چاہے، بخش دیتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر خشیّت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ ایک دن سورۃ طور پڑھی اور جب اس آیت پر پہنچے "اِنَّ عذابَ ربِّکَ لَواقِعٌ" "مَا لَهُ مِنْ دافِعٍ" (طور۔۸) "یعنی بے شک آپ کے ربّ کا عذاب واقع ہو کر رہے گا، اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں" تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈی آہ بھری اور اس کے بعد بیس (۲۰) دن تک بیمار رہے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فراتے ہیں کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، خوف اس کو ہر طرح کی بہتری سوجھا دیتا ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے، اس کو اللہ ہر چیز سے ڈراتا ہے۔"

Marfat.com

حضرت احمد بن عاصم الانطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''جس قدر کسی کو عرفان باللہ حاصل ہوگا، اسے اسی قدر زیادہ اللہ تعالیٰ سے خوف نصیب ہوگا۔''[۶]

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اس کا دل نرم ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دل کا ڈر جانا ایسا ہوتا ہے، جیسا کہ کھجور کے خشک پتوں میں آگ لگ جانا۔

انسان کے چار دشمن ہیں:

☆ نفس ☆ شیطان ☆ خواہشات ☆ بُری صحبت

انہیں چھوڑ کر ہر وقت ایمان کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اپنی محبت اور خشیّت کی تلوار نیام میں مت ڈالیں۔ جب نیند کا غلبہ ہو، اسی وقت سونا چاہیے۔ جب بھوک کا غلبہ ہو، اسی وقت کھانا کھائیں۔ ضرورت کے مطابق بات کریں۔ خاموش رہنا اچھے لوگوں کی علامت ہے۔ تنہائی میں عبادت کریں۔ اپنے نفس کا ساتھ نہ دیں۔ نفس ہلاکت کی وادی میں گرا دیتا ہے۔ آخرت کے سفر کی تیاری کریں۔ دل کا چہرہ ہر وقت اللہ کی طرف رکھیں اور اس کی رضا کا فکر کریں۔ دنیا کا فکر یا غم نہ کریں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کا فکر کریں۔ (جیلانی)

یہی تو خوف اور خشیت میں فرق ہے۔ خوف اس ڈر کو کہتے ہیں جس میں عظمت نہ ہو، خشیّت کا لفظ دین میں وہیں استعمال ہوتا ہے، جہاں عظمت ہو۔ شریعت کے احکام اپنے اوپر لازم کرلیں اور شریعت کی مخالفت سے توبہ کریں اور تقویٰ اختیار کریں۔ سب سے اونچے درجے کا خوف یہ ہے کہ انسان اپنی طرف سے کوئی بھی گناہ نہ کرے، اس کے باوجود ڈرے کہ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جوانی کی عمر میں انسان پر خوف غالب رہنا چاہیے تاکہ نفس کا زور ٹوٹے اور بندہ گناہوں سے بچ جائے اور بڑھاپے کے اندر امید پیدا ہونی چاہیے تاکہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائے۔ صحت کے زمانے میں خوف اور بیماری کے زمانے میں انسان پر اُمید غالب ہونی چاہیے۔ خوشی کی حالت میں انسان پر خوف غالب ہونا چاہیے اور غم کی حالت میں اس کے دل میں امید غالب

---

[۶] ہدایۃ الامۃ ص ۵۴

Marfat.com

رہنی چاہیے۔ اگر انسان کے دل میں خوفِ خدا نہیں رہتا تو اس کے لیے گناہوں سے بچنا ممکن ہی نہیں ہوتا۔ خوفِ خدا وہ نعمت ہے کہ انسان تنہائی میں بھی گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ ابوالقاسم حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے، اس سے دُور بھاگتا ہے مگر جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اسی کی طرف بھاگتا ہے۔ ۷

ایک حدیث ہے کہ علم کا صرف اللہ تعالیٰ کے لیے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں ہے کیونکہ علم جائز اور ناجائز کے پہچاننے کی علامت ہے۔ حضرت عبدالاعلیٰ تیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس شخص کو صرف ایسا علم ملا ہو جو اس کو رُلاتا نہیں تو سمجھ لو کہ اس کا علم نافع نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ صلحاء کی علامت رات کے جاگنے سے چہروں کا زرد ہو جانا اور راتوں کو رونے کی وجہ سے آنکھوں کا چندھیا جانا اور روزوں کی کثرت سے ہونٹوں کا خشک ہو جانا ہے۔ ان کے چہرے ہمیشہ خوفزدہ رہتے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مومن نیکیاں کر کے ڈرتا ہے اور منافق برائیاں کر کے بے خوف ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ جو نیک عمل کرتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان اعمال کی وجہ سے بھی عذاب سے نجات نہ ملے۔ (درمنثور)

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ایک شخص کی باندی تھیں۔ جب آقا بلاتا تو اس کا کام کر کے اس سے دوگنا وقت خشیّت الٰہی سے کمرے میں روتی رہتیں۔ ایک رات اچانک آدھی رات کو مالک نے انہیں بُلایا مگر وہ سُن نہ سکیں۔ مالک اٹھ کر باہر اُن کے کمرے کی طرف گیا تو اس نے دیکھا کہ کمرے میں نُور تھا اور وہ سجدہ کی حالت رو رو کر عبادت و مناجات کر رہی تھی اور فرما رہی تھیں کہ اگر میں محکوم نہ ہوتی تو پوری رات مناجات میں گزار دیتی۔ مالک یہ کلمات سن کر بہت متاثر ہوا اور انہیں آزاد کر دیا۔ آزاد ہونے کے بعد حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا مزید خشیّت میں آگے نکل گئیں۔ جب وہ حضرت حسن بصریؒ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں محبوب کی باتیں سُننے بیٹھتی تھیں، تو وہ فرماتے تھے کہ معرفت کا سمندر میرے سینے میں موجزن ہو جاتا تھا۔

"بس ایمان والے تو وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جب اُن سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر

---

۷ احیاءُ العلوم جلد نمبر ۴، ص ۲۴۳

Marfat.com

آجائے تو اس کی (عظمت کے خیال سے) اُن کے دِل ڈر جائیں'' ۸

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ متقی تھے۔ ایک دفعہ حج پر تشریف لے گئے۔ احرام باندھنے کا وقت آیا تو اُن کا چہرہ زرد ہو گیا اور لبیک نہ کہہ سکے۔ لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں جوب میں لا لبیک نہ کہہ دیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ احرام کے وقت لبیک کہنا ضروری ہے تو انہوں نے لبیک پڑھا اور بے ہوش ہو کر سواری سے گر پڑے۔ (تہذیب التہذیب)

اُن کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بعض لوگ اس کے خوف سے کرتے ہیں۔ یہ غلاموں کی عبادت ہے کہ ڈنڈے کے زور سے کام کریں اور بعض لوگ اس کے انعامات کے واسطے کرتے ہیں یہ تاجروں کی عبادت ہے کہ ہر کام میں کمائی کی فکر کرتے ہیں۔ ایک دفعہ سجدہ میں تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی۔ لوگوں نے شور مچایا: ''اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے! آگ لگ گئی، آگ لگ گئی''

مگر وہ اطمینان سے نماز پڑھتے رہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آگ بجھ چکی تھی۔ کسی نے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: ''اس سے زیادہ سخت آگ (جہنم کی آگ) کے خوف نے اس کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔''

ہشام بن عبدالملک کے دور میں لوگ طواف کر رہے تھے۔ مقام ملتزم پر ایک شخص کے رونے کی آواز آئی۔ وہ شخص چادر سے سر منہ ڈھانپ کر گریہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ درختوں پر اتنے پتے نہیں کہ جتنے میرے گناہ ہیں، میں کائنات میں سب سے زیادہ گنہگار ہوں۔'' وہ شخص دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ اس کی دردناک آواز سن کر سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ کئی لوگوں نے اس کی چادر تھام کر اسے تسلی دی کہ اگر تیرے گناہ ساری کائنات سے زیادہ ہیں تو ہم اپنی نیکیاں بھی تمہیں دے دیں گے۔ ذرا چہرے سے نقاب ہٹا کر دکھا تو سہی کہ تو ہے کون؟ بالآخر جب چہرہ سے نقاب پلٹا گیا تو وہ شخص امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی بندہ ایماندار ایسا

---

۸ انفال ع ۱

Marfat.com

نہیں کہ اس کی آنکھ سے کوئی آنسو اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو، خدا کے خوف سے بہہ کر رخسار پر جاری ہو اور پھر اس پر آتشِ جہنم حرام نہ کرے۔(بروایت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ۔ طبرانی۔ بیہقی)

آدمی کا یہ سوچنا کہ پتہ نہیں میرے اعمال قبول ہوں گے یا نہیں۔ اس ڈر کو خشیّت کہتے ہیں۔ خشوع اللہ تعالیٰ کی عظمت سے واقف ہونے کے بعد ایک کیفیت کا نام ہے اور یہ مقربین کا مقام ہے۔ اللہ کا خوف بندے اور خطا کے درمیان کھڑا ہو جاتا ہے۔ جن کے دل میں اللہ کی خشیّت ہو، ان سے مشورہ کرو۔ جتنی خشیّت زیادہ ہوگی، اتنا بڑا عالم ہوگا۔ جن کے دل میں خشوع نہیں، وہ عالم بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور آدمی کے درمیان خوف لگام کی طرح ہے۔ اگر کوئی خدا کے خوف کی وجہ سے گناہ سے بچ جاتا ہے تو وہ اس کی رحمت میں آجاتا ہے۔ "ابکوا فِان لّم تبکُو اَفتباکَوا"

"روؤ، لیکن اگر رونا نہ آئے تو تم رونے والوں کی شکل بنالو" حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے تھے کہ "اے اللہ! مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما جو موسلا دھار ابر کی طرح برسنے والی ہوں قبل اس کے کہ (دوزخ کے عذاب سے) آنسو خون ہو جائیں اور ڈاڑھیں انگارے بن جائیں۔ صرف وہی آنسو ہی دل کو سیراب کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خشیّت سے نکلتے ہیں۔" [9]

جو گنہگار اپنی استغفار اور توبہ میں اپنے رونے کی آہ وزاری کی آوازیں شامل کر دیتے ہیں وہ اس نعمت سے مستزاد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو گناہوں پر ندامت کے ساتھ آہ وزاری کر رہا ہو اور سسکیاں لے رہا ہو اور رونے کی ہلکی آواز بلند ہو رہی ہو، غیر اختیاری طور پر دل پر ایسی کیفیت طاری ہو کہ سسکیاں نکل جائیں ورنہ خود سے سسکی نکالیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اپنی خشیّت الٰہ کی بنا پر اس کی آنکھوں سے اس قدر اشک رواں ہوئے کہ وہ زمین تک پہنچ گئے تو روزِ قیامت اسے عذاب نہیں دیا جائے گا۔" (طبرانی)

---

[9] جامع الصغیر جلد نمبر ۱، ص ۵۹

Marfat.com

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دلوں کے چھپے ہوئے رازوں کے جاننے والے کے لئے جھک جانا خشوع ہے" فرمایا: اللہ کے نیک اور خداترس بندے وہ ہیں جو روزے رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔ اس کے باوجود ڈرتے اس بات سے ہیں کہ کہیں ان کی عبادتیں رد نہ ہو جائیں۔ یہی لوگ تیزی سے نیکی کی طرف بڑھنے والے ہیں۔ خشیت الٰہی انسان کو اللہ سے قریب کر دیتی ہے۔ اس طرح انسان اللہ کی رضا کو حاصل کر لیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خشیت الٰہی کو دانائی کی اصل بنیاد قرار دیا ہے۔ خشیت الٰہی انسان کی زندگی کو سنوارنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن واقد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ نماز اس صورت میں پڑھتے تھے جیسا کوئی غم زدہ ہوتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں میخ کی طرح ہوتے ہیں۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ لکڑی کی طرح۔ بعض اکابر رکوع میں ایسے ہوتے تھے کہ ان پر چڑیاں پتھر سمجھ کر بیٹھ جاتی تھیں۔ [1]

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نماز کے بعد ایک گھنٹہ تک ٹھہرے رہتے گویا بیمار ہیں۔ یہ صورت صرف خشوع سے پیدا ہوتی ہے اور خشوع اللہ تعالیٰ کے جلال و عظمت سے حاصل ہوتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جوانی کی عمر میں انسان پر خوف غالب رہنا چاہیے تاکہ نفس کا زور ٹوٹے اور یہ شخص گناہوں سے بچ جائے اور بڑھاپے کے اندر اُمید غالب ہونی چاہیے تاکہ آدمی اللہ رب العزت کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائے۔ صحت کے زمانے میں خوف غالب ہونا چاہیے اور بیماری کے زمانے میں انسان پر امید غالب ہونی چاہیے۔ خوشی کی حالت میں انسان پر خوف غالب ہونا چاہیے اور غم کی حالت میں ان کے دل پر اُمید غالب رہنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "صبر اور نماز کے ذریعہ سے مدد لیا کرو۔ بے شک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے دلوں میں خشوع ہے ان پر کچھ بھی دشوار نہیں۔" (بقرہ۔۴۵) صبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو نفسانی خواہشات سے روکے اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پورے کرے۔ نیز تکلیفوں کو برداشت کرے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

---

[1] احیاء العلوم جلد نمبر ۱، ص ۲۷۵

Marfat.com

''یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرنے والے ہیں۔'' (مومنون)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان بھی فرض نماز کا وقت آنے پر اس کے لیے اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر خوب خشوع کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، جس میں رکوع بھی اچھی طرح کرتا ہے تو جب تک کئی کبیرہ گناہ نہ کرے، یہ نماز اس کے لیے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور نماز کی یہ فضلیت اس کو ہمیشہ حاصل ہوتی رہے گی۔'' (مسلم) نماز کا خشوع یہی ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور خوف ہو اور اعضاء میں سکون ہو۔ خشوع کی حالت میں قیام کی حالت میں نگاہ سجدے کی جگہ۔ رکوع میں نگاہ پیروں کی انگلیوں کی طرف۔ سجدے میں نگاہ ناک پر اور بیٹھنے کی حالت میں نگاہ گود پر ہو۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر دو رکعت اس طرح پڑھتا ہے کہ اس میں کچھ بھولتا نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف پوری طرح متوجہ رہتا ہے تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

حضرت عقبہ بن جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان کامل وضو کرتا ہے، پھر اپنی نماز میں اس طرح دھیان سے کھڑا ہوتا ہے کہ اسے معلوم ہو کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے تو نماز سے اس حال میں فارغ ہوتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا جیسے اس دن تھا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔'' (مستدرک حاکم)

برائی سے اس لئے بچنا کہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور نیکی اس لئے کرنا کہ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں، خشیتِ الٰہی ہے۔ خشیت الٰہی ایسے خوف کا نام ہے، جس میں محبت اور احترام شامل ہوتے ہیں اور یہ علم سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بے شک اللہ کے بندوں میں سے وہی لوگ اس سے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔'' خشیت الٰہی مومن کے دل کے اندر روشنی پیدا کرتی ہے اور اسے اچھے اور بُرے کا فرق بتاتی ہے اور گناہ سے بچاتی ہے۔

Marfat.com

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ سے گزر رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک جوان شخص سڑک کے کنارے بیٹھا روئے جا رہا تھا اور اس کے جسم سے پسینہ بہے جا رہا ہے، حالانکہ سردی کا موسم تھا، انہوں نے اس شخص سے پوچھا: ''تم کیوں روتے ہو اور اس ٹھنڈے موسم میں تمہیں پسینہ کیوں آ رہا ہے؟'' اس شخص کا نام عتبہ تھا، کہنے لگا: ''ایک دفعہ اس جگہ پر مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا۔ آج ادھر سے گزرتے ہوئے مجھے اپنا وہ گناہ یاد آ گیا ہے تو یہ حال ہے'' (شبیہ الغافلین)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو کہ جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے تو تم ایسا علم جان لو گے، جس کے ساتھ جہالت نام کی کوئی شے نہیں ہے اور اگر تم اللہ تعالیٰ کو کما حقہ، پہچان لو تو تمہاری دعاؤں سے پہاڑ ہل جائیں گے'' (امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابن دینار جعفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''اپنی خلوتوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھو۔ اپنی نمازوں کے اوقات کی حفاظت کرو۔ بدنظری سے اجتناب کرو۔ تم اپنے احوال میں اللہ کے مقرب بن جاؤ گے۔'' [11]

حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ کا خوف ایسا کوڑا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ اپنے در سے بد کے ہوؤں کو سیدھا کرتا ہے۔''

حضرت امام تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: خائف اسے نہیں کہتے جو رو رہا ہو اور اپنی آنکھیں پونچھتا ہو اور صاف کرتا ہو بلکہ خائف تو اسے کہیں گے جو ہر اس چیز کو کہ جس سے اسے عذاب کا ڈر ہے، ترک کر دے'' (ھدایۃ الامۃ علی منہاج القرآن والسنۃ) [12]

حضرت ابراہیم شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''جب خوف دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے تو دل کی خواہشات کی جگہ کو جلا دیتا ہے اور دل سے دنیا کی رغبت کو نکال دیتا ہے''

علامہ ابن قیم جوزیہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ: ''کہا گیا ہے کہ خشوع شہرت کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور سینوں سے اٹھنے والے دھوؤں کو مٹاتا ہے اور دل میں نورِ تعظیم کو روشن کرتا ہے'' [13]

---

[11] زادِراہ ص ۲۰۵ [12] زادِراہ ص ۲۳۲،۲۰۸ [13] زادِراہ ص ۲۳۲،۲۰۸

Marfat.com

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''مبارکباد ہو اس شخص کو جسے لوگوں سے وحشت اور اپنے مولیٰ سے اُنس ہو اور جو اپنے گناہوں پر آنسو بہانے والا ہو

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''جب تک لوگوں کے دلوں میں سے خوف زائل نہیں ہوتا، وہ درست راستہ پر رہتے ہیں۔ جُونہی خوف زائل ہُوا، وہ بھٹک گئے''

''خوف ایک فرشتہ ہے، جو صرف متقی کے دل میں رہتا ہے'' [۱۴]

حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''سچا خوف یہ ہے کہ ظاہری اور باطنی طور پر گناہوں سے پرہیز کیا جائے''

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''آزاد شریف انسان دنیا سے نکلنے سے پہلے دنیا سے نکل چکا ہوتا ہے''

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور خوف عبادت کی زینت ہے۔ خوف کی علامت اُمید کو کم کرنا ہے۔ [۱۵]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ گناہ کے بعد نیکی کرو، وہ اسے مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ'' (ترمذی) [۱۶]

اللہ نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے میری عزت کی قسم ہے۔ میں اپنے بندے میں دو خوف اور دو امن اکٹھے نہیں کروں گا۔ اگر اس نے اس دنیا میں مجھ سے خوف رکھا تو میں اسے قیامت کے دن امن دُوں گا اور اگر دنیا میں وہ مجھ سے بے خوف رہا تو میں قیامت کے دن خوف سے دو چار کروں گا۔ (بیہقی)

جتنا مضبوط خوف ہوتا ہے، اتنا ہی مضبوط مجاہدہ یعنی ریاضت ہوتی ہے۔ خوف وہی ہے جو اعضاء کو گناہوں سے پاک کر دے اور طاعت کا باعث کر دے۔

[۱۴] زادِ راہ ص ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۷۲ [۱۵] زادِ راہ ص ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۷۲

[۱۶] زادِ راہ ص ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۷۲

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا تھوڑا سا بھی ذائقہ چکھا دے، وہ دنیا کی طلب سے فارغ ہو جاتا ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رائی کے دانہ کے برابر اللہ تعالیٰ کی محبت مجھے بغیر محبت کے ستر (۷۰) سال کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔ عبدیت اور اطاعت سے اولیاء۔ اقطاب اور ابدال کے درجات مقرر کیے جاتے ہیں اور انسان کے خوف و اُمید صرف ایک اللہ سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ''کیا وہ لوگ جو شراب پیتے ہیں اور جوا کھیلتے ہیں، ان کے دل کپکپاتے ہیں؟''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور جوا کھیلتے ہیں۔ روزہ بھی رکھتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں اور صدقہ بھی کرتے ہیں اور اس کے باوجود ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی نیکیاں قبول نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں'' (ترمذی)

شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے خوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''تُو اس چیز سے ڈرے کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیرے حال پر چھوڑ دے'' [۱۷]

حدیث شریف میں ہے: ''بندۂ مومن دو خوفوں کے درمیان ہے۔ ایک وہ مدت کہ گزر گئی نہیں جانتا کہ اللہ اس میں کیا کرتا ہے اور ایک وہ مدت کہ باقی ہے، نہیں جانتا کہ اللہ اس میں کیا حکم کرنے والا ہے۔ سو قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ نہیں ہے بعد مرنے کے کوئی رضا حاصل کرنے کی صورت اور نہیں ہے بعد دنیا کے کوئی گھر سوائے جنت یا دوزخ کے'' (بیہقی در شعب بروایت حسن عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

کسی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے خائفین کی حقیقت پوچھی تو فرمایا: ''خائف وہ ہیں جن کے دل خوف سے زخمی ہیں اور آنکھیں روتی ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کیسے خوش ہوں اس صورت میں کہ موت پیچھے لگی ہے اور قبر سامنے ہے اور قیامت ہماری وعدہ گاہ ہے اور دوزخ سے ہمارا راستہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ہم کو کھڑا ہونا ہے (احیاء)

---

[۱۷] ہدیۃ الامۃ ص ۲۰۵

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خوف اور خشیت کا یہ عالم تھا کہ فرماتی تھیں:
کاش، میں درخت ہوتی، میں مٹی ہوتی، کاش، میں اس درخت کا پتا ہوتی۔'' ۱۸

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یوں لگتا، جیسے کوئی گڑی ہوئی لکڑی ہو اور جب سجدہ کرتے تو چڑیاں آ کر اُن کی پیٹھ پر یہ سمجھ کر بیٹھ جاتیں کہ شاید وہ کوئی دیوار کا حصہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جب ایماندار کے دل میں اللہ کے خوف سے لرزہ پڑ جاتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں، جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں'' (طبرانی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص رو سکے، وہ روئے اور جس سے نہ ہو سکے، وہ رونی صورت ہی بنا لے۔

حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی حلال نہ کھائے گا، خوف اس کو حاصل نہیں ہوگا۔ خوف وہی ہے جو اعضا کو گناہوں سے روک دے اور طاقت کا پابند کر دے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میری آنکھ سے آنسو نکلنا ہزار دینار کی خیرات سے اچھا ہے۔'' ۱۹

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خشیّت کا یہ عالم تھا کہ ہر رات ان کے گھر علماء اور بزرگوں کا اجتماع رہتا تھا جو اُن کے ساتھ گریہ کرتے تھے۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام کے خوف اور اللہ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ تم دیکھتے تو انہیں دیوانہ کہتے۔ کسی نے اُن سے پوچھا: ''آپ اچھے ہیں یا میرا کتا؟''
انہوں نے جواب دیا: ''اگر میرا مالک قیامت کے دن راضی ہو گیا تو میں اچھا ہوں، ورنہ تمہارا کتا اچھا ہے''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا گیا: ''آپ اپنی قمیض کو پیوند کیوں لگاتے ہیں؟''
انہوں نے فرمایا: ''یہ دل میں خوف پیدا کرتا ہے اور اس کے ذریعے مومن میں

---

۱۸ ایمان کی حفاظت ص ۴ ۱۹ احیائے علوم جلد نمبر ۴، ص ۲۵۵

Marfat.com

اقتدا کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ (نہ کہ غرور کا)'' ۲۰

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین افراد کی آنکھیں دوزخ نہیں دیکھیں گی: ایک آنکھ وہ ہے، جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیا دوسری آنکھ وہ جو اللہ کی خشیت سے روئی اور تیسری آنکھ وہ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے باز رہی۔ (طبرانی)

حضرت امام تستری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ خائف اسے نہیں کہتے جو رو رہا ہو اور اپنی آنکھیں پونچھتا ہو اور صاف کرتا ہو بلکہ خائف تو اسے کہتے ہیں جو ہر اس چیز کو کہ جس پر اسے عذاب کا ڈر ہے، ترک کردے۔ ۲۱

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا۔ انہیں جنتی ہونے کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی۔ ان کے خوف کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ زمین سے ایک تنکا اٹھا کر فرمانے لگے: ''کاش میں تنکا ہوتا، کاش مجھے پیدا ہی نہ کیا جاتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خوف خدا کے غلبہ کی بنا پر فرماتے ''کاش مرنے کے بعد دوبارہ نہ اٹھایا جاتا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خوف وخشیت کی وجہ سے فرماتے کاش! میں کسی مسلمان کے پہلو کا بال ہوتا'' ۲۲

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرائیل علیہ السلام دونوں اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو وحی کی کہ ''تم کیوں روتے ہو؟ میں نے تم کو مامون کر دیا''

عرض کیا: ''یاالٰہی تیرے علم غیب سے بے خوف کون ہوسکتا ہے؟''

حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صدیقوں کو خوف ہر قدم اور ہر وسوسے پر خاتمے کے بُرا ہونے سے رہتا ہے اور فرماتے ہیں کہ مرید کو خوف گناہ میں مبتلا ہونے کا ہوتا ہے اور عارف کفر میں مبتلا ہونے سے ڈرتے ہیں۔ ۲۳

---

۲۰ ہدایۃ الامہ ص ۲۰۲، ۲۰۸ — ۲۱ ہدایۃ الامہ ص ۲۰۲، ۲۰۸

۲۲ ایمان کی حفاظت — ۲۳ احیاء العلوم جلد نمبر ۴، ص ۲۷۰

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کے تین آدمی رستے میں جا رہے تھے۔ اتنے میں بارش شروع ہو گئی۔ وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے۔ اتفاق سے ایک پتھر گرا اور غار کا منہ بند ہو گیا۔ اب تینوں آپس میں کہنے لگے: ''خدا کی قسم بھائیو! اب اس مصیبت سے تم کو سچائی ہی چھڑائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ ہم میں ہر شخص جو نیک بات اس نے سچائی میں کی ہو اس کو بیان کر کے اللہ سے دعا مانگے۔'' ان میں سے ایک شخص یوں دعا کرنے لگا: ''یا اللہ! تُو خُوب جانتا ہے۔ میں نے تین صاع چاولوں پر ایک مزدور رکھا ہُوا تھا۔ اس نے میرا کام کیا۔ پھر اپنے چاول چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اس کے حصے کے چاول بوا دیئے۔ پھر ان میں اتنا فائدہ ہوا کہ میں نے اس میں سے گائے بیل خریدے ایک مدت کے بعد وہ اپنی مزدوری مانگنے آیا تو میں نے کہا: ''یہ سب گائے بیل نکال لے جا'' اس نے کہا: ''میں تو تیرے پاس تین صاع چاول چھوڑ کر گیا تھا۔'' میں نے کہا: ''وہ سب گائے بیل لے جا۔ وہ سب تیرے چاولوں سے خرید لئے گئے تھے'' آخر وہ ان سب کو ہنکا کر لے گیا۔ یا اللہ، اگر تُو جانتا ہے کہ میں نے یہ ایمانداری تیرے ڈر سے کی ہے تو ہماری مشکل دُور کر دے۔''

اسی لمحے وہ پتھر تھوڑا پھٹ گیا۔ اب دوسرا یُوں دعا کرنے لگا: یا اللہ! تُو جانتا ہے کہ میرے دو بوڑھے ضعیف ماں باپ تھے۔ میں ہر رات کو ان کو پلانے کے لئے بکری کا دودھ لایا کرتا۔ ایک رات مجھ کو دیر ہو گئی جب میں دودھ لے کر آیا تو وہ سو گئے تھے اور میری بی بی اور بچے مارے بھوک کے چلا رہے تھے۔ میری عادت تھی کہ پہلے ماں باپ کو پلاتا، اس کے بعد ان لوگوں کو۔ خیر مجھ کو اُن کا نیند سے جگانا۔ بُرا معلوم ہوا اور یہ بھی میں نے پسند نہ کیا کہ ان کو چھوڑ کر چلا جاؤں۔ وہ رات بھر اپنے جھونپڑے میں انتظار کرتے رہے اور میں پو پھٹنے کا انتظار کرتا رہا۔ یا اللہ! اگر تُو جانتا ہے، میں نے اپنے ماں باپ کی یہ خدمت صرف تیرے ڈر سے کی ہے تو ہماری مشکل دُور کر دے۔'' اس وقت وہ پتھر اور پھٹ گیا اور آسمان دکھائی دینے لگا۔ پھر تیسرا یوں دعا کرنے لگا: ''یا اللہ! تُو جانتا ہے۔ میری ایک چچا زاد بہن تھی۔ جس کو میں سب سے زیادہ چاہتا تھا۔ میں نے ایک بار اس سے

Marfat.com

صحبت کرنا چاہی، وہ نہ مانی اور کہا: ''میں جب مانوں گی کہ مجھے سو اشرفیاں دو''
میں گیا اور کوشش کر کے سو اشرفیاں لے آیا۔ وہ اس کے حوالے کریں۔ اس نے اپنے آپ کو مجھے سونپ دیا۔ جب میں اس سے صحبت کرنے لگا تو کہنے لگی: ''بھلے آدمی! اللہ سے ڈر اور مہر ناحق طور سے نہ توڑ''

یہ سنتے ہی میں کھڑا ہو گیا۔ میں نے وہ سو اشرفیاں چھوڑ دیں۔ یا اللہ! اگر تُو جانتا ہے کہ میں نے تیرے ڈر سے ایسا کیا (زنا نہ کیا)، تو ہماری مشکل آسان کر دے''

اسی وقت اللہ تعالیٰ نے وہ پتھر ہٹا دیا۔ اب وہ تینوں باہر نکل آئے۔ ۲۴

حضرت ابوالحسین دراق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''محبوب حقیقی سے تعلق ٹوٹ جانے کے خوف نے محبین کے نفوس کو پگھلا کر راکھ کر دیا ہے۔ عارفین کے جگروں کو جلا کر رکھ دیا۔ عابدین کی راتوں کی نیندیں اُڑا دیں۔ زاہدین کی نہروں کو پیاسا کر دیا۔ توبہ کرنے والوں کی آہ و بکا کو اور زیادہ بڑھا دیا اور ڈرنے والے کی زندگی کو بے کیف کر دیا'' ۲۵

وَّ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ (ہود۔۳)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اپنے ربّ سے مغفرت اور معافی مانگا کریں اور توبہ کیا کریں۔ مغفرت کا تعلق پچھلے گناہوں سے ہے اور توبہ کا تعلق آئندہ ان کے پاس نہ جانے کے عہد سے ہے۔ یہی صحیح توبہ ہے کہ گذشتہ گناہوں پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ سے ان کی معافی طلب کریں اور آئندہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کریں۔ اگر صحیح طور پر مغفرت مانگی تو اللہ تعالیٰ بارانِ رحمت فرمائے گا اور ان پر اپنا فضل فرمائے گا۔ ۲۶

اللہ کا خوف دِلوں میں جتنا زیادہ ہوتا ہے، اتنا ہی انسان اللہ کی نافرمانی سے ڈرتا ہے یہ خوف جتنا کم ہوتا جاتا ہے، انسان کی گناہوں پر دلیری بڑھتی جاتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں اللہ کا شدید خوف تھا، اس لئے وہ معمولی سے معمولی گناہ کرتے ہوئے بھی ڈرتے تھے۔

---

۲۴ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۲، حدیث ۶۸۰، ص ۳۵۸ ۲۵ ہدایۃ الامۃ ص ۵۶

۲۶ معارف القرآن جلد نمبر ۴، ہود ۳، ص ۵۸۲

Marfat.com

# لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ

حضرت ابو سعیدؓ خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی کہتا ہے:

''لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ''

(اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گناہوں سے بچانے اور نیکیوں پر لگانے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کو ہے)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گناہوں سے بچانے اور نیکیوں پر لگانے کی قوت مجھ ہی کو ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پوچھا: ''جبرائیل! یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟''

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ''آپ اپنی اُمّت سے کہیے کہ وہ جنت کے پودے زیادہ سے زیادہ لگائیں۔ اس لئے کہ جنت کی مٹی عمدہ ہے اور اس کی مٹی کشادہ ہے۔''

پُوچھا: ''جنت کے پودے کیا ہیں؟''

ارشاد فرمایا: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ مجمع الزوائد) [1]

باقیات صالحات سے مراد وہ نیک اعمال ہیں، جن کا ثواب ہمیشہ ملتا رہتا ہے۔

[1] دعوت و تبلیغ کی چھ صفات ص ۳۹۴

Marfat.com

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''باقیات صالحات کی کثرت کیا کرو''

کسی نے عرض کیا: ''وہ کیا چیزیں ہیں؟''

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ دین کی بنیادیں ہیں''

عرض کیا گیا: ''وہ بنیادیں کیا ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تکبیر اللہ اکبر کہنا۔ تہلیل لا الہ الا اللہ کہنا۔ تسبیح سبحان اللہ کہنا۔ تحمید الحمد اللہ کہنا اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنا (مستدرک حاکم) ۲

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سبحان اللہ۔ الحمدللہ۔ لا الہ الا اللہ۔ اللہ اکبر۔ لاحول ولاقوۃ کہا کرو۔ یہ باقیات صالحات ہیں اور یہ گناہوں کو اس طرح مٹاتے ہیں جس طرح درختوں سے سردی کے موسم میں پتے جھڑتے ہیں اور یہ کلمات جنت کے خزانوں میں سے ہیں۔'' (طبرانی۔ مجمع الزوائد)۔ ۳

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''زمین پر جو شخص بھی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ باللہ پڑھتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں (ترمذی)

ہر نماز کے بعد ساتھ مرتبہ "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" پڑھیں۔ انشاء اللہ بہت جلد گناہ چھوٹ جائیں گے۔

حضرت مجدد ثانی تالجستانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ''دینی اور دنیاوی ہر قسم کے مصائب اور مضرتوں سے بچنے اور منافع و مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اس کلمہ کو کثرت سے پڑھا کریں۔'' انہوں نے فرمایا کہ روزانہ پانچ سو مرتبہ یہ کلمہ سو سو مرتبہ درود شریف اس کے اول و آخر پڑھ کر اپنے مقصد کے لئے دعا کریں۔ (مظہری) ۴

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت عوف بن اشجعی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا:

---

۲ دعوت وتبلیغ کی صفات ۴۰۱،۴۰۲ ۳ دعوت وتبلیغ کی صفات ۴۰۱،۴۰۲

۴ معارف القرآن جلد نمبر ۸، ص ۴۶۸

Marfat.com

''میرے لڑکے سالم کو دشمن نے گرفتار کرلیا ہے۔اس کی ماں پریشان ہے۔ میں کیا کروں؟''

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں تم کو اور لڑکے کی والدہ کو حکم دیتا ہُوں کہ تم کثرت سے ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ' پڑھا کرو۔'' ان دونوں نے تعمیل کرتے ہُوئے کثرت سے یہ کلمہ پڑھا۔ ایک دن دشمن غافل ہوئے اور لڑکا وہاں سے بھاگ کر گھر آ گیا۔ (احمد رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' بکثرت پڑھا کرو، کیوں کہ یہ ننانوے باب بیماری اور تکلیف کے دُور کر دیتا ہے، جس میں سب سے کم درجہ کی تکلیف فکر اور غم ہے۔

ایک دفعہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سفر کر رہے تھے کہ لوگوں نے اُونچی آواز میں تکبر (اللہ اکبر) کہنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لوگو آہستہ بولو، کیوں کہ تم کسی ایسی ہستی کو نہیں پکار رہے ہو جو بہرہ ہو یا موجود نہ ہو۔ تم ایسی ہستی کو پکار رہے ہو جو سُنتا ہے اور دیکھتا ہے اور تمہارے ساتھ رہتا ہے۔ وہ ہستی تمہاری سواریوں کی گردنوں سے بھی تمہارے نزدیک ہے۔''

پھر آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہُوئے فرمایا:

''اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تجھ کو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتا دُوں؟''

انہوں نے عرض کیا: ''ارشاد فرمایئے''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ''

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا اور اپنے دل میں ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ'' کہہ رہا تھا۔ ۵

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ'' کا کہنا جنت کے خزانوں میں سے عرش کے نیچے کا ایک عمل ہے۔ جب بندہ اس کو کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ اسلام لایا اور فرمانبردار ہُوا۔ (نسائی)

۵ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۱۵۲۲، ص ۶۶۹

Marfat.com

اس کے پڑھنے سے اعمالِ صالحہ کے اختیار کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق ہونے لگتی ہے۔اس معنی میں یہ جنت کا خذانہ ہے۔

اول و آخر دورود شریف کے ساتھ ایک سو گیارہ (۱۱۱) مرتبہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت کے لئے کافی ہو جائیں گے۔ ۶

جب آدمی کو ذہنی دباؤ۔ پریشانی۔ رنج وغم اور مصیبت ہو تو اسے "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه" پڑھنا چاہیے۔ یہ ننانوے (۹۹) بیماریوں کا علاج ہے۔ ۷

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب دیکھیں کہ حالات قابو سے باہر ہو گئے ہیں تو پانچ سو (۵۰۰) دفعہ "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه" پڑھنے سے تکلیف، رنج وغم اور پریشانی جاتی رہتی ہے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے زیادہ "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه" زیادہ بار پڑھنی چاہیے کہ یہ اللہ کے خزانے میں سے ایک ہے جو نویں آسمان کے نیچے ہے۔ یہ کلمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام وصیت ہے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں فرمایا تھا۔ انہوں نے فرمایا: "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اپنی اُمت کو حکم فرمادیں کہ وہ جنت کے باغوں کو لاحول ولاقوۃ الا باللہ سے بڑھائیں۔" ۸

حضرت مکحول تابعی رحمۃ اللہ علیہ موقوفاً روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا مَنْجَامِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ پڑھا، اللہ تعالیٰ اس سے ستر تکلیفوں کو دُور کر دے گا، جن میں سب سے ادنیٰ فقر ہے۔ ۹

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه" پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: "جانتے ہو اس کی کیا تفسیر ہے؟"

میں نے عرض کیا: "اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں"

---

۶ احیاء العلوم جلد نمبر ۱، ص ۴۷۶

۷ مرقاۃ جلد نمبر ۵، ص ۱۲۱

۸ مرقاۃ جلد نمبر ۵، ص ۱۱۱

۹ مرقاۃ جلد نمبر ۵، ص ۱۲۱

Marfat.com

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لاحول عن معصية الله
نہیں ہے طاقت بچنے کی گناہوں سے لیکن اللہ کی حفاظت سے ولا قة علی طاعةِ الله اِلاَّ یُعوُالله ہے۔

اور نہیں ہے قوت اللہ کی طاقت کی مگر اللہ کی مدد سے۔ [۱]

ایک حدیث ہے کہ "لاحول ولاقوة الابالله العلی العظیم" اتنی بڑی دوا ہے کہ یہ ہر بیماری کو ٹھیک کر دیتی ہے اور سب سے چھوٹی بیماری جس کو یہ ٹھیک کرتی ہے غم ہے۔ نیکی کرنے اور بُرائی سے بچنے کی طاقت اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں۔ برائی، نقصان اور تکلیف سے بچانا اور ہر قسم کی بھلائی اور کامیابی کا دینا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس یقین کا دل میں مضبوط ہو جانا ہی جنت کا خزانہ ہے۔ اس کلمہ کا مطلب ہے کہ "کوئی قوت نہیں بچانے والی سوائے اللہ کے جو عظیم تر ہے۔"

حوقلة:

یہ عربی کا لفظ ہے جو "لاحَوْلَ وَلاقُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰہ" کا مخفف ہے اور جو حَوْل اور قوّة کو ملا کر بنا ہے۔ عام طور پر مراقبہ، ذکر اور بے خودی میں اس کا وِرد کیا جاتا ہے۔

---

[۱] مرقاة جلد نمبر ۵، ص ۱۱۱

Marfat.com

# آیت الکرسی

بسمِ اللّٰہ الرَّحمنِ الرَّحیمِ

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَ مَا خَلْفَھُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ [1]

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے اور سب کا قائم رکھنے والا اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔ ایسا کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے مگر اس کی اجازت سے جانتا ہے جو کچھ خلقت کے روبُرو ہے اور کچھ اُن کے پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے جو اس کی کرسی میں سمائے ہُوئے ہیں آسمانوں اور زمین پر اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی ہے سب سے برتر عظمت والا''

آیت الکرسی قرآن مجید کے سپارہ نمبر ۳ میں سورۃ بقرہ کی ۲۵۵ آیت ہے۔ اس آیت کے بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں:

۱۔ اس سورۃ میں، العمران اور طٰہٰ میں اسم اعظم موجود ہے۔ یہ حدیث حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔(ابن مردویہ)

۲۔ اگر کوئی اسے وضو کے بعد پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے چالیس سال کی عبادت

[1] معارف القرآن جلد نمبر ۱، سورۃ بقرۃ۔۲۵۵، ص ۶۱۱

Marfat.com

کے برابر اجر دے گا۔ اس کا درجہ بہشت میں چالیس درجہ بلند کیا جائے گا اور اللہ اس کی چالیس حُوروں سے شادی کرے گا۔

۳۔ حضرت ہشام بن عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اللّٰہ لاالٰہ الا ھو الحیّ القیوم" (العمران۔۲۵۵) جس گھر میں آیت الکرسی کی تلاوت ہوتی ہے، جنّات اور شیاطین اس کے قریب نہیں آتے۔ (ترمذی۔ الترتیب وترھیب المنذری جلد نمبر۲ ص ۶۳۱)

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آیا اور عرض کیا کہ "گھر میں کسی چیز میں بھی برکت نہیں ہوتی؟"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس کھانے اور سالن پر تم آیت الکرسی پڑھ لو گے، اللہ اس کھانے اور سالن میں برکت ڈالے گا" [۲]

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص ہر فرض کے بعد آیت الکرسی پڑھ لیا کرے، اس کو جنت میں جانے سے صرف اس کی موت ہی روکے ہُوئے ہے" (یعنی اس کے جنت میں داخل ہونے میں صرف مرنے ہی کی دیر ہے) (نسائی)

۶۔ ایک حدیث شریف حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لینے سے دوسری نماز تک اللہ کی حفاظت میں رہے گا۔" (طبرانی)

۷۔ ایک روایت ہے کہ جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گھر اور اس کے آس پاس کے اہل خانہ کو امن دیتا ہے۔ (مرقاۃ۔ شرح مرقاۃ)

۸۔ اگر سوتے وقت آیت الکرسی پڑھیں تو صبح تک شیطان پاس نہیں آئے گا۔

۹۔ اگر کوئی اسے ہر نماز کے بعد باقاعدگی سے پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے شاکرین میں شمار کرے گا اور اسے رسول جیسا انعام دے گا اور اس کے اعمال کو صدیقین کی طرح سمجھے گا اور اسے موت کے سوا کوئی چیز جنت میں جانے سے نہیں روک سکے گی۔"

۱۰۔ جب آپ نئے گھر میں منتقل ہوں تو ایک سو دفعہ آیت الکرسی کو پڑھیں۔ انشاء اللہ

[۲] تفسیر در منثور جلد نمبر ۱ ص ۳۲۳

Marfat.com

تمام گھر والے نقصان سے محفوظ رہیں گے۔

۱۱۔ اگر سفر کے دوران اسے پڑھتے رہیں تو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔

۱۲۔ شیخ ابوعباس کہتے ہیں کہ اگر کوئی پچاس دفعہ یہ آیت پڑھ کر بارش کے پانی پر دم کر کے اسے پیئے تو اس کو اللہ تعالیٰ ذہانت اور زیادہ علم عطا فرمائے گا۔

۱۳۔ ایک حدیث ہے کہ جب گھر لوٹو اور آیت الکرسی پڑھو تو اللہ تعالیٰ مفلسی دور کرے گا۔

۱۴۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب بھی گھر میں داخل ہوتے تو گھر کے سب کونوں میں آیت الکرسی پڑھتے تھے۔

۱۵۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن عظیم ہے اور سورۃ بقرۃ اس کی سردار ہے اور آیت الکرسی سورۃ بقرۃ کی سردار ہے۔ آیت الکرسی میں پچاس الفاظ ہیں اور ہر لفظ کے ساتھ پچاس نعمتیں اور رحمتیں ہیں۔''

۱۶۔ آیت الکرسی کو باقاعدہ پڑھنے والے کی موت آسان ہو جاتی ہے۔

۱۷۔ اس کی تلاوت ایصال کے خیال سے کی جائے تو قبر میں روشنی ہوتی ہے۔

۱۸۔ جس برتن پر آیت الکرسی پڑھی گئی ہو، اسے جن نہیں کھول سکتا

۱۹۔ مغرب کے وقت کوئی شخص اگر چالیس دفعہ روزانہ آیت الکرسی پڑھے تو اسے چالیس حجوں کا ثواب ملے گا۔

۲۰۔ آیت الکرسی پڑھنے والے کے قریب چور نہیں پھٹکتا۔

۲۱۔ اگر کوئی شخص گھر میں اکیلا ہو، وہ اسے پڑھ لے تو اسے ڈر نہیں لگتا

۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی تلاوت کر لے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نگہبان مقرر کر دیا جاتا ہے۔''

۲۳۔ آیت الکرسی لکھ کر اگر بچے کو باندھ دیں یا دولت کو باندھ دیں تو وہ شیطان سے محفوظ رہیں گے۔

۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے پوچھا: ''اے رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی چیز سکھائیں جس سے اللہ مجھے فائدہ دے'' حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آیت الکرسی پڑھا کرو۔ یہ تمہاری، تمہارے بچوں کی اور تمہارے گھر کے نزدیک دُوسرے گھر والوں کی حفاظت کرے گی۔

۲۵۔ گھر سے نکلتے وقت آیت الکرسی پڑھیں تو ستر (۷۰) ہزار فرشتے اس کے دائیں بائیں، سامنے اور پیچھے حفاظت کرتے ہیں اور اگر گھر پہنچنے سے پہلے موت واقع ہو جائے تو اسے ستر شہیدوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔

۲۶۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں سمجھتا کہ کوئی سمجھدار مسلمان آیت الکرسی کو پڑھے بغیر رات گزار سکتا ہے۔ اگر تم اس کے فائدے جانتے ہو تو تم کسی حالت میں بھی اسے نظر انداز نہیں کرو گے۔''

۲۷۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''قرآن مجید میں کونسی آیت عظیم تر ہے؟'' انہوں نے کہا: ''اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں'' آپ ﷺ کے بار بار دریافت کرنے کے بعد حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''آیت الکرسی'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اس علم پر تمہیں مبارک ہو۔ اوابو المنذر! اللہ کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس آیت کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے پائے کے ہاں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔'' [۳]

۲۸۔ اس میں اسم اعظم ہے۔

۲۹۔ حضرت مسعود بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی گھر سے نکلا۔ اسے راستے میں ایک جن ملا۔ جن نے پُوچھا: ''کیا تم مجھے نیچے گرا سکتے ہو؟ اگر تم ایسا کرو گے تو میں تمہیں ایک ایسی سُورت سکھاؤں گا کہ اسے پڑھ کر گھر میں داخل ہو گے تو شیطان وہاں داخل نہیں ہوگا'' انہوں نے کُشتی کی اور اس شخص نے جِنّ کو گرا دیا۔

---

[۳] صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۱، ص ۵۵۶

Marfat.com

جن نے کہا: ''آیت الکرسی پڑھو، کیوں کہ اس کو پڑھ کر گھر کے اندر داخل ہونے والے شخص کے گھر سے شیطان ایسے غائب ہوتا ہے، جیسے کہ گدھے کے سر سے سینگ''
ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے کہا کہ جن کو گرا دینے والا شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہو سکتے ہیں۔

۳۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''کیا تم آیت الکرسی کے بارے میں جانتے ہو؟''
انہوں نے عرض کیا: ''جی ہاں۔ میں جانتا ہوں''
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ ایک چوتھائی قرآن کے برابر ہے''

۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کی زکوٰۃ کی حفاظت میرے سپرد کی۔ پس ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کھانے کے غلّے میں سے لپ بھرنے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: ''میں یقیناً تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا''
اس نے کہا: ''میں ضرورت مند ہوں اور عیال دار ہوں اور مجھے سخت ضرورت ہے''
میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے: ''اے ابو ہریرہ! گزشتہ رات کو تیرے قیدی نے کیا کہا؟''
میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اس نے اپنی ضرورت مندی اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔''
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے تجھ سے جُھوٹ بولا ہے اور وہ دوبارہ آئے گا۔''
چنانچہ میں اس کے انتظار میں رہا۔ جب وہ آیا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور ہمارے درمیان پہلے جیسا مکالمہ ہوا۔ میں نے ترس کھا کر چھوڑ دیا۔ صبح کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پُوچھا: ''اے ابو ہریرہ! رات کو تیرے قیدی نے کیا کہا؟''
میں نے عرض کیا: ''وہی عذر کیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا''
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے، وہ پھر آئے گا''
چنانچہ وہ تیسرے دن بھی وہ آیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور پھر وہی مکالمہ ہوا۔

Marfat.com

اس نے کہا: ''مجھے چھوڑ دے۔ میں تجھے چند کلمات سکھا دیتا ہوں، ان کے ذریعے تجھے فائدہ پہنچائے گا''

میں نے کہا: ''وہ کلمات کیا ہیں؟''

اس نے کہا: ''جب تو بستر کی طرف سونے کے لئے جائے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو اس کی وجہ سے صبح تک تجھ پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر رہے گا اور شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا''

میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ صبح جب میں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا:

میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے مجھے یقین دلایا کہ وہ مجھے ایسے کلمات سکھائے گا، جن کے ذریعے سے اللہ مجھے فائدہ پہنچائے گا، تو میں نے اسے چھوڑ دیا''

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''وہ کلمات کون سے ہیں؟

میں نے عرض کیا: ''جب بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی پڑھو۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو یقیناً اس نے سچ کہا، حالانکہ وہ خود بڑا جھوٹا ہے اے ابو ہریرہ کیا تُو جانتا ہے کہ تین راتوں سے کس سے مخاطب رہا؟''

میں نے کہا: ''نہیں!''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا'' (بخاری) [؎]

۳۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے دریافت کیا۔

''یا رسول اللہ ﷺ قرآن میں عظیم تر آیت کون سی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''آیت الکرسی'' (احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ مسند)

۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سورہ بقرہ میں ایک آیت ہے جو سیدۃ آیات القرآن ہے، وہ جس گھر میں پڑھی جائے، شیطان اس سے نکل جاتا ہے۔

۳۴۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: ''کرسی کیا ہے اور کیسی ہے؟''

---

؎ صحیح بخاری شریف کتاب وکالۃ حدیث ۲۳۱۱

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کی مثال کرسی کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے ایک بڑے میدان میں کوئی حلقہ انگشتری جیسا ڈال دیا جائے۔ بعض روایات میں ہے کہ عرش کے سامنے کرسی کی مثال بھی ایسے ہی ہے جیسے ایک بڑے میدان میں انگشتری کا حلقہ۔ ۵

حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ اس کی حقیقت کیا ہے تو تم کسی حال میں بھی اسے نہ چھوڑو گے۔ جب سے میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے، میں نے کوئی رات اسے پڑھے بغیر نہیں گزاری۔

آیت الکرسی روزانہ پڑھنے سے تمام بلائیں اور بھوت پریت دُور ہو جاتے ہیں۔ جمعہ کے دن عصر کے بعد تنہائی میں ستر ۷۰ دفعہ پڑھیں تو ایک نُور نظر آئے گا اور عبادت اللہ تعالیٰ قبول فرمالے گا۔ اگر کوئی بندہ بد مزاج افسر کے سامنے جانے سے پہلے آیت الکرسی کو پڑھ لے تو اس کے لئے بہتر رہے گا۔

جب وضو کے بعد پڑھو تو آپ کے ستر درجے بلند ہوں گے۔ تین بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتے ہیں کہ واپس آجاؤ سب اب میں اس کی حفاظت کرتا ہوں۔ اگر کوئی ایک دو بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جاؤ اور میرے بندے کی حفاظت کرو۔

اگر فرض نماز کے بعد پڑھو تو مرنے کے بعد آپ کا ایک پاؤں زمین پر اور دوسرا جنت میں ہوگا۔ آیت الکرسی قرآن مجید کی سب سے زیادہ عظمت والی آیت ہے۔ اس آیت کی فضیلت یہ ہے کہ جس کسی نے فرض نماز کے بعد ایک بار آیت الکرسی پڑھی اسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ (نسائی حدیث ۱۰۰)

آیت الکرسی کو پڑھتے ہُوئے ان آیات وکلمات کا ترجمہ اور مفہوم ذہن میں رکھنا چاہیے۔ اس سے ایمان میں اضافہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی عظیمت دل میں بیٹھے گی۔ جو شخص آیت الکرسی کا ورد کرتا رہتا ہے، اسے موت کی تکلیف نہیں ہوتی۔

---

۵ معارف القرآن جلد نمبر ۱، ص ۶۷۰

Marfat.com

# اعوذ باللہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الَّرجِیمِ ○

ترجمہ: ''اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مرُدود کے شر سے''

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ ''جب بھی تم قرآن مجید کی تلاوت کرو تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو شیطان مردود کے شر سے۔ یہ باجماعِ امت سنت ہے۔ چاہے تلاوت نماز کے اندر ہو یا باہر۔ تعوذ پڑھنا قرآن مجید کے ساتھ مخصوص ہے۔ (عالمگیری)

فَاِذَا قَرَاتَ الْقُراٰنَ فَاسْتَعِذْ بَاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الَّرجِیْمُ ○

''پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو'' [1]

تلاوتِ قرآن نماز میں ہو یا نماز سے خارج ہو، دونوں صورتوں میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الَّرجِیمِ سے پڑھ کر شروع کرنا چاہیے۔ یہ سنت ہے۔ ایک دفعہ پڑھ لیا تو آگے جتنا بھی قرآن پڑھیں، وہی پہلی بار کا تعوذ پڑھنا کافی ہے۔ البتہ تلاوت کو درمیان میں چھوڑ کر کوئی کام کر کے دوبارہ تلاوت شروع کریں تو پھر تعوذ پڑھنا ضروری ہے قرآن مجید کی تلاوت کے دوران انسان کے دل میں شیطان وسوسے ڈالتا رہتا ہے اور اس کی توجہ اِدھر اُدھر کرتا رہتا ہے تاکہ پڑھنے والے کے دل میں خشوع وخضوع اور ادب واحترام نہ رہے۔ اس لیے اس کے لیے شیطان سے پناہ مانگنا ضروری سمجھا گیا ہے۔ (ابن کثیر) بے شک اعوذ باللہ مِن الشیطٰنِ الرجیم، کا یہ حکم قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ دیا گیا ہے لیکن دوسرے اعمال کے ساتھ اور بھی زیادہ ضروری ہو گیا۔

---

[1] تفہیم القرآن جلد نمبر ۲، النحل ۹۸، ص ۵۷۱

Marfat.com

اگر انسان کا دشمن انسان ہو تو اس سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے، مگر جنات میں سے شیطان جن کے مقابلے کے لئے صرف اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے، کیونکہ وہ نظر نہیں آتا۔

اگر قرآن مجید پڑھتے ہوئے سورۃ توبہ کی شروع سے تلاوت کر رہے ہوں تو اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا چاہیے۔ اور اگر سورۃ توبہ درمیان تلاوت میں آجائے تو اس پر بسم اللہ نہ پڑھیں۔

انسان جب قرآن مجید پڑھتا ہے تو شیطان ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے کہ اسے ہدایت سے روکے۔ بندے کو قرآن مجید پڑھتے وقت بہت چوکنا اور ہوشیار رہنا چاہیے کہ قرآن کی ہر بات کو صحیح صحیح سمجھ سکے اور شیطان کے گمراہ کُن وسوسوں یا شک وشبہات کو قبول نہ کرے اس لئے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم سے شروع کرے اور کوشش کرے کہ اس کی توجہ محفوظ رہے۔

نماز میں تعوذ (اعوذ باللہ من لشیطٰن الرجیم) صرف پہلی رکعت کے شروع میں پڑھنا چاہیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص دن میں ایک بار "اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم" پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس بار فرشتے مقرر کرتا ہے تا کہ وہ اس انسان سے شیطان کو دُور کرتا رہے۔ ؎۲

قرآن پاک کی قرأت سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، پڑھنا سنت ہے۔ اس کا پڑھنا قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ مخصوص ہے۔ تلاوت کے علاوہ دوسرے کاموں میں صرف "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھنی چاہیے (عالمگیری)

بیت الخلا میں تعوذ جانے سے پہلے پڑھنا چاہیے یا پھر "اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" پڑھنا مستحب ہے۔ (شامی)

حدیث مبارک ہے کہ شیطان انسان کے اندر یوں گردش کرتا ہے، جیسے لوگوں میں خُون۔ اس لئے جب کوئی انسان سچے دل سے تعوذ پڑھے تو مکروہات وآفات سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

---

؎۲ سیارہ ڈائجسٹ دعا نمبر ص ۱۸۸

Marfat.com

اگر کسی کو زیادہ غصہ آئے تو حدیث شریف میں ہے کہ
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھنے سے شدت غضب دُور ہو جاتی ہے۔

(ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) حضرت سلیمان بن صرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہُوا تھا اور دو آدمی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک کا چہرہ مارے غصے کے) سرخ ہو گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسے دیکھ کر) فرمایا: میں ایک کلمہ جانتا ہُوں، اگر یہ اسے پڑھ لے تو اس کا غصہ دُور ہو جائے، اگر یہ شخص یہ کہہ لے کہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم (میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آتا ہُوں) تو اس کا جوش وغضب ختم ہو جائے گا''

لوگوں نے اس سے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کر۔ (متفق علیہ) [۳]

---

[۳] ریاض الصالحین جلد اول، حدیث ۲۲/۴۶، ص ۸۷

Marfat.com

# انشاءاللہ

عربی زبان کا یہ لفظ ''ان شاء اللہ'' مستقبل میں ہونے والے واقعہ کی اُمید کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اسے انگریزی میں God Willing یا If God Wills it کہا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص انشاء اللہ بولتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آنے والے کام میں کامیابی چاہتا ہے۔ اس لئے یہ کبھی نہیں کہنا چاہئے کہ میں یہ کام کل کروں گا بلکہ ایسے کہنا بہتر ہوتا ہے کہ ''انشاء اللہ، میں یہ کام کل کروں گا۔'' اگر کبھی انشاء اللہ اس وقت کہنا بھول جائیں تو جب یاد آجائے، بول دیں۔

مستقبل میں ہونے والے کسی کام کی سو فیصد گارنٹی نہیں ہوتی۔ ہر کام اللہ کی مرضی اور حکم سے ہوتا ہے تو اس لئے انشاء اللہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کامیابی کی دعا کیوں نہ کر لی جائے۔ یہ لفظ عرب ممالک ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، ایران، ترکی اور دیگر تمام اسلامی ممالک میں بولا جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کے سوا ہر بیماری سے شفا 'انشاء اللہ' ہے۔

قرآن مجید میں باغ والوں کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ یمن میں صنعاء شہر سے چھ میل کے فاصلے پر تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے محمد بن مروان نے اس طرح منقول کیا ہے۔ یہ باغ ایک نیک بندے کا تھا۔ جب باغ کے درختوں سے پھل توڑتا تو جو پھل نیچے گر جاتا تو وہ فقیروں کے لئے چھوڑ دیتا تھا۔ اسی طرح کھیتی کاٹتے وقت جو دانہ بھوسے کے ساتھ اُڑ جاتا تو مساکین کے لئے چھوڑ دیتا تھا۔ اس نیک آدمی کے مرنے کے بعد اس کے تین بیٹے وارث تھے۔ انہوں نے آپس میں صلاح کی کہ اب

Marfat.com

ہمارا کنبہ بڑھ گیا ہے، اس لئے فقراء اور مساکین کے لئے غلہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔ انہوں نے فیصلہ کیا فقیروں کے آنے سے پہلے ہی ہم صبح سویرے کاٹ لیں گے۔ انہوں نے انشاء اللہ کہنے کی بھی ضرورت نہ سمجھی۔ ربّ کے حکم سے راتوں رات اس باغ پر ایسا عذاب آیا کہ وہ خاک ہو کر رہ گیا۔ صبح سویرے وہ تینوں چپکے چپکے باتیں کرتے ہوئے چلے کہ آج کوئی محتاج نہ آنے پائے جب وہ وہاں پہنچے تو وہاں باغ واغ کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ سمجھے کہ وہ بھول کر کہیں اور آ گئے ہیں۔ پھر موقع و حدود دیکھ کر یقین ہو گیا کہ وہ بھولے نہیں تھے۔ وہ کفِ افسوس ملنے لگے۔ ان میں سے درمیانہ آدمی اچھا تھا، وہ کہنے لگا کہ میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ اللہ کے نام کی تسبیح کرو۔ ان لوگوں نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا اور انہوں نے بالآخر توبہ استغفار کر لی۔ اس سب لوگوں کی سچی توبہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بہتر باغ عطا فرما دیا، جس کے انگوروں کے خوشے اتنے بڑے تھے کہ ایک خوشہ ایک خچر پر لادا جاتا تھا۔ (مظہری) [1]

---

[1] معارف القرآن جلد نمبر ۸، سورۃ القلم، ص ۵۲۴

Marfat.com

# حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اقوالِ زریں

- ”جس نے کسی کو نیک بات پر آمادہ کیا تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ اس نیکی کرنے والے کو ملے گا۔“
- ”تم اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت سے نجات دے دے اور تم کو اس مصیبت میں مبتلا کر دے۔“
- ”جو آدمی اجازت کے بغیر اپنے بھائی کے خط کو پڑھے گا، وہ آگ کو دیکھے گا“
- ”کسی مسلمان بھائی کی ضرورت میں کام آنے والا ایسا ہے، جیسے تمام عمر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاری“
- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی کی ظالم ہو یا کہ مظلوم، امداد کرو تو ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر مظلوم ہو تو اس کی امداد کروں گا۔ فرمایئے جب ظالم ہو تو کیسے مدد کروں؟“ تو فرمایا ”تو اسے ظلم سے روک دے، بس یہی اس کی مدد ہے“ (بخاری)
- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور جانتے بوجھتے ہوئے جھوٹی قسم اٹھانا۔“
- جو لوگ میانہ روی اختیار کرتے ہیں، کسی کے محتاج نہیں ہوتے۔
- غلے کو روک کر بیچنے والا ملعون ہے۔

Marfat.com

- ایک ساعت انصاف (برسوں برس) کی عبادت سے بہتر ہے۔
- وہ شخص بھی بے دین ہے، جس میں عہد کی پابندی نہیں۔
- انسان کی سمجھ داری یہ ہے کہ وہ کفایت شعار ہو۔
- عورت کی عزت شریف الطبع ہی کرتے ہیں اور اس کی اہانت کمینے لوگوں کے سوا کوئی نہیں کرتا۔
- اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے، جو زیادہ پرہیز گار ہے۔
- سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے جو تمہیں کھانے، پینے اور آرام کرنے سے باز رکھتا ہے۔ پس تم سے جب کوئی اپنا مقصد حاصل کرلے تو اسے چاہیے کہ اپنے گھر بار کی طرف لوٹ آنے میں جلدی کرے۔
- جو کوئی اللہ پر توکل رکھے گا، اللہ اس کے لیے کافی ہوگا۔
- سادگی ایمان علامت ہے۔
- امانت سے رزق بڑھتا ہے، خیانت سے افلاس لازم آتا ہے۔
- دولت خرچ کرتے رہو، روکو مت، ورنہ ہو سکتا ہے کہ اللہ بھی دولت کے دروازے تم پر بند کردے۔
- نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور برائی میں کسی کا ساتھ نہ دو۔
- جب تجھے نیکی کر کے خوشی ہو اور برائی کر کے پچھتاوا تو، تُو مومن ہے۔
- فیاض خدا کا دوست ہے۔
- مہد سے لحد تک علم حاصل کرتے رہو۔
- خاموشی بہت بڑی حکمت ہے۔
- وہ شخص مسلمان نہیں، جو اپنا پیٹ بھرے اور اس کا پڑوسی بھوکا مرے۔
- سخی گنہگار اللہ کے نزدیک بخیل عابد سے بہتر ہے۔
- سب سے زیادہ نیکی اپنے دوستوں اور ہم نشینوں کی عزت کرنا ہے۔
- بلند ہمتی ایمان کی علامت ہے۔
- مکر، دھوکا اور خیانت کرنے والا دوزخ میں جائے گا

Marfat.com

- جس طرح اللہ نے تم پر احسان کیا ہے، اسی طرح تم بھی لوگوں پر احسان کرو۔
- اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا، اس لیے زمین پر فساد نہ کرو۔
- زیادہ نہ ہنسو، اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔ (ترمذی)
- بہترین یادداشت یہ ہے کہ انسان اپنی نیکیاں اور دوسروں کی برائیاں بھولتا جائے۔
- جو کوئی فحش بات آگے پھیلاتا ہے، مرتے وقت اس کو کلمہ نصیب نہیں ہوگا۔
- اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔
- مسلمان تو وہی ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔
- جس نے ماہِ رمضان میں کوئی گناہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک سال کے اعمال برباد فرما دے گا۔
- جس نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بھی کسی رخصت اور بیماری کے بغیر چھوڑا، عمر بھر کا روزہ رکھنا بھی اس کے نقصان کو پورا نہیں کرسکتا۔
- ہر شے کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔
- جس نے اللہ کے لیے دوستی کی اور اللہ کے لیے دشمنی کی اور اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے روک رکھا، اس نے اپنے ایمان کو مکمل کیا۔ (بخاری)
- تم قیامت کے دن بدترین آدمی اس شخص کو پاؤ گے، جو دنیا میں دو چہرے رکھتا تھا، کچھ لوگوں سے ایک چہرے کے ساتھ ملتا تھا اور دوسرے لوگوں سے دوسرے چہرے کے ساتھ۔ (مسلم)

Marfat.com

# حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقوال

☆ امیر تکبّر کریں تو برا ہے لیکن غریب کریں تو بہت برا ہے۔

☆ زبان کو شکایت سے بند کرو، خوشی کی زندگی عطا ہوگی۔

☆ میوہ دار درخت کو مت کاٹو۔

☆ اُس دن پر آنسو بہا جو تیری عمر سے کم ہوگیا اور اُس میں نیکی نہ تھی۔

☆ جس پر نصیحت اثر نہ کرے، وہ جان لے کہ اس کا دل ایمان سے خالی ہے

☆ یاد رکھو کہ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیتی ہے اور جس قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے، اس پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔

☆ تین چیزیں جس شخص میں ہوں گی، اس کو نقصان دیں گی:

۱۔ نافرمانی ۲۔ عہد شکنی ۳۔ مکر وفریب

☆ تم میں سے کوئی بھی دوسرے مسلمان کو حقیر خیال نہ کرے، اس لیے کہ اللہ کے ہاں چھوٹے مسلمان کا رُتبہ بھی بڑا ہے۔

☆ چاند کے بغیر رات بے کار ہے اور علم کے بغیر دین۔

☆ جو شخص ابتدائے اسلام میں مرگیا، وہ بہت خوش نصیب تھا۔

☆ انسان خود عظیم نہیں ہوتا بلکہ اس کا کردار عظیم ہوتا ہے۔

☆ نیکی کے کاموں میں تاخیر نہ کرو، کیونکہ موت تمہاری گھات میں لگی ہوئی ہے۔

☆ جو لوگ خود غرض ہوتے ہیں، وہ کبھی اچھے دوست نہیں ہوتے۔

Marfat.com

☆ اپنے ظاہر و باطن کو یکساں رکھو۔

☆ دنیا کے ساتھ مشغول ہو جانا جاہل کا بد ہے، لیکن عالم کا بدتر ہے۔

☆ ہر شے کے ثواب کا اندازہ ہے مگر صبر کے ثواب کا اندازہ نہیں۔

☆ ایسے شخص کو دوست رکھو جو نیکی کر کے بھول جائے۔

☆ اپنے ظاہر و باطن کو یکساں رکھو۔

☆ زندگی سادہ اور مختصر ہونی چاہیے، ورنہ قیامت کے دن حساب میں بڑی پریشانی ہوگی۔

☆ جو لوگ خود غرض ہوتے ہیں، وہ کبھی اچھے دوست نہیں ہوتے۔

☆ اخلاص یہ ہے کہ عمال کا عوض نہ چاہیے۔ دنیا کو آخرت کے لیے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کے لیے چھوڑ دے۔

☆ لوگو! اللہ تعالیٰ سے شرم کرو۔ واللہ میں جب کبھی میدان میں قضائے حاجت کے لیے جاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے شرما کر سر نیچے کر لیتا ہوں۔ لہٰذا اپنے اعمال و افعال میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر ڈرتے اور شرم کرتے رہو۔

☆ جو کوئی پانچ وقت نماز پڑھتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے اور جس کی حفاظت اللہ کرتا ہے، اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

☆ چوری اور خیانت سے بچو، یہ افلاس پیدا کرتی ہیں۔

Marfat.com

# حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اقوالِ زریں

چار چیزوں کی چار جگہ حفاظت کرنا:

۱۔ محفل میں زبان کی ۲۔ بازار میں آنکھ کی

۳۔ نماز میں دل کی ۴۔ دسترخوان پہ پیٹ کی

☆ فتح اُمید سے نہیں، علم اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد سے حاصل ہوتی ہے

☆ اللہ کا ذکر کیا کرو کہ اس میں شفا ہے اور لوگوں کے عیب بیان نہ کرو اس میں بیماری ہے۔

محتاجی یا غریبی چھ چیزوں کی وجہ سے آتی ہے:

۱۔ جلدی جلدی نماز پڑھنے سے

۲۔ کھڑے ہوکر رفع حاجت کرنے سے

۳۔ کھڑے ہوکر پانی پینے سے

۴۔ منہ سے چراغ بجھانے سے

۵۔ دانت سے ناخن کاٹنے سے

۶۔ دامن یا آستین سے منہ صاف کرنے سے

❁ کم بولنا حکمت، کم کھانا صحت اور کم سونا عبادت ہے۔

❁ جس سے تم کو نفرت ہو، اُس سے ڈرتے رہو۔

❁ دو نمازوں کو بلا کسی جواز کے جمع کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔

Marfat.com

- جو شخص اپنا راز چھپاتا ہے، وہ اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔
- جو آدمی اپنے کو عالم کہے، وہ جاہل ہے اور جو اپنے آپ کو جنتی بتائے وہ جہنمی ہے۔
- جو تجھے تیری خامیاں بتائے، وہ تیرا دوست ہے۔
- ہر شے کا ایک حسن ہوتا ہے اور نیکی کا حسن یہ ہے کہ فوراً کی جائے۔
- ایمان کے بعد نیک بخت بیوی سے زیادہ کوئی نعمت نہیں۔
- سخی اللہ کا دوست ہے چاہے فاسق ہو، بخیل اللہ کا دشمن ہے چاہے زاہد ہو۔
- کم گوئی میں حکمت، کم خوری میں صحت اور لوگوں سے کم ملنے جلنے میں عافیت ہے۔
- جو آدمی زیادہ ہنستا ہے، اس کا رعب کم ہو جاتا ہے۔
- جو مذاق زیادہ کرتا ہے، لوگ اسے کم رتبہ اور بے حیثیت سمجھتے ہیں۔

  جو باتیں زیادہ کرتا ہے، اس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں۔

  جس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں، اس کی حیا کم ہو جاتی ہے۔

  جس کی حیا کم ہو جاتی ہے، اس کا دل مُردہ ہو جاتا ہے۔

  جس کی پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے، اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔
- لالچ سے زیادہ (ذہنی طور پر) عقل کو برباد کرنے والی کوئی چیز نہیں، شراب بھی نہیں۔
- جو پیچھے ہٹا پھر وہ آگے نہیں بڑھے گا۔
- قوت فی العمل یہ ہے کہ آج کے کام کل پر نہ اٹھا رکھے جائیں۔
- توبۃ النصوح اس کا نام ہے کہ برے فعل سے اس طرح پر توبہ کی جائے کہ پھر اس کو نہ کرے۔
- اسراف اس کا بھی نام ہے کہ جس چیز کو انسان کی طبیعت چاہے، کھائے۔
- جو شخص اپنے خلوص کی قسمیں کھائے، اس پر اعتماد نہ کرو۔
- کسی (شادی شدہ) فوجی کو چار مہینے سے زیادہ میدان جنگ میں نہیں روکنا چاہیے۔
- زیادہ ہنسنا موت سے غفلت کی نشانی ہے۔

  اگر غیب دانی کے دعویٰ کا خیال نہ ہوتا تو میں کہتا پانچ اشخاص جنتی ہیں:

  ۱۔ وہ محتاج جو عیال دار مگر صابر ہو

Marfat.com

۲۔ وہ عورت جس کا خاوند اس سے راضی ہے اور خوش ہو

۳۔ وہ عورت جس نے اپنے شوہر کا حق مہر معاف کر دیا ہو

۴۔ وہ جس کے والدین اس سے خوش ہوں

۵۔ وہ جو اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرے۔

آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں کامل، کاہل اور لاشے۔

کامل وہ ہے جو لوگوں سے مشورہ کر کے اس پر غور کرے۔

کاہل وہ ہے جو اپنی رائے پر چلے اور کسی سے مشورہ نہ کرے۔

لاشے وہ ہے کہ نہ وہ خود صاحب الرائے ہو اور نہ دوسرے سے مشورہ کرے۔

- خوف خدا بقدر علم ہوتا ہے اور بے خوفی بقدر جہالت۔
- علم تین باتوں کے لیے نہیں سیکھنا چاہیے: بحث، فخر، ریا کے لیے۔
- نرم گفتگو پوشیدہ کینوں کو دھو ڈالتی ہے۔

Marfat.com

# حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اقوال

☆ اپنا بوجھ دوسروں پر نہ ڈالو خواہ کم ہو یا زیادہ۔

☆ اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو ایسی جگہ تلاش کر جہاں اللہ نہ ہو۔

☆ مومن کی نشانی ہے کہ ایسے لوگوں کی صحبت میں رہے، جن سے دین کی اصلاح ہو اور ایسی حلال چیز کے کھانے سے بھی بچے، جس میں کسی حرام کی آمیزش کا شبہ بھی ہو۔

☆ آہستہ بولنا، نیچی نگاہ رکھنا، میانہ چال چلنا ایمان کی نشانی ہے۔

☆ خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔

☆ اللہ کے سوا کسی سے کوئی اُمید نہ رکھو۔

☆ زیادہ کھانا بھی ایک بیماری ہے۔

☆ حقیر سے حقیر پیشہ ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔

☆ زندگی کا کوئی مقصد بنالو، پھر اپنی ساری طاقت اس کے حصول پر لگادو، تم ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔

☆ قضا پر رضا دنیا کی جنت ہے۔

☆ حاجت مند غربا کا تمہارے پاس آنا خدائے پاک کا انعام ہے۔

☆ مسلمان کی ذلت اپنے مذہب سے غافل بن جانے میں ہے نہ کہ بے زر ہونے سے۔

☆ حق پر قائم رہنے والے مقدار میں کم ہوتے ہیں مگر منزلت و اقتدار میں زیادہ۔

☆ تو کتنا بھی مفلوک الحال ہو، لیکن مغلوب الحال نہ ہو۔

☆ حیا کے ساتھ تمام نیکیاں اور بے حیائی کے ساتھ تمام بدیاں وابستہ ہیں۔

Marfat.com

☆ تعجب ہے اس پر جو جنت پر ایمان رکھتا ہے اور پھر دنیا کے ساتھ آرام پکڑتا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔

☆ عیال دار کے اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ آسمان پر جاتے ہیں۔

☆ مت رکھ اُمید کسی سے مگر اپنے رب سے، اور مت ڈر کسی سے مگر اپنے گناہ سے۔

☆ تعجب ہے، اس پر جو دُنیا کو فانی جانتا ہے اور تقدیر کو پہچانتا ہے اور پھر جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو جزا، سزا، دوزخ، بہشت کو برحق مانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو اللہ کو حق جانتا ہے اور پھر غیروں کا ذکر کرتا ہے اور اُن پر بھروسہ کرتا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو حساب کو حق جانتا ہے اور پھر مال جمع کرتا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو جانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔

☆ جس نے دنیا کو جس قدر پہچانا، اس قدر اس سے بے رغبت ہوا۔ دنیائے فانی کی لذتیں لینے سے عالم باقی کے اجر وثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔

☆ باوجود نعمت وعافیت موجود ہونے کے زیادہ طلبی بھی شکوہ ہے۔

☆ جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے لیکن انسان اپنے خدا کو نہیں پہچانتا۔

☆ دُوسروں کا بوجھ اُٹھانا عابدوں کی عزت کا تتمہ ہے۔

☆ ضائع ہے وہ علم جس پر عمل نہ کیا جائے۔

☆ وہ مسجد جس میں نماز نہ پڑھی جائے۔

☆ وہ اچھی رائے جس کو قبول نہ کیا جائے۔

☆ وہ کتاب جس کی تلاوت نہ کی جائے۔

☆ وہ زاہد جو خواہش دنیا دل میں رکھے۔

☆ اور لمبی عمر جس میں توشہ نہ کیا جائے۔

☆ جو اپنی جُوتی آپ گانٹھ لیتا ہے، غلام کی عیادت کرتا ہے اپنے کپڑے دھو لیتا ہے اور ان میں پیوند لگا لیتا ہے وہ غرور اور تکبر سے پاک اور بری ہوتا ہے۔

Marfat.com

☆ زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔
☆ فقیر کا ایک درہم صدقہ بہتر ہے غنی کے لاکھ درہم صدقہ سے۔
☆ جب زبان اصلاح پذیر ہو جاتی ہے، قلب بھی صالح ہو جاتا ہے۔
☆ بدخُو تین آدمیوں کو مجروح کرتا ہے:۔

اول: اپنے آپ کو دوم: جس کی بُرائی کرتا ہے۔ سوم: جو اس کی بُرائی سُنتا ہے۔

☆ عمدہ لباس کے حریص کفن کی یاد رکھ۔
☆ عمدہ مکان کے شیدائی قبر کا گڑھا مت بھول۔
☆ عمدہ غذاؤں کے دلدادہ کیڑے مکوڑوں کی غذا بننا یاد رکھ۔
☆ گناہ کسی نہ کسی صورت میں دل کو بے قرار رکھتا ہے۔
☆ محبت سب سے کرو مگر اعتبار چند لوگوں پر۔
☆ جس انسان کو سال بھر میں کوئی تکلیف، کوئی رنج نہ پہنچے تو وہ جان لے اس سے اس کا ربّ ناراض ہو گیا ہے۔
☆ انسان زبان کے پردے میں چھپا ہے۔
☆ بعض اوقات جُرم کو معاف کرنا، مجرم کو زیادہ خطرناک بنا دیتا ہے۔
☆ بڑا خطا کار وہ ہے جس کو لوگوں کی برائیوں کا ذکر کرنے کی فراغت ملی ہو۔
☆ دنیا کا غم دل میں اندھیرا اور آخرت کی فکر دل میں نُور پیدا کرتے ہیں۔
☆ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے ہر ماہ کو اللہ تعالیٰ کے لیے ایک غلام آزاد کیا، اگر اس وقت ممکن نہ ہُوا تو بعد میں آزاد کیا۔
☆ جو شخص مصیبت کے وقت اول اپنی تدابیر اور پھر خلق خدا کی امداد سے عاجز ہو کر اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔
☆ بہتر ہے کہ دنیا تجھ کو گنہگار جانے، بہ نسبت اس کے کہ تو اللہ کے نزدیک ریا کار ہو۔
☆ علم بغیر عمل کے نفع دیتا ہے مگر عمل بغیر علم کے فائدہ نہیں بخشتا۔

Marfat.com

# حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سنہری اقوال

کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا: ''دوست اور بھائی میں کیا فرق ہے؟''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ''بھائی سونا ہے اور دوست ہیرا ہے''

اس آدمی نے کہا: ''آپ نے بھائی کو کم قیمت اور دوست کو قیمتی چیز سے کیوں تشبیہ دی؟''

انہوں نے فرمایا: ''سونے میں اگر دراڑ آجائے تو اس کو پگھلا کر بالکل پہلے جیسا بنایا جاسکتا ہے، جب کہ ہیرے میں ایک دراڑ آجائے تو وہ کبھی بھی پہلے جیسا نہیں بن سکتا''

ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا:

سوال: ''قریب کیا ہے؟'' جواب: ''قیامت''

سوال: ''اور قریب تر؟'' جواب: ''موت''

سوال: ''عجیب کیا ہے؟'' جواب: ''دنیا''

سوال: ''اور عجیب تر؟'' جواب: ''طالب دنیا''

سوال: ''واجب کیا ہے؟'' جواب: ''توبہ''

سوال: ''اور واجب تر؟'' جواب: گناہ کے فوراً بعد توبہ''

سوال: ''مشکل کیا ہے؟'' جواب: ''قبر میں اُترنا''

سوال: ''اور مشکل تر؟'' جواب: ''عمل کے بغیر اُترنا''

تم اچھا کرو اور زمانہ تم کو برا سمجھے۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، بجائے اس کے تم برا کرو اور زمانہ تم کو اچھا سمجھے۔

Marfat.com

تین کام کسی کے دل میں آپ کی عزت بڑھاتے ہیں:

۱۔ سلام کرنا ۲۔ کسی کو مجلس میں بیٹھنے کی جگہ دینا

۳۔ اصل نام سے پکارنا: یعنی پورے نام سے مخاطب کرنا

جہاں صداقت اور خلوص نظر آئے، وہاں دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ، ورنہ تمہاری تنہائی تمہاری بہترین ساتھی ہے۔

اگر کسی کا بننا چاہتے ہو تو پوری حقیقت سے بن جاؤ، ورنہ اپنی ذات میں ایسی حقیقت پیدا کرلو کہ کوئی حقیقت میں تمہارا بن جائے۔

برا دوست کوئلے کی مانند ہے۔ اگر جلتا ہوگا تو آپ کو جلا دے گا اور اگر بجھا ہوگا تو آپ کے ہاتھ کالے کر دے گا۔

تمہارے تین دوست ہیں:

۱۔ تمہارا دوست ۲۔ تمہارے دوست کا دوست ۳۔ تمہارے دشمن کا دشمن

تمہارے تین دشمن ہیں:

۱۔ تمہارا دشمن ۲۔ تمہارے دشمن کا دوست ۳۔ تمہارے دوست کا دشمن

اپنے دشمن کو ہزار دفعہ موقع دو کہ وہ تمہارا دوست بن جائے، پر اپنے دوست کو ایک بھی موقع نہ دو کہ وہ تمہارا دشمن ہے۔

غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔ سب سے زیادہ کمزور آدمی وہ ہے جو دوست کو حاصل کرنے میں ناکام ہو اور اس سے بھی زیادہ کمزور وہ ہے جو ہاتھ آئے ہوئے دوست کو گنوا دے۔

چار باتیں علم کا نچوڑ ہیں

۱۔ اللہ کی اتنی عبادت کرو جتنی تمہیں اللہ کی ضرورت ہے۔

۲۔ اللہ کی نافرمانی اتنی کرو جتنا اللہ کے عذاب پر صبر کر سکتے ہو۔

۳۔ دنیا کے لیے اتنا عمل کرو، جتنا کہ تمہیں دنیا میں رہنا ہے۔

۴۔ آخرت کے لیے اتنا عمل کرو، جتنا کہ تمہیں وہاں رہنا ہے۔

Marfat.com

جو ذرا سی بات پر دوست نہ رہے، وہ دوست تھا ہی نہیں۔

جس کو ایسے دوست کی تلاش ہو، جس میں کوئی خامی نہ ہو، اسے کبھی بھی دوست نہیں ملتا۔

اچھا دوست کتنی دفعہ ہی کیوں نہ رُوٹھ جائے، اسے منا لینا چاہیے، کیونکہ تسبیح کے دانے کتنی دفعہ ہی کیوں نہ بکھر جائیں، چُن لیے جاتے ہیں۔

انسان دُکھ نہیں دیتا، انسانوں سے وابستہ امیدیں دکھ دیتی ہیں۔

جس نے کسی کو اکیلے میں نصیحت کی، اس نے اُسے سنوار دیا اور جس نے کسی کو سب کے سامنے نصیحت کی، اُس نے اسے مزید بگاڑ دیا۔

دنیا اس کو یتیم سمجھتی ہے، جس کے ماں باپ نہیں ہوتے مگر میں اس کو یتیم سمجھتا ہوں، جس کے اچھے دوست نہ ہوں۔

گناہوں پر نادم ہونا، ان کو مٹا دیتا ہے اور نیکیوں پر مغرور ہونا ان کو برباد کر دیتا ہے۔

علم مال سے بہتر ہے، کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔

تیرے مال میں سے تیرا حصہ تو صرف اتنا ہی ہے، جسے تو نے آخرت کے لیے پہلے بھیج دیا اور جسے تو نے دنیا میں چھوڑ دیا، وہ تیرے وارثوں کا ہے۔

ہر ایک چیز کی زکوٰۃ ہے اور عقل کی زکوٰۃ نادانوں کی باتوں پر تحمل کرنا ہے۔

علم اور بردباری یہ نہیں کہ جب عاجز ہو تو کچھ نہ کہے اور جب قدرت پائے تو انتقام لینے میں ہاتھ دکھائے۔

رحمت کے زیادہ مستحق یہ تین شخص ہیں:

۱۔ وہ عالم جس پر جاہل کا حکم چلے ۲۔ وہ شریف جس پر کمینہ حاکم ہو

۳۔ وہ نیکوکار جس پر کوئی بدکار مسلط ہو

جب تجھے خالق کا خوف آئے تو بھاگ کر اس کی بارگاہ میں پناہ لے اور جب مخلوق کا ڈر ہو تو اس سے دُور بھاگ جا۔

علم وہ خزانہ ہے، جس کا ذخیرہ بڑھتا ہی رہتا ہے۔ اسے گردش ایام سے ضرر

Marfat.com

نہیں پہنچتا۔

سب سے زیادہ احمق وہ شخص ہے، جو دُوسروں کی رذیل صفات کو تو برا سمجھے اور خود ان پر جما ہوا ہو۔

ہر ایک کی بات پہ ہاں میں ہاں ملانا منافقوں کی خصلت اور ہر بات میں اختلاف کرنا باعث عداوت ہے۔

اختیار، طاقت اور دولت ایسی چیزیں ہیں جن کے ملنے سے لوگ بدلتے نہیں، بے نقاب ہوتے ہیں۔

دو چیزیں ساری زندگی کام آئیں گی:

۱۔ غصے کی حالت میں کوئی فیصلہ مت کرو ۲۔ خوشی کی حالت میں کوئی وعدہ مت کرو۔

بارش کا قطرہ سپی اور سانپ دونوں کے منہ میں گرتا ہے جب کہ سانپ اسے زہر بنا دیتا ہے اور سیپ اسے موتی۔ جس کا جیسا ظرف ویسی اس کی تخلیق۔

انسان گناہ کرنے کی وجہ سے جہنم میں نہیں جاتا بلکہ گناہ پر مطمئن رہنے اور توبہ نہ کرنے کی وجہ سے جہنم میں جاتا ہے۔

جو تمہیں خوشی میں یاد آئے، سمجھ لو تم اس سے محبت کرتے ہو اور جو تمہیں غم میں یاد آئے تو سمجھ لو وہ تم سے محبت کرتا ہے۔

دولت مٹی کی طرح ہے اور مٹی کو پیر کے نیچے رہنا چاہیے۔ اگر سر پر چڑھاؤ گے تو قبر بن جائے گی اور قبر زندہ انسانوں کے لیے نہیں ہوتی۔

کوئی گناہ لذت کے لیے مت کرنا، کیوں کہ لذت ختم ہو جائے گی، گناہ باقی رہ جائے گا اور کوئی نیکی تکلیف کی وجہ سے مت چھوڑنا کیونکہ تکلیف ختم ہو جائے گی نیکی باقی رہ جائے گی۔

سب سے بری کمائی سود کی کمائی ہے۔

سب سے بری معذرت وہ جو موت کے وقت کی جائے۔

سب سے برا کھانا یتیم کا مال کھانا ہے۔

تم کسی کو چاہو اور وہ تمہیں دُھتکار دے، تو یہ اس کی بدنصیبی ہے اور اس کے بعد

Marfat.com

تم اس کو زبردستی اپنانا چاہو، تو یہ تمہاری نفس کی ذلت ہے۔

مجھے جنت سے زیادہ مسجد میں بیٹھنا اچھا لگتا ہے، کیونکہ جنت میں میرا نفس خوش ہوگا، جب کہ مسجد میں میرا رب خوش ہوگا۔

انسان اپنی توہین معاف کرسکتا ہے، بھول نہیں سکتا۔ کبھی نہ گرنا کمال نہیں بلکہ گر کے سنبھل جانا کمال ہے۔

جس شخص کے اچھے دوست ہوں، وہ کبھی غریب نہیں ہوتا۔

گلاب کا پھول بنو کیونکہ یہ پھول اُس کے ہاتھ میں بھی خوشبو چھوڑ دیتا ہے جو اسے مسل کر پھینک دیتا ہے۔

کسی کی مدد کرتے وقت اس کے چہرے کی جانب مت دیکھو، ہوسکتا ہے اس کی شرمندہ آنکھیں تمہارے دل میں غرور کا بیج بودیں۔

زندگی کو ضرورت میں رکھو، خواہشات کی طرف نہ لے جاؤ۔ ضرورت فقیروں کی بھی پوری ہوتی ہے اور خواہشیں بادشاہوں کی بھی باقی رہ جاتی ہیں۔

لاکھوں کو دوست بنانا کوئی بڑی بات نہیں، بڑی بات تو یہ ہے کہ ایسا دوست بناؤ جو تب تمہارا ساتھ دے جب لاکھوں تمہارے مخالف ہوں۔

☆ جھوٹ بول کر جیت جانے سے بہتر ہے، سچ بول کر ہار جاؤ۔

☆ خبردار دوسروں کے غلام نہ بنو، جب کہ اللہ نے تم کو آزاد بنایا ہے۔

☆ توبہ کی تکلیف سے بہتر ہے کہ گناہ کیا ہی نہ جائے۔

☆ سب سے بڑا گناہ وہ ہے، جو کرنے والے کی نظر میں چھوٹا ہو۔

☆ دوستی ایک خود پیدا کردہ رشتہ ہے۔

☆ معافی اچھا انتقام ہے۔

☆ حرام کاموں میں نفسوں کو روکنا بھی صبر کی دوسری قسم ہے۔

☆ شرافت عقل وادب سے ہے نہ کہ مال ونسب سے ہے۔

☆ جو شخص اپنی قدر آپ نہیں کرتا، کوئی دوسرا شخص بھی اس کی قدر نہیں پہچانتا

☆ جب تک کسی شخص سے بات چیت نہ ہو، اسے حقیر نہ سمجھ۔

Marfat.com

☆ خندہ روئی سے پیش آنا سب سے پہلی نیکی ہے۔

☆ مصیبت میں گھبرانا کمال درجہ کی مصیبت ہے۔

☆ ہمسایہ کی بدخواہی اور اپنوں کے ساتھ برائی انتہائے شقاوت ہے۔

☆ جھوٹے کی سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ لوگ اس کے سچ پر بھی اعتبار نہیں کرتے۔

☆ جو شخص خود اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرتا وہ دوسروں کے حق میں بھی مصلح نہیں بن سکتا۔

☆ اگرچہ کوئی قدر شناس نہ ملے، مگر تو اپنی نیکی کو بند نہ کر۔

☆ دیدہ دانستہ غلطی قابل معافی نہیں ہوتی۔

☆ فضول اُمیدوں پر بھروسہ کرنے سے بچارہ کہ یہ احمقوں کا سرمایہ ہے۔

☆ ہر ایک شخص سے اس کی فہم کے مطابق بات کر۔

☆ بوڑھے کی رائے جوان کی قوت وزور سے زیادہ اچھی ہے۔

☆ واضح اور روشن ترین راستہ حق وصداقت کا راستہ ہے۔

☆ قناعت سب سے بڑی دولت ہے۔

☆ دنیا کی سب سے بڑی خیانت قوم کے ساتھ غداری ہے۔

☆ جو شخص سجدوں میں روتا ہے، اسے تقدیر پر رونا نہیں پڑتا۔

☆ موت کو ہمیشہ یاد رکھو، مگر موت کی آرزو کبھی نہ کرو۔

☆ ہمیشہ سچ بولو، تاکہ تمہیں قسم کھانے کی ضرورت نہ پڑے۔

☆ جو شخص پاک دامن عورت پر تہمت لگاتا ہے، اسے سلام مت کرو۔

☆ سب سے بہترین لقمہ وہ ہوتا ہے جو اپنی محنت سے حاصل کیا جائے۔

☆ ادب بہترین کمال ہے اور خیرات افضل ترین عبادت ہے۔

## چھ چیزیں اعمال کو ضائع کرتی ہیں:

۱۔ لوگوں کے عیب تلاش کرنا ۲۔ دِل کی سختی

۳۔ دنیا کی محبت ۴۔ حیا کی کمی

۵۔ لمبی اُمید ۶۔ ظلم کرنے سے

Marfat.com

☆ جب تک کوئی بات تیرے منہ میں بند ہے، تب تک تو اس کا مالک ہے، جب زبان سے نکال چکے تو وہ تیری مالک ہو چکی۔

☆ میں بڑوں کی عزت اس لیے کرتا ہوں کہ اُن کی نیکیاں مجھ سے زیادہ ہیں اور چھوٹوں سے پیار اس لیے کرتا ہوں کہ ان کے گناہ مجھ سے کم ہیں۔

☆ خوش مزاجی ہمیشہ خوبصورتی کی کمی کو پورا کر دیتی ہے، لیکن خوبصورتی خوش مزاجی کی کمی کو پورا نہیں کرسکتی۔

☆ جس شخص کے اچھے دوست ہوں، وہ کبھی غریب نہیں ہوتا۔

☆ جب میری دعا قبول ہو تو میں خوش ہوتا ہوں کہ اس میں میری مرضی ہے اور جب قبول نہ ہو تو میں اور خوش ہوتا ہوں کہ یہ اللہ کی مرضی ہے۔

☆ دنیا داروں کی صحبت اختیار نہ کرو کیونکہ اگر تو تنگ دست ہوا تو یہ تجھے چھوڑ دیں گے اور اگر تو دولت مند ہوا تو تجھ سے حسد کریں گے۔

☆ وہ شخص کس طرح تکبر کرسکتا ہے جو مٹی سے بنا ہو، مٹی میں ملنے والا ہو اور مٹی میں کیڑے مکوڑوں کی غذا بننے والا ہو۔

☆ جو شخص تمہاری نگاہوں سے تمہاری ضرورت کو سمجھ نہیں سکتا، اس سے کچھ مانگ کر خود کو شرمندہ نہ کرو۔

☆ مومن وہ نہیں جس کی محفل پاک ہو، مومن وہ ہے، جس کی تنہائی پاک ہو۔

☆ دشمن چاہے جتنا بھی اچھا بن جائے، اس پر اعتبار نہ کرو، کیونکہ پانی کو چاہے جتنا بھی گرم کرلو، آگ بجھانے کے لیے کافی ہوتا ہے۔

Marfat.com

# حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے اقوالِ زریں

☆ جلد بازی حماقت ہے، اور بدترین انسانی کمزوری ہے۔

☆ اعلیٰ درجے کا معاف کرنے والا وہ ہے جو بدلہ لینے پر قادر ہو مگر عفو و درگزر سے کام لے۔

☆ اپنے کام کے صلے کی واجب سے زیادہ اُمید نہ رکھو۔

☆ دولت کا بہترین مصرف یہ ہے کہ اس سے عزت و آبرو کو برقرار رکھو۔

☆ جو کام تمہارے کرنے کا نہیں، یعنی جو کام تمہاری طاقت سے باہر ہو، اس کے کرنے کی ذمہ داری اپنے سر نہ لو۔

☆ سردار بننا چاہتے ہو تو جدوجہد کو اپنا معمول بناؤ۔

☆ اعلیٰ درجے کا فیاض وہ ہے جو ایسے لوگوں سے حسن سلوک کرے، جن سے اسے کوئی اُمید یا آسرا نہ ہو۔

☆ عمل صالح انسان کو خود بخود قابلِ تعریف بنا دیتا ہے اور نیک انجام خود بخود ساتھ ساتھ چلتا ہے۔

☆ ذلیل وہی ہے، جو بخیل ہے۔

☆ اس چیز کے درپے نہ ہو، جسے تم نہیں سمجھ سکتے یا نہیں پا سکتے۔

☆ لوگوں کی ضرورتوں کا تم سے وابستہ ہونا تم پر اللہ کی عنایت ہے۔

☆ روزانہ کچھ وقت اپنی ماں کے ساتھ بیٹھ کر گزارہ کرو، کیوں کہ کل قیامت کے روز وہ وقت تمہاری مغفرت کا ذریعہ بن جائے گا۔

Marfat.com

☆ مومن وہ نہیں جس کی محفل پاک ہو، بلکہ مومن وہ ہے جس کی تنہائی پاک ہو۔

☆ ذلت کی زندگی سے موت بہتر ہے۔

☆ لوگوں سے بے وجہ بحث مت کیا کرو، کیونکہ تمہاری عزت ختم ہو جائے گی۔ اور زیادہ مذاق مت کیا کرو کیونکہ لوگوں کو تم سے بات کرنے کی جرأت پیدا ہو جائے گی۔

☆ اگر تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہاری تعریف کریں تو نیک کام کرو۔

☆ اگر تمہیں ایک دُوسرے کی نیتوں کا علم ہوتا تو تم ایک دوسرے کو دفن بھی نہ کرتے۔

☆ سب سے بہتر وہ شخص ہے جو ایسے لوگوں سے اچھا سلوک کرے جن سے اسے کوئی امید نہ ہو۔

☆ اُس شخص پر ظلم کرنے سے محتاط رہا کرو، جس کا اللہ کے سوا کوئی نہ ہو۔

☆ اپنا علم لوگوں کو سکھاؤ اور دُوسروں کا علم خود سیکھو۔ اس طرح تم اپنا علم مضبوط کر لو گے یا جو نہیں جانتے ہو، اس کا علم حاصل کر لو گے۔

☆ مروت یہ ہے کہ جب وعدہ کرو، پورا کرو۔

☆ کسی چیز کی شدت سے خواہش محض بری بات نہیں بلکہ مہلک بھی ہے۔

☆ ظالموں کے ساتھ رہنا بجائے خود جرم ہے۔

Marfat.com

# اہل سنّت والجماعت

اہل سنّت والجماعت کا مخفف ''سُنی'' ہے یعنی جو سنت کی طرف رجوع کرے، اس کو ''سُنی'' کہتے ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی چاروں مذاہب اہلسنّت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے یا بہتر میں تقسیم ہو گئے اور عیسائیوں کے بھی فرقے بن گئے۔ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ وہ سارے کے سارے جہنمی ہوں گے سوائے ایک ملت کے۔''[۱]

اہلسنّت کے جو چار فقہ اسلام (مالکی۔ حنفی۔ شافعی اور حنبلی) ہیں، ان کے لحاظ سے آپس میں جو اختلاف ہیں، ان کو مستثنیٰ کیا گیا۔ باقی بہتر کے ساتھ جو اختلاف، وہ اصولی اختلاف ہے۔ اہلسنّت عقیدے کے لحاظ سے گرفت میں نہیں آئے گا۔ جو بندہ عقیدہ کے لحاظ سے پاس ہو گیا اور اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا تو کچھ وقت کے لیے ہی جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو پاک کر کے جنت میں داخل فرما دے گا۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے: کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً

''(سوائے ایک ملت کے سارے کے سارے جہنمی ہوں گے)''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ملت واحدہ کون سی جماعت ہے۔ اس کی علامت کیا ہے؟''

''ان کی پہچان یہ ہے کہ ان کا وہی راستہ ہو گا جو میرا اور میرے صحابہ کرام کا راستہ

[۱] جامع ترمذی، حدیث ۲۶۴۰

Marfat.com

ہے۔'' آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی: ''آج میں جس راستے پر موجود ہوں اور میرے صحابہ جس راستے پر موجود ہیں، کل اس کو اہلِ سنّت کہا جائے گا۔''[۲]

اہل سنّت وہ ہوتے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر ہوں۔ سنّت سے مراد شریعت ہے۔ اہلسنّت والجماعت فرض سے لے کر مستحب تک سب کو مانتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں، جن کی اقتداء کرو گے، ہدایت پاؤ گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔ اہلسنّت والجماعت اتحاد و اتفاق کی تعلیم دیتے ہیں۔ دوسروں کا احترام سکھاتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی امید ہے اور انہیں رسول اکرم ﷺ کی غلامی اور محبت کا آسرا ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے سارے جہان میں دینِ اسلام کو پھیلایا۔ پھر ان لوگوں کے بعد تابعین۔ تبع تابعین وغیرہ نے یہ سلسلہ آگے بڑھایا اور یہی جمات اہلسنّت کے نام سے مشہور ہوئی۔ سنّت سے مراد وہ کام ہے جس کے کرنے کا نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا یا اس سے باز رہنے کا حکم دیا اور ایسے قول و فعل کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرنا جو قرآن حکیم میں مذکور نہیں۔ صحابی جب کہے سنّت تو اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کی سنّت ہے۔ جماعت سے مراد وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی سنّت کے پیروکار ہیں خواہ وہ اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں یا تابعین یا تبع تابعین اولیائے کرام ہوں یا علمائے صالحین ہوں۔ یہ تمام حضرات جماعت میں شامل ہیں۔ اس لیے اہلسنّت و جماعت کا مطلب ہے کہ محبت اور عقیدت سے نبی کریم ﷺ کی سنت، سیرت اور عادت اور طریقہ محمودہ کی اتباع کرنے والی وہ مقدس جماعت جس نے سیدھے راستے کو اپنایا اور اتباع کی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جابیہ کے مقام پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا:

''تم میں جس جگہ میں کھڑا ہوں، اس جگہ ہم میں کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی تکریم کرو کیونکہ وہ تم میں سے بہتر ہیں، پھر وہ لوگ جو اُن سے ملے ہوئے ہیں تابعین، پھر وہ لوگ جو تابعین سے ملے ہوئے

---

۲ الملل والنحل جلد نمبر ا، حدیث ۱۸

Marfat.com

ہیں یعنی تبع تابعین۔ پھر جھوٹ ظاہر ہوگا، یہاں تک ایک انسان جھوٹی قسم کھائے گا مگر اس سے پوچھا نہ جائے گا اور گواہی پر گواہی دے گا اور پوچھا نہ جائے گا۔ پس جس کو جنت کی عیش وعشرت پسند ہو، اس پر جماعت کی وابستگی لازم ہے، اس لیے کہ شیطان ایک کے ساتھ ہے اور دو سے بہت دور۔'' [۳]

اسلام اور ایمان کی وابستگی جماعت کے ساتھ ہے، جس نے اس مقدس جماعت کو سلامت رکھا اور اسلام کی لذّت سے بہرہ ور ہوا اور جماعت سے ناطہ رکھنے پر ایمان کو بھی سلامت رکھا۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، آئمہ عظام اور ان کے بعد آئمہ مسلمین ہیں جو کہ ان کی پیروی کرنے والے ہیں، تمام اہلِ سنت و جماعت ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی مندرجہ ذیل علامات ہیں:

۱۔ اقوال وافعال میں نبی اکرم ﷺ کی اقتداء کرنا اور آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا۔
۲۔ نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کردہ کاموں کو کرنا اور منع کیے گئے کاموں سے باز رہنا۔
۳۔ نبی اکرم ﷺ کا ذکر بکثرت کرنا۔
۴۔ نبی اکرم ﷺ کی یاد کی کثرت اور نام سن کر توقیر وانکساری کا اظہار کرنا

ائمہ اسلام کے نزدیک اہل سنت والجماعت کا دوسرا نام سوادِ اعظم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہلسنّت و الجماعت کے اندر مندرجہ ذیل شرائط پائی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دوسروں پر فضیلت دینا۔
۲۔ آنحضرت ﷺ کے دونوں دامادوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عزت وتوقیر کرنا۔
۳۔ بیت المقدس اور بیت اللہ خانہ کعبہ کی عزت کرنا۔
۴۔ خیر اور شر کی تقدیر پر راضی ہونا۔
۵۔ دونوں موزوں پر مسح کرنا
۶۔ دو عیدوں کی نماز پڑھنا

---

[۳] اہلسنّت و جماعت حقیقت کے آئینہ میں، ص ۴۷، ۴۸

Marfat.com

۷۔ دوشہادتوں سے باز رہنا یعنی نیک عمل کی وجہ سے کسی کو جنتی قرار دینا اور بد عمل کی وجہ سے جہنمی قرار دینا۔

۸۔ دونوں جنازوں پر نماز پڑھنا یعنی نیک و بد کا جنازہ۔

۹۔ دونوں اماموں کی متابعت کرنا یعنی بادشاہ ظالم ہو یا عادل

۱۰۔ دونوں اماموں (نیک و بد) کے پیچھے نماز پڑھنا۔[۴]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اہلسنّت کے چہرے روشن ہوں گے اور اہلِ بدعت کے چہرے سیاہ۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''نجات والوں کا نام اہلسنّت والجماعت ہے''[۵]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''بڑی جماعت کا دین اسلام ہے۔ مذہب اہلسنّت والجماعت ہے۔ اہلسنّت کا نام اگرچہ بعد میں ہوا۔ اہلسنّت و الجماعت فرقہ ناجیہ ہے۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب بالاتفاق امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام اعظم کہتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں احناف کی اکثریت ہے اور ان کی ۱۹۳۰ء میں تعداد تقریباً چار کروڑ اسی لاکھ تھی۔ آج کل برصغیر پاک و ہند میں احناف کی تعداد ساڑھے اکتیس کروڑ ہے۔ پوری دنیا میں ایک ارب تیس کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ ان میں حنفی مسلمانوں کی تعداد تقریباً ساڑھے چھیاسی کروڑ ہے۔ حنفی مذہب کے پیرو کار افغانستان پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، عراق، ترکی، شام، ترکستان، باسنیا، البانیہ اور بلقان میں اکثریت سے ہیں۔ مالکی مذہب کے پیروکار شمالی مغربی افریقہ کے ممالک مراکش، موریطانیہ، تونس، الجزائر اور لیبیاء میں زیادہ ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں مالکی مذہب کی تعداد ساڑھے چار کروڑ تھی۔ شافعی مذہب کے پیرو کار انڈونیشیا، ملائشیا، فلپائن، تھائی لینڈ، سری لنکا، مصر، سوڈان، اُردن، فلسطین اور لبنان میں زیادہ ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں ان کی تعداد دس کروڑ تھی۔ پوری امت ان چار آئمہ کی تقلید کرتی ہے اور اسے اپنی نجات کا ذریعہ گردانتی ہے۔[۶]

---

۴ اہلسنّت و جماعت حقیقت کے آئینہ میں، ص ۳۴،۸۷ ۵ غنیۃ الطالبین، ص ۱۲۱

۶ اشعۃ اللمعات جلد نمبر ۱، ص ۱۴۱

Marfat.com

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ''مجھے معلوم نہیں، میں کتنا عرصہ تمہارے درمیان رہوں گا؟ پس تم میرے بعد دو شخصوں کی اقتداء کرنا، ایک ابوبکر رضی اللہ عنہ، دوسرے عمر رضی اللہ عنہ (ترمذی)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فقہی مذہب دوسری صدی ہجری میں رواج پا چکا تھا اور ہندوستان میں تیسری صدی ہجری میں حنفی مذہب کی آمد کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ پھر سلسلہ تبلیغ چل نکلا۔ شیخ فخر الدین حسین زنجانی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۳۱ھ خراسان سے لاہور تشریف لائے۔ شیخ محمد اسماعیل محدث لاہوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۲۸ھ اور حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ غزنی سے لاہور تشریف لائے۔ انہوں نے لاکھوں لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ اس کے بعد شیخ شہاب الدین سہر وردی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابوالحسن علی بن عمر محدث لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے اہلسنّت علماء وصوفیاء نے اشاعت اسلام کی۔ ان کے بعد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی، شیخ جلال الدین تبریزی جیسے اہلسنّت و مشائخ اور ان کے خلفاء نے تبلیغ اسلام کا کام کیا۔ پھر سلطان ناصر الدین قباچہ رحمۃ اللہ علیہ سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ سلطان غیاث الدین بلبن رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان جلال الدین خلجی رحمۃ اللہ علیہ جیسے سلاطین نے اشاعت اسلام کی۔ اور اسلام کی اشاعت وحفاظت کرنے والے اہلسنّت والجماعت حنفی تھے۔ ان کے بعد خواجہ نظام الدین اولیاء اور خلیفہ حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ برہان الدین غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ مخدوم جہانیاں جہاں گشت، سلطان علاؤ الدین خلجی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان غیاث الدین تغلق رحمۃ اللہ علیہ، سلطان محمد تغلق رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان فیروز شاہ تغلق جیسے اہلسنّت علماء اور سلاطین نے اشاعت اسلام کی اور یہ سب اہلسنّت والجماعت حنفی تھے۔ ؎

نویں صدی ہجری میں شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خواجہ سید محمد گیسو دراز اور علامہ فضل اللہ شیرازی جیسے اہلسنّت علماء کا سلسلہ تبلیغ رہا۔ دسویں صدی ہجری

؎ فقہ اہلحدیث پاک وہند کا تحقیقی جائزہ، ص ۶

Marfat.com

میں شیخ علی متقی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبداللہ انصاری سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے اہل سنت علماء وصوفیا نے اشاعت اسلام کی۔ اس کے بعد سلطان سکندر لودھی۔ سلطان ابراہیم لودھی، سلطان ظہیر الدین بابر، سلطان نصیر الدین محمد ہمایوں اور سلطان شیر شاہ سوری کے عہد میں اشاعت کا کام ہوتا رہا اور یہ سب لوگ بھی اہلسنّت والجماعت حنفی تھے۔

گیارہویں صدی میں حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان شہاب الدین محمد شاہ جہاں اور سلطان اورنگ زیب جیسے بزرگوں نے اشاعت وحفاظت اسلام کا کام سنبھالا۔ یہ لوگ بھی اہلسنّت والجماعت حنفی تھے۔ بارہویں صدی میں شاہ کلیم اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محمد ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء سرگرم عمل رہے اور وہ سارے کے سارے حنفی تھے۔ تیرھویں صدی میں خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا احمد الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے مبلغ بھی حنفی تھے۔

اہلسنّت والجماعت کا مسلک پیار ومحبت کا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہلِ بیت، اولیاء اللہ، علماء، فقہا اور محدثین سے محبت رکھنے کا نام ہے۔ سورۃ آلِ عمران کی آیت ۱۰۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''قیامت کے دن کچھ سفید چہرے ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے۔'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن اہلسنّت کے چہرے سفید ہوں گے'' (درمنثور ۲/۲۹۱) اور اہلِ بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریح فرمائی کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو جماعت والے ہیں۔ ان کے چہرے قیامت کے دن چمک رہے ہوں گے اور سفید ہوں گے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے صوفی بزرگ فرماتے ہیں کہ ''قرآن وسنّت سے اگر سچا عقیدہ سمجھنا ہے تو اس کو اہلسنّت کہا جائے گا'' [8]

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے ولی تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

---

۸ مکتوبات شریف، جلد نمبر ۱، جزو ۵، ص ۴۷

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ حضرت عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے: ''اگر لوگ میری ساری کرامتیں بیان کریں اور میرے بڑے بڑے فضائل بیان کریں مگر مجھے سنی نہ کہیں تو میں کہوں گا کہ انہوں نے میری خرابی بیان کی، خوبی بیان نہیں کی۔ اگر لوگ ہر لحاظ سے مجھ میں خرابیاں اکٹھی کر دیں، ہر عیب مجھے لگائیں لیکن مجھے اہلسنّت والجماعت کے ساتھ موصوف کریں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔'' [8]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''شیطان انسان کا بھیڑیا ہے، جس طرح بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے جو ریوڑ سے دُور رہ جانے والی یا ریوڑ سے ایک طرف (الگ) ہونے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے، اسی طرح جو شخص جماعت سے الگ ہو جائے، وہ شیطان کا شکار بن جاتا ہے۔ پس اپنے آپ کو تنہا رہنے سے بچاؤ۔'' [9]

جماعت اہلسنّت والجماعت مجسمۂ فیوض و برکات ہے۔ اس سے وابستہ ہو جانے والے خیر پاتے ہیں۔ ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے، جس شخص نے اس کو چھوڑا واصل جہنم ہوا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ ''میری سنت کو لازم پکڑنا'' اور فرمایا کہ ''جو میری سنت سے منہ موڑ گیا وہ میرا کہلانے کا حقدار نہیں اور جس نے میری سنت سے پیار کیا، وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''آپ کی سنت کیا ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری سنت یہ ہے کہ سینہ کینے سے پاک ہو''

جو عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امت میں چل پڑا، وہی سنت ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو چیزیں اپنے پیچھے تمہارے لیے چھوڑ رہا ہوں ''اللہ کی پاک کتاب اور میری سنت'' سنت ایک عقیدہ ہے، کوئی فرقہ نہیں۔

''(اے نبی) کہہ دیجئے، اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے

---

[8] ہاں، ہم سُنّی ہیں، ص ۱۵۲ [9] مسند احمد جلد نمبر ۵، ص ۲۲۳

Marfat.com

محبت کرے گا‘‘ (ال عمران۔۳۱)

حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب اہلسنّت و جماعت ہیں۔ یہ علیحدہ سے فرقے نہیں ہیں۔ ان میں چند فروعی مسائل میں اختلاف ہے۔ عقیدہ کی بنیاد پر یہ جنتی ہیں اور باقی بہتر فرقے جہنمی ہیں۔ ان چاروں سے تعلق رکھنے والے عقیدہ میں پاس ہو جائیں تو ان کے اعمال کو پرکھا جائے گا۔ جو لوگ اعمال میں بھی پاس ہوں گے وہ سیدھا جنت میں جائیں گے اور اگر کچھ اعمال میں غلطی ہوئی تو تھوڑی بہت سزا کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں بھی جنت عطا فرمائے گا۔

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ’’نجات والوں کا نام اہلسنّت و جماعت ہے (غنیۃ الطالبین۔ ۱۲۱)۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ سارے اہلسنّت و جماعت کا اتفاقی عقیدہ ہے (کشف المحجوب۔ ۳۱۳)۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ’’جو راستہ صحابہ کا ہے اس کو اہلسنّت کہتے ہیں‘‘۔

اہلسنّت و جماعت وہ ہیں جو عقائد میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر ہوں۔ جو شخص عقائد یا اجماعیات میں مخالفت کرے یا سلف صالحین کو برا کہے، وہ اہلسنّت و جماعت سے خارج ہے۔ (الاقتصاد ص ۸۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن نجات یافتہ لوگوں کی نشاندہی کی ہے، اس کے لیے یہ ضابطہ مقرر فرمایا کہ وہ راستہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہوں گے، وہی نجات دینے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ظاہر ہوا کہ جہاں قرآن و سنت مسلمانوں کے لیے حجت ہیں، وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حجت ہیں۔ قرآن و سنّت کے احکام کی تشریح و تفسیر کے لیے ائمہ مجتہدین کی طرف رجوع کرنے اور ان پر اعتماد کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔ کسی امام یا مجتہد کی تقلید اس وقت کی جاتی ہے، جب قرآن و سنت سے کسی حکم کے سمجھنے میں کوئی دِقّت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے آپ میں سے اوالامر کی اطاعت کرو۔‘‘ (نساء۔۵۹) اوالامر سے مراد علماء فقہاء ہیں اور اسی اطاعت کا نام تقلید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری سنّت سے پیار کیا۔ جس نے مجھ سے منہ موڑا، اس نے اللہ سے منہ موڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر عمل

Marfat.com

کر کے دکھایا۔ اس عمل کا نام سنت ہے جو اس کے پیروکار ہیں وہ اہلسنّت کہلاتے ہیں۔ فرمایا کہ جب تک تم جماعت میں رہو گے، اللہ کی امان میں رہو گے۔ جو دُنیا میں جماعت سے کٹ گیا، قیامت میں بھی کٹ جائے گا۔ اس لیے ہم اہلسنّت والجماعت ہیں اور یہ نام رسول اللہ ﷺ نے رکھا۔ کتاب اللہ اور سنّت رسول ﷺ میں کوئی تعارض نہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی رسالت کے ساتھ سلسلہ نبوت ختم فرمادیا اور فرمایا "بے شک اسلام اللہ کے نزدیک دین حق ہے۔" (آل عمران۔۱۹) دینِ اسلام کے اعمال کے لیے اصول اربعہ ضروری ہیں۔ یعنی! کتاب اللہ، ۲۔ سنّت رسول اللہ ﷺ، ۳۔ اجماع امت، ۴۔ قیاس شرعی

اہلسنّت والجماعت واحد مسلک ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیت، تابعین، تبع تابعین، اماموں اور اولیاء اللہ کی عزت سکھاتا ہے۔ صحابی اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کو حالتِ ایمان میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل ہوئی اور اسی حالت میں اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ محبت، پیارے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کی علامت ہے۔ جو عقائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد کے مطابق ہوں وہ حق ہیں۔ دعا میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے۔ اہلسنّت والجماعت کے مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔ ان کے فقہ میں فرق ہے ورنہ یہ سب اہلسنّت والجماعت ہیں۔ مدینہ منورہ جاتے وقت روضہ پاک اور مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کرنا باعث اجر وثواب ہے اور آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا جائز ہے۔ آپ ﷺ کے بعد انسانوں میں اعلیٰ مقام خلفاء راشدین۔ عشرہ مبشرہ۔ اصحاب بدر، اصحاب بیعت رضوان۔ شرکاء فتح مکہ اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے، ان کا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد و مسائل کے مطابق جو عقائد اور مسائل ہوں، وہ حق ہیں۔ دنیا میں پچاسی فیصد آبادی مسلمانوں میں سے سُنّی ہے۔

قرآن و سنّت کی بنیاد پر جو اسلامی قانون بنا ہے، اسے شریعہ کہا جاتا ہے۔ اسلامی شریعہ کے تمام احکامات کو باقاعدہ قوانین کی شکل دے کر فقہ بنایا گیا۔ اہلسنّت

Marfat.com

والجماعت کے چاروں مذہبوں کے اپنے اپنے فقہ ہیں۔ ہمارا مکمل تعارف اہلسنّت والجماعت حنفی ہے۔ اہلسنّت میں نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف ہے، جن سے دین کی تکمیل نصیب ہوئی اور والجماعت میں ہماری نسبت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف ہے، جن کے ذریعے دین کو مضبوطی حاصل ہوئی۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کی اپنے اپنے امام کی طرف نسبت ہے، جن کے ذریعے دین کی تدوین ہوئی۔ جو مسئلہ اور حکم کتاب وسنّت میں صراحتہً نہ ملے، وہاں اجتہاد کی ضرورت ہوتی۔ مجتہد کی تابعداری کو تقلید کہتے ہیں۔ آئمہ اربعہ کے مجتہد ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔ آئمہ اربعہ کو مجتہد اور فقیہ مانتے ہیں۔ ساتویں صدی سے لے کر ۱۳۶۵ء تک مکّہ مکرمہ میں چار مصلّے رہے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی۔ جب نجدی حکومت قائم ہوئی، انہوں نے حنبلی مصلّے کو قائم رکھا۔ تقریباً چھ سو سال تک خانہ کعبہ میں چار مصلّے رہے مگر غیر مقلدین کا کوئی مصلّے نہ تھا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اکیلے بیٹھ کر دلالت کی تحقیقات کیں لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے چالیس مجتہدین کی ایک جماعت تیار کی اور پھر یہ سب بیٹھ کر تحقیق فرماتے تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب تین امام کسی مسئلے میں اتفاق کرلیں تو پھر مخالفت کی گنجائش نہیں ان سے پوچھا گیا: وہ کون سے تین امام ہیں؟'' فرمایا ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ۔'' پوچھا گیا: ''اختلاف کی گنجائش کیوں نہیں؟'' فرمایا: ''اس لیے کہ کتاب وسنّت کو سمجھنے کے لیے پہلے لُغت کی ضرورت پڑتی ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ لُغت کے مسلم امام ہیں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حدیث وسنّت کے بہت بڑے امام ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اجتہاد اور استنباط میں اپنی مثال آپ ہیں۔ گویا ہر فن کے ماہر بیٹھے ہیں۔ [۱۰]

[۱۰] انوارات صفدر، ص ۱۳۵

Marfat.com

# حضرت خضر علیہ السلام کا تحفہ

سُورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے مندرجہ ذیل وظیفہ اس طرح پڑھیں:

| | |
|---|---|
| ۱۔ سورۃ الحمد شریف | سات مرتبہ |
| ۲۔ سورۃ الکافرون | سات مرتبہ |
| ۳۔ سورۃ اخلاص | سات مرتبہ |
| ۴۔ سورۃ فلق | سات مرتبہ |
| ۵۔ سورۃ الناس | سات مرتبہ |
| ۶۔ آیت الکرسی | سات مرتبہ |
| ۷۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا اِلٰہ الا اللہ واللہ اکبر | سات مرتبہ |
| ۸۔ درود شریف | سات مرتبہ |
| ۹۔ استغفار | سات مرتبہ |

۱۰۔ دعا

اَللّٰھُمَّ افعل بِی عَاجلاً احلاً فِی الدّین وَالدُّنیا وَالآ خِرۃِمَا اَنتَ لَہٗ اَھل" وَلاَ تفعَلُ بِنَایَا مو لینا مَا نَحنُ لَہٗ اَھل" اِنَّکَ غفُور" حَلیمُ جوّادُ کَرِیم رَؤف" رَّحِیمُ" ۔۔۔ سات مرتبہ

ترجمہ: "الٰہی! تُو مجھ سے اور ان سے سر دست اور آئندہ کو دین اور دنیا اور آخرت میں وہ معاملہ کر جس کے تُو لائق ہے اور ہم سے اے آقا وہ معاملہ نہ کر جس کے

Marfat.com

ہم شایاں ہیں کہ تو بخشنے والا بردبار سخی کریم مہربان رحمت والا ہے۔"

یہ دس چیزیں حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کو بطور تحفہ تعلیم کیں۔ انہوں نے فرمایا کہ انہیں ہر روز صبح اور شام سات سات بار پڑھیں۔ حضرت کرز بن دبرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک میرا بھائی شام سے آیا اور مجھے ایک تحفہ دیا۔

میں نے پُوچھا: "تم کو یہ تحفہ کس نے دیا ہے؟"

انہوں نے کہا: "مجھے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے"

میں نے پُوچھا: "تم نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھا کہ ان کو کس نے دیا ہے؟"

انہوں نے کہا: "میں نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تھا تو ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں صحن کعبہ میں بیٹھا عبادت کر رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھے سلام کیا اور داہنی طرف بیٹھ گیا۔ میں نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ خوبصورت کوئی نہ دیکھا تھا اور نہ اس کے کپڑوں سے عمدہ کپڑے اور نہ اس قدر سفید اور خوشبودار دیکھے تھے۔ میں نے اس سے پُوچھا کہ "تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟" اس نے جواب دیا کہ "میں خضر ہوں۔"

میں نے پُوچھا: آپ میرے پاس کس غرض سے آئے ہیں؟

انہوں نے فرمایا: "تجھ سے سلام علیک کرنے آیا ہوں۔ تم سے مجھ کو محبت فی اللہ ہے اور میرے پاس ایک تحفہ ہے، اس کو میں تجھے دینا چاہتا ہوں۔" میں نے پوچھا: "وہ کیا ہے؟"

انہوں نے مندرجہ بالا وظیفہ مجھے پڑھنے کو دیا اور فرمایا کہ "خبردار ان کو کسی صبح اور شام ترک نہ کرنا۔"

تب میں نے پوچھا: "آپ مجھ کو بتا دیں کہ یہ آپ کو کس نے عطا فرمایا ہے؟"

انہوں نے کہا: "مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمایا ہے"

اس وظیفہ کو پڑھنے والے کو اتنا ثواب ملے گا کہ ان کے تمام گناہ کبیرہ جو اس نے کئے ہوں گے، بخشے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس پر سے اپنا غصہ اور ناراضگی اُٹھا لے گا اور بائیں طرف والے فرشتے کو حکم دے گا کہ سال بھر تک اس کی کوئی بُرائی نہ لکھے۔ اس وظیفہ کو وہی شخص کرے گا جو نیک بخت پیدا کیا گیا ہے۔[1]

---

[1] احیاء العلوم الدین جلد نمبر ۱، ص ۵۲۷

Marfat.com

# حضرت اِمام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

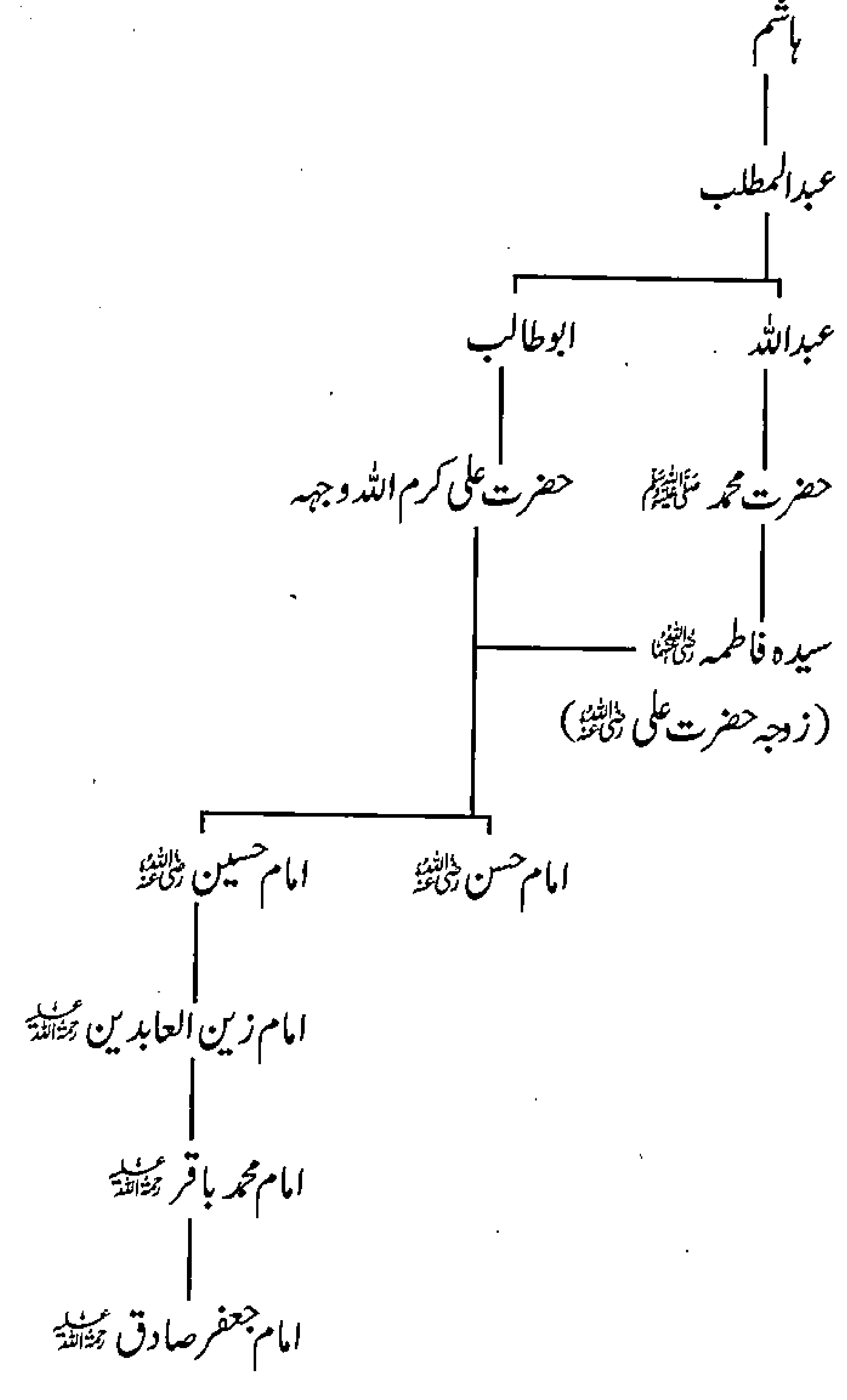


Marfat.com

# سلسلۂ نسب امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ نسب یوں ہے: حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ بن امام باقر رحمۃ اللہ علیہ بن امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن ابو طالب بن عبدالمطلب۔ اُن کا لقب صادق اور کنیت ابوعبداللہ اور ابو اسمٰعیل ہے۔ ان کی ولادت بروز دوشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۸۳ ہجری بمطابق ۲۰ اپریل ۷۰۲ء میں ہوئی۔ اُن کی والدہ امّ فرویٰ بنت قاسم بن محمد بن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔ ان کا مسلک بارہ اماموں کا قائم مقام ہے۔ وہ خود چھٹے امام ہیں۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ انہوں نے اپنے والد سے عربی۔ قرآن پاک، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے القاسم ابن محمد رحمۃ اللہ علیہ تابعی کے پاس گئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے لوگوں کو قرآن، حدیث اور فقہ پڑھانا شروع کیا۔ وہ سیاسی زندگی سے دُور رہے۔ وہ بنی اُمیّہ کے خلیفہ عبدالمالک بن مروان کے زمانہ میں پیدا ہُوئے تھے۔ اس کے بعد نو خلافتوں تک زندہ رہے بلکہ عباسی خاندان کی بھی دو خلافتوں تک وہ زندہ تھے۔ انہوں نے کبھی کسی پارٹی کی حمایت نہیں کی۔ اس کے باوجود خلیفہ ابو جعفر المنصور نے اُن پر کئی بار سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا الزام لگایا۔

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ بارہ سال کی عمر تک اپنے دادا امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ رہے۔ اُن کی وفات کے بعد اپنے والد امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ پرورش پائی۔ ۱۱۴ ہجری بمطابق ۷۳۲ء میں امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو امامت کی ذمہّ داری

Marfat.com

امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے کندھوں پر آ گئی۔ یہ زمانہ ہشام بن عبدالمالک کا تھا۔ انہوں نے بہت مشکلات کا سامنا کیا۔ اس وقت ان کی عمر چونتیس سال تھی۔ وہ بہت حسین و جمیل تھے۔ ان کا قد موزوں اور رنگت گندمی تھی۔ وہ عابد زاہد، متقی، منکسر المزاج، عالی دماغ، نیک سیرت اور ظاہر و باطن سے آراستہ تھے۔ وہ اپنی نرمی، ملائمت اور رُوحانیت کی وجہ سے مشہور تھے۔ وہ مجموعۂ کمالات و پیشوائے مشائخ تھے۔ اُن کی مناقب اور کرامات بے شمار ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مسافر مسجد نبوی ﷺ میں سویا ہُوا تھا۔ جب وہ اُٹھا تو اسے معلوم ہُوا کہ اس کی تھیلی غائب ہے۔ اس تھیلی میں اس کے ایک ہزار دینار تھے۔ اُس نے مسجد میں اِدھر اُدھر دیکھا تو اُسے مسجد میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ عبادت کرتے ہُوئے نظر آئے۔ اس شخص نے اُن پر الزام لگایا کہ تھیلی انہوں نے ہی لی ہے۔

امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے پُوچھا: ''تھیلی میں کتنی رقم تھی؟''

مسافر نے جواب دیا: ''ایک ہزار دینار۔''

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے اپنے ساتھ لیا اور گھر جا کر اسے ایک ہزار دینار دے دیئے۔ جب وہ شخص اپنی جگہ آیا تو اس نے اطمینان سے دوبارہ اپنے سامان کی جانچ پڑتال کی تو اسے اپنی تھیلی مل گئی۔ وہ اپنی حرکت پر بہت شرمندہ ہوا اور رقم لے کر امام کے پاس واپس گیا۔ اس نے انہیں رقم واپس دینا چاہی مگر امام نے فرمایا:

''ہم جب ایک دفعہ کسی کو کچھ دے دیتے ہیں تو واپس نہیں لیتے۔ اگر تم اپنے آپ کو گنہگار سمجھتے ہو تو یہ رقم غریبوں کو دے دو۔''

مسافر نے وہ رقم مدینہ منورہ کے غریبوں میں خیرات کر دی۔

خلیفہ منصور عباسی نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ لاؤ۔ اس کا ارادہ اُن کو قتل کرنے کا تھا۔ وزیر نے کہا کہ وہ گوشہ نشین اور عبادت گزار ہیں اور بادشاہ سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔ وزیر کی اس بات سے وہ ناراض ہُوا۔ چنانچہ وہ انہیں لینے چلا گیا۔ بادشاہ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ جب امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ آئیں اور میں اپنے سر سے تاج اُتاروں تو اس وقت اُن کو قتل کر دینا۔

جب امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو خلیفہ تعظیم کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور

Marfat.com

بڑی عزت کے ساتھ استقبال کیا اور احترام کے ساتھ بٹھایا۔ خلیفہ منصور نے اُن سے عرض کیا: ''میرے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمائیں''

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''آئندہ مجھے تکلیف نہ دینا کہ میں اپنی عبادت سکون سے کرتا رہوں'' چنانچہ خلیفہ منصور نے بہت ادب اور عزت کے ساتھ انہیں رخصت کیا۔ مگر خود خوف سے لرزتے ہوئے بے ہوش ہو گیا۔ جب اسے ہوش آیا اور حالت سنبھلی تو وزیر نے اس سے ماجرا پُوچھا۔ خلیفہ نے بتایا: ''جب وہ تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ ایک خوفناک اژدھا اُن کے آگے آگے چل رہا تھا اور مجھ سے کہہ رہا تھا کہ اگر تُو نے امام کو کوئی تکلیف دی تو میں تجھے نگل جاؤں گا۔ اس اژدہے کی دہشت سے میں نے عذرخواہی کی اور انہیں احترام کے ساتھ رخصت کیا اور خود بے ہوش ہو گیا''

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے تین القاب تھے الصادق، الفاضل اور الطاہر، حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ کی شادی فاطمۃ الحسن سے ہُوئی جن کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا تھا۔ ان کے بطن سے دو بیٹے ہُوئے جن کے نام اسمٰعیل بن جعفر اور عبداللہ تھے۔ زوجہ کی وفات کے بعد انہوں نے بربر بونڈی حمیدہ خاتون سے شادی کر لی۔ ان کے بطن سے امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ اور محمد الدباج پیدا ہوئے۔

اُن کے شاگردوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور واصل بن عطا شامل تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حنفی فقہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مالکی فقہ بنایا اور واصل بن عطا نے معتزلہ فرقہ کی بنیاد رکھی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے بارہ احادیث موطا میں روایت کی ہیں۔ حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ شیعہ مذہب کے بارہ اماموں میں سے چھٹے امام ہیں۔

حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے والد کی وفات کے بعد ان کے چچا زید بن علی نے اُمیہ حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔ انہوں نے اس فساد و فتنہ میں حصہ نہیں لیا۔ ان کے چچا اور بہت سے قریبی رشتہ داروں کو قتل کر دیا گیا اور بہت سے رشتہ داروں کو امیہ حکمرانوں نے سخت سزائیں دیں۔ جب وہ اڑتالیس برس کے ہُوئے تو ۷۵۹ء میں حکومت پر عباسی خاندان کا قبضہ ہُوا۔ انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ عباسی

Marfat.com

خاندان کے لوگ بھی انہیں مشتبہ نظروں سے دیکھتے تھے۔ کئی دفعہ انہیں جیل میں بھی ڈالا گیا۔ وہ نہایت صبر و تحمل سے سب برداشت کرتے رہے اور اپنی عبادت و ریاضت کرتے رہے۔ جب موقع ملتا تو مطالعہ بھی کر لیتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی بیوی سے ہونے والے بڑے بیٹے اسمٰعیل بن جعفر تھے جو اسماعیلی مذہب کے بانی ہیں۔ انہیں ساتواں امام اسماعیلی مذہب کے لوگ مانتے ہیں مگر شیعہ مذہب کے لوگ اُن کی دوسری بیوی کے بیٹے امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کو ساتواں امام تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی بیوی کے دوسرے بیٹے عبداللہ الافتح کو بعض لوگوں نے ان کی وفات کے بعد اپنا امام بنا کر مذہب کا نام فدائین، افتاحیہ یا فاتحین رکھا۔

ایک دفعہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھا: ”عقل مند کون ہے؟“

انہوں نے عرض کیا: ”جو شخص نیک اور بد میں تمیز کر سکے“

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”چوپائے بھی تمیز کر سکتے ہیں، وہ اپنے دشمن اور غیر کو پہچانتے ہیں۔“

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا: ”آپ کے نزدیک عقل مند کون ہے؟“

انہوں نے فرمایا: ”جو نیکیوں اور بدیوں مین تمیز کر سکے اور زیادہ اچھی نیکی کو اختیار کرے اور بشرطِ ضرورت کم بدی کو اختیار کرے۔“

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: ”مجھے خدا دکھاؤ“

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کہا: ”سورج کی طرف دیکھو“

اُس شخص نے ایک لمحہ سُورج کی طرف نظریں اُٹھائیں پھر آنکھیں بند کر کے بولا: ”میں سورج کی طرف نہیں دیکھ سکتا“

انہوں نے فرمایا: ”جب تم سُورج کی طرف نہیں دیکھ سکتے تو جس نے یہ پُورا جہان بنایا ہے، اس کی طرف کیوں کر دیکھ سکو گے؟“

ایک دفعہ لوگوں نے سوال کیا: ”درویش صابر افضل تر ہے یا شکر گزار دولت مند؟“

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”صبر کرنے والا درویش افضل تر ہے کیونکہ اس کا

Marfat.com

دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور شکر گزار دولت مند کا دل اپنی دولت کے ساتھ ہوتا ہے۔

عبادت بغیر توبہ کے فضول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عبادت پر توبہ کو مقدم کیا ہے، جیسے کہ ارشاد ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے توبہ کا ذکر نہ کرنا اللہ سے غافل ہونے کی نشانی ہے اور اللہ کی یاد کرنے کے وقت توبہ کا ذکر کرنا طاعت کی نشانی ہے۔

ایک دفعہ کسی نے اُن سے اصرار کیا کہ وہ اس کی خواہش کو پُورا کردیں اور اسے اللہ تعالیٰ کا دیدار کرا دیں۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دریائے دجلہ میں اسے پھینک دیا جائے۔ جب پانی نے اسے اُوپر پھینکا تو اس نے بہت التجائیں کیں مگر انہوں نے پانی کو حکم دیا کہ اسے مزید غوطے دے۔ جب وہ شخص پانی میں بالکل نڈھال ہو گیا تو اس نے بہت عاجزی سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ آدمی راہِ راست پر آ گیا ہے تو اُسے پانی سے باہر نکلوا لیا۔ اس شخص کے حواس قدرے درست ہوئے تو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا: ''اب بتاؤ، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا؟''

وہ شخص کہنے لگا: ''اے پیر و مرشد! جب تک میں دُوسروں کی مدد مانگتا رہا، اس وقت تک میرے سامنے ایک پردہ تھا لیکن جب میں اللہ تعالیٰ سے مدد کا طلب گار ہُوا تو میرے دل میں کچھ ایسی روشنی اور سکون پیدا ہُوا، جس سے میری ساری اضطراری کیفیت جاتی رہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ کون ہے جو حاجت مند کے پکارنے پر اس کا جواب دے۔''

حضرت امام صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے بندے! جب تک تُو نے اللہ تعالیٰ کو نہ پکارا تو اس وقت تُو جھوٹا تھا، لیکن اب تمہارا دل ایمان کی روشنی سے منور ہو چکا ہے۔''[1]

فرمایا جب تک تو امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑتا رہا تو ڈوب رہا تھا، اب تو اپنے دل کی حفاظت کر۔''

انہوں نے مزید فرمایا: ''جس گناہ کا آغاز امن ہو اور انجام خود پسند ہو، بندہ اس اطاعت کی بدولت اللہ سے دُور ہو جاتا ہے اور خود پسند اطاعت گزار گناہ گار ہے اور باعذر گنہگار اطاعت گزار۔''

---

[1] اولیائے کرام نمبر، ص ۱۰۱

Marfat.com

ان کا فرمان ہے: ''مومن وہ شخص ہے جو اپنے نفس کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے اور عارف وہ ہے کہ جو اپنے اللہ کریم کے پاس کھڑا ہو۔ جو شخص اپنے نفس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے مجاہدہ کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ الہام مقبول لوگوں کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور غیر الہام کے استدلال کرنا مردود لوگوں کا کام ہے۔ اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندے میں اس طرح سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے جیسے کہ اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر چیونٹی کا چلنا۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی علمی قابلیت کا دُور دُور تک چرچا تھا۔ لوگ گردو نواح اور دُور دراز علاقوں کا سفر کر کے اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر دینی مسائل کے بارے میں پُوچھتے تھے اور فیض یاب ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے دریافت کیا: ''صحیح معنوں میں سُنی کسے کہتے ہیں؟''

انہوں نے جواب دیا: صحیح معنوں میں سُنی ہونیکا دعویدار وہی ہوسکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ رکھنے والوں میں سے کسی کی فضیلت سے بھی انکار نہ کرے''

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے مؤمن کی وضاحت کرتے ہُوئے فرمایا: ''جو شخص نفس کی سرکشی کا مقابلہ کرتا ہے، وہی صحیح معنوں میں مومن ہوتا ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ اللہ کسی خاص شے میں موجود ہے، کافر ہے جس گناہ سے پہلے آدمی میں اللہ کا خوف پیدا ہو جائے اور وہ توبہ کرلے تو اس کو اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہو جاتا ہے۔ جو شخص عبادت پر فخر کرے، وہ گنہگار ہے۔ جو شخص گناہ پر شرمندگی کا اظہار کرے، وہ فرمانبردار ہے اور ذکر الٰہی کی تعریف یہ ہے کہ مومن اس میں مشغول رہ کر دُنیا کو فراموش کر دے۔''

☆ ایک مرتبہ کسی نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھا: ''صوفی کی کیا تعریف ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے انسان کو صبر اور معرفت عطا فرمائیں ہے۔ اہل معرفت ہی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔ اس لئے جو بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے دل کو صاف رکھتا ہے، اس کو صوفی کہتے ہیں۔''

☆ اس شخص نے سوال کیا: ''اہل معرفت کی کیا تعریف ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''اہل معرفت وہ لوگ ہیں جن کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ جو شخص سچے

Marfat.com

دل سے عبادت کرتا ہے، وہ ہمیشہ دُنیا سے بے زار رہتا ہے کیونکہ اسے آخرت کی زندگی زیادہ خوبصورت لگتی ہے۔''

☆ ایک شخص نے پُوچھا: ''اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟'' امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے جتنا کہ رات کی تاریکی میں سیاہ پتھر پر چیونٹی رینگتی ہے۔''

☆ ایک آدمی نے سوال کیا: ''آپ کے نزدیک دانشمندی کی کیا علامت ہے؟'' امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''میرے نزدیک اصل دانشمند وہ ہے جو دو بھلائیوں میں سے بہتر بھلائی اختیار کرے اور دو برائیوں میں سے نسبتاً کم برائی پر عمل کرے۔''

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے شیعہ فقہ بنایا، جسے 'فقہ جعفری' کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے انہیں مزید شہرت اور عزت حاصل ہوئی۔ انہیں علم نجوم، اسلامیات اور طِب پر عبور حاصل تھا۔ وہ ایک دانشمند اور قابل امام تھے اور اسلامیات کے ماہر تھے۔ وہ مشہور سائنسدان جابر بن حیان (جبر) کے معلم تھے۔ وہ ریاضی اور فلسفہ بھی اچھی طرح جانتے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی عبادت الٰہی میں گزاری اور دنیاوی عہدوں کو قبول نہیں کیا۔ وہ مفسر قرآن اور عظیم مجتہد تھے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ نماز یا تلاوت یا روزہ میں مشغول پایا۔ وہ وضو کئے بغیر کوئی حدیث نقل نہ کرتے تھے۔ (تہذیب التہذیب)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا کہ اس زمانہ میں سلامتی کم ہوگئی ہے اور اگر میسر ہو سکتی ہے تو گوشۂ گمنامی میں ہے اور اگر نہ مل سکے تو پھر یکسوئی کو تنہائی میں تلاش کیا جائے لیکن تنہائی گمنامی کے برابر نہیں ہو سکتی اور اگر وہاں بھی نہ ہو سکے تو پھر چپ رہنے میں اور چپ رہنا تنہائی کے برابر نہیں ہو سکتا اور اگر خاموشی میں بھی نہ ہو سکے تو پھر سلف صالح کے کلام میں اور سعید شخص وہ ہے جو اپنے نفس میں خلوت پائے۔''[۲]

---

۲ فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۲۸۲

Marfat.com

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا فقیہہ کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔اس زمانے میں حضرت ابو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ''آپ نے تارک الدنیا ہو کر لوگوں سے بڑی نعمت چھین لی ہے۔ وہ آپ کا فیض لینے سے محروم ہو گئے ہیں۔آپ انہیں دوبارہ اپنی صحبت سے فیض یاب فرمائیں۔''

انہوں نے معذرت کر دی۔اُن کا نظریہ تھا کہ انسان کا ظاہر مخلوق کے لیے اور باطن اللہ تعالیٰ کے لیے ہونا چاہیے۔ جب کوئی آدمی ان دونوں چیزوں سے گڈمڈ ہو جاتا ہے تو وہ سراسر نقصان کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ان کے ارشادات پر عمل کرنے سے انسان پر علم اور معرفت کے دروازے کُھل جاتے ہیں۔ان کی تعلیم یہ تھی کہ انسان کو صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی درخواست کرنی چاہیے۔کوئی انسان دُوسرے کو کچھ نہیں دے سکتا۔اُن کی قابلیت کی وجہ سے لوگ دینی مسئلوں کے لیے اُن سے رجوع کرتے تھے۔ جو شخص نفس کی سرکشی کا مقابلہ کر سکتا ہے، اُن کے نزدیک وہی مؤمن اور عارف ہے۔ جو شخص عبادت پر فخر کرے، گنہگار ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ رات کو قبرستان میں جاتے اور قبر والوں کو مخاطب ہو کر فرماتے کہ ''اے قبر والو! تم کو کیا ہُوا ہے کہ جب میں پکارتا ہُوں تو جواب نہیں دیتے؟''

پھر فرماتے کہ ''ہاں ان کو میرے جواب دینے میں کوئی شے مانع ہو گئی ہے اور گویا کہ میں بھی انہی جیسا ہُوں۔'' پھر نماز پر متوجہ ہوتے اور صبح تک پڑھتے رہتے۔[۳]

حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ۱۱۳ ء ہجری میں پیدل حج کرنے گیا۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر عصر کے وقت میں ابو قبیس پہاڑ پر گیا۔ وہاں پر ایک شخص کو بیٹھے دیکھا کہ وہ ''یاربّ یارب'' کہتے جا رہے تھے کہ اُن کا دم گھٹنے لگا۔ پھر انہوں نے یا ربّاہُ یا ربّاہُ اسی طرح کہا کہ دم نکلنے لگا۔ پھر اسی طرح یا اللّٰہُ یا اللّٰہُ کہتے رہے کہ دم گھٹنے لگا۔ پھر اسی طرح ''یا حیُّ یا حی لگاتار کہتے رہے۔ پھر اسی طرح یا رحمن یا رحمن پھر

[۳] احیاء العلوم جلد نمبر ۴، ص ۷۴۱

Marfat.com

یا رحیمُ یـا رحیمُ اسی طرح کہا کہ دم گھٹنے لگا پھر ''یا ارحم الرّاحمین بھی اسی طرح کہا کہ دم گھٹنے لگا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگے: ''یا اللہ! میرا انگور کھانے کو جی چاہتا ہے، وہ عطا فرما اور میری چادریں پُرانی ہو گئی ہیں''

لیث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم، اُن کی زبان سے یہ لفظ پُورے نکلے بھی نہ تھے کہ میں نے ایک ٹوکری انگوروں سے بھری ہُوئی دیکھی اور دو چادریں بھی رکھی ہُوئی دیکھیں۔ انہوں نے انگور کھانے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: ''میں بھی آپ کا شریک ہُوں۔''

انہوں نے فرمایا: ''کیسے؟''

میں نے کہا: ''جب آپ دعا کر رہے تھے تو میں آمین آمین کہہ رہا تھا''

وہ فرمانے لگے: ''آؤ، کھاؤ۔ لیکن اس میں سے کچھ ساتھ نہ لے جانا''

میں آگے بڑھا اور کھانے لگا۔ ان میں بیج نہ تھا۔ ایسی عجیب چیز کھائی کہ عمر بھر ایسی چیز نہ چکھی تھی۔ میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائی مگر اس ٹوکری میں کچھ کمی نہ ہُوئی۔

پھر انہوں نے فرمایا: ''ان دونوں چادروں میں سے جو تمہیں پسند ہو، لے لو''

میں نے کہا: ''چادر کی مجھے ضرورت نہیں ہے''

پھر فرمایا: ''ذرا سامنے سے ہٹ جاؤ، میں ان کو پہن لُوں''

میں ایک طرف کو ہٹ گیا۔ انہوں نے ایک چادر لُنگی کی طرح باندھی اور دوسری اوڑھ لی اور جو چادریں اوڑھے ہُوئے تھے، اُن کو ہاتھ میں لے کر پہاڑ سے اُتر گئے۔ میں پیچھے ہو لیا۔ جب صفا مروہ کے درمیان پہنچے تو ایک سائل نے کہا: ''رسول اللہ کے بیٹے! یہ کپڑا مجھے دے دیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کا جوڑا عطا فرمائے''

انہوں نے وہ دونوں چادریں اس کو دے دیں۔ میں نے سائل سے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟''

اس نے بتایا: حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ہیں''

میں پھر ان کے پاس واپس آیا کہ ان سے کچھ سنُوں مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ (روض) [۱]

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ رات کو محلّہ بنو ساعدہ میں روٹیوں کا تھیلا لے کر تشریف

---

[۱] فضائل اعمال جلد نمبر ۲ فضائل حج ص ۱۸۷

Marfat.com

لے جاتے اور سوئے ہوئے فقیروں کے سرہانے دو، دو روٹیاں رکھ کر آجاتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ القطان رحمۃ اللہ علیہ، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ، ابوایوب سجستانی رحمۃ اللہ علیہ، ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ شاگرد قابلِ ذکر ہیں۔ ۵

ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ایک گدڑی پہنے ہوئے مدینہ منورہ سے کعبہ معظمہ جا رہے تھے۔ ان کے ہاتھ میں ایک تاملوٹ تھا۔ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تو سوچا کہ یہ فقیر دوسروں پر اپنا بوجھ ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ شیطان خیال آتے ہی حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "شفیق! گمانوں سے بچو۔ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں" نام بتانے اور وسوسے سے آگاہی سُن کر وہ امام کے ساتھ ہولئے۔ راستہ میں ایک ٹیلہ پر پہنچ کر امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے تھوڑا سا ریت لیا اور تاملوٹ میں گھول کر پیا اور شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی پینے کو دیا۔ جب پیا تو ایسے نفیس لذیذ اور خوشبودار ستو تھے کہ عمر بھر نہ دیکھے اور نہ سُنے۔ (الملفوظ)

ایک شخص نے اُن کے غلام کو قتل کر دیا تھا۔ انہوں نے دعا مانگی: "اے خدا، تو اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دے" دعا قبول ہوئی اور قاتل کو ایک شیر نے پھاڑ ڈالا۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک انسان کی تجارت اس کے عمل پر موقوف ہے۔ ایک دفعہ حضرت داؤ طائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عرض کیا: "چونکہ آپ اہل بیت میں سے ہیں، مجھے کوئی نصیحت فرمایئے" اُن کے بے حد اصرار پر امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے تو ہر وقت یہی خوف لاحق رہتا ہے کہ کہیں روزِ محشر میرے جدِاعلیٰ ہاتھ پکڑ کر یہ سوال نہ کر بیٹھیں کہ تُو نے خود میری اتباع کیوں نہیں کی؟ اس لئے کہ نجات کا تعلق نسبت سے نہیں بلکہ اعمال صالحہ سے ہے"

اُن کا یہ جواب سن کر داؤ طائی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت عبرت ہُوئی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: "جب اہل بیت پر خوف کے غلبے کا یہ عالم ہے تو پھر میں بھلا کس گنتی میں آتا ہُوں اور کس چیز پر فخر کر سکتا ہُوں" ۶

---

۵ دی مسلم ۱۰۰ / ص ۱۴۹ ۶ اولیائے کرام نمبر / ص ۱۰۰

Marfat.com

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تمام مشائخ کے سردار ہیں۔ وہ حنفی اور مالکی اماموں کے استاد تھے۔ وہ دونوں مذاہب سُنی اور شیعہ کے لوگوں میں بہت عزت واحترام سے دیکھے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تصانیف میں رموز خداوندی کو بڑے اچھے طریقے سے واضح فرمایا ہے۔ اُن کی تمام زندگی سچائی میں گزری۔ ایک دن اپنے غلاموں میں بیٹھے تھے تو ان کو مخاطب کر کے فرمایا ''آؤ ہم اس بات کا عہد کریں کہ ہم میں سے قیامت کے دن جو شخص نجات حاصل کرے، وہ دوسروں کی نجات کی سفارش اللہ کی بارگاہ میں کرے۔'' غلاموں نے عرض کیا کہ آپ کو ہماری سفارش کی کیا ضرورت ہے جب کہ آپ کے نانا شفیع روز جزاء ہیں''

انہوں نے فرمایا کہ ''مجھے اپنے افعال سے شرم آتی ہے کہ کس طرح قیامت کے دن اپنے نانا کے چہرہ کی طرف دیکھ سکوں گا؟''

حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو دنیا ہی میں بنا دیا ہے، جنت عافیت ہے اور مصیبت جہنم۔ عافیت یہ ہے کہ اپنے تمام کام نفس کی بجائے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ بے پردہ چیز مضر ہے۔ اگر اولیاء اللہ کے دشمنوں کی صحبت سے نقصان ہوتا تو حضرت نوح اور لوط علیہم السلام کی بیویاں ہدایت پاتیں۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں مخفی رکھا ہے۔

اول: اپنے غضب کو گناہوں میں، تو کسی گناہ کو چھوٹا مت سمجھو، شاید اس کا غضب اسی میں ہو۔

دوم: اپنی رضا کو اپنی طاقت میں، پس کسی طاعت کو حقیر مت جانو، شاید اللہ کی رضا مندی اسی میں ہو۔

سوم: اپنی ولایت کو بندوں میں مخفی رکھا تو بندوں میں سے کسی کو حقیر مت سمجھو، شاید اللہ کا ولی ہو۔ [۷]

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو محمد ابن سلیمان کے ذریعہ زہر دیا گیا، جس کے

---

۷ احیاء العلوم جلد نمبر ۴، ص ۷۷

Marfat.com

اثر سے وہ ۱۵ رجب ۱۴۸ء ہجری میں انتقال فرما گئے۔ ان کو مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں اپنے والد حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ اور دادا حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بے حد حسین نمونہ تھے۔ جمالِ طریقت کا خوبصورت مجسمہ تھے۔ وہ بہترین حق بیان کرنے والے تھے۔ وہ درویشی اور ولایت کی زینت تھے۔ وہ تمام ظاہری اور باطنی کمالات کے جامع تھے۔ ۸

## اقوال:

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے چند اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ دعا کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف بیان کرو۔ پھر گناہوں کا اقرار کرو اور پھر اپنی حاجت طلب کرو۔

۲۔ دین سراپا ادب ہے، جو اس کا لحاظ نہ رکھے، وہ بدنصیب ہے۔

۳۔ انتقام کی طاقت رکھتے ہُوئے غصہ کو پی جانا افضل ترین جہاد ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت فرمائی کہ مندرجہ ذیل پانچ قسم کے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے:۔

۱۔ جُھوٹے سے، کیوں کہ اس کے ساتھ رہنے میں انسان ذلیل وخوار ہوتا ہے اور دھوکہ کھاتا ہے۔

۲۔ بے وقوف سے، کیوں کہ وہ جس قدر آپ کا فائدہ سوچے گا، اتنا ہی زیادہ نقصان کرے گا اور اس سے آپ کو کچھ نہ ملے گا۔

۳۔ کنجوس سے، کیوں کہ اس کی صحبت سے قیمتی وقت ضائع چلا جاتا ہے۔

۴۔ بزدل سے، کیوں کہ وہ قابل اعتبار نہیں ہوتا اور مصیبت کے وقت دھوکہ دے سکتا ہے۔ سختی کے وقت تجھے اکیلا چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔

۵۔ فاسق سے، کیوں کہ وہ محض ایک نوالہ کے لالچ میں کنارہ کشی کر کے دوسروں کو مصیبت میں ڈال سکتا ہے۔ وہ ایک لقمہ یا اس سے کم کے عوض میں تجھ کو بیچ دے گا۔ ۹

---

۸ کشف المحجوب، ص ۳۱۲ ۹ احیاء العلوم جلد نمبر ۲، ص ۲۸۲

Marfat.com

## اقوال زریں:

❁ اللہ تعالیٰ کے خوف سے بڑھ کر کوئی خوف نہیں۔
❁ خاموش رہنے سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں
❁ جہالت سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں
❁ جھوٹ سے بڑھ کر کوئی بیماری نہیں
❁ نماز ہر پاک انسان کا ستون ہے۔ ہر کمزور بندے کا جہاد حج ہے۔ بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے اور جو شخص بغیر کوئی نیک کام کئے اللہ تعالیٰ سے عطا مانگتا ہے، اس کی مثال ایسے ہے، جیسے بغیر کمان کے تیر چلا رہا ہو۔
❁ جو بندہ اپنے والدین کو اُداس کرتا ہے، وہ اُن کے حقوق سے انکار کرتا ہے۔
❁ جو شخص دولت کی اُمید پر کسی عورت سے شادی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو صرف اس کی دولت کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔
❁ علم حاصل کرتے وقت احتیاط کرو اور دیکھو کہ کس سے علم حاصل کر رہے ہو۔
❁ آدمی کے مرنے کے بعد صرف تین چیزیں دنیا میں رہ جاتی ہیں: (۱) اللہ کی راہ میں خیرات (۲) کوئی اچھی روایت یا رسم جس پر مرنے کے بعد لوگ عمل کرتے ہیں اور (۳) ایک پاک بیٹا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہے۔
❁ بغیر بات سُنے جواب دینا جہالت ہے۔ بغیر بات کو سمجھے لڑ پڑنا اور ایسی بات کا فیصلہ دینا جو اس کے علم میں نہ ہو، جاہل آدمی کا کام ہے۔
❁ ایک مومن دوسرے مومن کا ایک جسم کی طرح بھائی ہے جیسا کہ جسم کے ایک حصہ میں تکلیف ہو تو سارے بدن کو تکلیف ہوتی ہے۔ ان کی روحیں گویا ایک ایک روح ہوتی ہے جو آپس میں جڑی ہوتی ہیں۔
❁ مجھے وہ شخص زیادہ عزیز ہے جو مجھے میری غلطیاں اور کوتاہیاں بتاتا رہے۔ [۱۰]
❁ جو آدمی دل میں بغض رکھے، وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

---

۱۰ تحف العقول، ص ۲۶۲

Marfat.com

- جنت کا حق دار وہ شخص ہے جو اپنے تمام امور اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے اور دوزخ اس شخص کا مقدر ہے جو اپنے امور سرکش نفس کے حوالے کر دے۔
- جو شخص عبادت پر فخر کرے، وہ گنہگار ہے مگر جو گناہ پر اظہار ندامت کرے، وہ فرمانبردار ہے۔
- ذکر الٰہی کی تعریف یہ ہے کہ جس میں مشغولیت کے بعد دنیا کی ہر شے بھول جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شے کا نعم البدل ہے۔
- دین سراپا ادب ہے، جو اس کا لحاظ نہ رکھے، وہ بدنصیب ہے۔
- انتقام کی طاقت رکھتے ہوئے غصہ کو پی جانا افضل ترین جہاد ہے۔
- حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ دادا کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس شخص پر اللہ تعالیٰ کا کوئی انعام ہو، اس کو ضروری ہے کہ اس کا شکر ادا کرے اور جس پر رزق میں تنگی ہو، وہ استغفار کی کثرت کرے اور جس کو کوئی پریشانی لاحق ہو وہ لاحول پڑھا کرے۔ (روض)
- جو شخص اپنے برادر مومن کو برا کام کرتے ہوئے دیکھے اور قدرت رکھتے ہوئے بھی اس کو نہ روکے تو اس نے اپنے بھائی کے ساتھ خیانت کی۔
- آدمی کی نیک بختی میں سے یہ بھی ایک نیک بختی ہے کہ اس کا دشمن دانا ہو۔
- دین سراپا ادب ہے جو اس کا لحاظ نہ رکھے، وہ بدنصیب ہے۔

Marfat.com

# حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

ابو سعید حسن ابن ابی الحسن یاسر البصری مدینہ منورہ میں ۲۱ ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام یاسر تھا جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، جنہیں ۶۳۵ء میں عراق سے قیدی بنا کر لایا گیا۔ اس نے اسلام قبول کر کے حضرات ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی خیرہ سے شادی کر لی تھی۔ اس طرح وہ پیدائش کے بعد ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بڑے ہوئے اور تمام امہات المومنین سے فیض یاب ہُوئے۔ ان کا نام اُن کا حسن دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حسن رکھا تھا۔ ان کو گھٹی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دی تھی۔ اُن کا بچپن صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان گزرا۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تعلیم و تربیت پائی۔ ان کی ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے نو دس سال بعد ہُوئی۔ اُن کا بچپن حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں گزرا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعین میں سے تھے۔ ان کا لقب سید التابعین تھا۔ ان کے طور طریقے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح تھے۔ ان کا پیشہ زرگری تھا۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ ان کا کلام انبیاء کا کلام ہے۔ بارہ سال کی عمر میں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مُرید ہوئے۔ انہوں نے بہت سی احادیث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہیں۔

Marfat.com

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ چودہ برس کی عمر میں بصرہ تشریف لے گئے۔ ان دنوں بصرہ علم کا مرکز مانا جاتا تھا۔ بصرہ کی جامع مسجد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ سے بھری رہتی تھی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ان کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔ وہ زیادہ تر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے علم تفسیر اور علم تجوید سیکھتے تھے۔ انہوں نے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ انہیں بصرہ اس قدر پسند تھا کہ اُنہوں نے باقی کی عمر وہیں گزار دی۔ انہوں نے رضا کارانہ طور پر ۶۶۳ء سے ۶۶۵ء تک کا عرصہ جنگوں میں گزارا۔ کچھ عرصہ تک خراسان کے حاکم کے نائب کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ وہ سیاست سے مبرا تھے۔ وہ مساوات کے حامی تھے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد نامزد کیا تو انہوں نے نہ تو اس کی بیعت کی اور نہ ہی مخالفت۔

اپنے حسن عمل، جرأت اور تعلیم سے انہوں نے دین اسلام کی بھرپور خدمت کی۔ وہ بہت حسین وجمیل تھے۔ عید کے موقع پر جب خواتین نے اُنہیں دیکھا تو کہنے لگیں کہ سب سے خوبرو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ وہ ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔ تقویٰ میں بے مثال تھے۔ فرماتے تھے کہ تقویٰ دین کی بُنیاد ہے، جسے خواہشات اور حرص تباہ کر سکتی ہے۔ ان میں خوفِ خدا بھی بہت تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں وہ بصرہ کے قاضی بھی رہے۔ حضرت حامد بن عمر بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہ میں اُن سے بڑا کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بصرہ کا دورہ کیا تو اُنہوں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا باقی سب علماء کو تبلیغ کرنے سے روک دیا۔ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے انہوں نے سوال کیا: ''آپ معلم ہیں یا شاگرد؟''

انہوں نے جواب دیا: ''میں کچھ بھی نہیں، میں نے تو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا، وہ لوگوں کو پہنچا رہا ہوں''

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ باہر نکلے تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس جا کر کہنے لگے: ''اے امیر المومنین! اللہ کے لئے مجھے طہارۃ (پاکیزگی) سکھا دیں''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انہیں طہارۃ کے بارے میں بتایا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور خواجہ کمیل ابن

Marfat.com

زیاد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بھی وقت گزارا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد کسی خلیفہ کی موافقت نہیں کی۔ انہوں نے فتنہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بھی حمایت نہیں کی۔ انقلاب کے بعد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بصرہ میں معلم بن گئے تھے۔ انہوں نے ایک مدرسہ کی بُنیاد رکھی۔

ایک دفعہ حجاج بن یوسف ننگی تلوار لے کر اُن کی مجلس میں گھس گیا۔ وہ بدستور وعظ کرتے رہے۔ وعظ کے بعد جب منبر سے اُترے تو حجاج بن یوسف نے اُن سے ہاتھ ملایا اور لوگوں سے کہا: ''تم کسی مرد کو دیکھنا چاہتے ہو تو حسن رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھو'' (تاریخ اولیاء)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن کی سنت تمنیک (گھٹی) فرماتے ہُوئے ہوئے انہیں دو دعائیں دی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو دین کا فقیہہ بنائے اور مخلوق میں ان کو محبوب کر دے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پر خوفِ خدا اس قدر زیادہ ہوتا کہ جب وہ چل کر آتے تو طبیعت پر ایسا غم ہوتا تھا کہ جیسے یہ وہ مجرم ہے، جس کیلئے پھانسی کا حکم صادر ہو چکا ہے۔ وہ اس قدر روتے تھے کہ آنسوؤں کا پانی زمین پر بہہ پڑتا تھا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر صوف کا لباس پہنا وہ بصرہ کے امام تھے۔ بنوامیہ کے عہد میں وہ ایک بڑے مذہبی رہنما تھے۔ وہ ایک عظیم فقیہہ اور دانشور تھے۔ وہ بے خوف ہو کر فتویٰ دیتے تھے۔ سلف کے نزدیک وہ ایک ابدال تھے۔ وہ ماہر حدیث بھی تھے۔ تصوف کی ابتدا بقول ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بصرہ سے ہُوئی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ علم تصوف کے بانیوں میں سے تھے۔ اُن کا درجہ بیشتر سلاسل میں مولا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ وہ حدیث تفسیر اور فقہ میں ہر میدان میں اعلیٰ تھے۔ انہوں نے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات نقل فرمائیں۔ حضرت حامد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہ میں اُن سے بڑا کوئی نہیں۔ حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسن رحمۃ اللہ علیہ انبیاء کی طرح خطاب کرتے تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے صوفیائے کرام کے سلسلے چل پڑے۔ تمام سلاسل میں ولایت کا سرچشمہ وہی ہیں۔ انہوں نے ایک سو بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی۔ انہوں نے اہل کتاب کی ایک خاتون سے شادی کی

Marfat.com

تھی۔ان کے تین بیٹے پیدا ہوئے، جن کے نام علی، محمد اور سعید تھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک چھوٹی سی بچی نے نصیحت کی کسی نے پُوچھا: ''کیا نصیحت کی؟''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک مرتبہ بارش ہوئی تھی کیچڑ تھا۔ لوگ احتیاط سے چل رہے تھے، میں بھی جا رہا تھا۔ میں نے ایک بچی کو آتے ہُوئے دیکھا تو میں نے کہا: ''بیٹی! احتیاط سے چلنا، کہیں پھسل نہ جانا''

اس نے مجھے دیکھ کر کہا: ''میں پھسل گئی تو دوبارہ کھڑی ہو جاؤں گی۔ ذرا اپنا خیال رکھنا۔ اگر آپ پھسل گئے تو امت کا کیا بنے گا؟ آپ امت کے مقتدا ہیں کہیں آپ پھسل نہ جانا''

اس بچی نے مجھے استقامت کا سبق دے دیا۔

ایک دفعہ مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: ''مجھے کوئی نصیحت فرمائیے''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان تین چیزوں سے ہمیشہ بچتے رہو:

- کبھی بادشاہ کے قالینوں پر قدم نہ رکھنا۔ بادشاہوں سے میل جول رکھنے کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ بادشاہ چاہے کتنا ہی شفیق اور مہربان کیوں نہ ہو، اس کو آنکھ بدلتے دیر نہیں لگتی۔
- کبھی کسی نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھنا، خواہ وہ عورت رابعہ جیسی ہو اور خواہ تم اسے قرآن پاک کی تعلیم دے رہے ہو۔
- کبھی موسیقی اور گانے نہ سُننا، چاہے تم مکمل انسان کیوں نہ ہو۔ ان چیزوں سے دل بے قابو ہو جاتا ہے اور انسان لغزش کھا جاتا ہے۔ [1]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کچھ جملے مجھ کو تورات کے یاد ہیں کہ

- آدمی نے قناعت کی اور بے پرواہ ہُوا
- لوگوں سے علیحدہ ہُوا اور محفوظ رہا

---

[1] اسلامی حکایات نمبر ص ۱۳۱

Marfat.com

❀ شہوتوں کو ترک کیا اور آزاد ہُوا

❀ حسد کو ترک کیا تو صاحب مرّوت ہُوا

❀ تھوڑا صبر کیا تو بہت نفع اُٹھایا ۲؎

ایک دفعہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیمار پڑ گئے۔ اُن کا ہمسایہ جو غیر مسلم تھا، اُن کی عیادت کے لیے اُن کے گھر گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہمسایہ بولا: ''یا امام! مجھے یہاں بدبُو آ رہی ہے''

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''یہ میری بیماری کی وجہ سے ہے۔''

ہمسایہ نے کہا: یہ بدبُو بیماری کی نہیں ہے۔ یہ تو فضلے کی بدبُو ہے۔ اللہ کے لئے مجھے صحیح بتائیں'' اس کے اصرار پر انہوں نے بتایا: ''کچھ مہینوں سے آپ کے گھر کی گندگی اِدھر ہمارے گھر میں رس کر آ رہی ہے میں نے مرمت کرنے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہ ہو سکا''

ہمسایہ نے کہا: ''مجھے کیوں نہ اطلاع دی؟''

انہوں نے فرمایا: ''میں آپ کو یہ کہہ کر ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا''

اس گفتگو سے وہ غیر مسلم اُن کے حُسن اخلاق سے اتنا متاثر ہوا کہ وہ ایمان لے آیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن دریائے دجلہ کے کنارے ایک حبشی کو دیکھا جو ایک عورت کے ساتھ بیٹھ کر شراب پی رہا تھا اور اس عورت کو بھی پلا رہا تھا۔ انہیں یہ بات اچھی نہ لگی اور ملامت کے ساتھ اسے دیکھا۔ اس دوران ایک کشتی وہاں سے گزری اور منجدھار میں جا کر اُلٹ گئی، حبشی فوراً دریا میں کود پڑا اور چھ آدمیوں کو پانی سے بچا کر نکال لایا۔ پھر وہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: ''آپ مجھے ملامت آمیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ میں نے جان پر کھیل کر چھ آدمیوں کو ڈوبنے سے بچایا ہے مگر آپ نے تو ایک کو بھی نہیں بچایا۔ امام بوتل میں شراب نہیں، پانی ہے اور یہ عورت میری ماں ہے۔ آپ کسی کی باطنی حالت کا اندازہ کیسے کر سکتے ہو؟''

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حبشی سے معافی مانگ لی اور پھر بھی کسی کو حقارت بھری نظروں سے نہیں دیکھا۔ ۳؎

---

۲؎ احیاء العلوم جلد نمبر ۱، ص ۳۶۴ ۳؎ اسلامی حکایات نمبر، ص ۱۳۰

Marfat.com

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے امام تھے۔ الجوزی نے ایک سو بیس صفحات پر مشتمل کتاب ''ادب شیخ الحسن بصری رحمۃ اللہ علیہ'' تحریر فرمائی۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے جتنے عالم دیکھے، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جیسے نہیں دیکھے۔ انہیں جب پایا جیسا تازہ گھوڑا دو گھوڑوں میں ہو۔ جب کسی مجمع میں ہم جمع ہوئے، ہم پر غالب ہی رہے کہ انہوں نے جو کچھ کیا اللہ تعالیٰ کے واسطے کیا اور ہم نے اُمراء کی پاسداری کی اور میں نے عہد کرلیا کہ کسی حاکم کے پاس نہیں جاؤں گا کہ اس کی طرف داری کروں۔[۴]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دین کی بنیاد تقویٰ اور پرہیز گاری ہے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے پُوچھا: ''انسان کے لئے سب سے زیادہ خرابی کس بات میں ہے؟''

انہوں نے فرمایا: ''دل کا مرجانا''

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے پُوچھا: ''دل کیسے مرجاتا ہے؟''

انہوں نے فرمایا: ''دل میں دُنیا کی محبت جگہ بنالے تو دِل مرجائے گا۔''

ایک دن حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ میں فرمایا: ''کتے میں دس ایسی خصلتیں ہیں جو بہت کم انسانوں میں پائی جاتی ہیں۔ جو ان خصلتوں سے خالی ہو، اس سے ہزار درجہ بہتر کتا ہے۔ وہ خصلتیں یہ ہیں:

- وہ بھوکا رہتا ہے۔ یہ آداب الصالحین کی علامت ہے۔
- اس کا ذاتی مکان نہیں ہوتا، یہ متوکلین کی علامت ہے۔
- وہ اپنے مالک سے بے وفائی نہیں کرتا، خواہ وہ کتنا ہی رنجیدہ کیوں نہ ہو اور مالک اس کو کتنا ہی کیوں نہ مارے، یہ علامت صادقین کی ہے۔
- وہ رات کو بہت کم سوتا ہے، یہ علامت شب زندہ دار لوگوں اور محبین کی ہے
- کتے کی کوئی جائیداد نہیں ہوتی اور وہ کوئی میراث نہیں چھوڑتا۔ یہ صفت زاہدین کی ہے۔
- وہ سب سے ادنیٰ جگہ پر بیٹھتا ہے۔ یہ علامت متواضعین کی ہے۔

---

۴ احیاء العلوم جلد نمبر ۲، ص ۵۶۰

Marfat.com

❁ جب اس کے سونے کی جگہ چھن جاتی ہے تو وہ چپکے سے دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔ یہ علامت راضئین کی ہے۔

❁ اس کو مارنے یا جھڑکنے کے بعد پیار کریں یا اس کے سامنے روٹی کا ٹکڑا ڈال دیں تو سب کچھ بھلا کر دُم ہلاتا چلا جاتا ہے۔ یہ نشانی خاشعین کی ہے۔

❁ جب اس کا مالک کھانا کھا رہا ہوتا ہے تو دُور بیٹھ کر دیکھتا رہتا ہے۔ یہ علامت سالکین کی ہے۔

❁ جب کسی جگہ کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر کبھی اس جگہ کا خیال بھی نہیں کرتا۔ یہ نشانی مجردین کی ہے۔[۵]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ مسجد کی چھت پر بیٹھے تھے اور خوفِ خدا سے اُن کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔ اتفاقاً اُن کے آنسو ایک راہگیر پر جا پڑے۔ اس نے اُوپر دیکھ کر کہا: ''بھائی! پانی کے یہ قطرے پاک تھے یا ناپاک؟''

انہوں نے فرمایا: ''اپنے کپڑے دھولینا۔ یہ مجھ گنہگار کے آنسو ہیں۔ تم کو جو تکلیف پہنچی ہے۔ اس کے لیے خدارا مجھے معاف کر دینا''[۶]

ہفتہ میں ایک دن حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وعظ کیا کرتے تھے۔ اگر مجلس میں حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نہ ہوتیں تو وعظ کو ترک کر دیتے یا مختصر کر دیتے تھے۔ وعظ کے دوران وہ جوش میں آجاتے تھے تو حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے یہ گرمی اور جوش جو اس وقت مجھ میں ہے اے سیدہ تمہارے دل کا کرم ہے۔

اُن سے کسی نے پوچھا: ''طبیب دوسروں کا علاج کس طرح کرتے ہیں؟''

انہوں نے فرمایا: ''پہلے اپنا علاج کر کے پھر مریض کا علاج کرتے ہیں۔'' پھر فرمایا: ''اے لوگو! جو کچھ میں کہتا ہوں۔ اس کو سنو تمہیں فائدہ ہوگا لیکن میری بے عملی سے تم کو کوئی نقصان نہیں ہوگا''

لوگوں نے کہا: ''ہم کیا کریں۔ ہمارے دل سوئے ہوئے ہیں۔ آپ کی بات ہمارے دلوں پر اثر نہیں کرتی۔''

---

۵، ۶ اسلامی حکایات ص ۱۳۰ تا ۱۳۵

Marfat.com

انہوں نے فرمایا: ''تمہارے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ سوئے ہوئے آدمی کو جگا سکتے ہیں لیکن مردہ آدمی کو نہیں جگایا جا سکتا۔''

کسی نے پوچھا: ''بعض لوگ ہمیں اس قدر ڈراتے ہیں کہ خوف کے مارے ہمارے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں؟

انہوں نے فرمایا: ''یہ بہتر ہے کہ آج تم ڈرانے والوں کے ساتھی بنو اور قیامت سے ڈرتے رہو''

ایک دفعہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ گھر میں رو رہے تھے۔ جب ان سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ شاید بے خبری میں یا غلطی میں یا بے ارادہ مجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوگئی ہو جو درگاہ اللہ میں ناگوار ہوئی ہو اور قیامت کے دن مجھ کو یہ کہہ دیا جائے کہ جاؤ تمہاری عبادت مردود ہے ہماری درگاہ میں تمہاری کوئی قدر نہیں''

ایک دفعہ محمد کعب قرظی کی مجلس وعظ میں سنا کہ شامت اعمال سے ایک مومن ایسا بھی ہوگا جو کہ ہزار سال کے بعد دوزخ سے رہائی پائے گا انہوں نے فرمایا کہ کاش وہ شخص حسن ہی ہوتا کہ ہزار سال ہی کے بعد اس کو دوزخ سے نکال لیتے۔

ایک دفعہ ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ میں نے سُنا ہے کہ آپ حج کو جانا چاہتے ہیں۔ میں اس سفر میں آپ کے ہم رکاب رہنا چاہتا ہوں انہوں نے جواب دیا کہ مرد خدا اس خیال کو چھوڑ دو تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہی ستر میں زندگانی بسر ہو جائے کیونکہ اکٹھا رہنے کی صورت میں ایک دوسرے کے عیب وثواب معلوم ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگ جاتے ہیں۔

ایک بزرگ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج کو جارہے تھے۔ راستہ میں پیاس کا غلبہ ہوا۔ جب ہم کنویں پر پہنچے تو اس پر ڈول وغیرہ نہیں تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب میں نماز پڑھنے لگوں تو پانی پی لینا۔ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھنی شروع کی تو کنوئیں کا پانی منہ پر آ گیا۔ ہم نے سیر ہو کر پیا۔ ایک آدمی نے کوزہ بھی بھر لیا۔ پانی فوراً نیچے اُتر گیا۔ انہوں نے فرمایا ''افسوس تم لوگوں نے توکل اللہ نہ کیا۔''

ایک دن ایک کتے کو دیکھ کر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: ''کاش اللہ مجھ

Marfat.com

کو قیامت کے دن اس کتے کے ساتھ اُٹھائے“

لوگوں نے عرض کیا: ”آپ کتے سے اچھے ہیں یا کتا آپ سے اچھا ہے؟“

انہوں نے جواب دیا: ”اگر عذاب سے نجات ہوگئی تو میں بہتر ہوں ورنہ اللہ کی قسم! کتا مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہے۔“

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے صحابہ کرام عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ، قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ، معقل بن یسار رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایات کی ہیں۔ اُنہوں نے نام لے کر کوئی حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت نہیں کی بلکہ جب اُن سے روایت کرتے تو مرسلاً کرتے اور درمیان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام نہیں لیتے تھے کچھ لوگ اس پر اڑ گئے کہ اُن کی ملاقات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نہیں ہوئی اور نہ ہی سماع ہوا۔ اس سلسلے میں حضرت شاہ ولی اللہ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان تین روز تک مناظرہ ہوتا رہا۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محدّث اور صوفی تھے جبکہ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صرف تصوف رکھتے تھے۔ حضرت فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ قرائن سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملاقات بھی ہوئی ہے اور سماع بھی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے نو دس سال بعد پیدا ہوئے۔ وہ چودہ پندرہ سال تک کی عمر تک مدینہ منوّرہ میں رہے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نمازیں ادا کرتے رہے اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک ہی جگہ پر رہتے ہوئے اور ایک مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے اُن کی ملاقات نہیں ہوئی۔ ۳۵ ہجری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک کا وقت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منوّرہ میں گزارا۔ وہ باشعور اور نوجوان تھے جب وہ عراق گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۳۷ ہجری میں چار سو تابعین اور پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کوفہ چلے گئے۔ اس مسئلہ کو پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب

Marfat.com

''القول القویٰ'' میں اچھے طریقے سے بیان کیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سماع پر کام کیا اور ان محدثین سے اختلاف کیا جو کہتے ہیں کہ ان کی ملاقات نہیں ہوئی۔ تمام سلسلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بذریعہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آگے چلے ورنہ تمام سلسلے منقطع ہو جاتے۔

وہ تصوّف، سلوک، طریقت، معرفت کے بانیان میں سے ہیں۔ ان کا درجہ تاریخ تصوّف میں بیشتر سلاسل تصوّف مولائے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔

احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ سب لوگوں میں زیادہ جھوٹے قصہ گو اور بھیک مانگنے والے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بصرہ کی جامع مسجد میں سے قصہ گو کو نکلوا دیا اور جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سُنا تو اُن کو نہ نکالا۔ اس لیے کہ وہ علم آخرت اور موت کے یاد دلانے اور نفس کے عیوب اور آفتوں کے عمل پر متنبہ کرنے اور شیطانوں کے وسوسے اور ان سے بچنے کی تدبیر کے بارے میں گفتگو کرتے تھے اور اللہ کی شکر گزاری سے بندہ کا قاصر ہونا ذکر کرتے تھے اور دنیا کی حقارت اور عیب اور ناپائیدار اور بے وفائی اور آخرت کا خطرہ اور اس کے احوال کا اندیشہ بتاتے تھے۔ ۷

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں پر رحم کرے جن کے پاس دُنیا امانت تھی۔ وہ اس امانت کو دوسروں کے حوالے کر گئے اور خود بے فکر چل دیئے۔ جو شخص دین کے بارے میں تیری مزاحمت کرے، اس سے مزاحمت کر اور جو دُنیا کے بارے میں تیری مزاحمت کرے تو اس دُنیا کو اس کے منہ پر مار اور بے فکر ہو جا۔ ۸

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کلام کرنے میں زیادہ تر مشابہ انبیاء علیہم السلام کے تھے اور سیرت اور طریق میں اصحاب رضی اللہ عنہم کے زیادہ قریب تھے۔ ان کا وعظ اکثر دِلوں کے خطروں اور اعمال کی خرابیوں اور نفسوں کے وسوسوں کے بارے میں ہوا کرتا تھا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: ''لوگ کہتے ہیں کہ اب نفاق نہیں رہا؟'' انہوں نے فرمایا: ''بھائی! اگر منافق مر جائیں تو راستوں میں تم کو وحشت ہونے لگے۔''

---

۷ احیاء العلوم جلد نمبر ۱ ص ۶۲ ۸ فضائل اعمال جلد نمبر ۲ ص ۳۷۸

Marfat.com

یعنی منافق اتنے زیادہ ہیں کہ اگر سب مرجائیں تو راستوں میں کوئی چلنے والا نہ رہے اور وحشت معلوم ہونے لگے۔

اُن سے کسی نے کہا: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نفاق سے نہیں ڈرتے''

انہوں نے فرمایا: بخدا۔ اگر مجھ کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں نفاق سے بری ہوں تو میرے نزدیک سونے کے ٹیلوں سے یہ بات محبوب تر ہے''

اُن کا یہ قول ہے کہ زبان کا دل سے مختلف ہونا اور باطن کا ظاہر سے اور مدخل کا مخرج سے جدا ہونا نفاق میں سے ہے۔[۹]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط لکھا، جس میں حمد و صلوٰۃ کے بعد تحریر فرمایا کہ: دُنیا کوچ کا گھر ہے۔ یہ رہنے کا گھر نہیں ہے۔ اس کا غنی اس کا فقر ہے۔ یہ ہر وقت کسی نہ کسی کو ہلاک کرتی رہتی ہے، جو اس کو عزیز سمجھے اس کو ذلیل کرتی ہے اور جو اس کو جمع کرنے کا ارادہ کرے، اس کو محتاج بناتی ہے۔ یہ ایک زہر ہے، جس کو انجان لوگ کھاتے ہیں اور مر جاتے ہیں۔ اس میں اس طرح زندگی گزارو جیسا کہ بیمار ہر چیز سے احتیاط کرتا ہے۔ اس پر اعتماد کرنے والا جب بھی کچھ خوش ہوتا ہے تو یہ کسی نہ کسی مصیبت میں اس کو مبتلا کر دیتی ہے۔ اس میں خوش رہنے والا دھوکے میں ہے اور اس میں نفع اُٹھانے والا نقصان میں ہے۔ اس کی راحتیں تکلیفوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس میں رہنے کا منتہا فنا ہے۔[۱۰]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک شاگرد تھی جب اسے کوئی مسئلہ پیش آتا تو ان سے مسئلہ پوچھتی تھی۔ اس کا ایک نوجوان بیٹا تھا اور وہ گناہوں بھری زندگی گزار رہا تھا۔ وہ عورت کئی بار حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کرانے آئی مگر وہ نہ سُدھرا۔ ایک دن وہ نوجوان اتنا بیمار ہو کہ اسے موت نظر آنے لگی۔ اس نے ماں سے کہا: میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نہیں جا سکتا۔ آپ جا کر اُن سے عرض کریں کہ وہ یہاں تشریف لائیں اور مجھے توبہ کا طریقہ بھی بتائیں اور جب مرجاؤں تو میرا جنازہ بھی وہی پڑھائیں''

ماں بھاگی بھاگی گئی اور انہیں جا کر بیٹے کا پیغام دیا تو انہوں نے فرمایا: ''جا، میں

---

۹ احیاء العلوم جلد نمبر ۱، ص ۲۰۷ ۱۰ فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۳۸۲

Marfat.com

اس کے پاس نہیں آسکتا۔ اس نے توبہ نہیں کرنی اور اس کا جنازہ بھی کسی اور سے پڑھوا لینا۔"

ماں یہ سُن کر واپس گئی اور بیٹے کو جواب دے دیا۔ اُس نے کہا: "اگر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ میرا جنازہ پڑھانے کو تیار نہیں تو میری ایک وصیّت سن لیں"

ماں نے پوچھا: "بیٹا! کیا وصیّت ہے؟"

بیٹے نے کہا: "امی! جب میری رُوح نکل جائے تو آپ اپنے اس دوپٹے کو میرے گلے کے اندر پھندے کی طرح ڈال دینا اور میری لاش کو زمین کے اُوپر گھسیٹنا، تاکہ دنیا والوں کو پتہ چل سکے کہ جو اللہ کا نافرمان ہوتا ہے۔ اس کی گردن میں پٹے ڈال کر گھسیٹا جاتا ہے۔ امی، شاید میری یہی ذلّت ہی اللہ کو پسند آجائے اور میری بخشش کر دی جائے"

اس نوجوان نے یہ کہا اور اس کی رُوح قبض ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد ہی دروازے پر دستک ہوئی۔ جب وہ دروازے پر گئی تو دیکھا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں اُس نے پوچھا: حضرت! آپ کیسے تشریف لائے؟"

انہوں نے فرمایا: "جب تو گئی تو میں سو گیا۔ جیسے ہی میں سویا تو مجھے خواب میں اللہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ فرمایا کہ "اے حسن بصری! تو میرا دوست ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور میرے ایک ولی کا جنازہ پڑھانے سے انکار کرتا ہے تو میرا کیسا ولی ہے؟"

اسی وقت میری آنکھ کھل گئی تو میں سمجھ گیا کہ تیرے بیٹے کی توبہ اللہ نے قبول کر لی ہے۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی تعلیم اور روحانیت کی تربیت سے قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ نے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ مشہور و معروف صوفی مثلاً حبیب الجامی، ربیعہ الادادیہ، داؤد التاج اور عبد القاسم الجنید البغدادی نے اُن سے تعلیم پائی تھی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ امام الحدیث تھے اور بصرہ کے سب سے بڑے فقیہہ بھی تھے۔ انہوں نے مجتہد یا فقیہہ کے لیے سات شرطیں رکھی تھیں:

پہلی شرط: جو دنیا سے دل نہ لگائے

دوسری شرط: جو آخرت کے امور میں رغبت رکھے۔

Marfat.com

تیسری شرط: جسے کامل بصیرت حاصل ہو۔
چوتھی شرط: جو طاعات پر مداوات کرنے والا ہو۔
پانچویں شرط: جو مسلمانوں کی بے آبروئی اور اُن کی حق تلفی سے بچنے والا ہو۔
چھٹی شرط: اجتماعی مفاد جس کے سامنے رہے۔
ساتویں شرط: جسے مال و دولت کا لالچ نہ ہو۔[۱۱]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جتنا چاہو، علم سیکھ لو۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ثواب نہ دے گا، جب تک کہ عمل نہ کرو گے۔ اس لیے کہ بے وقوفوں کا مقصود علم سے روایت کرنا ہے اور علماء کی غرض رعایت اور پاسداری ہے اور مالک کا ارشاد ہے کہ علم کا تحصیل کرنا اور اس کا پھیلانا، دونوں اچھے ہیں بشرطیکہ نیت درست ہو۔[۱۲]

ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو گٹھڑی جس میں پانچ ہزار درہم اور دس تھان کپڑوں کے تھے، پیش کیے اور کہا کہ "درہم خرچ کے لیے اور کپڑے پہننے کے لیے ہیں۔"

انہوں نے فرمایا: "اللہ تم کو عافیت سے رکھے۔ یہ اُٹھا لو۔ ہم کو اس کی ضرورت نہیں۔ جو شخص مجھ جیسے کی مجلس میں بیٹھ کر اس جیسی نذر قبول کرے گا، وہ جس دن اللہ کے سامنے جائے گا تو دِین سے بے بہرہ ہو جائے گا۔"[۱۳]

فرمایا کہ آدمی کو نفع دینے والے علم، کامل عمل اور اخلاص اور قناعت لازم ہے۔ ان سب باتوں پر عمل کرنے سے اس کو بے شمار اجر ملے گا فرمایا کہ مویشی آدمی کی نسبت زیادہ آگاہ ہیں کیونکہ چرواہے کی آواز اس کو چرنے سے باز رکھ سکتی ہے لیکن آدمی اللہ کا فرمان سن کر بھی نافرمانی کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ بروں کی صحبت انسان کو نیکیوں سے بد گمان کر دیتی ہے پھر فرمایا کہ وہ بات جو حکمت پر مبنی نہ ہو، آفت ہے اور جس کی خاموشی حکمت سے خالی ہے، وہ غافل ہے۔ جو نظر عبرت کے طور پر نہیں وہ ذلت ہے۔

فرمایا کہ میرے نزدیک وہ شخص عقلمند ہے، جو دنیا کو خراب کر کے آخرت کو حاصل کرے لیکن عاقبت کو تباہ کر کے دنیا حاصل نہ کرے۔ دنیا میں انسان کے اپنے نفس کے سوا اور کوئی جانور زیادہ بدلگام یا منہ زور نہیں ہے۔

---

۱۱ سو عظیم مسلمان ص ۱۴۴    ۱۲، ۱۳ احیاء العلوم جلد نمبر ۱، ص ۱۱۰، ۱۰۷

Marfat.com

ایک شخص حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: حضرت! میں بہت گنہگار ہوں۔ بہت خطاوار ہوں۔ مجھے کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف فرما دے"

انہوں نے فرمایا: "جاؤ اور کثرت سے استغفار کیا کرو"

چنانچہ وہ چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا: "حضرت! میں بہت غریب ہوں۔ رزق کی بھی پریشانی ہے۔ لہٰذا دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے طیب اور پاکیزہ رزق عطا فرما دے اور میرے مال میں برکت دے"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جاؤ اور کثرت سے استغفار کیا کرو"

وہ شخص بھی چلا گیا۔ پھر ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: "حضرت! میرا ایک باغ ہے۔ اس میں پھل لگتا ہے۔ دعا کریں کہ باغ میں اچھا اور کثرت سے پھل لگے"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کثرت سے استغفار کرو۔ اللہ تعالیٰ کثرت سے پھل لگا دیں گے"

ایک آدمی سن رہا تھا۔ وہ حیران ہوا۔ اُس نے کہا: "حضرت! آپ کے ہاتھ عجیب نسخہ آیا ہے کہ جو بندہ بھی آتا ہے، اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ کثرت سے استغفار کرو"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ہاں، یہ نسخہ پروردگار عالم نے قرآن میں بیان فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی جب اپنی قوم سے بات ہوئی تو آپ نے فرمایا: "استغفروربکم" تم کثرت سے استغفار کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دینے والا ہے"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی اُن سے کسی مسئلہ کا حل دریافت کرتا تھا تو فرماتے تھے کہ "حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو، اُنہوں نے مسئلے یاد کر رکھے ہیں ہم بھول گئے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- لوگوں کو اُن کے اعمال سے پرکھو نہ کہ اقوال سے
- دین اسلام سب نیکیوں کا نچوڑ ہے

Marfat.com

- دانا بولنے سے پہلے سوچتا ہے اور بے وقوف بولنے کے بعد سوچتا ہے
- جھوٹا شخص سب سے زیادہ نقصان اپنے آپ کو پہنچاتا ہے۔
- غم سے روح میں توانائی آجاتی ہے۔
- جسے خدا ذلیل کرنا چاہے، وہ دولت کی تلاش میں لگ جاتا ہے۔
- ''مومن خوب پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتا اور اس کی وصیت ہمیشہ اس کے پہلو تلے ہوتی ہے'' یعنی وہ ہر وقت موت کے لیے تیار ہوتا ہے۔ دنیا کا عذاب یہ ہے کہ تیرا دل مردہ ہو جائے۔ [۱۴]

دنیا کو اپنی سواری جانو، اگر تم اس پر سوار رہے تو یہ تمہیں منزل تک لے جائے گی اور اگر تم نے اسے خود پر سوار کر لیا تو تمہارے لیے ذلت و ہلاکت ہے۔

- ہزاروں لوگوں کی دوستی، ایک بندہ کو بھی ناخوش کر کے حاصل نہ کرنا
- اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے مرنے کے بعد دُنیا کا رنگ معلوم ہو تو بہت آدمی مر چکے ہیں۔ دیکھو ان کے مرنے کے بعد دُنیا میں کیا تبدیلی رونما ہوئی۔
- میرا صبر اور میری پرہیز گاری تو عذاب جہنم کے ڈر اور ثواب آخرت کے شوق سے ہے۔ اچھا صابر تو وہ ہے جو صرف اللہ کی تعمیل حکم میں صبر کرے۔
- قانع آدمی دُنیا سے بے نیاز ہوتا ہے۔ جس نے تنہائی اختیار کر لی، اسے سلامتی اور جس نے خواہشِ نفس کو ٹھکرا دیا، اُسے آزادی نصیب ہوئی۔ جس نے زبان پر قابو پالیا، اس کا دل بولنے لگا اور اس کی زبان میں اثر آ گیا۔
- پہلے لوگ السلام علیکم کہتے تھے تو اس وقت کہتے تھے کہ جب دل سلامت ہوتے تھے، لیکن اب جو لوگ کہتے ہیں آپ کیسے ہیں؟ یا مزاج شریف؟ یہ سب بدعت کی راہ سے ہیں اور یہ آپ نے اس لیے فرمایا کہ اگر تم ملتے ہی دوسرے سے کہنے لگو کہ مزاج شریف؟ تو یہ بدعت ہے۔ [۱۵]
- فاسق سے بُغض فی اللہ رکھنا تقرب الٰہی کا باعث ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جن لوگوں پر فی اللہ محبت کرنی واجب ہے، انہیں پر فی اللہ بغض کرنا ضروی ہے

---

[۱۴] ہدایۃ الامّۃ، ص ۲۹۴ [۱۵] احیاء العلوم جلد نمبر ۲، ص ۳۷۳ ص ۲۲۸

Marfat.com

مثلاً اگر تم کسی سے اس وجہ سے محبت کرو کہ وہ اللہ کا مطیع ہے اور اس کے نزدیک محبوب ہے تو اگر وہ شخص اللہ کی نافرمانی کرے تو تم کو لازم ہے کہ اس سے بغض رکھو۔ اس لیے کہ وہ اللہ کا نافرمان اور اس کے نزدیک غصہ کا مستحق ہوا۔

❁ ہمارے دوست ہم کو ہمارے گھر والوں اور اولاد سے زیادہ محبوب ہیں، اس لیے کہ گھر والے تو ہم کو دنیا کی یاد دلاتے ہیں اور دوست آخرت کی۔[۱۶]

❁ اے دُنیا کی لذّت والو! اس کو دوام بالکل نہیں ہے۔ ایسے سایہ کے ساتھ دھوکہ کھانا جو چل رہا ہو، حماقت ہے۔

❁ فرمایا کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ''اخلاص کیا ہے؟'' اُنہوں نے جواب دیا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ اخلاص کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اخلاص کیا ہے؟'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ میرے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ میں اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہوں، اس کو امانت کے بطور رکھ دیتا ہوں۔''[۱۷]

❁ تعجب ہے اور بہت تعجب ہے ان لوگوں پر جن کو (آخرت کے) سفر کے لیے توشہ تیار کر لیے کا حکم ملا ہوا ہے اور روانگی عنقریب ہونے کا اعلان ہو چکا ہے، پھر بھی یہ لوگ دُنیا کے کھیل میں مشغول ہیں۔

❁ دنیا کی مثال سونے والوں کے خواب کی سی ہے یا چلنے والے سایہ کی ہے۔ عقل مند آدمی کو اس جیسی چیز کے ساتھ دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

❁ علماء کا عذاب دل کی موت ہے اور دل کی موت آخرت کے عمل سے دُنیا کی طلب ہے یعنی دین کا کام اس غرض سے کرنا کہ اس سے دنیا کی مال و دولت یا عزت اور وجاہت کمائی جائے۔[۱۸]

ایک دفعہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ملی کہ فلاں آدمی نے اُن کی غیبت

---

[۱۶] احیاء العلوم جلد نمبر ۲، ص ۳۲۷ ص ۲۲۸ [۱۷] غنیۃ الطالبین، ص ۴۴۷

[۱۸] فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۳۲۷

Marfat.com

کی ہے۔ اُنہوں نے کھجوروں کا ایک تھال اس کے پاس تحفہ بھیجا، اور ساتھ ہی یہ پیغام دیا کہ ''مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے نیکیوں کو میرے نامۂ اعمال میں بھیج دیا ہے۔ اس احسان کا بدلہ دینے کی مجھ میں استطاعت نہیں ہے۔ اس لیے صرف یہ کھجوریں نذر کر رہا ہوں۔'' ۱۹

ایک دفعہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ''مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمایئے کہ میں اسے حرز جان بنالوں۔''

انہوں نے جواب میں لکھا کہ: ''اگر خدا تیرے ساتھ ہے تو پھر کسی سے نہ ڈر اور اگر خدا تیرے ساتھ نہیں ہے تو پھر کسی سے اُمید نہ رکھ اور اس دن کو ہمیشہ یاد رکھ جب موت سر پر کھڑی ہوگی۔'' ۲۰

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ ''بعد حمد وثنا وصلوٰۃ کے یہ التماس ہے کہ آپ مجھ کو ایسے لوگ بتائیں جن سے میں اللہ تعالیٰ کے امر میں مدد لیا کروں''

انہوں نے لکھا: ''اہل دین تو تمہارے پاس آنے کے نہیں اور دُنیا والوں سے تم کو غرض نہیں۔ تاہم تم اشراف اپنے ساتھ رکھو کہ وہ لوگ اپنے شرف کو آلودگیٔ خیانت سے محفوظ رکھتے ہیں۔'' ۲۱

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: ''عبادت کرنے والوں کے چہرے ایسے خوبصورت کس طرح ہو جاتے ہیں؟''

انہوں نے فرمایا: ''جب وہ تنہائی میں رحمان کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں تو وہ رحمت والا اپنے نور کا سایہ اُن پر ڈال دیتا ہے''

کسی نے سوال کیا: بعض لوگ نیک عمل تو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ سے نیک اُمید رکھتے ہیں؟''

اُنہوں نے جواب دیا: ''اُمید تم سے بہت دُور ہے، بہت دُور ہے۔ یہ اُن کی آرزوئیں ہیں، جن میں وہ جھکے جا رہے ہیں۔ جو شخص کسی چیز سے (مثلاً عذابِ الٰہی) ڈرتا ہے،

---

۱۹، ۲۰ اسلامی حکایات، ص ۱۳۰ تا ۱۳۵ ۲۱ احیاء العلوم جلد نمبر ۱، ص ۳۶۴

Marfat.com

وہ اس سے بھاگا کرتا ہے۔'' [۲۲]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: ''آپ ایسی تقریر کرتے ہیں کہ جو ہم دوسروں سے نہیں سنتے۔ آپ نے تقریر کس سے سیکھی؟''

انہوں نے فرمایا: ''حذیفہ بن ایمان رضی اللہ عنہ سے''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ابرار وہ لوگ ہیں جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہ دیں'' [۲۳]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مر جاتا ہے اور اس کے گھر والے رونا شروع کرتے ہیں تو ملک الموت اس مکان کے دروازہ پر کھڑے ہوکر کہتا ہے کہ میں نے اس کی روزی نہیں کھائی۔ میں نے اس کی عمر کم نہیں کر دی۔ مجھے تو اس گھر میں پھر آنا ہے اور بار بار آنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ''اللہ کی قسم! اگر گھر والے اس وقت اس فرشتہ کو دیکھیں اور اس کی بات سُن لیں تو مردہ کو بھول جائیں اور اپنی فکر میں پڑ جائیں۔'' [۲۴]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: ''آپ مومن ہیں؟''

انہوں نے فرمایا: ''انشاء اللہ''

سائل نے عرض کیا: ''اے ابوسعید! آپ ایمان میں ایسا لفظ شک کا فرماتے ہیں؟''

انہوں نے فرمایا: ''مجھے ڈر ہے کہ اگر میں ہاں کہہ دُوں تو کہیں اللہ تعالیٰ یہ نہ فرمائے کہ'' اے حسن تو جھوٹ کہتا ہے اور پھر مجھ پر عذاب کا حکم ثابت ہو جائے۔'' کون سی بات مجھ کو بے خوف کرتی ہے اس امر سے کہ اللہ کو جو امر ناخوش ہو اس کو مجھ میں دیکھ کر کے مجھے برا جانے اور کہہ دے کہ چلا جا، میں تیرا عمل قبول نہیں کرتا۔ تو میں بے واسطہ ہی عمل کرتا رہوں۔'' [۲۵]

امام ابوعمر رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو قرآن پاک پڑھاتے تھے۔ ایک دن ایک خوبصورت بچے کو دیکھا تو بدنیت ہو گئے۔ فوراً ہی تمام قرآن ذہن سے اُڑ گیا۔ وہ بے قرار ہو کر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور ماجرا بتایا۔ انہوں نے فرمایا کہ حج کا وقت ہے،

---

۲۲ فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۴۴۸ — ۲۳ عمدۃ القادری جلد نمبر ۱، ص ۱۲۲

۲۴ فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۴۷۰ — ۲۵ احیاء العلوم جلد نمبر ۱، ص ۲۰۳

Marfat.com

پہلے حج کرو بعدازاں مسجد خفیف میں جا کر بیٹھنا۔ وہاں ایک بزرگ محراب میں ہوں گے۔ جب وہ فارغ ہو جائیں تو اُن سے دعا کے لیے عرض کرنا۔ امام ابوعمر نے ایسا ہی کیا۔ وہاں اس بزرگ کو دیکھا ان کے پاس ایک سفید پوش بزرگ تشریف لائے اور ظہر کی نماز کے بعد ملاقات کر کے چلے گئے۔ تب امام ابوعمر نے سلام کر کے اپنا حال بیان کیا، جسے سن کر وہ بزرگ رنجیدہ ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھا، ابھی سر نہیں جھکایا تھا کہ ابوعمر کو سارا قرآن یاد ہو گیا۔ بوڑھے بزرگ نے پوچھا کہ میرا پتہ تجھے کس نے دیا تھا؟ عرض کیا کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا کہ حسن نے مجھے مشہور کیا۔ میری پردہ داری نہ کی۔ میں بھی اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کروں گا'' یہ کہہ کر پوچھا کہ کیا تم نے اس سفید پوش بزرگ کو دیکھا تھا؟ عرض کیا کہ ہاں۔ فرمایا کہ وہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ہر نماز سے پہلے یہاں مجھ سے ملاقات کرتے ہیں اور پھر بصرہ میں جا کر وقت پر ساری نمازیں ادا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جس شخص کا امام، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہو، اس کو میری دعا کی کیا ضرورت ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ جس شخص کی پیروی احمق لوگ کریں، اس کا دِل ٹھیک نہیں اور جو شخص دوسرے لوگوں کی باتیں تجھ سے بیان کرتا ہے وہ ضروری ہے کہ تیری باتیں دوسروں کے پاس بیان کرتا ہوگا۔ فرمایا کہ اولاد کی نسبت بھائی زیادہ عزیز ہوتے ہیں۔ کیونکہ بھائی دین کے دوست ہیں اور اولاد دنیا کی۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جب بندہ گناہ کر کے توبہ کرتا ہے، تو اس سے قربِ الٰہی بڑھتا ہے اور اسی طرح بار بار توبہ کرنے سے قربت بڑھتی جاتی ہے۔

- دین کی بنیاد تقویٰ اور پرہیزگاری میں ہے۔
- اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے مرنے کے بعد دنیا کا رنگ معلوم ہو تو بہت آدمی مر چکے ہیں۔ دیکھو ان کے مرنے کے بعد دنیا میں کیا تبدیلی رونما ہوئی؟
- فاتح آدمی دنیا سے بے نیاز ہوتا ہے۔ جس نے تنہائی اختیار کر لی، اسے سلامتی اور جس نے خواہش نفس کو ٹھکرا دیا، اسے آزادی ہوئی۔ جس نے زبان پر قابو پا لیا، اس کا دل بولنے لگا اور اس کی زبان میں اثر آ گیا۔

Marfat.com

# حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا

حضرت رابعہ العداویہ رحمۃ اللہ علیہا جو رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے نام سے مشہور ہُوئیں، عراق کے شہر بصرہ میں بنو العتاک کے قبیلہ ابنِ عدی میں ۹۵ ہجری میں پیدا ہُوئیں۔ اُن کی سوانح حیات حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے۔ وہ ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والدین بہت غریب، مسکین مگر عزت مند تھے۔ حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا اُن کے گھر پیدا ہونے والی چوتھی بیٹی تھی۔ جب ان کی ولادت ہُوئی تو گھر میں خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ اُن کی والدہ نے شوہر کو بھیجا کہ پڑوسیوں سے کچھ تیل اُدھار مانگ لائے تاکہ چراغ کو روشن کرسکیں اور کچھ کپڑا بھی تاکہ نومولود بچی کو پہنا سکیں۔ مگر شرم و حیا مانع آئی اور وہ خالی ہاتھ لوٹ آئے اور بیوی سے کہہ دیا کہ پڑوسیوں نے اُدھار دینے سے منع کردیا ہے۔ اس پریشانی کے عالم میں وہ سو گئے۔ انہیں خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی جو فرمارہے تھے: ”غمگین مت ہو، تمہارے گھر میں جو بچی پیدا ہوئی ہے، وہ بہت نیک ہے۔ تم کل صبح بصرہ کے حاکم کے پاس جاؤ اور میری طرف سے ایک کاغذ پر اس کو یہ لکھ دو کہ ہر رات کو تم ایک سو دفعہ اور جمعہ کو رات چار سو دفعہ درود شریف پڑھا کرو۔ گذشتہ جمعہ کو تم دُرود پڑھنا بھول گئے، اس لئے اس کے بدلے میں اس شخص کو چار سو دینار بطور کفارہ دے دو“

چنانچہ رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کے باپ نے اسے لکھا اور حاکم بصرہ کے پاس جاکر اسے دے دیا۔ حاکم بصرہ بہت خوش ہُوا کہ رسول پاک حضرت محمد ﷺ نے مجھے یاد فرمایا ہے۔ اس نے دس ہزار درہم فقیروں میں تقسیم کئے اور چار سو دینار اسے دے دیئے۔

Marfat.com

حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کے والدین بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ بصرہ میں قحط پڑا۔ حالات بہت خراب تھے۔ لوگ دوسری جگہوں پر جا رہے تھے۔ وہ بھی ایک کارواں کے ساتھ جا رہی تھیں کہ کچھ لوگوں نے کارواں میں آ کر گڑبڑ کر دی۔ وہ کسی کے ہاتھ لگیں۔ اس شخص نے صرف چھ درہم کے عوض انہیں فروخت کر دیا۔ اُن کا آقا اُن سے چوبیس گھنٹوں خدمت کرواتا تھا۔ وہ لونڈی بنی سارا سارا دن کام کرتی رہتی تھیں مگر راتوں کو جاگ کر عبادت کرتی تھیں اس طرح عبادت کرتے کرتے دھیرے دھیرے ان کا شوقِ تصوف بڑھتا چلا گیا۔ ایک رات اُن کے مالک کی آنکھ کھل گئی۔ آدھی رات کے وقت اُن کے کمرے میں روشنی دیکھ کر وہ وہاں پہنچا اور دیکھنے لگا۔ اس وقت اُن کے لبوں پر یہ دعا تھی: ''اے میرے اللہ! آپ جانتے ہیں میرے دل کی حالت کہ وہ آپ کی اطاعت کرتا ہے اور میری آنکھوں کا نور آپ کی خدمت کرتا ہے۔ اگر میرا بس چلے تو میں ایک لمحہ بھی آپ کی خدمت کے بغیر نہ رہ سکوں مگر آپ نے مجھے اپنی ایک مخلوق کے قبضے میں دے دیا ہے۔''

اُن کے آقا نے جب یہ سُنا تو حیران رہ گیا اور صبح ہوتے ہی انہیں آزاد کر دیا۔ پھر وہ ایک صحرا میں جا کر بدوؤں کے ساتھ رہنے لگیں۔ ان کے بعد وہ واپس بصرہ چلی گئیں اور ایک معمولی سے حجرے میں رہنے لگیں۔ اس طرح انہوں نے ساری زندگی عبادت کرتے ہوئے وہاں گذار دی۔ وہ تصوف کی دنیا میں بلند مقام پر فائز ہو چکی تھیں۔ [1]

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا پہلی صوفی خاتون تھیں۔ انہوں نے ساری عمر شادی نہیں کی۔ حضرت عبدالواحد زید رحمۃ اللہ علیہ جو ایک صوفی بزرگ تھے، نے اپنا رشتہ بھیجا تھا مگر انہیں بھی انکار کر دیا۔ اُن کی زندگی کا مقصد روحانیت تھا۔ انہوں نے تعلیم حاصل نہیں کی تھی مگر عربی زبان پر انہیں عبور حاصل تھا۔ وہ اپنے خیالات کا فصیح طور پر اظہار کرتی تھیں۔ وہ ایک رات میں ایک ہزار نوافل پڑھا کرتی تھیں۔

ایک دفعہ بصرہ کے حاکم نے اُن سے کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ ایک سال کے لیے خوراک اور کپڑے آپ کے پاس بھیج دُوں؟''

---

[1] دی مسلم ۱۰۰، ص ۲۵۴

Marfat.com

انہوں نے فرمایا: ''اگر تم اس بات کا ذِمہ لیتے ہو کہ میں ایک سال تک زندہ رہوں گی تو شوق سے بھیج دو''

حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں تحریر کیا ہے کہ جب حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا صحرا میں رہتی تھیں تو ایک دفعہ انہوں نے حج پر جانے کا ارادہ کیا۔ جب وہ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچیں تو ان کا خچر گر کر مر گیا۔ اُن کے ساتھیوں نے ان کا سامان اٹھانا چاہا مگر حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے انہیں منع کر دیا۔ جب قافلہ چل پڑا تو وہ زمین پر گر پڑیں اور کہنے لگیں: ''اے اللہ! کیا بادشاہ ایک کمزور عورت کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے۔ تم نے مجھے خود کعبہ بُلایا ہے مگر آدھے راستے میں میرا خچر مر گیا ہے اور مجھے صحرا میں اکیلے چھوڑ دیا ہے؟''

جونہی ان کی دعا ختم ہوئی، اُن کا خچر چھلانگ مار کر کھڑا ہو گیا اور حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے اپنا سفر جاری کیا۔ کچھ دیر بعد انہوں نے دیکھا کہ کعبہ اُن کے سامنے استقبال کے لئے موجود ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں تو اللہ تعالیٰ سے ملنے جا رہی ہُوں'' اور روانہ ہو گئیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے پُوچھا: ''آپ کے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟''

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے جواب دیا: ''میں نے اس کی عبادت دوزخ کے خوف سے نہیں کی اور جنت کے اشتیاق سے بھی نہیں کی بلکہ عبادت صرف اس کی محبت اور اشتیاق کے باعث کی ہے'' [۲]

ایک دفعہ دو درویش حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے گھر مہمان ہُوئے۔ گھر میں صرف دو روٹیاں تھیں۔ اس وقت ایک سائل آ گیا تو انہوں نے وہ اس کو دے دیں۔ مہمانوں کو تردد ہوا کہ ''اب ہم کیا کھائیں گے؟'' کچھ دیر بعد ایک رئیس خاتون نے کھانا ایک کنیز کے ہاتھوں بھجوا دیا۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے روٹیوں کو گنا اور کنیز سے کہا کہ تمہاری مالکن سے گننے میں غلطی ہو گئی ہے۔ جتنی روٹیاں وہ بھیجنا چاہتی تھیں، ان

---

۲ احیاء العلوم جلد نمبر ۴، ص ۲۷۴

Marfat.com

میں سے دو روٹیاں کم ہیں۔ کنیز گئی اور پھر واپس آ گئی۔ اب کے روٹیاں پُوری بیس تھیں۔ مہمانوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ پھر پُوچھنے لگے: ’’آپ کو کیسے معلوم ہُوا کہ دو روٹیاں کم ہیں؟‘‘

انہوں نے فرمایا: ’’جب میں نے دو روٹیاں سائل کو دیں تو دعا کی کہ اے اللہ! تیرا وعدہ ہے کہ ایک کے بدلے دنیا میں دس اور آخرت میں ستر عطا کرے گا۔ دو روٹیاں دے رہی ہُوں، تُو اپنا وعدہ پُورا کرنا‘‘

جب مجھے اٹھارہ روٹیاں ملیں تو میں سمجھ گئی کہ گننے والے سے غلطی ہو گئی ہے۔‘‘

یہ سن کر مہمان حضرات رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے توکل پر دنگ رہ گئے۔

ایک دفعہ نہر فرات کے کنارے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا بیٹھی تھی کہ ایک فقیر وہاں آیا اور پانی پر جائے نماز ڈال کر نماز پڑھنے لگا۔

اس نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے کہا: ’’تم بھی اس طرح عبادت کرو‘‘

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: ’’کیا معرفت حق کی نمائش کرنا چاہتے ہو؟‘‘

یہ کہہ کر انہوں نے اپنی چادر بچھائی اور ہوا میں معلق ہو کر نفل پڑھنے لگیں۔ پھر اسے کہنے لگیں: ’’بازارِ دُنیا میں معرفت کی نمائش مت کرو۔ جو کام آپ نے کیا، وہ ایک مچھلی بھی کر سکتی ہے۔ اور جو میں نے کیا، وہ ایک چڑیا بھی کر سکتی ہے۔ معرفت حق کا مقام اس سے بلند ہے۔‘‘

وہ فقیر شرمندہ ہو کر کہنے لگا: ’’میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا‘‘

ایک دفعہ رات کے وقت ایک عالمِ دین حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے گھر گئے۔

عالمِ دین نے کہا: ’’مجھے روشنی کی ضرورت ہے‘‘

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے اپنی انگلی پر پھونک مار کر فرمایا: ’’روشن ہو جا‘‘

انگلی روشن ہو گئی اور صبح تک چراغ کا کام کرتی رہی۔

عالم نے کہا: ’’مجھے یہ قوّت کیوں حاصل نہیں؟‘‘

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: ’’ابھی آپ کا دل روشن نہیں ہُوا‘‘

ایک دفعہ ایک سالک نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے کہا: ’’آپ پر اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

نعمت ہے۔آپ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتی ہیں، پھر کیوں اشک بار رہتی ہیں؟''

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے جواب دیا: ''مجھے اپنی کوتاہیوں پر شرم آتی ہے کہ میں کس طرح قیامت کے دن شفیع روز جزا کے سامنے جا سکوں گی۔''

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ایک مجمع میں تشریف رکھتی تھیں۔ کچھ لوگ دُنیا کی بُرائی کر رہے تھے۔انہوں نے فرمایا: ''دنیا کی بُرائی کا ذکر نہ کرو۔اس کے ذِکر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لئے تمہارے دلوں میں وقعت ہے۔اگر یہ نہ ہوتی تو اس کا بار بار ذکر بھی زبان پر نہ آتا''

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے کسی نے پوچھا: ''جنت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟''

انہوں نے فرمایا: ''اوّل صاحبِ خانہ، پھر خانہ''

یعنی میرے دل میں التفات جنت کی طرف نہیں بلکہ جنت کے مالک کی طرف ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ حج و زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ ہر قدم پر دو دو رکعت نفل پڑھتے ہوئے تقریباً چودہ سال بعد مکہ معظّمہ پہنچے۔ وہاں پہنچ کر انہیں کعبہ نظر نہیں آیا۔انہیں غیب سے آواز آئی: ''کعبہ ہماری نیک بندی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے استقبال کے لئے گیا ہُوا ہے۔'' (تاریخ اولیاء)

ایک شخص نے کہا: ''عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں؟''

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: ''اگر یہ سچ ہے کہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے، تب بھی آج تک کسی عورت نے خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا مردوں میں ایسے بے عقل موجود نہیں، جنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا''

عہد شباب میں جب کہ وہ زیادہ کلام کرنا پسند نہیں کرتی تھیں، کسی نے کہا: ''میں نے آج تک یہ نہیں سُنا کہ آپ شیطان کو بُرا کہتی ہیں؟''

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: ''مجھے آج تک رحمٰن کو اچھا کہنے سے فرصت کہاں ملتی ہے!''

ایک دفعہ ایک فقیر اُن کی خدمت میں حاضر ہُوا۔

Marfat.com

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے پوچھا: ''حق کو پہچانتا ہے؟''
فقیر نے جواب دیا: ''ہاں پہچانتا ہوں''
انہوں نے فرمایا: ''بس اب کسی اور کو پہچاننے کی کوشش نہ کرو'' [۳]

ایک دفعہ ایک شخص ماتھے پر پٹی باندھے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے سامنے سے گزرا۔ انہوں نے اس سے پوچھا: ''کیوں بھئی، کیا بات ہے؟ سر پر پٹی باندھ رکھی ہے''
اس نے جواب دیا: ''میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔''
حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے پوچھا؟ تمہاری عمر کیا ہے؟
اس نے کہا: ''تیس برس''
حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے پوچھا: ''کیا تم اس مدت میں بیمار رہے یا تندرست؟''
اس نے جواب دیا: ''میں ہمیشہ تندرست رہا ہوں کبھی بیمار نہیں ہوا۔''
حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: ''تیس برس صحت کی دولت سے مالا مال رہنے کے باوجود تو نے کبھی اپنے سر پر شکر کی پٹی نہیں باندھی۔ آج تیرے سر میں درد ہو گیا تو مخلوقِ خدا کے سامنے شکایت کی پٹی سر پر باندھے پھرتا ہے'' [۴]

ایک مرتبہ ایک فقیر نے عرض کیا: ''مجھے کچھ تحفہ دیں''
حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے اُسے ایک سوئی اور ایک موم بتی عنایت کرتے ہوئے فرمایا: ''موم بتی کی طرح خود جلو اور دوسروں کو روشنی پہنچاؤ اور سوئی کی طرح خود سادگی سے رہو اور دوسروں کو کپڑے پہناؤ''

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے گھر ایک چور گھس آیا اور اُن کی شال چُرا کر نکلنے لگا تو باہر جانے کا راستہ نہ ملا۔ اس نے شال واپس رکھ دی تو اسے راستہ مل گیا۔ اُس نے پھر شال اُٹھائی تو پھر راستہ غائب ہو گیا۔ اس نے شال پھر رکھ دی تو راستہ مل گیا۔ پھر اسے آواز آئی کہ ''جس کی یہ شال ہے، وہاں تو شیطان بھی پر نہیں مار سکتا پھر ایک چور کی کیا حیثیت ہے؟''

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا دعا کرتی تھیں: ''یا اللہ! اگر میں جہنم کے خوف سے عبادت

---

[۳] تاریخ اولیاء [۴] اسلامی حکایات نمبر، ص ۱۳۷

Marfat.com

کرتی ہُوں تو مجھے جہنم میں جھونک دو اگر جنت کی اُمید میں کرتی ہُوں تو مجھے جنت بھی نہ دو، لیکن اگر میں تمہارے لئے ہی عبادت کرتی ہُوں مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ کرنا۔"

ایک شخص نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے کہا: میں نے بہت سے گناہ اور معاصی کیے ہیں۔ اب اگر میں توبہ کروں تو کیا اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے گا؟"

انہوں نے فرمایا: "اصل معاملہ یُوں نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ پہلے خدا تجھے معاف کر دے گا تو تب ہی تُو توبہ کرے گا" ۵

## اقوال:

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے مندرجہ ذیل چند اقوال ہیں:

۱۔ دل کو قابو میں رکھنا اور اختیار ہونے پر ناجائز خواہشوں سے بچنا ہی مردانگی ہے۔

۲۔ جس طرح سوئی برہنہ رہ کر دُوسروں کے تن ڈھانپنے کا سامان کرتی ہے، اسی طرح تم بھی دُوسروں کے کام آؤ۔

۳۔ اچھے کاموں میں مشغول رہنا، جن سے لوگوں کی بھلائی ہو، بزرگی ہے۔

۴۔ عورتوں کے مباحثے میں جو کہ عورتوں کی فضیلت پر تھا، فرمایا "کوئی عورت نبی نہیں ہوئی تو کسی عورت نے خدائی کا دعویٰ بھی نہیں کیا۔ پھر انبیاء، اولیاء، صدیق اور شہید سب اسی کی گود میں پرورش پا کر بڑے ہُوئے ہیں۔

لوگوں نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے شادی کے بارے میں پُوچھا تو انہوں نے فرمایا: مجھے تین غم ہیں۔ اگر آپ یہ غم دُور کر دیں تو میں شادی کرلُوں گی۔ وہ یہ کہ

۱۔ کیا میں ایمان کے ساتھ مروں گی؟

۲۔ قیامت کے دن میرے کارناموں کا دفتر میرے دائیں ہاتھ میں ہوگا یا بائیں؟

۳۔ قیامت کے دن کیا میں دائیں طرف والے لوگوں میں ہوں گی یا بائیں۔

جس عورت کو یہ تین خوف ہوں، وہ خاوند کی خواہش نہیں کر سکتی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہفتے میں دو مرتبہ درس دیا کرتے تھے۔ وہ اُن کے درس

---

۵ ہدایۃ الامۃ ص ۲۳۸

Marfat.com

میں حاضر ہوتی تھیں لیکن جس دن وہ نہ ہوتیں تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ انتظار فرماتے یا راز کی بات نہ فرماتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ میرا جب دل چاہتا تھا کہ اللہ کی باتیں کریں، اللہ تعالیٰ کی باتیں سُنیں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے دل کو منور کریں تو ہم حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی بارگاہ میں حاضری دیا کرتے تھے۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کو اولیاء اللہ خواتین میں انتہائی بلند مقام حاصل تھا۔ وہ قلندرانہ اوصاف رکھتی تھیں۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا اپنے زمانے میں معرفت الٰہی میں بے مثال تھیں۔ بزرگوں کی نظر میں وہ اس رتبہ کی اہل تھیں۔

ایک دفعہ ان کی خادمہ کو پیاز کی ضرورت پیش آئی۔ اس نے پوچھا کہ ہمسایہ سے لے لُوں۔ حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: ''چالیس سال سے میں نے اپنے خالق سے عہد کر رکھا ہے کہ اس کی مخلوق سے کچھ نہ مانگوں گی۔ پیاز نہیں ہُوا تو نہ سہی۔''

اسی وقت ایک جانور اُڑتا ہوا آیا اور چھیلا ہوا پیاز ہانڈی میں ڈال دیا لیکن انہوں نے فرمایا کہ انہیں فکر ہے، یہ پیاز ناجائز ہے۔ انہوں نے روکھی روٹی کھالی۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے پاس گیا۔ دیکھا کہ ایک ٹوٹا ہوا پیالہ رکھا ہے جس سے وہ وضو کیا کرتیں اور پانی پیا کرتی تھیں۔ ایک پرانی چٹائی تھی اور ایک اینٹ جس پر وہ سر رکھتی تھیں۔ مجھے رونا آگیا۔ میں نے کہا: ''اے رابعہ رحمۃ اللہ علیہا! میرے کچھ دوست ہیں جو امیر ہیں۔ اگر تم چاہو تو تمہارے لئے ان سے کچھ مانگوں؟''

انہوں نے فرمایا: ''مالک! تُو نے سخت غلطی کی۔ کیا میرا اور ان کا روزی رساں ایک نہیں ہے؟''

میں نے کہا: ''ہاں ہے!''

انہوں نے فرمایا: ''کیا فقیروں کو اس نے کبھی فراموش کیا ہے صرف اس وجہ سے کہ وہ مفلس ہیں اور امیروں کو ان کی دولت کی بدولت یاد کیا؟

میں نے کہا: ''نہیں''

انہوں نے فرمایا: ''جب وہ حال جانتا ہے۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ اس کو یاد

Marfat.com

کرایا جائے۔اگر اس کی مرضی یہ ہے تو ہماری بھی یہی مرضی ہے۔"

روایت ہے کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ہمیشہ روتی رہتی تھیں۔لوگوں نے رونے کی وجہ پُوچھی تو فرمایا:"میں نے رب کے ساتھ محبت کی ہے۔ایسا نہ ہو کہ مرنے کے وقت مجھے یہ آواز سُنائی دے کہ تو میرے لائق نہیں۔"

ایک دفعہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے کسی کو چار درہم کمبل خریدنے کے لئے دیئے۔اس نے پُوچھا کہ کمبل سیاہ ہو یا سفید؟ انہوں نے اس کو کہا کہ درہم واپس دے دو۔چانچہ درہم لے کر دجلہ میں پھینک دیئے اور فرمایا کہ ابھی کمبل خریدا نہیں اور سیاہ اور سفید کا جھگڑا پیش آ گیا۔

ایک دفعہ موسم بہار میں مکان کے اندر سے باہر نہ نکلیں۔

خادمہ نے عرض کیا:"باہر تشریف لے آیئے اور خالق کی قدرت کو ملاحظہ فرمایئے"

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:"تُو ایک دفعہ اندر آ جا اور خود صانع حقیقی کو دیکھ لے۔میرا کام صنعت کو دیکھنا نہیں بلکہ خود صانع کو دیکھنا میرا کام ہے"

ایک دن حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کو تیز بخار آیا۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ عبادت کے لئے آئے اور پوچھا:اس بخار کی وجہ کیا ہے؟"

انہوں نے فرمایا:"ایک دن قرآن پڑھ رہی تھی کہ جنت کا ذکر آیا،جس میں باغات، پھل وغیرہ کا ذکر تھا جو مجھے لبھانے لگا۔اس وقت جیسے میری کسی نے چٹکی لی اور غائب سے آواز آئی:"رابعہ،محبت ہم سے اور چاہت جنت کی۔پس اس وجہ سے یہ بخار ہُوا۔"

یہ تصوف کا اعلیٰ درجہ ہے۔

اُن کی زندگی کے آخری ایام میں عبادت اور ریاضت کی وجہ سے ضعف کا یہ عالم تھا کہ قدم پڑتے ہی گر جاتی تھیں۔جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو اس زمانے کے بڑے بڑے علماء اور اولیاء ان کے سرہانے کھڑے تھے۔انہوں نے اُن کی طرف دیکھا اور کہا:"آپ لوگ باہر چلے جائیں کیونکہ اب وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ بندے کا وصال اپنے مالک سے ہو جائے،اس میں کسی غیر کا گزر نہیں ہونا چاہیئے"

چنانچہ سب لوگ باہر چلے گئے۔حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے کلمہ طیبہ کا ذکر شروع کر دیا۔

Marfat.com

حجرے کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ کچھ دیر بعد اُن کی آواز آنا بند ہو گئی۔ سب بزرگ اُن کے حجرے میں داخل ہو گئے اور دیکھا کہ ان کی روح قفس عنصری سے آزاد ہو گئی تھی۔ ان کی وفات کی خبر جہاں جہاں پہنچی ہنگامہ مچ گیا۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا اپنی زندگی میں موٹے کمبل کا کرتہ پہنتی تھیں۔ ان کی وصیت کے مطابق اسی کا کفن پہنا کر انہیں دفن کیا گیا۔ ان کے جنازہ میں لاکھوں لوگوں لوگ شریک ہُوئے۔ ان کا انتقال چوراسی برس کی عمر میں ۱۸۰ء میں ہُوا۔ مزار مبارک بصرہ میں ہے۔

حضرت بی بی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا تصوف کی دُنیا میں بہت بلند مقام پر فائز تھیں۔ قرب خداوندی کا جو شرف انہیں ہُوا۔ وہ بہت کم کسی کو ہوتا ہے۔

Marfat.com

# امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

طغرل سلجوق کے آخری دور میں ۴۵۰ ہجری میں ملک ایران کے صوبہ خراسان میں طوس کے مقام طاہران میں ایک شخص محمد بن محمد کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ محمد بن محمد ایک شریف اور عبادت گزار شخص تھا اور علماء سے عقیدت رکھتا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کا نام زین الدین ابو حامد محمد بن محمد بن احمد طوسی غزالی رکھا۔ اُس زمانے میں طوس کو اسلامی تعلیمات کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ اس کو آج کل مشہد کہتے ہیں۔ زین الدین نے ابتدائی تعلیم ایک صوفی معلّم سے پائی، جہاں پر اُنہوں نے عربی زبان کی گریمر۔ حدیث اور فقہ سیکھا۔ جب ۴۶۵ ہجری میں محمد بن محمد کا انتقال ہوا تو اپنے ایک صوفی دوست ابو حامد احمد بن محمد راز کافی کو اپنے دونوں بیٹوں کا نگران بنایا۔ محمد بن محمد دھاگے کا کاروبار کرتا تھا۔ اسی نسبت سے انہیں غزالی کہا جاتا ہے۔ ان کے دوسرے بیٹے کا نام احمد غزالی تھا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بہت ذہین تھے۔ انہیں تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے قصبے میں حاصل کرنے کے بعد مزید پڑھائی کے لیے جرجان چلے گئے۔ وہاں پر امام ابو نصر اسماعیلی کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی۔ پھر وہ نیشاپور چلے گئے۔ نیشاپور خراسان میں علماء کی تعلیم کا اعلیٰ مرکز تھا۔ امام غزالی ۱۰۸۰ء میں وہاں چلے گئے۔ وہاں امام الحرمین ابو المعانی عبدالملک الجوائنی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں علم الکلام اور مقدمات فلسفہ میں تعلیم حاصل کی۔ ان کے مدرسہ میں چار سو طلباء تھے مگر ان سب میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نمایاں تھے۔ امام الحرمین کے انتقال کے بعد وہ وہاں سے خواجہ نظام الملک طوسی کے مدرسہ میں چلے گئے۔ انہوں نے اٹھائیس سال کی عمر میں علوم فقہ اور حدیث کی تعلیم

Marfat.com

مکمل کر کے ان پر عبور حاصل کر لیا تھا۔ اُن کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے ۴۸۴ ہجری میں نظامیہ مدرسہ بغداد کے صدر کا عہدہ سپرد کیا گیا۔ اس زمانے میں عالم اسلام کی سب سے بڑی درسگاہ تھی۔ اس درسگاہ میں چار سو طلباء تھے۔ اس جگہ وہ تدریس کے ساتھ وعظ بھی کرتے تھے۔ وہ فلسفہ کا مطالعہ اور تحقیق بھی کرتے تھے۔ اُن کی شہرت دُور دُور تک پھیل چکی تھی۔ یہاں پر بہت سے علماء نے اُن سے استفادہ کیا۔ ۴۸۷ ہجری میں خلیفہ مستظہر باللہ کی فرمائش پر ایک کتاب مستظہری تحریر کی۔ وہ انتالیس سال کے ہو گئے تھے۔ وہ اسلامی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس وقت وہ شہرت کے بلندیوں پر تھے۔ پھر اُن کا دل بے چین رہنے لگا۔ ان کی زندگی بدلنے لگی۔ اُن کے اندر بے قراری اس قدر بڑھی کہ اُنہوں نے ہر چیز سے منہ موڑ لیا۔ انہوں نے مدرسہ کا صدر اپنے بھائی احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر کیا اور ایک دن چپکے سے بغداد کو چھوڑ کر اپنے ایک ہم جماعت دوست ابوالقاسم حاکم طوسی کے ساتھ نکل گئے۔ یہ اُن کی زندگی کا ایک نیا موڑ تھا۔ ان کے اندر یہ کشمکش ۴۸۸ ہجری میں شروع ہوئی تھی۔[۱]

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے نکل کر شام چلے گئے۔ اس دور میں شام زاہدوں اور صوفیوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ انہوں نے بھی درویشی اختیار کر لی۔ وہ زھد، تقویٰ اور ریاضت کے ساتھ تصنیفات کا کام بھی کرتے رہے۔ آپ اُن کی روحانیت بھی بڑھ چکی تھی۔ وہ دو سال تک شام میں گشت کرتے رہے۔ وہ جامع دمشق میں معتکف رہے۔ وہ جس جگہ عبادت کرتے تھے۔ وہ مسجد کا غربی منارہ تھا۔ اس کے بعد وہ شام سے بیت المقدس چلے گئے۔ وہاں پر زیادہ تر "قبۃ الصخرہ" میں بیٹھ کر ریاضت کرتے تھے۔ ۴۸۹ ہجری میں انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقبرہ پر جا کر زیارت کی اور عہد کیا کہ کبھی کسی بادشاہ کے دربار میں نہ تو حاضر ہوں گے، نہ ہی اُن سے مال و دولت لیں گے اور نہ ہی کبھی مناظرہ کریں گے۔ اپنے عہد کو زندگی بھر نبھایا۔ خدمتِ خلق کرتے۔ مسجد اور عبادت گاہ کی صفائی اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ دمشق میں جامع اموی کے زاویہ شیخ نصیر قدسی میں قیام کیا جو بعد میں غزالیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

---

[۱] اولیائے کرام نمبر، ص ۱۷۷

Marfat.com

دمشق میں ان کا قیام دوسال رہا، پھر وہ بیت المقدس چلے گئے۔ انہوں نے بیت المقدس میں بیٹھ کر عبادت اور ریاضت کے ساتھ ساتھ ایک کتاب لکھی یہ کتاب ۴۸۸ اور ۴۸۹ ہجری کے درمیان لکھی جاتی رہی۔ یہ اہم ترین کتاب ''احیاء العلوم'' ہے۔ وہ اکثر قبۃ صخرہ کے مشرقی کونہ میں بیٹھ کر اسے تحریر کرتے تھے۔ یہ کتاب بیت المقدس میں مکمل ہوئی اور اس کی اسلامی کتب میں بہت اہمیت ہے۔ ایران سے باہر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا سفر دس سال رہا۔

۴۹۰ ہجری میں صلیبی جنگیں چھڑ گئیں۔ ۴۹۱ء ہجری میں عیسائیوں نے بیت المقدس کا رُخ کیا اور وہاں پر تقریباً ستر ہزار مسلمانوں کو شہید کر ڈالا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ۴۹۸ ہجری میں انہوں نے حجاز جا کر حج کیا۔ وہ دس سال تک عزلت اور خلوت کی زندگی گزارنے کے بعد اپنے آبائی وطن تشریف لے گئے۔ ۴۹۹ ہجری میں سلجوقی بادشاہ سنجر اور اس کے وزیر نظام الملک کے اصرار پر مدرسہ نظامیہ میں درس و تدریس کی مسؤلیت قبول کر لی اور اس طرح طوس سے نیشاپور چلے گئے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک زاہد اور صوفی عالم تھے۔ وہ شافعی تھے۔ اُن کا لقب ''حجۃ الاسلام'' تھا اور وہ پانچویں صدی کے مجدّد تھے۔ انہوں نے صرف ایک سال نیشاپور میں گزارا اور پھر طوس واپس چلے گئے۔ انہوں نے ۴۸۴ء ہجری میں اپنا گھر بسایا۔ ان کا ایک بیٹا عبدالرحمان عالم اور دو بیٹیاں تھیں۔ طوس میں اُن کی مختصر سی زمینداری تھی۔ وہ کسی سے کوئی نذرانہ یا مدد قبول نہیں کرتے تھے۔ اپنی تھوڑی سی آمدنی میں قناعت سے گزارہ کرتے تھے۔ انہوں نے تصوّف کا علم ابوعلی فضل ابن محمد ابن علی الغرماضی جیسے مشہور و معروف معزز صوفی سے حاصل کیا۔ اس وقت نیشاپور صوفیوں کا مرکز تھا۔ انہوں نے صوفیاء ابو طالب المکی، حارث المحاسبی، ابوالقاسم الجنید البغدادی، ابوبکر الشبلی اور ابویزید البسطامی کے کاموں کا مشاہدہ بھی کیا۔[۲] اپنے مسلک کے مخالف جملہ طوائف اہلسنّت، معتزلہ، قرامطہ، باطنیہ اور پیروان مسیح علیہ السلام سے مجادلے کیے۔ دیگر مذاہب والے

---

۲ دی مسلم ۱۰۰۱ص ۱۰۸

Marfat.com

ان کے بیان سے بیچ ثابت ہوئے۔ انہوں نے ستر کتابیں تصنیف کیں۔ نیشاپور سے وہ واپس طوس تشریف لے گئے۔ عراق کے سلطان محمد کے وزیر ضیاء الملک نے بار ہا انہیں مدرسہ نظامیہ کا منصب پیش کیا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر کے قریب خانقاہ اور مدرسہ قائم کیا۔ انہوں نے اپنے وقت کو کئی حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ان میں سے ایک وقت مذہبی لوگوں اور صوفیوں کی تربیت کا تھا اور ایک وقت طالبان علوم کی تعلیم کا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری پانچ سال عبادت، ریاضت اور لوگوں کی کمال معرفت کے راستے کی رہنمائی کی۔ انہوں نے بالاتر مناصب اور مقالات دُنیا کو ترک کر کے معرفت کی راہ اختیار کر لی تھی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سوانح حیات میں لکھتے ہیں: ''مجھے سب سے افضل مشغلہ تعلیم وتدریس کا معلوم ہوتا تھا لیکن ٹٹولنے سے معلوم ہوا کہ میری تمام تر توجہ ان علوم میں ہے جو دنیا میں فائدہ پہنچانے والے زیادہ ہیں۔ میں نے اپنی نیت کو ٹٹولا تو اس میں طلب جاہ وحصول شہرت کو پایا۔ پس مجھے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ میں نے یوں محسوس کیا کہ نماز کے کنارے کھڑا ہوں۔ اگر اصلاح احوال کی کوشش نہ کی تو بڑا خطرہ ہے۔ یہ خیال آنے کے بعد وہ گیارہ سال تک تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی محنت میں مشغول رہے، حتیٰ کہ باطن تمام آلائشوں سے پاک ہو گیا۔[۳]

اپنی سوانح حیات میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''میں نے طریقۂ تصوّف ابو علی فضل رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کیا ہے۔ عبادت اور ذکر میں اُن کے دستور کو اپنایا ہے۔ اس طرح مجھے تکالیف سے نجات ملی اور مشقتوں سے چھٹکارہ ملا اور جو کچھ میں نے پانا تھا، وہ پالیا۔''[۴]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی بات پر نازاں ہے، کوئی مال ودولت پر، کوئی حسب نسب پر اور کوئی کسی عہدے ومنصب پر۔ میں نے ان پر غور کیا تو مجھے یہ سب حقیر نظر آئیں۔ پھر میں نے یہ آیت پڑھی کہ تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہی اللہ کے نزدیک بڑا اور اشرف ہے۔ اس پر میں نے پرہیز گار بننے کی کوشش کی۔''

---

[۳] باادب بانصیب، ص ۱۴۴ [۴] تصوف سلوک ص 45

Marfat.com

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں نے تمام دنیا پر نظر ڈالی۔ ہر شخص کسی نہ کسی چیز سے محبت کرتا ہے مگر اس محبوب چیز کو اسی دنیا میں چھوڑ کر اکیلا قبر میں چلا جاتا ہے۔ میں نے سوچا کہ میں نیکیوں اور اچھے کاموں سے محبت کروں تاکہ وہ قبر میں بھی میرے ساتھ جائیں اور مجھے اکیلا نہ چھوڑیں۔''

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں نے قرآن میں پڑھا کہ جو شخص اپنے رب سے ڈرا اور نفس کو خواہشات سے روکا، بے شک جنت اس کا ٹھکانا ہے۔ اس لیے میں نے اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پالیا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو عالم دنیا دار ہو، وہ احوال کے اعتبار سے جاہل سے زیادہ کمینہ ہے اور عذاب کے اعتبار سے زیادہ سختی میں مبتلا ہوگا اور کامیاب اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مقرب علمائے آخرت ہیں جن کی چند علامتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اپنے علم سے دُنیا نہ کماتا ہو۔ عالم کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ دنیا کی حقارت اور اس کے جلد ختم ہو جانے کا اس کو احساس ہو۔ آخرت کی عظمت اور اس کے ہمیشہ رہنے کا احساس ہو۔ وہ یہ بات اچھی طرح جانتا ہو کہ دنیا اور آخرت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

۲۔ اس کے قول و فعل میں تعارض نہ ہو۔ دوسروں کو خیر کا حکم دے اور خود اس پر عمل نہ کرے۔

۳۔ ایسے علوم میں مشغول ہو، جو آخرت میں کام آنے والے ہیں۔ نیک کاموں میں رغبت پیدا کرنے والے ہوں اور ایسے علوم سے بچے، جن کا آخرت میں نفع نہ ہو۔

۴۔ کھانے پینے کی چیزوں اور لباس کی عمدگی کی طرف زیادہ دھیان نہ دے بلکہ ان چیزوں سے درمیانہ روی رکھے۔

۵۔ سلاطین اور حکام سے دور رہے۔

۶۔ اس کو باطنی علم یعنی سلوک کا اہتمام زیادہ ہو۔

۷۔ اس کا یقین اور ایمان اللہ کے ساتھ بڑھا ہوا ہو اور اس کا بہت زیادہ اہتمام اس کو ہو۔ یقین ہی اصل راس المال ہے یعنی یقین ہی ایمان ہے۔

Marfat.com

۸۔ اس کی ہر حرکت وسکون سے اللہ تعالیٰ کا خوف ٹپکتا ہو۔اس کی عظمت وجلال کا اثر اس شخص کی ہر ادا سے ظاہر ہوتا ہو۔

۹۔ اس کا زیادہ اہتمام ان مسائل سے ہو جو اعمال سے تعلق رکھتے ہیں اور جائز و ناجائز سے تعلق رکھتے ہیں، فلاں عمل کرنا ضروری اور فلاں عمل سے بچنا ضروری ہے۔ بے فائدہ باتوں پر بحث نہیں کرتے۔

۱۰۔ اپنے علوم میں بصیرت کے ساتھ نظر کرنے والا محض لوگوں کی تقلید میں اور اتباع میں اُن کا قائل نہ بن جائے۔

۱۱۔ بدعات سے بہت شدت سے بچنا ہے۔کسی کام پر آدمیوں کی کثرت کا جمع ہو جانا کوئی معتبر چیز نہیں ہے بلکہ اصل اتباع حضورِ اکرم ﷺ کا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ لوگ تنگ دستی سے جتنا ڈرتے ہیں، اگر دوزخ سے ڈریں تو دونوں سے بچ جائیں اور مال سے جتنی محبت کرتے ہیں اگر جنت سے کریں تو دونوں کو پالیں۔

ان کا فرمان ہے کہ انسان دُنیا کی مصروفیات میں مشغول ہوتا ہے اور سے پتہ بھی نہیں ہوتا کہ جس کپڑے سے اس کا کفن بننا ہے، وہ بازار میں آچکا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ انسان کی تمام پریشانیاں دو وجوہات سے ہیں:

☆ ایک تو وہ تقدیر سے زیادہ چاہتا ہے۔

☆ دوسرے وقت سے پہلے چاہتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی چیز بے طلب کہیں سے آجائے تو تین چیزیں دیکھنی چاہیں:

۱۔ مال کیسا ہے؟

۲۔ دینے والے کی غرض کیا ہے؟

۳۔ لینے والے کو چاہیے کہ اگر وہ مستحق ہے تو لے لے۔اگر وہ محتاج ہے تو اس کو قبول کر لینا چاہیے۔اس کا بھی ثواب ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بھوکا رہنے میں دس فائدے ہیں:

Marfat.com

۱۔ دل کی صفائی اور بصیرت بڑھ جاتی ہے۔ بھوک ایک ابر ہے جب آدمی بھوکا ہوتا ہے تو وہ ابر دل پر حکمت کی بارش کرتا ہے۔
۲۔ آدمی کے اندر عاجزی آجاتی ہے۔
۳۔ اہل مصیبت اور فاقہ زدوں سے غفلت پیدا نہیں ہوتی۔
۴۔ گناہوں سے بچتا ہے کیونکہ وہ اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے اور بھوکا رہنا ہر قسم کی شہوتوں کو توڑتا ہے۔
۵۔ دل نرم ہوتا ہے۔ جب دل نرم ہوتا ہے تو ذکر میں لذت بھی آتی ہے۔
۶۔ کم کھانے سے نیند کم آتی ہے۔ آدمی رات کو عبادت یا تہجد آرام سے ادا کرتا ہے۔
۷۔ عبادت پر سہولت سے قادر ہوتا ہے۔
۸۔ کم کھانے میں بدن کی صحت ہے۔
۹۔ اخراجات کی کمی ہے۔ جو شخص کم کھانے کا عادی ہوگا، اس کا خرچہ بھی کم ہوگا۔
۱۰۔ ایثار اور ہمدردی اور صدقات کی کثرت کا سبب ہے۔ (احیاء)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہوت کی افراط کا نام عشق ہے جو بیماری ہے ایسے دل کی جو تفکرات سے خالی ہو۔ اس کا علاج ابتدا ہی سے کرنا چاہیے تاکہ اس کی طرف توجہ کم ہو جائے، ورنہ جب سب چیزیں آدمی پر مسلط ہو جاتی ہیں تو اس کی دنیا اور دین دونوں کو برباد کر دیتی ہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اربعین میں عبادت کی دس قسمیں لکھی ہیں:

۱۔ نماز
۲۔ زکوٰۃ
۳۔ روزہ
۴۔ حج
۵۔ تلاوت قرآن
۶۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا
۷۔ حلال روزی کے لیے کوشش کرنا
۸۔ پڑوسیوں اور دوستوں کے حقوق پورے کرنا
۹۔ لوگوں کو نیک کام کا حکم دینا اور برے کاموں سے منع کرنا
۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کرنا

دنیا کے بارے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا بہت جلد فنا ہو جانے والی

Marfat.com

ہے۔ جلدی ہی ختم ہونے والی ہے۔ یہ اپنے باقی رہنے کے وعدے تو کرتی ہے مگر ان وعدوں کو پورا نہیں کرتی۔ تو جب اس کو دیکھے تو یہ تجھے ایک جگہ ٹھہری ہوئی معلوم ہوگی لیکن یہ واقعہ میں بہت سرعت سے چل رہی ہے مگر یہ دیکھنے والے کو اس کی حرکت محسوس نہیں ہوتی۔ اس کو جب ہی پتہ چلتا ہے، جب یہ ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال سایہ کی سی ہے کہ ہر وقت چلتا رہتا ہے لیکن اس کی حرکت معلوم نہیں ہوتی۔ دنیا فی نفسہٖ ممنوع اور ناجائز نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ممنوع ہے کہ وہ حق تعالیٰ شانہٗ تک پہنچنے میں مانع ہوتی ہے۔

فرماتے ہیں کہ فقر بہت محمود چیز ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ شخص قناعت کرنے والا ہو۔ لوگوں کے پاس جو اموال ہیں، ان میں طمع نہ رکھتا ہو، اُن کی طرف ذرا بھی التفات نہ کرتا ہو اور نہ مال کے کمانے میں حرص ہو اور یہ سب چیزیں جب ہی ہو سکتی ہیں جبکہ آدمی اپنے اخراجات میں نہایت کمی کرنے والا ہو، کھانے میں، لباس میں، مکان میں کم سے کم اور مجبوری کے درجہ پر کفایت کرنے والا ہو اور گھٹیا سے گھٹیا چیز پر قناعت کرنے والا ہو۔ اگر کسی چیز کی ضرورت محسوس ہو تو ایک مہینہ کے اندر اندر کی ضرورت کا تو خیال ہو، اس سے آگے کی کسی چیز کی طرف اپنے دھیان کو نہ لگائے۔ اگر اس سے آگے کی سوچ میں پڑ جائے گا تو قناعت کی عزت سے محروم ہو کر حرص و طمع کی ذلت میں پھنس جائے گا اور اس کی وجہ سے بری عادتیں پیدا ہو جائیں گی۔ مکروہ چیزیں اختیار کرنا پڑ جائیں گی، اس لیے کہ آدمی بالطبع حریص ہے۔[۶]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مال کا چھوڑ دینے والا زاہد ہے۔ یہ صحیح نہیں کہ مال کا چھوڑ دینا اور موٹے کپڑے پہن لینا ہر ایسے شخص کے لیے آسان ہے جو لوگوں میں اپنی وقعت چاہتا ہو۔ ان کے یہاں اپنی تعریف کا طالب ہو۔ کتنے ہی دنیا سے بے تعلقی کا اظہار کرنے والے جو تھوڑے سے کھانے پر قناعت کرتے ہیں اور اپنا دروازہ ہر وقت بند رکھتے ہیں۔ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگوں کے یہاں اُن کی شہرت ہو اور کتنے ہی عمدہ لباس پہننے والے زہد کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اچھا لباس اتباعِ سنّت میں پہنتے ہیں اور یہ کہ وہ خود ان کپڑوں وغیرہ کی طرف اپنی

---

۵ معارف القرآن جلد نمبر ا، ص ۸۶ ۶ فضائل اعمال جلد نمبر ا، ص ۴۰۳

Marfat.com

خواہش سے متوجہ نہیں ہوتے بلکہ یہ لوگوں کے اصرار اور خواہش سے پہنتے ہیں۔ جاہ کی طلب بھی دُنیا ہے۔ زاہد کی تین علامتیں ہیں:

۱۔ جو اس کے پاس موجود ہے، اس سے خوش نہ ہو اور جو اس کے پاس نہیں ہے، اس پر رنجیدہ نہ ہو بلکہ اولیٰ تو یہ ہے کہ موجود سے رنجیدہ نہ ہو اور جو نہیں ہے، اس سے خوش ہو۔

۲۔ اس کی نگاہ میں اس کی تعریف کرنے والا اور مذمت کرنے والا برابر ہو کہ یہ جاہ کے زہد کی علامت ہے اور پہلی چیز (تعریف) مال کے زہد کی علامت ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ سے اُنس اور محبت ہو اور طاعت میں حلاوت ہو۔ [۷]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "شیطان اول تو نیک کام سے روکا کرتا ہے اور خیالات دل ہی میں ڈالا کرتا ہے، جس سے اس کام کے کرنے کا ارادہ ہی پیدا نہ ہو لیکن جب آدمی اپنی ہمت سے اس کا مقابلہ کرتا ہے اور اس کے روکنے پر عمل نہیں کرتا تو وہ کہا کرتا ہے، تجھ میں اخلاص تو ہے نہیں، یہ تیری عبادت اور محنت بے کار ہے۔ جب اخلاص ہی نہیں تو پھر ایسی عبادت کرنے سے کیا فائدہ اور اس قسم کے وسوسے پیدا کر کے روک دیا کرتا ہے اور جب آدمی رُک جاتا ہے تو اس کی غرض پُوری ہو جاتی ہے۔ اس لئے نیک کام میں اخلاص کی کوشش کرتے رہنا چاہیے (احیاء) [۸]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیماریاں دو قسم کی ہیں:

ایک جسمانی اور دُوسری رُوحانی۔ ان میں سے روحانی بیماری زیادہ مہلک ہے جو لاعلمی اور جہالت سے ہوتی ہے اور جس سے بندہ خود پسند، حرص، شہرت، عہدہ مقام، ظلم، وسوسے، بُغض، کینہ، تکبر اور بڑائی کرنے میں مبتلا ہوتا ہے۔ انہوں نے تزکیہ نفس پر زور دیا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل اقوال ہیں:

۱۔ تکلف کی زیادتی محبت کی کمی کا باعث بن جاتی ہے۔

۲۔ مطالعہ دل کو زندہ اور بیدار رکھنے کے لئے از حد ضروری ہے۔

۳۔ سخت کلامی سے ابریشم جیسے نرم دل بھی سخت ہو جاتے ہیں۔

---

۷ فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۴۰۵ ۸ فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ۱۳۲

Marfat.com

۴۔ میں علم کے اس درجے تک اس طرح پہنچا کہ جو کچھ مجھے معلوم نہ تھا، میں نے اسے معلوم کرنے میں شرم محسوس نہیں کی۔

۵۔ اگر مستجاب الدعوات بننا چاہتے ہو تو لقمۂ حلال کے سوا پیٹ میں کچھ نہ ڈالو۔

۶۔ قرض بغیر تقاضا ادا کر دینا قرضدار کی طرف سے احسان ہے۔

۷۔ علم کا مطالعہ پابندی سے کرنا چاہیئے اور کوشش ہونی چاہیے کہ آدمی ہمیشہ علم میں مشغول رہے۔

۸۔ لوگوں کی نیکیوں کو ظاہر کرنا چاہیئے اور برائیوں سے چشم پوشی لازم ہے۔

۹۔ اپنے تئیں بڑا جاننا بُرا ہے۔ حقیقت میں یہ خدائے پاک کی خصوصیت ہے کیونکہ دراصل بڑائی اسی کو سزاوار ہے۔

۱۰۔ تمسخر اکثر قطع دوستی، دل شکنی اور دشمنی کا باعث ہوتا ہے، اس سے دل میں حسد پیدا ہوتا ہے۔

۱۱۔ بلند آواز سے رونا بے صبری اور قہقہہ مار کر ہنسنا سفاہت کی دلیل ہے۔

۱۲۔ صبح سویرے اُٹھنا چاہیے اور سب سے پیشتر جو خیال دل میں آئے یا زباں سے نکلے، وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہونا چاہیے۔

۱۳۔ طالب دنیا سمندر کا پانی پینے والے کی مثل ہے کہ جس قدر پانی پیتا ہے زیادہ پیاس لگتی ہے۔

۱۴۔ نقد کی نسبت اُدھار زیادہ قیمت پر فروخت کرنا دُرست ہے۔

۱۵۔ بچوں کی اصلاح مکتب میں ہے اور عورت کی گھر میں ہے۔

۱۶۔ اسلام علیکم کے کہنے سے ترکِ کلام کے گناہ سے نکل جاتا ہے۔

۱۷۔ رات کو سوتے وقت دن بھر کے کاموں پر تنقید کیا کرو۔

۱۸۔ کلام میں نرمی اختیار کرو، لہجے کا اثر الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے۔

۱۹۔ جو کچھ اللہ نے حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرنے سے اور جن کاموں کو اللہ نے منع فرمایا ہے، اس سے باز رہنے کا نام تقویٰ ہے۔

۲۰۔ عاقل وہ ہے جو اپنے آپ کو ملامت کرے اور اللہ کریم کی عبادت اطاعت میں

Marfat.com

مشغول رہے۔ احمق وہ ہے کہ نفس پرست ہو اور اللہ سے غافل۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر سعادت کی کنجی چوکنا رہنا اور سمجھ سے کام کرنا ہے اور ہر قسم کی بدبختی کا سرچشمہ غرور غفلت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی احسان ایمان اور معرفت سے بڑھ کر نہیں ہے اور ان کے لئے کوئی ذریعہ اس کے سوا نہیں کہ اللہ تعالیٰ بصیرت کے نور کے ساتھ دل میں انشراح پیدا کر دے اور اللہ کا کوئی عذاب کفر اور معصیت سے بڑھ کر نہیں اور اس کا محرک صرف یہ ہے کہ جہالت کی ظلمت سے دل کی آنکھ آندھی ہو جائے۔ پس سمجھدار اور بصیرت والے لوگوں کے دل ایسے ہیں جیسا کہ کسی طاق میں نہایت روشن چراغ رکھا ہو۔ وہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو آئندہ کے فکر میں زیادہ مبتلا نہیں رہنا چاہیے اور یہ سمجھتے رہنا چاہیے کہ آئندہ کی احتیاج کا خوف شیطانی اثر ہے کہ وہ آدمی کے دل میں خیال پکا تا رہتا ہے کہ اگر تُو مال جمع کر کے نہیں رکھے گا تو جس وقت تُو بیمار ہو جائے گا یا معذور یا محتاج ہو جائے تو اس وقت تُو مشکل میں پھنس جائے گا۔ ان خیالات کی وجہ سے اس کو مشقت میں پھانس دیتا ہے اور اس کی تکلیف میں اس کا مذاق اُڑاتا ہے۔ اُن کے خیال میں مال ایک سانپ کی طرح ہے، جس میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی ہے۔ اس کے فائدے بمنزلہ تریاق کے ہیں اور اس کے نقصانات بمنزلہ زہر کے۔ جو اس کے فوائد اور نقصانات سے واقف ہو جائے، وہ اس پر قادر ہو سکتا ہے کہ اس کے فائدے حاصل کرے اور نقصان سے محفوظ رہے۔ (احیاء) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ دوسروں کی سرکشی سے تجھے نقصان پہنچتا ہے تو وہ تیری دنیا کا نقصان ہے اور تیرے نفس کی سرکشی سے تیری آخرت کو نقصان پہنچ رہا ہے جو کبھی فنا ہونے والی نہیں ہے اس کی نعمتیں ختم ہونے والی نہیں ہے۔ ان کا نقصان کتنا نقصان ہے؟ [۹]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامیات کے دو مضامین پر تحقیق کر کے ''الاقتصاد فی الاعتقاد'' اور ''الرسالہ القدسیہ'' لکھے۔ انہوں نے قلب، رُوح، نفس اور عقل کے بارے میں توضیح کی۔ انہوں نے نفس کی تین قسمیں نفسِ امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ بنا کر بیان کیں۔ ان کی کتاب ''احیاء العلوم الدین'' اسلامی تصوف کی عظیم ترین کتاب ہے۔ انہوں نے

---

۹ کیمیائے سعادت، ص ۳۰

Marfat.com

تصوف اور شرعی قانون کو ملا کر کام کیا اور قانون کی کتابیں فتاویٰ الغزالی، کتاب تہذیب الاصول اور اساس القیاس لکھیں۔ فلسفہ پر کئی کتابیں مثلاً مقاصد الفلسفہ، تحائف الفلسفہ، مکاشف القلوب اور معیار العلم فی فن المنطق لکھیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے طب اور منطق پر بھی کام کیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کئی مشہور کتابوں کے نام المنقدۃ من الدلال، حجتہ الحق، جواہر القرآن و دراوح، مشکوٰۃ الانوار، سر العالمین، رسالہ العقیدہ، میزان العمل، بدایۃ الھدایۃ، کیمیائے سعادت، نصیحت الملوک، منہاج العابدین اور تفسیر القرآن العظیم ہیں۔ انہوں نے تبلیغ دین کی کتاب ''اربعین فی اصول الدین'' بھی تحریر فرمائی۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے القاب شرف الائمہ، زین الدین اور حجتہ الاسلام ہیں۔ وہ اصول میں تابع طریقۂ اشعری اور فروع میں تابع شافعی تھے۔ انہوں نے عمر کے آخری پانچ سال عبادت اور تعلیمو تربیت میں گزارے، آخر پیام اجل آ گیا۔ اس وقت ان کے بھائی امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ ابن جوزی نے اُن کا قول اپنی کتاب الثبات عنہ الممات، میں نقل کیا ہے کہ میرے بھائی ابو حامد نے دوشنبہ کو صبح کے وقت وضو کیا اور فریضہ نماز ادا کیا، پھر انہوں نے کفن مانگا اور اسے بوسہ دیا اور فرمایا ''بسر و چشم'' اس کے بعد قبلہ رُخ لیٹ گئے اور اُن کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اُن کی وفات ۴، جمادی الثانی ۵۰۵، ہجری بمطابق ۱۹، دسمبر ۱۱۱۱ء میں اپنے آبائی وطن طوس کے قصبہ طاہران میں ہُوئی۔ اس وقت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر پچپن سال تھی۔ وہ اسلام کے جلیل القدر عالم، مفکر اور مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔

جناب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ درستی کردار، خداترسی اور خداشناسی و دیانت وامانت، زہد و تقویٰ، تسلیم و رضا جیسی صفات سے آراستہ تھے۔ وہ نہایت سادہ لباس پہنتے تھے۔ عبدالرحمٰن طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: ''آپ کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی کپڑے نہیں ہیں۔''

انہوں نے جواب دیا: ''ایسے شخص کا لباس کیا دیکھتے ہو، جو اس دنیا میں ایک مسافر کی طرح مقیم ہو اور جو اس کائنات کی رنگینیوں کو فانی اور وقتی تصور کرتا ہے۔ جب والئی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں مسافر کی طرح رہے اور کچھ مال و زر اکٹھا نہ کیا تو میری کیا حیثیت اور حقیقت ہے'' [۱۰]

[۱۰] کیمیائے سعادت، ص ۳۰

Marfat.com

# حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

اُن کا نام ابوالحسن علی بن عثمان بن علی الجلالی ثم الہجویری تھا۔ وہ حسنی سید تھے۔ ان کا دادیہال جلاب اور نانیہال ہجویر میں تھا۔ یہ دونوں غزنی کے مشہور محلے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد حسنی حنفی تھے۔ غزنی کی نسبت سے انہیں حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ غزنوی بھی کہا جاتا ہے۔ غزنی شہر افغانستان میں واقع ہے۔ لاہور کی نسبت سے حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو لاہوری بھی کہا جاتا ہے۔ لاہور شہر کو ''داتا کی نگری'' کہتے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ غزنی میں ۱۰۰۹ء میں پیدا ئے ان کے والد صاحب کا نام عثمان بن علی تھا جو ایک متقی بزرگ تھے اور ان کی بڑی قدرومنزلت تھی غزنی پر سلطان محمود غزنوی کا بیٹا سلطان مسعود غزنوی حکمران تھا۔ انہیں چار سال کی عمر میں پڑھنے کے لیے بٹھایا گیا تھا۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ شام، عراق، بغداد، مدائن، فارس، آذربائیجان، طبرستان، خوزستان، خراسان، بخارا اور ماوراالنہر کے علاقوں میں مشہور علماء سے درس لینے گئے۔ صرف خراسان میں انہوں نے تین سو سے زائد علماء سے فَیض حاصل کیا۔ پھر دمشق کے شہر ''بیت الجن'' میں جا کر ابوالفضل محمد بن الحسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے اور اُن سے بَیعت کر لی۔ کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد ہندوستان کی طرف کُوچ کیا۔

اُن کا شجرۂ نصب یوں ہے:

علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بن سید عثمان رحمۃ اللہ علیہ بن سید ابی علی رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن سید ابواحسن علی رحمۃ اللہ علیہ بن سید حسن اصغر رحمۃ اللہ علیہ بن سید زید رحمۃ اللہ علیہ بن امام حسن رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

اُن کا حلیہ: سفید چمک دار رنگت، ماتھا کشادہ، سیاہ بال، بڑی بڑی آنکھیں،

Marfat.com

ستواں ناک، درمیانے ہونٹ، بھرے ہوئے گال اور گھنی داڑھی تھی۔ حضرت داتا صاحب کی شخصیت جاذب نظر اور پُرکشش تھی۔

۴۳۱ھ میں حضرت داتا صاحب ہزاروں میلوں کا پیدل سفر کر کے لاہور تشریف لائے یہاں پر بے دینی کا عالم تھا۔ بُت پرستی کا دور تھا۔ لاہور شہر کی آبادی زیادہ تر ہندوؤں پر مشتمل تھی۔ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں ایک مسجد تعمیر کی۔ لاہور کے علماء کا خیال تھا کہ قبلے کا جھکاؤ جنوب کی جانب ہے۔ جب مسجد مکمل ہوئی تو انہوں نے علماء کو جمع کیا اور اپنے روحانی تصرف سے انہیں کھلی آنکھوں سے قبلہ کا مشاہدہ کرادیا۔ علماء ان کی اس کرامت کو دیکھ کر ان کی جانب ہوگئے۔ اس مسجد میں تدریسی اور تبلیغی کام ہونے لگا۔ مسجد کے ملحق ایک مدرسہ بنایا جہاں مسلمان عربی سیکھنے لگے۔ مدرسے کے برابر ایک حجرہ تھا جس میں وہ رہتے تھے۔ جب وہ لاہور تشریف لائے تھے ان کی عمر اکیس برس تھی۔ انہوں نے صوفیانہ زندگی اپنالی تھی۔

اس زمانے میں شہر لاہور اور اس کے گردونواح کے سادہ لوح لوگ اپنے مویشیوں کا ایک وقت کا دُودھ راجہ رائے کو دیا کرتے تھے۔ حضرت داتا صاحب نے ایک بڑھیا سے قیمتاً دودھ خریدنا چاہا مگر اس نے کہا کہ اگر میں دُودھ آپ کو دوں گی تو میری گائے کے تھنوں سے دُودھ کی بجائے خون آنے لگے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر تم مجھے یہ دُودھ دے دو گی تو اس کے بعد گائے کی تھنوں سے دُودھ ہی آئے گا اور خون نہیں آئے گا۔ اس نے انہیں دُودھ دے دیا۔ گائے کے تھنوں سے خون نہیں آیا بلکہ دُودھ کی مقدار بھی زیادہ ہوگئی۔ یہ بات عوام میں مشہور ہوگی۔ آہستہ آہستہ وہ ''داتا صاحب'' کے نام سے شہرت حاصل کرنے لگے۔ یہ لفظ ہندی کا ہے، جس کا مطلب خدا بھی ہے اور دینے والا بھی۔

والیٔ کابل وغزنی کی طرف سے رائے راجو کو حاکم مقرر کیا گیا تھا۔ رائے راجو سفلی عملیات میں بھی ماہر تھا۔ بڑھیا نے رائے راجو کو دُودھ دینا بند کر دیا تھا۔ اس کو دیکھ کر دوسرے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ رائے راجو کو بہت غصہ آیا۔ اس نے آ کر حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تم نے میرا دُودھ بند کر دیا ہے۔ رائے راجو نے انہیں شعبدہ بازی دکھانے کا چیلنج کیا۔ رائے راجو انہیں اپنے شعبدے دکھانا چاہتا تھا مگر اس

Marfat.com

نے محسوس کیا کہ جیسے اس کا پورا جسم ساکت ہوگیا ہے۔ اس نے بہت کوشش کی اور ہوا میں معلق ہوگیا۔ حضرت داتا صاحب نے اپنی جوتی اُچھالی اس نے رائے راجو کو زمین پر پٹخ دیا۔ وہ اُٹھا اور ان سے معافی مانگنے لگا۔ پنجاب کا حاکم رائے راجو پہلا ہندو راجپوت تھا جو حلقۂ اسلام میں داخل ہوگیا۔ وہ کشتری تھا۔ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر مسلمان ہونے والے اس پہلے شخص کا نام عبداللہ رکھا گیا پھر اسی شخص کو شیخ ہندی کا لقب دیا گیا۔

۱۲۳۹ء میں ایک سو پچاس برسوں بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے۔ وہ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب چلہ کش ہوئے اور اعتکاف کیا۔ یہیں پر انہیں معرفت حاصل ہوئی اور انہیں اجمیر شریف جانے کا حکم ملا کہ وہاں جا کر روحانیت اور تصوّف کی دولت سے تبلیغ کا کام کریں۔ دہلی روانہ ہونے سے پہلے انہوں نے حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ شعر پڑھا۔

گنج بخش فَیضِ عالم مظہرِ نُورِ خدا

ناقصاں را پیر کامل، کاملاں را رہنما

ان کے اس شعر کی وجہ سے انہیں گنج بخش عام طور پر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد بہت سے لوگ ان کا نام بھول گئے اور صرف لوگ انہیں داتا صاحب کے نام سے پہچاننے لگے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی والدہ محترمہ نے بچپن میں بیاہ دیا تھا مگر وہ شادی ایک سال سے زیادہ نہ چل سکی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے راہِ تجرّد کا انتخاب کیا۔ انہوں نے رائے راجو کو مسلمان کرنے کے بعد ان کا نام عبداللہ رکھا تھا اور شیخ الہند کا لقب عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے ان کی شادی ایک خاتون فاطمہ سے کر دی تھی، جن کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ انہی کی اولاد آج تک متولی چلی آ رہی ہے۔ اس بچے کا نام انہوں نے لُطف اللہ رکھا۔ لاہور میں اُن کی ابتدا چُوں کہ دُودھ والے واقعے سے ہوئی تھی اب بھی عرس کے موقع پر تمام گُجر لوگ تین دن تک ہزاروں من کی مقدار میں دُودھ نذرانہ کے طور پر لاتے ہیں۔

Marfat.com

## اساتذہ:

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل چند اساتذہ کے نام یہ ہیں: شیخ ابو العباس شفائی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، گرگانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالجعفر محمد بن المصباح الصید لانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالقاسم عبدالکریم ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ ابواحمد مظفر بن احمد بن حمدان رحمۃ اللہ علیہ۔ ابوسعید فضل اللہ بن محمد مہمینی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی داغستانی۔

## تصنیفات:

کشف المحجوب. کشف الاسرار. منہاج الدین. دیوان فناوبقا. ابیان لابل العیان. الرعایة الحقوق الله. ایمان. بحرالقلوب

اُن کی تصنیف ''کشف المحجوب'' فارسی زبان میں لکھی گئی جو عالمی شہرت ہے۔ اس کتاب کے دیگر زبانوں میں بھی ترجمے کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے چار چیزوں کا خصوصاً ذکر فرمایا ہے:

۱۔ رزق کی مقدار لکھ دی گئی ہے۔ اس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ اس لیے اس میں اضافہ کی طلب سے نجات پا گیا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو حق ہیں، ان کی بجا آوری میرے اُوپر فرض ہے۔ پس میں اُن کی ادائیگی میں مشغول ہوگیا۔

۳۔ موت میرے تعاقب میں ہے۔ اس لیے میں اس سے ملنے کی تیاری میں لگ گیا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھتا ہے، اس لیے اس سے شرم کرتا ہوں اور ممنوعات سے بچتا ہوں۔

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال شاعر اسلام اپنی کتاب 'اسرار و رموز' میں فرماتے ہیں: ''سید ہجویرؒ'' نے برصغیر میں آباد مخلوقِ خدا کو معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود کیا اور اسلام کی حقانیت کا بیج بویا آپ کے دم قدم شفقت اور کرم گستری سے پنجاب کی دھرتی نورِ اسلام سے منور اور ہماری زندگیوں میں نورانی و ایمانی سویرا ہوا۔

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوّف تو تمام مجاہدہ ہے۔ اس میں لہو و لعب نہیں شامل کرنا چاہیے۔ خرقہ پوشی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک فقیر نے ایک

Marfat.com

بزرگ سے پوچھا: ''آپ نے سیاہ پوشی کیوں اختیار کی ہے؟''

بزرگ نے جواب دیا: ''حضور اکرم ﷺ نے تین چیزیں چھوڑی تھیں: فقر، علم اور شمشیر۔ سلاطین نے شمشیر لے لی، پر اسے درست جگہ پر استعمال نہ کیا۔ علماء نے علم لے لیا، مگر اس پر عمل نہ کیا۔ فقراء نے فقر اختیار کیا مگر اسے آلہ غناء اور حصولِ مال کا ذریعہ بنا لیا۔ مَیں ان تینوں کے غم میں سیاہ پوشی اختیار کرتا ہوں۔

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

۱۔ تصوّف کی ضرورت حصولِ کرامت کے لیے نہیں، بلکہ تزکیہ نفس اور تعمیرِ اخلاق کے لیے ہے۔ اصل چیز توحید اور اتباعِ سنت ہے اور یہی تصوّف کی رُوح ہے۔

۲۔ سب سے زیادہ اللہ کا عارف وہ ہے، جو سب سے زیادہ اللہ کے اوامر اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کی اتباع میں مجاہدہ کرے۔

۳۔ جو شخص ایسی باتوں کا قائل ہوتا ہے جو خلافِ توحید ہوں اور خلافِ تحقیق ہوں تو اس کا دین میں کچھ حصہ نہیں۔[1]

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر مئی ۱۹۳۸ء مَیں حاضر ہوا اور فرمایا: بہت بڑی شخصیت ہیں۔ میں نے ہزار ہا ملائکہ کو ان (داتا گنج بخش) کے سامنے صف بستہ دیکھا۔ عجیب رعب ہے، وفات کے بعد بھی سلطنت کر رہے ہیں۔''[2]

شہزادہ داراشکوہ۔ سفینۃ الاولیاء میں فرماتے:

''جو شخص چالیس جمعرات یا چالیس دن روضہ پر حاضری دے تو اس کی مُراد پوری ہو جاتی ہے۔ یہ بندہ عاجز بھی آپ کے روضہ پر حاضری دے آیا ہے۔

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو احتراماً نام کی بجائے عرفیات[3] خطابات یا القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی، پھر بھی اُن کی کنیت ابوالحسن ہے، جو ایک صفاتی کنیت ہے۔ انہیں داتا گنج بخش، فیضِ عالم۔ پیر کامل اور مخدوم امم کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ طریقت میں مسلک جنیدیہ کے متبع تھے۔ اُن کا ارشاد ہے

---

[1] اسلام کے سفیر، ص ۴۹ [2] فاتح القلوب، ص ۵ [3] فاتح القلوب، ص ۵

Marfat.com

کہ ”جو شخص تاویلات وشبہات کا شکار ہو کر کسی ایک مسلک پر ٹھہرنے کی بجائے اپنی سہولت کی خاطر تمام مجتہدین کے اقوال کی تلاش میں رہتا ہے، ایسا شخص بہت جلد فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتا ہے“

حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: ”اگر کسی کا پیر نہ ہو تو وہ ”کشف المحجوب“ کا مطالعہ کرے، اسے پیرِ کامل مل جائے گا۔“

کشف المحجوب کا ترجمہ اُردو، گورمکھی، عربی، پنجابی، سندھی، انگریزی میں کیا گیا۔ کشف المحجوب کے علاوہ ان کی باقی تصنیفات موجود نہیں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے چند روز کی علالت کے بعد اپنے حجرے میں وفات پائی۔ اُن کے خلیفہ حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور وہیں دفن کر دیا۔ جہاں آج بھی اُن کا مزارِ مبارک موجود ہے۔ ہر سال ۱۸/صفر المظفر کو مزار مبارک کو غسل دیا جاتا ہے اور چالیسویں کے دن ۱۹/صفر کو عرس منایا جاتا ہے اور چادر پوشی کی جاتی ہے۔ رائے راجو راجپوت کشتری تھا جو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں حلقہ بگوش اسلام ہونے والا پہلا ہندو تھا۔ اس کا نام انہوں نے عبداللہ رکھا اور ظاہری و باطنی تربیت کی اور ”شیخ الہند“ کے لقب سے سرفراز فرمایا۔ وہ انہی کے جانشین اور خلیفہ مجاز ہوئے اور آج تک شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد دربار کی متولی چلی آ رہی ہے۔ شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر حضرت داتا گنج بخش کے مزار اقدس کے پہلو میں واقع ہے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال ۴۶۵ ہجری بمطابق ۱۰۷۲ء ہے۔ اُن کا مزار لاہور کے جنوب مغربی سمت بھاٹی دروازہ کے باہر ہے۔ حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان کے افراد صدیوں سے ۱۹۶۰ء تک احاطہ مزار گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے اندرون و بیرون دفن ہوتے رہے۔

کشف المحجوب کا انگریزی ترجمہ برطانوی عالم آر۔ اے۔ نکلسن نے کیا تھا جس کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اس کتاب کا عربی ترجمہ شیخ تاج الدین سنبھلی نے اور پھر ڈاکٹر اسماء الھادی قندیل نے ۱۹۷۴ء میں کیا۔

جس نے داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے حال کا ذرہ برابر بھی پالیا تو وہ رائے راجو سے شیخ ہندی بن گیا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ طریقت حضرت ابوالفضل محمد

Marfat.com

بن الحسن الختلی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی۔ اپنے مرشد کی وفات کے وقت وہ بیت الجن میں تھے۔ وصال کے وقت اُن کے مرشد کا سر اُن کی گود میں تھا۔

کشف المحجوب تصوّف کی بے مثال کتاب ہے۔ اس میں حقائق اور رموز ہیں اس میں عقائد و عبادات۔ اخلاقیات و معاملات۔ آداب اور تزکیہ کے لیے رہنماء اصول بھی ہیں۔ مغل شہنشاہ اُن کے دربار میں حاضری دیا کرتے تھے۔ سخاوت میں بے نظیر تھے۔ اس لیے داتا گنج بخش کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ناصر الدین مسعود کے بیٹے ظہیر الدولہ نے اُن کا مقبرہ بنوایا۔

## حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے اقوالِ زریں:

☆ علماء کا کام غور و فکر کرنا ہے۔ جہلا کا کام صرف سنی سُنائی بات کا بیان کرنا ہے۔

☆ سب نبی ولی ہوتے ہیں، مگر ولیوں میں سے کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

☆ کھلی عداوت بہتر ہے، منافقانہ موافقت سے۔

☆ عبادت بلا توبہ درست نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا۔

☆ حقیقی تقویٰ یہ ہے کہ جو کچھ تیرے دل کے اندر ہے، اگر تو اس کو ایک کھلے طباق میں رکھ کر بازار کا گشت لگائے، تو اس میں ایک چیز بھی ایسی نہ ہو، جس کو آشکار کرنے میں تجھے شرم آئے۔

☆ علم کا کمال یہ ہے کہ پڑھتے پڑھتے اس مقام پر پہنچ جاؤ کہ بالآخر تمہیں یہ کہنا پڑے کہ ہم کچھ بھی نہیں جانتے۔

☆ فقیر وہ ہے جس کے پاس نہ دنیا کی کوئی چیز ہو، نہ اسے کسی چیز کے ملنے سے خوشی ہو اور نہ کسی چیز کے تلف کرنے سے رنج ہو

☆ نزولِ بلا ہلاکت کے لیے نہیں بلکہ امتحان کے لیے ہے۔

☆ سارے ملک کا بگاڑ اِن تین گروہوں کے بگڑنے پر موقوف ہے حکمران جب بے علم ہوں۔ عالم جب بے عمل ہوں اور فقراء جب بے توکل ہوں

☆ فنا کا مفہوم یہ ہے کہ جہالت خست، خواہشات اور غفلت کو مٹا کر علم، طاقت، زہد اور اللہ کو اپنایا جائے۔ یہ صفت سدا باقی رہتی ہیں اور وہی فنا ہے جس کا نتیجہ بقا ہے۔

Marfat.com

# خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ قطب الدین ابنِ کمال الدین امین سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۱ ربیع الاول پیر کے دن ۵۳۷ ہجری میں اُوش کے مقام پر ہوئی۔ ابھی کم سن تھے کہ اُن کے سر سے اُن کے والد کمال الدین احمد موسیٰ کا سایہ اُٹھ گیا۔ اُن کی والدہ ایک نیک خاتون تھیں۔ انہوں نے ہی اپنے بیٹے کو پالا پوسا۔ اُن کی والدہ نے اُن کی اعلیٰ تربیت کی۔ جب وہ سوا چار سال کے تھے کہ ان کی والدہ نے بسم اللہ خوانی کی۔ انہوں نے بچپن میں ہی پندرہ سپارے حفظ کر لئے تھے۔ ایک دن جب وہ مدرسہ سے آئے تو ماں سے کہنے لگے:

''مجھے بھوک لگی ہے، کھانا دیں''

ماں نے جواب دیا: ''ہم بھی جب بھوکے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں۔ تم بھی ہاتھ منہ دھو کر مصلے پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو''

بچے نے اپنی ماں کے کہنے کے مطابق عمل کیا اور بولا: ''اب کیا کروں؟''

ماں نے کھانا ایک کمرے میں چھپا رکھا تھا۔ بچہ اندر گیا اور ڈھونڈ کر کھانا لے آیا۔ اس طرح یہ اُن کا روزانہ کا معمول بن گیا۔ آہستہ آہستہ بچہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں پُوچھنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے کہنا شروع کر دیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہو گئی ہے۔ ایک دن والدہ کو خاندان کی ایک تقریب میں جانا پڑا۔ وہ اپنے بیٹے کی روٹی پکا کر رکھنا بھول گئیں۔ جب چھٹی کا وقت ہوا تو انہیں اس بات کا خیال آیا وہ روتے ہوئے اپنے گھر کی طرف دوڑیں۔ جب وہ گھر پہنچیں تو دیکھا کہ بچہ چپ چاپ سو رہا ہے۔ انہوں نے جلدی جلدی روٹی پکائی اور کمرے میں جا کر چھپا دی۔ پھر بیٹے کو جگایا۔ بیٹے

Marfat.com

نے کہا: ''میں نے مدرسہ سے آ کر مصلے پر بیٹھ کر دعا مانگی تھی۔ پھر کمرے میں گیا تو مجھے ایک روٹی ملی، جو میں نے کھالی۔ ایسی روٹی جیسا مزا مجھے پہلے کبھی نہیں آیا تھا''

ہندی میں روٹی کو کاکی کہتے ہیں وہ اسی نام سے مشہور ہو گئے۔ عمر کے ساتھ ان کا رجحان عبادت اور ریاضت کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ جب جوان ہُوئے تو اُن کی والدہ نے اُن کی شادی کا منصوبہ بنایا۔ ان ہی دنوں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے انہیں شرف مریدی بخشا، وہ اُن کے ساتھ رہنے لگے۔ جب خواجہ غریب نواز خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے روانہ ہُوئے تو قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی اُن کے ساتھ تھے۔ ایک دن صبح کی نماز کے بعد ایک شہر میں پہنچے وہاں ایک بزرگ سے ملے جو صومعہ کے اندر معتکف تھے۔ وہ ایک غار میں سوکھی لکڑ کی طرح عالم حیرت میں کھڑے تھے۔ ایک ماہ تک وہ اس کے پاس رہے۔ اس عرصہ میں وہ ایک دفعہ عالم صحو میں آئے۔ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کیا تو فرمایا: ''اے عزیز! تمہیں میرے اس حال سے صدمہ ہوا مگر تمہیں اس ملال سے مکافات میں بخشش ہو گی۔ کیونکہ اہل صفا فرماتے ہیں کہ جو درویش کی خدمت کرتا ہے، وہ مقبول ہوتا ہے۔ میں شیخ محمد اسلم طوسی کا بیٹا ہوں اور تیس سال سے عالم تحیر میں ہُوں مجھے دن رات کی کوئی خبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے آج مجھے عالم صحو میں لایا ہے۔ یاد رکھنا جب تم نے طریقت میں قدم رکھا ہے تو دنیا کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ جو کچھ ملے خرچ کر دینا اور اس میں سے کچھ نہ بچانا۔ خلقت سے عزلت رکھنا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے مشغول نہ ہونا۔''

وہ بزرگ یہ نصیحت کر کے پھر عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔

حضرت قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ۵۸۳ء ہجری میں مکہ مکرمہ میں زیارت کعبہ کی۔ اس کے بعد وہ دونوں بغداد پہنچے۔ ۵۸۵ء ہجری میں خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو ابولیث سمرقندی کی مسجد میں بیعت خلافت سے شرف کیا۔ ۵۸۶ء ہجری بمطابق ۱۱۵۰ء حضرت قطب الدین بختیار کاکی خواجہ غریب نواز کے ہمراہ بغداد سے روانہ ہوئے۔ حضرت قطب الدین ۱۱۵۴ء میں ملتان پہنچے۔ ملتان علم وفنون کا مرکز تھا۔ بڑے بڑے عالم یہاں موجود تھے۔ ان دنوں

Marfat.com

بابا فرید الدین گنج شکر بھی وہاں موجود تھے۔ انہیں حضرت قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی۔

ملتان میں اس وقت ناشرالدین قباچہ حاکم تھا۔ اس نے دشمن کے خلاف لڑنے کے لیے خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کی مدد چاہی۔ خواجہ صاحب نے اسے ایک تیر عنایت کرتے ہُوئے فرمایا کہ وہ اسے دشمن کے ٹھکانے پر پھینک دے۔ قباچہ نے اُن کے حکم کی تعمیل کی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اگلے دن ہی منگول فوج پسپا ہوگئی۔ قباچہ نے انہیں ملتان میں مستقل رہنے کی درخواست کی مگراس کے اصرار کے باوجود وہ ملتان میں نہ رُکے اور وہاں سے دہلی تشریف لے گئے۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر ان کے مرید ہو گئے۔

دہلی میں خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدے اور تعلیم کا ہر طرف چرچا ہونے لگا۔ دُور دُور سے لوگ اُن سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے اور فیض یاب ہوتے۔ یہاں پر سلطان شمس الدین التمش نے انہیں شیخ الاسلام کے عہدہ کے پیشکش کی مگر انہوں نے قبول نہ کرتے ہُوئے سفارش کر کے نجم الدین صغریٰ کو یہ عہدہ دلوادیا۔
دن بہ دن خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت بڑھنے لگی تھی۔ اُن کا نام ہر کوئی جاننے اور لینے لگا تھا۔ ان کی بڑھتی ہوئی مقبولیت دیکھ کر شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ اُن کے خلاف کام کرنے لگا۔ اس موقع پر اس کی شرارتوں کو خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھانپ لیا۔ وہ دھلی تشریف لے آئے۔ نجم الدین صغریٰ ان سے ملاقات کرنے نہیں گیا۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ خود اس کے گھر چلے گئے اور اسے اس کے رویہ اور بدسلوکی پر ملامت کی واپس جاتے ہوئے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھ خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ساتھ لے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد انہیں دھلی واپس بھیج دیا۔
خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ دہلی پہنچ کر کیلوکڑی میں رہنے لگے۔ یہ جگہ کافی فاصلے پر تھی۔ سلطان شمس الدین التمش کی رائے پر وہ مہرولی منتقل ہو گئے۔
خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی پہنچ کر اپنا کام تبلیغ اور درس و تدریس شروع کر دیا۔ وہ اپنی عبادات میں بھی مشغول رہنے لگے۔ وہ فرائض پنجگانہ کے

Marfat.com

علاوہ تین سو رکعت نفل روزانہ پڑھا کرتے تھے۔ وہ حافظ قرآن تھے۔ ہر روز قرآن پاک کا ختم کرتے تھے۔ رات کو سوتے وقت تین ہزار دفعہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ (مراۃ الابرار) بچپن میں انہوں نے حضرت مولانا ابوالحفص اوشی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی تھی۔ سلطان العارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سرکار غریب نواز کی صحبت میں رہ کر ایک عرصہ تک مجاہدات اور ریاضت میں مصروف رہے۔ سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں خرقۂ خلافت عطا فرما کر دہلی کی ولایت عطا فرمائی اور چار نصیحتیں کیں۔

پہلی بات ایسی درویشی ہے کہ جس سے تونگری ظاہر ہو۔

دوسری بات بھوکوں کا پیٹ بھرنا۔

تیسری بات یہ ہے کہ غم کی حالت میں خوشی کا اظہار کرے

چوتھی بات یہ ہے کہ اگر کوئی دشمنی سے پیش آئے تو جواب میں دوستی کا مظاہرہ کرے۔

خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کی اجمیر سے روانگی کے بیس ۲۰ دن بعد ان کے پیرومرشد خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصل بحق ہوا۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی شادی اُن کی والدہ نے کرا دی تھی۔ اس بیوی کو انہوں نے تین دن بعد طلاق دے دی تھی۔ دوسری شادی دہلی میں کی۔ ان کے دو بیٹے احمد اور محمد تھے۔ محمد کا سات سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ اُن کی نسل ان کے صاحبزادے خواجہ احمد سے چلی۔ خواجہ احمد بھی بلند پایہ بزرگ تھے۔

سلطان التمش نے اُن سے نعمت ظاہری کے علاوہ نعمت باطنی کی بھی عظیم دولت پائی تھی۔ حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے۔ انہوں نے ۵ رمضان ۵۸۴ء ہجری کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُن کے حکم سے مشرقی دروازے کے قریب ایک حجرہ میں ریاضت شروع کی۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اسم اعظم، سکھایا اور تمام علوم منکشف ہو گئے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دستار اور دیگر لوازماتِ خلافت عطا فرمائے۔

علالت کے باعث حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵ ربیع اول ۶۳۳ ہجری بمطابق ۲۷ نومبر ۱۲۲۵ء میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ اُن کے وصال کے بعد

Marfat.com

اُن کا جنازہ ایک کھلے میدان میں لایا گیا۔ لاکھوں کی تعداد میں اُن کے مرید نماز جنازہ پڑھنے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ اس وقت مولانا ابو سعید نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت بیان کی کہ میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے جس نے کبھی بھی فرض نماز کی تکبیر اولیٰ قضا نہ کی ہو۔ جس نے کبھی عصر کی سنتیں نہ چھوڑی ہوں، جس نے کبھی تہجد کی نماز نہ چھوڑی ہو اور پُوری زندگی میں اس کی نظر غیر محرم پر نہ پڑی ہو۔ یہ اعلان سن کر سارے مجمع کو جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ سب لوگ حیران و پریشان ادھر اُدھر دیکھ رہے تھے کہ بھلا وہ کون شخص ہو گا جس میں یہ سب خوبیاں ہوں گی۔ آخر ایک آدمی اور آگے بڑھا۔ وہ زارو قطار رو رہا تھا۔ اُس نے قسم کھا کر بتایا کہ اس میں یہ سب خوبیاں موجود ہیں۔ وہ شخص گریہ کرتے ہوئے کہنے لگا: حضرت! آپ تو پردہ فرما گئے مگر میرا پردہ فاش ہو گیا''

اس شخص نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ شخص بادشاہ وقت التمش تھا۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال سے کچھ عرصہ پہلے ہی اپنے لئے زمین خرید لی تھی، انہیں ان کی خواہش کے مطابق دھلی میں قطب مینار کے پاس دفن کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ قطب مینار کا نام ان کی نسبت سے رکھا گیا تھا۔

حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ اور جانشین ہونے کا فخر حاصل ہے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ دن رات مراقبہ میں رہتے تھے۔ کم کھانا، کم بولنا اور کم سونا اُن کے اصول تھے۔

نذرانے قبول نہیں کرتے تھے۔ وہ بیس سال تک عالم توکل میں رہے۔ کوئی مسافر یا سوالی ان کے گھر سے خالی نہیں لوٹا تھا۔ انہیں سماع کا بے حد شوق تھا۔ قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ مصنف تھے۔ انہوں نے مندرجہ ذیل کتب لکھیں:

۱۔ دلیل العارفین ۲۔ زُبدۃ الحقائق ۳۔ رسالہ

۴۔ مثنوی ۵۔ دیوان

ہر سال ان کا عرس شاندار طریقہ سے منایا جاتا ہے۔ اُن کی درگاہ کے قریب

Marfat.com

بہادر شاہ نے موتی مسجد تعمیر کرائی۔

اُن کے مشہور اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جس چیز کا علم بندہ کو نہیں، وہ اللہ جانتا ہے

۲۔ بدی کا بدلہ اچھائی سے اور اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دیں۔ یہی شان اخلاق ہے۔

۳۔ ہمیشہ سچ کا ساتھ دو، سچ تمہارا ساتھ دے گا۔

۴۔ موت کو بھولنے والا کبھی کامیاب زندگی نہیں گزار سکتا۔

۵۔ دُنیا میں ہر شے فانی ہے۔ تُو جس سے پیار کرتا ہے، وہ بھی فانی ہے۔ پس لافانی سے پیار کر۔

۶۔ جو شخص کامل ہوتا ہے، وہ کبھی دوست کا راز فاش نہیں کرتا۔

۷۔ غریب پروری کو مقدم جان کیونکہ یہ بات تمام عبادات کی جڑ ہے۔

۸۔ سالک کے لئے دنیا سے بڑھ کو کوئی حجاب نہیں۔

۹۔ دُنیا کے تمام لوازمات عارضی ہیں۔ مومن کی شان نہیں ہے کہ اس پر اکتفا کر کے بیٹھا رہے۔

۱۰۔ عدل وانصاف برقرار رکھنا مومن کی شان ہے کیونکہ اللہ بھی عدل وانصاف کو روا رکھتا ہے۔

۱۱۔ بندے کو اپنے خدائے ذوالجلال سے اتنا قرب وتعلق ضرور ہونا چاہیے کہ بندہ جو بھی درخواست کرے اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جائے، ورنہ پھر وہ درویش کہلانے کا مستحق نہیں۔

۱۲۔ خدا اپنے فضل وکرم سے اپنے بندوں پر تمام اشیائے پوشیدہ آشکار کرتا ہے۔

۱۳۔ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے اور تکلیف کے وقت فریاد کرے وہ محبت میں صادق نہیں بلکہ کاذب اور دروغ گو ہے۔

۱۴۔ درویش کے ایک کلمہ میں آگ اور دوسرے میں پانی ہوتا ہے۔

۱۵۔ درویشی پردہ پوشی کا نام ہے۔

۱۶۔ دنیا والوں کی صحبت فقیر کے دل کو پریشان کر دیتی ہے۔

Marfat.com

# سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ

ان کا پورا نام سلطان ابراہیم بن ادھم بن منصور بلخی العجلی ابواسحاق تھا۔ وہ بلخ کے بادشاہ تھے۔ ان کے خاندان کا تعلق کوفہ سے تھا۔ اُن کی پیدائش صوبہ خراسان کے مشرق میں بلخ میں ہوئی تھی۔ اُن کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ وہ عرب مسلم صوفی تھے۔ ان کا تعلق چشتیہ سلسلے سے تھا۔ ان کے استاد فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کے استاد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اُن کی زندگی میں اُوپر نیچے چند واقعات ایسے پیش آئے کہ جن کی وجہ سے اُن کی زندگی میں انقلاب آیا۔

ایک رات وہ اپنے محل میں سو رہے تھے کہ آدھی رات کے وقت چھت پر کسی کے چلنے کی آہٹ سُن کر اُن کی آنکھ کُھل گئی۔ انہوں نے اُٹھ کر آواز دی:

''کون ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''میرا اُونٹ جنگل میں گُم ہو گیا ہے، اس کو تلاش کرتا ہُوا یہاں محل کی چھت تک آ گیا ہُوں،

انہوں نے کہا: ''تم احمق تو نہیں ہو کہ اُونٹ کو محل کی چھت پر ڈھونڈ رہے ہو؟''

اس شخص نے کہا: ''اگر یہ بات ہے تو آپ محل کے اندر سنہری آرام دہ بستر پر سو کر کیسے اللہ کی تلاش کر رہے ہیں؟'' یہ واقعہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور مثنوی میں بیان کیا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کے دروازے پر ایک فقیر بزرگ آیا۔ دربانوں نے اس سے پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟''

Marfat.com

اس نے کہا: میں مسافر ہوں اور سرائے میں رات گزار کر آرام کرنا چاہتا ہوں" دربانوں نے اسے بتایا کہ یہ شاہی محل ہے، تم اندر نہیں جا سکتے مگر وہ نہ مانا۔ ان کا شور سن کر سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر کو اندر بلوالیا اور کہا: "یہ تو میرا محل ہے، کوئی سرائے نہیں ہے۔"

فقیر نے سوال کیا: "اچھا تو آپ سے پہلے یہاں کون رہتا تھا؟"

"ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "میرا باپ"

فقیر نے پوچھا: اس سے پہلے کون رہتا تھا؟"

"ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "میرا دادا"

پھر فقیر نے سوال کیا: "اور اس سے پہلے کون رہتا تھا؟

ابرہایم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "میرا پردادا"

فقیر نے پوچھا: "آپ کے بعد یہاں کون رہے گا؟"

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "میرا بیٹا"

"تو یہ سرائے نہیں تو پھر کیا ہے؟ اس کو تو مسافر خانہ کہتے ہیں جہاں ایک جاتا ہے اور دوسرا آتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ فقیر چلا گیا۔ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اس فقیر کے پیچھے دوڑے اور پوچھا کہ وہ کون ہے؟ معلوم ہوا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غلام خریدا۔ اس کو لے کر گھر پہنچے تو پُوچھا: "کیا کھاؤ گے؟"

غلام نے کہا: "آپ جو کھلائیں گے، کھا لوں گا"

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے پُوچھا: "کیا پہنو گے؟"

غلام نے کہا: "آپ جو پہنائیں گے، پہن لُوں گا"

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا: "تمہارا نام کیا ہے؟"

غلام نے عرض کیا: "آپ جس نام سے پکاریں گے، وہی میرا نام ہوگا"

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے پُوچھا: "کیا کام کرو گے؟"

غلام نے کہا: "جس کام کا بھی آپ حکم دیں گے"

Marfat.com

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تمہاری کوئی درخواست؟''

غلام نے کہا: ''غلام کو درخواست سے کیا کام؟''

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ غلام کی گفتگو سن کر حیران رہ گئے اور اپنا گریبان پکڑ کر کہنے لگے: ''اے بندۂ مسکین! تُو بھی اپنے آقا سے اسی طرح سے پیش آ، جس طرح یہ غلام کہتا ہے۔'' پھر انہوں نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔ [1]

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ بال کٹوا رہے تھے۔ انہوں نے بال کٹوانے کے بعد ایک تھیلی حجام کو عنایت فرمائی۔ اس وقت اس حجام نے وہ تھیلی ایک سائل کو دے دی۔

انہوں نے حجام سے پوچھا: ''کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے جو تھیلی دی تھی، وہ سونے کی اشرفیوں سے بھری ہوئی تھی؟''

حجام نے جواب دیا: ''سرکار! مجھے معلوم تھا لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ انسان دولت سے نہیں بلکہ دل سے غنی ہوتا ہے لیکن میں جس کے نام پر دولت لٹاتا ہوں۔ شاید اس سے آپ ناواقف ہیں؟''

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''حجام کی بات سُن کر مجھے سخت شرمندگی ہوئی۔''

ایک دن حضرت ابراہم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے خراسان میں اپنے محل کی کھڑکی سے جھانکا تو دیکھا کہ ان کے مکان کے صحن میں ایک شخص ہے اور اس کے ہاتھ میں روٹی ہے اور وہ اسے کھا رہا ہے۔ جب کھا چکا تو سو گیا۔

اُنہوں نے اپنے خادم سے کہا: جب وہ شخص اُٹھے تو میرے پاس لے آنا''

جب وہ شخص اُٹھا اور اسے سامنے لایا گیا تو اُنہوں نے پوچھا: ''تو نے وہ روٹی کھائی تھی، تُو بھوکا تھا؟''

اس شخص نے عرض کیا: ''ہاں''

انہوں نے پھر پُوچھا: ''اس سے تمہارا پیٹ بھر گیا تھا؟''

---

[1] حکایت نمبر، ص ۱۶۳

Marfat.com

اس شخص نے کہا: ''ہاں''

انہوں نے فرمایا: ''پھر تو مزے سے سویا؟''

اس نے کہا: ''ہاں''

اُنہوں نے اپنے دل میں کہا کہ پھر میں دنیا لے کر کیا کروں گا۔ نفس تو اتنے پر قناعت کر سکتا ہے۔'' ۲

ایک دن حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک لونڈی ان کے کمرے کی صفائی کر رہی تھی۔ اس نے پلنگ صاف کرتے ہوئے بستر پر ہاتھ رکھا تو اسے بہت لطف آیا۔ وہ بستر پر بیٹھ گئی۔ نرم و گداز بستر پر بیٹھتے ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔ اتنے میں سلطان حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کمرے میں آ گئے تو انہیں لونڈی کا اپنے بستر پر اس طرح سونا اچھا نہیں لگا۔ انہوں نے ناگواری سے اسے کھینچ کر اُٹھایا اور مارنے لگے۔ لونڈی مسکرانے لگی۔ وہ مار رہے تھے اور لونڈی ہنس رہی تھی۔ یہ دیکھ کر انہیں بہت تعجب ہوا اور پوچھنے لگے کہ کیا ماجرا ہے؟

لونڈی نے جواب دیا: میں تھوڑی دیر کے اس بستر پر سو گئی تھی تو مجھے اتنی مار پڑی ہے اور جو شخص مدتوں سے اس پر سو رہا ہے، اس کا کیا حال ہوگا؟''

یہ سن کر سلطان حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کانپ گئے۔

ایک رات کو اُن کی آنکھ کھلی تو کمرے میں نُور ہی نُور تھا اور ایک فرشتہ کچھ لکھ رہا تھا۔ حضرت حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے دریافت کرنے پر فرشتے نے کہا کہ وہ اُن آدمیوں کے نام لکھ رہا ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور اُن سے محبت کرتا ہے۔

انہوں نے دریافت کیا: ''کیا میرا نام ان میں ہے؟''

فرشتے نے کہا: ''نہیں''

انہوں نے فرمایا: ''پھر میرا نام اُن میں لکھ دو، جو اللہ تعالیٰ کے بندوں سے محبت کرتے ہیں''

اگلے دن فرشتے نے آ کر نہیں بتایا کہ ''تمہارا نام سرِ فہرست ہے''۔ یعنی اگر

---

۲ احیاء العلوم جلد نمبر ۴، ص ۳۱۰

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو اس کے بندوں سے محبت کرو۔ ۱۸۹۸ء میں جیمز ہنری لے ہنٹ نے انہیں مغرب میں متعارف کرایا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے بادشاہ تھے۔ اُوپر نیچے ہونے والے کئی واقعات ان کی زندگی میں انقلاب لا رہے تھے۔ ایک دن شکار کھیلنے کی غرض سے باہر گئے اور اپنے گھوڑے کو ایک ہرن کے پیچھے ڈال دیا۔ یکا یک غیب سے آواز آئی۔

''اے ابراہیم! کیا تُو اسی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور کیا تجھے اسی کام کا حکم دیا گیا ہے؟''

یہ سُنتے ہی وہ گھوڑے سے نیچے اُتر آئے۔ اسی وقت اپنا لباس اُتار کر ایک چرواہے کو دے دیا۔ پھر اپنا گھوڑا اور سامان بھی اسے چرواہے کے حوالے کر دیا اور خود اس چرواہے کا لباس پہن کر جنگل کی راہ لی اور چلتے چلتے مکہ معظّمہ پہنچ گئے۔ انہوں نے دین کی خاطر تخت و تاج کو چھوڑ دیا۔ وہ اپنے بال بچوں کو بھی بلخ میں چھوڑ گئے تھے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر بزرگوں کی صحبت سے فیض یاب ہونا شروع کر دیا اور عبادت و ریاضت کرنے لگے۔ بہت عرصہ تک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر دینی اور دنیاوی علوم حاصل کئے۔ وہ فاقہ مست تھے۔ بہت کم کھانا کھاتے تھے۔ اُن کا زیادہ تر وقت عبادت میں گزرتا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ اپنی عبادات اور کرامات کی وجہ سے بزرگان دین میں شمار ہونے لگے۔ اُن کی شہرت چاروں طرف پھیلنے لگی۔ لوگ دُور دراز سے چل کر اُن کے پاس آتے اور فیض یاب ہوتے۔ [۳]

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے راستہ میں ایک پتھر دیکھا، جس پر لکھا تھا: ''اسے اُلٹا کرو''

جب میں نے اسے اُٹھا کر اُلٹا کیا تو اس پر یہ لکھا ہوا تھا کہ: ''تم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے، لہٰذا جس کا تجھے علم نہیں، اس کو کس طرح پاؤ گے''

اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے علم کو عمل میں لاؤ تا کہ علم اور عمل کی برکت سے تجھے خداوند تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو سکے۔ [۴]

---

۳؎ اولیائے کرام نمبر ص ۱۹۳ ۴؎ کشف المحجوب، ص ۱۵۷

Marfat.com

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے سید الاولیاء تھے۔ انہیں حضرت خضر علیہ السلام سے بھی شرفِ ارادت تھا۔ اُن کا مقام بہت بلند تھا۔ اُن کی کرامات بہت مشہور ہیں ۔ ایک دفعہ وہ بیابان میں سفر کر رہے تھے کہ ایک پیر مرد نے سامنے آ کر کہا: ''ابراہیم! تجھے معلوم ہے کہ یہ کیسی جگہ ہے اور تُو زادِ راہ کے بغیر یہاں سفر کر رہا ہے؟''

فرماتے ہیں کہ ''مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ شیطان ہے۔ اس وقت میری جیب میں چار درہم تھے۔ میں نے نکال کر باہر پھینک دیئے اور ارادہ کر لیا کہ ہر میل پر چار سو رکعت نفل ادا کرتا جاؤں گا۔ اس طرح یہ سفر چار سال تک کرتے رہے۔ اس سفر میں حضرت خضر علیہ السلام میرے ساتھ تھے۔ اللہ تعالیٰ مجھے وقت پر کھانا دیتا رہا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے اسم اعظم سکھایا۔''

کسی شخص نے اُن سے اسم اعظم پُوچھا تو فرمایا: ''ساری کائنات میں پھیلا ہوا ہے'' (مرأۃ الاسرار) ؎۵

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے معرفت ایک راہب سے سیکھی ہے۔ اس کا نام سمحان تھا۔ میں اس کے پاس گرجا میں گیا اور اس سے پُوچھا:

''تم اس جگہ کب سے ہو؟''

اس نے کہا: ''ستر برس سے''

میں نے پوچھا: ''آپ کی غذا کیا ہے؟''

اس نے کہا: ''تمہارا کیا مطلب ہے؟''

میں نے کہا: صرف پُوچھنا مقصود ہے۔''

اس نے کہا: ''ہر شب ایک چنا کھاتا ہُوں''

میں نے پوچھا: ''تمہارے دل میں ایسی کیا بات رہتی ہے کہ ایک چنا کافی ہو جاتا ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''یہ لوگ، جو تمہارے سامنے ہیں، سال میں ایک دن میرے پاس آتے ہیں اور اس عبادت خانے کو آراستہ کرتے ہیں، اور اس کے گرد طواف

---

؎۵ کشف المحجوب ص ۳۷۵

Marfat.com

کرتے ہیں۔ پس جب کبھی میرا نفس عبادت میں سستی کرتا ہے تو میں اس کو اسی گھڑی کی عزت دلاتا ہوں تو ایک ساعت کی توقیر کے واسطے میں سال بھر مشقت اُٹھاتا ہوں۔ پس اے موحد، تُو ایک ساعت کی مشقت سے عزت و جاوید حاصل کر۔'' اس بات سے میرے دل میں معرفت الٰہی کی وُقعت ہوئی۔

پھر اُس نے پُوچھا: اس قدر بس ہے یا اور زیادہ دیکھنا چاہتے ہو؟''

میں نے کہا: ''بہتر''

اس نے کہا: ''اس عبادت خانہ سے نیچے اُترو''

جب میں نیچے اُتر گیا تو اُس نے ایک پڑیا میں بیس ۲۰ چنے لٹکا کر مجھے دیئے اور کہا: ''دیر میں چلے جاؤ۔ وہاں کے لوگوں نے مجھے لٹکاتے دیکھ لیا ہے''

میں دیر میں گیا تو سب نصاریٰ میرے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے: ''مرشد نے تمہیں کیا دیا ہے؟''

میں نے کہا: ''اپنی غذا دی ہے''

انہوں نے کہا: ''تم اس کا کیا کرو گے؟ اس کے مستحق تو ہم لوگ ہیں۔ ہمارے ہاتھ بیچ دو''

میں نے کہا: ''اچھا، بیس ۲۰ اشرفیوں کے عوض بیچتا ہوں''

انہوں نے بیس اشرفیاں دے کر لے لئے۔ پھر میں راہب کے پاس واپس آیا تو اس نے پُوچھا: ''چنے کیا کیے؟''

میں نے کہا: ''ان لوگوں کے ہاتھ بیچ دیئے''

اس نے پوچھا: ''کتنے کو؟''

میں نے کہا: ''بیس اشرفیوں کو''

اس نے کہا: ''تم چوک گئے۔ اگر بیس ہزار اشرفیاں بھی مانگتے تو وہ تمہیں دے دیتے۔ یہاں تو عزت اس شخص کی ہے جو اس کی عبادت نہیں کرتا اور جو خاص اس کی عبادت کرے، اس کا کیا کہنا؟ اب تم ربّ کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور چلنا پھرنا چھوڑ دو''

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ حضرت امام اعظم کی مجلس میں گئے۔ امام

Marfat.com

صاحب کے دوستوں نے انہیں حقارت سے دیکھا۔ یہ دیکھ کر امام صاحب نے انہیں سیدنا کہہ کر مخاطب کیا۔ دوستوں نے پوچھا: ''یہ سعادت ان کو کہاں سے حاصل ہوئی؟''

امام صاحب نے فرمایا: ''یہ ہر وقت اللہ کی اطاعت میں مصروف رہتے ہیں لیکن ہم دوسرے کاروبار بھی کرتے ہیں''

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فقر کا جامہ پہنا تو نیشاپور کے نواح میں ایک غار میں پہنچے۔ وہاں نو سال تک ریاضت کرتے رہے۔ ہر جمعہ کے دن وہ غار سے جنگل میں جا کر لکڑیاں جمع کرتے اور نیشاپور جا کر بیچ دیتے۔ جو کچھ ملتا، اس میں سے آدھا اللہ کی راہ میں دے دیتے اور آدھے کی روٹی خریدتے اور جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس غار میں چلے جاتے اور پھر ہفتہ بھر باہر نہ نکلتے۔ جب اُن کے معمول کا لوگوں کو علم ہو گیا تو انہوں نے غار کو چھوڑ دیا اور مکہ مکرمہ چلے گئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال تک صحرا نوردی کرتے رہے، پھر مکہ مکرمہ پہنچے اور وہاں مقیم ہو گئے۔ وہ ہمیشہ اپنے ہاتھوں سے کما کر اپنا اور یاروں کا پیٹ پالتے تھے۔

لوگوں نے اُن سے پوچھا: ''تم نے حکومت کو کیوں چھوڑا؟''

انہوں نے فرمایا: ''ایک دن میں تخت پر بیٹھا تھا۔ آئینہ میرے سامنے تھا۔ میں نے غور کیا تو اپنا آخری مقام قبر میں نظر آیا تو سوچا کہ سفر لمبا ہے۔ کوئی ساتھی نہیں اور توشہ بھی کچھ نہیں۔ حکم بھی منصف اور عادل ہے۔ میرے پاس کوئی دلیل اور حجت بھی نہیں۔ انہی خیالات میں حکومت سے جی ٹھنڈا پڑ گیا۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک درویش کو دیکھا جو مفلسی کی شکایت کر رہا تھا۔ انہوں نے دریافت کیا: ''معلوم ہوتا ہے کہ تُو نے درویشی مفت میں حاصل کی ہے؟''

درویش نے پوچھا: ''کیا درویشی کو خریدا بھی جا سکتا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا: ''میں نے درویشی حکومت بلخ کے عوض خریدی ہے اور سمجھتا ہوں کہ ارزاں خریدی ہے۔''

ایک مرید نے حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھا: ''فاقہ مست انسان کو کیا کرنا چاہیے؟''

Marfat.com

انہوں نے فرمایا: ''اسے آخری سانس تک صبر اور شکر سے کام لینا چاہیئے۔''

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو طواف کی حالت میں فرمایا: ''یہ بات تو سمجھ لے کہ تو صالحین کے درجہ کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا، جب تک کہ چھ گھاٹیوں کے پار نہ کر لے:

اول : تُو نعمت کا دروازہ بند کر لے اور سختی کا دروازہ اپنے اُوپر کھول دے۔

دوئم : عزت کا دروازہ بند کر لے اور ذلت کا دروازہ اپنے اُوپر کھول دے۔

سوئم : راحت کا دروازہ بند کر کے مشقت کا دروازہ اپنے اوپر کھول دے۔

چہارم: سونے کا دروازہ بند کر کے جاگنے کا دروازہ اپنے اوپر کھول دے۔

پنجم : غنیٰ کا دروازہ بند کر لے اور فقر کا دروازہ اپنے اُوپر کھول دے۔

ششم : اُمیدوں کے دروازے بند کر لے اور موت کی تیاری کے دروازے کھول دے (روض)[۶]

ایک دفعہ کسی نے حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ''ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟''

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کیونکہ تمہارے دل مردہ ہیں''

اس نے عرض کیا: ''ہمارے دل کیوں مردہ ہیں؟''

انہوں نے فرمایا: اس کی آٹھ وجوہات ہیں:

۱۔ تم اپنے اوپر اللہ کے حقوق جانتے ہو مگر پورے نہیں کرتے۔

۲۔ تم قرآن پڑھتے ہو پر اس پر عمل نہیں کرتے۔

۳۔ تم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہو لیکن ان کے بتائے ہوئے راستے پر نہیں چلتے۔

۴۔ تم موت سے ڈرتے ہو مگر اس کی تیاری نہیں کرتے۔

۵۔ تم جہنم کی آگ سے ڈرتے ہو لیکن خود اپنے آپ کو اس میں جھونکتے ہو۔

۶۔ تم جب صبح کو بستر سے اُٹھتے ہو، تم اپنی خامیاں اپنی پیٹھ پر پھینک دیتے ہو اور

---

۶ فضائل اعمال جلد نمبر۲، فضائل حج، ص ۲۰۸

Marfat.com

دوسروں کی خامیوں کے ساتھ اپنے آپ کو جوڑ لیتے ہو۔

۷۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تم اس کو اپنا دشمن سمجھنے کی بجائے اس کی تابعداری کرتے ہو اور اللہ کی نافرمانبرداری کرتے ہو۔

۸۔ تم جنت سے محبت کرتے ہو لیکن اس میں جانے کی کوشش نہیں کرتے۔

(احیاء العلوم الدین۔ کتاب شرح عجائب القلب)

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بادشاہی چھوڑ کر بلخ سے ہجرت کر لی تھی، تو اُن کا بیٹا ابھی کم سن تھا۔ وہ جب جوان ہوا تو ماں سے اپنے والد کا پوچھنے لگا کہ وہ کہاں ہے؟ ماں نے اسے سارا حال سنا کر کہا کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہیں۔ بیٹے کو اپنے والد سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا۔ اس نے حج پر جانے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ تین ہزار لوگوں کا قافلہ ان کے ساتھ جانے کو تیار ہو گیا۔ اس قافلے میں حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ بھی شامل تھیں۔ جب قافلہ مکہ معظّمہ پہنچا تو بیٹے نے درویشوں سے ان کے بارے میں پوچھنا شروع کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت وہ جنگل گئے ہوئے ہیں تاکہ لکڑیاں لاکر فروخت کریں اور روٹی کا انتظام کریں۔ جب وہ آئے تو لکڑیاں بیچ کر روٹی خریدی، خود بھی کھائی اور مریدوں کو بھی کھلائی۔ پھر وہ اپنے مریدوں کے ساتھ طواف کرنے لگے۔ انہوں نے اپنے مریدوں کو نصیحت کی ہوئی تھی کہ عورتوں اور امرد (بے ریش) لڑکوں کی طرف نہ دیکھنا۔ اتفاقاً طواف کے دوران اُن کا بیٹا اُن کے سامنے آ گیا۔ جس کو نظر بھر کر انہوں نے دیکھا۔ طواف سے فارغ ہونے کے بعد اُن کے مریدوں نے حیرت سے پوچھا: ''حضرت! آپ نے ہمیں امرد لڑکوں اور عورتوں کی طرف دیکھنے سے منع فرماتے تھے مگر خود ہی اس کام میں ملوث ہو گئے۔''

اپنے ساتھیوں کو بدگمان ہوتے ہوئے دیکھا تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''بے شک ایسا ہوا ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ وہ لڑکا میرا بیٹا ہے جس کو بچپن میں میں نے چھوڑا تھا۔''

اگلے دن ان کا ایک مرید بلخ کے خیمے میں گیا۔ وہاں اس نے ایک خیمہ میں اسی لڑکے کو قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھا۔ جب وہ فارغ ہوا تو اس نے پوچھا:

Marfat.com

''تم کس کے بیٹے ہو؟''

یہ سُنتے ہی وہ لڑکا رو پڑا اور کہنے لگا: ''میں نے آج تک اپنے والد کو نہیں دیکھا۔ ان کا نام حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ ہے''

اُس نے کہا: ''چلو، میں اُن سے تمہاری ملاقات کرا دُوں''

چنانچہ وہ مرید اس لڑکے اور اس کی والدہ کو حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گیا۔ وہ سجدہ میں پڑے ہوئے تھے اور آنسوؤں سے سجدہ کی جگہ تر تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور زاری کر رہے تھے۔ مدتوں بعد انہوں نے اپنی بیوی اور بیٹے کو دیکھا تو والہانہ طور پر ان سے لپٹ کر رونے لگے، یہاں تک وہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ذرا سنبھلے تو اُن کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے بیٹے سے پوچھا: ''تمہارا دین کیا ہے؟''

بیٹے نے جواب دیا: ''میرا دین اسلام ہے۔''

انہوں نے فرمایا: ''الحمدللہ! کیا تم نے قرآن پڑھا ہے اور کیا تم نے اس کا علم حاصل کیا ہے؟''

بیٹے نے کہا: ''میں نے قرآن پاک پڑھا بھی ہے اور اس کا علم بھی سیکھا ہے۔''

انہوں نے فرمایا: ''الحمدللہ''

اس کے جب رخصتی کا وقت آیا تو وہ زار وقطار رونے لگے۔ یہ اُن کے لئے امتحان کی گھڑی تھی۔ اُن کی چیخ نکل گئی۔ انہوں نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا: ''الٰہی! اغثنی''

یہ آواز نکلتے ہی اُن کا بیٹا زمین پر گر پڑا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ لوگ حیران و پریشان رہ گئے۔ انہوں نے پوچھا: ''یہ سب کیا ہے؟''

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جب میں اپنے بیٹے سے بغلگیر ہوا تو محبت کی وجہ سے جذباتی ہو گیا تھا۔ اس وقت غیب سے آواز آئی کہ اے ابراہیم، ہم سے محبت بھی کرتے ہو اور دوسروں کو بھی عزیز رکھتے ہو۔ یعنی عشق میرے لئے ہیں اور رونا بیٹے کے لیے۔

یہ آواز سنتے ہی میں نے عرض کیا: ''اے اللہ! تو میری یا میرے بیٹے کی جان لے لے''

چنانچہ لڑکے کے حق میں دعا قبول ہو گئی۔ (روض ۸۵) ؎

؎ فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۱۹۷، و اولیاء نمبر، ص ۱۹۴

Marfat.com

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کوئی شخص دس ہزار درہم لایا تو فرمایا: "تم چاہتے ہو کہ دس ہزار درہم کی وجہ سے میرا نام فقراء کے دفتر سے کٹ جائے، اللہ کی قسم! میں اس کو ہرگز گوارا نہیں کرتا"

یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ہزار درہم نذرانہ پیش کئے، مگر انہوں نے اس میں سے کچھ نہ لیا اور فرمایا: "میں محتاجوں سے کچھ نہیں لیتا"

اس شخص نے عرض کیا: "میں تو بہت امیر ہوں"

انہوں نے فرمایا: "کیا تجھے مزید دولت کی خواہش ہے؟"

اس شخص نے عرض کیا: "جی ہاں"

انہوں نے فرمایا: "تو یہ رقم لے جا، کیونکہ تُو فقیروں کا سردار ہے"

ایک موقع پر حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "دنیا دار دنیا میں راحت تلاش کرتے ہیں۔ اس وجہ سے دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں۔ بھلا دنیا میں راحت کہاں؟ اگر ان لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ بادشاہت ہمارے پاس ہے تو یہ لوگ تلواروں سے ہم سے لڑنے لگیں۔" [۸]

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا: "مجھے کوئی نصیحت کیجئے تاکہ اس پر عمل کروں"

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "مجھ سے چھ خصلتیں سیکھ لو، تو اس کے بعد جو کچھ کرو گے، وہ تجھے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب تُو گناہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی روزی مت کھاؤ"

اُس شخص نے عرض کیا: "جب رازق وہی ہے، تو کہاں سے کھاؤں؟"

اُنہوں نے فرمایا: "یہ بات اچھی نہیں کہ آقا کی نافرمانی بھی کرو اور اس کی روزی بھی کھاؤ۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب گناہ کرنا چاہو تو اللہ کی مملکت سے باہر نکل جاؤ"

---

۸ فضائل اعمال جلد نمبر ۲ ص ۸۳۰

Marfat.com

اس نے عرض کیا: مشرق و مغرب اور شمال و جنوب سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے تو میں کہاں جا سکتا ہوں؟''

اُنہوں نے فرمایا: ''یہ بات اچھی نہیں کہ تُو اسی کے ملک میں رہے اور اس کی نافرمانی بھی کرے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب تو گناہ کرنا چاہے تو ایسی جگہ کر، جہاں اللہ تجھ کو نہ دیکھے''

اس شخص نے عرض کیا: ''وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔ ایسی جگہ کون سی ہے، جہاں وہ موجود نہ ہو''

انہوں نے فرمایا: ''یہ بات اچھی نہیں کہ تُو اس کو حاضر و ناظر بھی سمجھے اور بے دھڑک ہو کر گناہ بھی کرے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ جب موت کا فرشتہ آئے تو اس سے کہہ دے کہ مجھے توبہ کرنے کی مہلت دے''

اس نے عرض کیا: ''بھلا وہ میری بات کیوں قبول کرے گا۔ موت کا وقت تو مقرر ہے؟''

انہوں نے فرمایا: ''اگر تمہیں یہ اختیار نہیں کہ توبہ کے لئے مہلت حاصل کر سکو تو اس وقت کو غنیمت سمجھو اور موت کے فرشتے کے آنے سے پہلے توبہ کر لو۔ پانچویں بات یہ ہے کہ جب تیرے پاس منکر نکیر آئیں تو ان کو قبر میں مت آنے دو''

اس نے عرض کیا: ''بھلا مجھ میں اتنی طاقت کہاں؟''

انہوں نے فرمایا: ''اگر یہ طاقت نہیں تو ان کے سوالوں کے جواب نہ دینے کے لیے اپنے آپ کو تیار رکھو۔ چھٹی بات یہ ہے کہ قیامت کے دن جب دوزخ میں لے جانے کا حکم ملے گا تو کہنا میں نہیں جاؤں گا''

اس نے عرض کیا: ''میرے کہنے سے کیا ہوگا؟ وہ مجھے زبردستی گھسیٹ کر لے جائیں گے''

انہوں نے فرمایا: ''اگر یہ حال ہے، تو پھر گناہ سے باز کیوں نہیں آتے؟''

اس شخص پر حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی ان عارفانہ باتوں کا اس قدر اثر ہوا کہ زار زار رونے لگا، یہاں تک کہ دل سے گناہ کی سیاہی دور ہوگئی اور اس شخص نے اسی وقت سچے دل سے توبہ کر لی'' (مواقف مشرقہ فی ھدایۃ السلف ۱۵۰)

Marfat.com

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک شخص سے دریافت کیا: ''تو اللہ کا ولی بننا چاہتا ہے؟''

اس نے کہا: ''ضرور چاہتا ہوں''

انہوں نے فرمایا: ''دنیا اور آخرت کی کسی چیز میں بھی رغبت نہ کر اور اپنے آپ کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر لے اور تو ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو جا، تاکہ وہ بھی ہمہ تن تیری طرف متوجہ ہو جائے اور تجھے اپنا ولی بنائے (روض) ۹

حضرت سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو شام کے شہروں میں دیکھا تو ان سے پوچھا: ''آپ نے خراسان کو بالکل چھوڑ دیا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا: ''مجھ کو آرام اسی جگہ ملا ہے کہ میں اپنا دین ایک پہاڑ سے دوسرے پر لئے پھروں۔ اگر مجھ کو کوئی دیکھ لیتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ شخص وہی ہے یا کوئی اونٹ والا یا ملاح ہے'' ۱۰

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کیا: ''الٰہی! تو اگر اپنے عاشقوں میں سے کسی کو ایسی چیز عنایت فرماتا ہے، جس سے اس کے دل کو تسلی تیرے وصال سے پہلے ہو جاتی ہو تو وہ چیز مجھ کو بھی مرحمت ہو، مجھے اضطراب نے بہت تنگ کیا ہے''

بس رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنے سامنے کھڑا کیا اور ارشاد فرمایا: ''اے ابراہیم! تجھے شرم نہیں آتی کہ مجھ سے ایسی چیز مانگتا ہے، جس سے میری ملاقات سے پہلے ہی تسکین خاطر کرے۔ بتلاؤ تو سہی کہیں مشتاق کو اپنے حبیب سے ملنے سے پہلے بھی تسکین ہوتی ہے''

میں نے عرض کیا: ''الٰہی! میں نے تیری محبت میں حیرت زدہ ہو کر معلوم نہیں کہ کیا کہا؟ اب تُو میرا قصور معاف فرما اور مجھ کو سکھا دے کہ کیا کہوں؟''

ارشاد ہُوا: ''یوں کہو کہ الٰہی تُو مجھ کو راضی کر اپنی قضا پر اور صبر دے اپنی بلا پر اور عطا کر مجھ کو شکر اپنی نعمتوں پر''

---

۹ فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۵۲۸ ۱۰ احیاء العلوم جلد نمبر ۲، ص ۳۷۲

Marfat.com

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے لئے دعائے خیر کی جس نے اُن کا سر زخمی کیا تھا۔ لوگوں نے پوچھا: ''دعائے خیر کی کیا وجہ ہے؟''

انہوں نے جواب دیا: ''مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اس کی وجہ سے مجھے اجر ملے گا تو مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ مجھے اس کی وجہ سے ثواب ملے اور اس کو میری وجہ سے عذاب ہو'' [۱۱]

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے کلام کو فصیح کیا تو اس میں غلطی نہ کی، مگر اعمال میں غلطی کی تو اس کو درست نہ کیا۔ ایک دفعہ انہوں نے کسی شخص سے دریافت کیا: ''کیا تم حق کی جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہو؟''

اس نے کہا: ''جی ہاں''

انہوں نے فرمایا: ''دنیا اور آخرت کی ذرہ بھی پرواہ نہ کرو اور خود کو غیر اللہ سے خالی کر لو اور رزق حلال استعمال کرو۔'' پھر فرمایا: ''صوم و صلوٰۃ، جہاد و حج پر کسی کو جوانمردی کا مرتبہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا، جب تک اسے یہ احساس نہ ہو کہ اُس کو رزق کن ذرائع سے آتا ہے۔ اور اس کی روزی کا وسیلہ کیا ہے؟''

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دُنیا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

بگاڑا دین کو اپنے کہیں دنیا ہی مل جائے
نہ کچھ دین رہا باقی نہ دنیا کے مزے پائے

بڑی دولت ملے اس کو جو ہو اللہ کا عاشق
اُمید اجر عقبیٰ پر یہ دُنیا اس سے چُھٹ جائے [۱۲]

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک مسجد میں گئے مسجد کا دروازہ نہیں تھا۔ سردی کا موسم تھا اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ وہ دروازے میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے انہیں اندر آجانے کو کہا مگر انہوں نے کہا کہ میں اس ٹھنڈی ہوا کو روک رہا ہوں کہ آپ سب عبادت کر سکیں۔ دوسروں کی خدمت کرنا بھی تصوف ہے۔ کسی نے ان سے تصوف حاصل کرنے کا طریقہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے ان تین باتوں پر عمل کرو:

---

۱۱ احیاء العلوم جلد نمبر ۳، ص ۴۳۸ ۱۲ احیاء العلوم جلد نمبر ۳، ص ۳۴۲

Marfat.com

۱۔ اگر ساری دنیا کی حکومت بھی اللہ تعالیٰ آپ کو دے تو خوش نہ ہو۔
۲۔ جو کچھ آپ کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ لے لے، تو خفا نہ ہو۔
۳۔ اگر کوئی آپ کی تعریف آپ کے سامنے کرے، تو وہ خوش نہ ہو۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کیا: ''اگر آپ کسی وقت تشریف رکھا کریں تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو جایا کریں تا کہ کچھ ارشادات سُنیں۔''

انہوں نے فرمایا: ''مجھے چار کام اس وقت درپیش ہیں۔ اُن میں مشغول ہُوں۔ اُن سے فراغت پر یہ ہو سکتا ہے۔ وہ کام یہ ہیں:

۱۔ جب ازل میں عہد لیا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فریق کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ جنتی ہیں اور دوسرے کو فرمایا تھا کہ یہ دوزخی ہیں۔ مجھے ہر وقت یہ فکر رہتا ہے کہ نہ معلوم میں کن میں ہُوں؟

۲۔ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس وقت ایک فرشتہ جو اس نطفہ پر مقرر ہوتا ہے وہ اللہ سے پوچھتا ہے کہ اس کو سعید لکھوں یا بدبخت، مجھے ہر وقت یہ فکر رہتا ہے کہ نہ معلوم مجھے کیا لکھا گیا؟

۳۔ جب فرشتہ آدمی کی روح قبض کرتا ہے تو یہ پوچھتا ہے کہ اس روح کو مسلمانوں کی روح میں رکھو یا کافروں کی۔ نہ معلوم میرے متعلق اس فرشتے کو کیا جواب ملے گا؟

۴۔ قیامت میں حکم ہوگا: ''وَامْتَازُ والْیَوْمَ اَیُّھَاالْمُجْرِمُوْن'' (یٰسٓ)

آج مجرم لوگ فرمانبرداروں سے علیحدہ ہو جائیں۔ مجھے یہ فکر رہتا ہے کہ نامعلوم میرا شمار کس فریق میں ہوگا؟

جب ان چاروں فکروں سے امن نصیب ہو جائے، اُس وقت دوستوں سے بے فکری سے باتیں کرنے کا وقت مل سکتا ہے۔ اب تو میں ہر وقت ان فکروں میں رہتا ہوں۔ کہاں اطمینان سے بیٹھ سکتا ہُوں؟'' (تنبیۃ الغافلین) ۱۳؎

ایک دفعہ سلطان ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے ایک تالاب کے کنارے بیٹھے ریاضت کر رہے تھے۔ اس وقت ان کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور پرانے کپڑے پہنے

۱۳؎ فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۴۳۷

Marfat.com

ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے آ کر پوچھا: ''تم کون ہو؟''

انہوں نے فرمایا: ''ابراہیم بن ادھم''

اس شخص نے حیران ہو کر کہا: ''کہاں بلخ کی ریاست کی بادشاہی اور کہاں یہ پھٹے پرانے کپڑے؟''

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں نے سب کچھ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی راہ پائی''

یہ کہہ کر انہوں نے اپنے ہاتھ میں جس سوئی سے کپڑے سی رہے تھے، وہ تالاب میں پھینک دی اور فرمایا: ''تم میرے لئے کچھ کر سکتے ہو تو یہ سوئی پانی میں سے نکال دو''

اس نے کہا: ''یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کیا تمہارا خدا اسے نکال سکتا ہے؟''

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اللہ تو دُور کی بات ہے۔ اللہ کا یہ تابعدار بندہ بھی اسے نکال سکتا ہے''

چنانچہ انہوں نے مچھلیوں کو حکم دیا: ''میں ابراہیم اللہ کا فرمانبردار بندہ تمہیں حکم دیتا ہُوں کہ میری سوئی نکال لاؤ''

یہ سنتے ہی سینکڑوں مچھلیاں پانی کی سطح پر نمودار ہوئی۔ ہر ایک مچھلی کے منہ میں سونے کی سوئی تھی۔ یہ دیکھ کر انہوں نے فرمایا: ''نہیں، مجھے وہی سوئی چاہیے''

وہ مچھلیاں نیچے چلے گئیں اور ایک مچھلی کنارے پر ظاہر ہوگئی، جس کے منہ میں ان کی سوئی تھی۔ انہوں نے سوئی پکڑ لی۔

ایک دفعہ خانہ کعبہ میں گئے اور سو گئے۔ اُن کی ٹانگیں کعبہ کی طرف تھیں۔ لوگوں نے آ کر اُٹھایا کہ پیر ہٹاؤ۔

انہوں نے فرمایا: ''میرے پیر اس طرف کر دو، جس طرف اللہ نہ ہو''

لوگوں نے ان کے پیر دوسری طرف کر دیئے تو دیکھا کہ کعبہ اسی طرف آ گیا۔ پھر لوگوں نے دوسری اور تیسری طرف اُن کے پیر کر دیئے مگر ہر دفعہ ایسا ہوا کہ کعبہ سامنے آ گیا۔ پھر پیر پکڑ کر اُٹھا لئے تو کعبہ اُٹھ کر اوپر آ گیا۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ رات کو ایسے موقع کی تلاش میں رہتا تھا کہ خانہ کعبہ خالی ہو۔ چنانچہ ایک رات بارش ہو رہی تھی۔ اور خانہ کعبہ میں

Marfat.com

صرف میں طواف کر رہا تھا۔ میں نے کعبہ کے حلقہ میں ہاتھ ڈالا اور گناہوں کی پاکی طلب کی۔ آواز آئی کہ تمام مخلوق مجھ سے یہ چاہتی ہے۔ اگر میں نے سب کو بخش دیا تو میری غفاری غفوری، رحمانیت اور رحیمیت کدھر جائے گی۔ پھر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ صرف میرے گناہوں کو بخش دے۔ آواز آئی کہ دوسری تمام مخلوق کے متعلق ہم سے بات کر و لیکن اپنے متعلق کوئی بات نہ کر۔ تیرے متعلق دوسروں کا کہنا زیب ہے۔"

ایک دفعہ خلیفہ معتصم باللہ نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: "آپ کیا کام کرتے ہیں؟"

انہوں نے فرمایا: "دُنیا کو طالبان دُنیا کے سپرد کر چکا ہوں اور عاقبت طالبان عاقبت کے سپرد کر دی ہے۔ اس دُنیا میں مَیں نے صرف اللہ تعالیٰ کا ذِکر اپنے لیے اختیار کرلیا ہے اور عاقبت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار پسند کرلیا ہے۔"

یہی سوال ایک اور آدمی نے پوچھا تو فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے کارندوں کو کام کی حاجت نہیں ہے۔

ایک دفعہ لوگوں نے پوچھا کہ آپ اپنی زندگی کیسے گزارتے ہیں؟

انہوں نے فرمایا: "جب مجھ پر کوئی سختی آتی ہے تو شکر کی سواری پر بیٹھ کر سامنے حاضر ہو جاتا ہوں اگر گناہ سرزد ہوتا ہے تو توبہ کی سواری کو کام میں لاتا ہوں۔ جب کوئی بَلا نازل ہوتی ہے تو صبر کی سواری کام آتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شرابی کے پاس سے گزر ہوا وہ آلودہ تھا۔ انہوں نے پانی لاکر اس کا منہ دھویا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے تمہارا منہ دھویا تھا۔ اُس شرابی نے کہا کہ مَیں توبہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "تُو نے محض میرے لیے ایک شرابی کے منہ کو دھویا، ہم نے تمہارے دِل کو دھو دیا"

ایک دفعہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ سفر میں تھے۔ راستہ میں سہل رحمۃ اللہ علیہ بیمار پڑ گئے تو حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سارا سامان بیچ کر اُن کا علاج کرایا۔ آخر میں اپنا خچر بھی بیچ دیا۔ جب افاقہ ہوا تو حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

پوچھا کہ ''اب میں سفر کیسے کروں گا؟''

انہوں نے فرمایا کہ ''میرے کندھوں پر''

اور واقعتاً تین منازل تک انہوں نے حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کو کندھوں پر اُٹھائے رکھا۔

حضرت ابراہم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اور آخرت کو یاد کر کے روتے تھے۔ لوگ دُور دراز علاقوں سے اُن کے پاس حاضر ہوتے اور اُن سے ہدایت حاصل کرتے تے۔ وہ کئی کئی دنوں تک فاقے کرتے تھے۔ اُن کا معمول تھا کہ کم کھانا کھائیں، کم نیند کریں اور زیادہ بندگی کریں۔ وہ فرماتے تھے کہ جب تم دعا کرو تو صرف اللہ کے لیے کرو۔ تم جنت میں جانے کے لیے اور دوزخ کی آگ سے ڈر کر مت کرو۔ جب نماز پڑھو تو یہ سوچ کر پڑھو کہ یہ میری آخری نماز ہے۔ جب کسی خطا کا احساس ہو جائے تو فوراً توبہ کرو۔ وہ ایسے صوفی تھے جنہوں نے بادشاہت چھوڑ کر فقر اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں تخت و تاج، حکمرانی اور عیش و آرام ترک کیا۔ اُن کا قول ہے کہ'' جو اللہ کے بندوں سے پیار کرتا ہے، اُسے اللہ کی محبت ملتی ہے۔''

وہ فرماتے تھے کہ ''جس نے دُنیا سے تعلق چھوڑ کر اللہ سے تعلق جوڑ لیا تو جو چیزیں اللہ سے تعلق رکھتی ہیں، خود بخود اس کی ہو جاتی ہیں''

اگر تم عبادت کرتے ہو اور اطمینان نہ ہو تو رحمت کا دروازہ سمجھ، ابھی نہیں کھلا۔ یہ وقت توبہ کا ہے۔

حضرت ابرہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کسی بھائی کو کچھ رقم دی اور فرمایا: ''جاؤ، ہمارے لیے کچھ مکھن، شہد اور روٹی خرید لاؤ''

اس نے کہا: ''اے ابو اسحٰق! کیا اس سب کو خرید لاؤں؟''

انہوں نے فرمایا: ''تیرا ستیاناس ہے۔ جب ملے گا تو مَردوں کی طرح کھائیں گے اور جب نہیں ملے گا تو مُردوں کی طرح صبر کریں گے''

حضرت ابرہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شہوت کا طالب صادق نہیں ہو سکتا...... صدق نیّت کا نام خلوص ہے۔ جس شخص کا دل تین حالتوں میں اللہ کی طرف حاضر نہ ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس پر دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اور تلاوتِ

Marfat.com

قرآن پاک کے وقت۔ دوئم نماز کے وقت اور سوئم ذکر الٰہی کے وقت وہ دعا کرتے تھے کہ "یا اللہ! گناہ کی ذِلت سے بچا اور اطاعت کی عزت بخش۔"

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے سب سے زیادہ متقی اور صدیق بزرگ تھے۔ آخری عمر میں وہ کہیں چلے گئے تھے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۷۷۷ء بمطابق ۱۶۵ ہجری ہوا۔ اُن کا مزار ملک شام میں جبالہ کے مقام پر ہے۔ ایک روایت کے مطابق ان کا مزار بغداد میں ہے اور ایک اور روایت کے مطابق ان کا مزار حضرت لوط علیہ السلام کے مزار کے پاس ہے۔

## اقوال:

☆ دل و دماغ کو راہِ خدا کے لیے صرف کرنا ہی زندگی کی بہترین صورت ہے۔

☆ فقیر کی شان یہ ہے کہ اللہ دے تو دُوسرے حاجت مندوں میں تقسیم کر دے اور اللہ نہ دے تو شکر ادا کرے۔

☆ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے زندگی گزارنا ہی عین عبادت ہے۔

Marfat.com

# حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

اُن کا نام ابوالحسن۔ کنیت یمین الدین اور لقب امیر خسرو تھا۔ اُن کے والد کا نام امیر سیف الدین محمود تھا جو بلخ ہزارہ کے معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ مالدار تھے۔ وہ چنگیز خاندان کی زیادتیوں سے تنگ آ کر مجبوری کی حالت میں ہندوستان چلے گئے تھے۔ اس وقت ہاں سلطان التمش کی حکومت تھی انہوں نے دربار میں شرکت کر لی۔ شاہی دربار میں سیف الدین محمود نے بہت ترقی کی اور عماد الملک کی صاحبزادی سے شادی کر لی۔ ان کے ہاں تین بیٹے ہوئے۔ جن کے نام اعزاز الدین۔ حسام الدین اور ابوالحسن تھے۔ اپنے بھائیوں میں سے ابوالحسن بہت لائق اور ذہین تھے۔ ابوالحسن مومن آباد (پٹیالی) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی اعزاز الدین علی شاہ سے پائی۔

جب ابوالحسن آٹھ برس کے تھے تو انہیں اُن کے والد امیر سیف الدین محمود اپنے ساتھ حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ سے ملانے کے لیے لے گئے۔ وہاں پہنچ کر ان کے والد تو اندر چلے گئے مگر ان کے دل میں یہ بات آ گئی کہ اگر وہ پیر کامل ہیں تو میرے دِل کی بات جان کر مجھے اندر بلالیں گے۔ چنانچہ ابوالحسن دروازے پر ہی بیٹھ گئے اور دل میں کہنے لگے

تو آں شاہی کہ بر ایوان قصرت — کبوتر گر نشیند باز گردد
غریبِ مستمندے بر در آمد — بیا اندروں یا باز گردد

حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانیت سے معلوم کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد اُن

Marfat.com

کا ایک خادم انہیں بُلانے آیا اور ان کا پیغام دیا۔

بیاید اندرون مرد حقیقت — کہ با ما یک نفس ہم راز گردد

اگر ابلہ بود آن مرد ناداں — ازاں را ہے کہ آمد باز گردد

ابوالحسن اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت جلد حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پسندیدہ شاگرد بن گئے۔ کچھ ہی دنوں میں انہیں اپنے مُرشد کی عنایت اس درجہ ہوئی کہ وہ بھی اُن کے گرویدہ ہو گئے۔

جب ابوالحسن نو برس کے ہوئے تو اُن کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اُن کے نانا عماد الملک نے تینوں بھائیوں کی تعلیم و تربیت کا ذمہ لیا۔ عماد الملک کی عمر ایک سو تیس سال تھی۔ ان بھائیوں کی تعلیم دہلی میں ہوئی۔ ابوالحسن امیر خسرو نے ہوش سنبھالا تو شاہی دربار کے فرائض انجام دینے لگے۔ اس کے ساتھ ساتھ عبادات میں بھی مصروف ہو گئے۔ وہ سلطان غیاث الدین بلبن کے بیٹے شہزادہ محمد سلطان خان کے پاس ملازم تھے جو ملتان میں رہتے تھے۔ جب شہزادہ سلطان ملتان میں شہید ہوا تو امیر خسرو نے دہلی آ کر امیر علی کی ملازمت کر لی۔ سلطان جلال الدین خلجی کی تخت نشینی کے بعد امیر خسرو اس کے مقرب ہوئے۔ قطب الدین مبارک شاہ تک اُن پر ہر بادشاہ نے محبت کی نظر رکھی شاہی دربار میں امیر خسرو کو خاص مقام حاصل تھا۔ سب سے زیادہ ان کا احترام سلطان غیاث الدین تغلق کرتا تھا۔ امیر خسرو نے اس کے لیے ''تغلق نامہ'' لکھا۔

وہ صرف صُوفی نہیں تھے بلکہ فارسی زبان کے بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ ان کی نرم اور شیریں زبان کے سب مداح تھے۔ بے شک امیر خسرو کا تعلق بادشاہوں اور اُمراء سے تھا مگر وہ صرف اُن ہی کے ہو کے نہیں رہ گئے۔ وہ ایک شاعر۔ مصنف اور ادیب تو تھے ہی مگر اُن کا تقویٰ، طہارت اور ریاضت بھی بہت زیادہ تھی۔ وہ تہجد میں روانہ سات سپارے پڑھتے تھے۔ (تاریخ اولیاء)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک غریب آدمی مدد مانگنے حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ اس وقت اُن کے پاس کچھ بھی دینے کو نہ تھا۔ اُنہوں نے اپنے پرانے جوتوں کی طرف اشارہ کیا کہ اس وقت یہی کچھ موجود ہے، اگر لینا چاہتے ہو تو لے لو۔ اس

Marfat.com

غریب آدمی نے غنیمت جانا اور جوتے لے کر چل دیا۔ جب وہ آدمی دوسرے شہر جا رہا تھا تو راستے میں اسے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ لیا اور کہنے لگے کہ "میں نے اپنے استاد کی خوشبو سونگھی ہے۔" اس آدمی نے سارا قصہ بیان کیا۔ امیر خسرو نے اپنی بہت سی دولت (پانچ لاکھ روپے) دے کر پرانے جوتے اس سے خرید لیے اور اپنے سر پر رکھ کر حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے۔ انہوں نے اپنے اُستاد سے سارا ماجرا کہہ دیا تو انہوں نے فرمایا کہ "بہت سستے خریدے ہیں"

ایک دفعہ سلطان جلال الدین خلجی نے امیر خسرو سے خواہش ظاہر کی کہ وہ اسے حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ سے ملا دیں لیکن اس بات کی انہیں پہلے سے خبر نہ کریں۔ امیر خسرو کا دِل نہ مانا اور انہوں نے اپنے استاد کو خبر کر دی۔ مقررہ دن پر حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کہیں باہر چلے گئے۔ امیر خسرو کی یہ بات سلطان جلال الدین خلجی کو ناگوار گزری تو اُن سے اس بارے میں دریافت کیا کہ انہوں نے فریب کیوں کیا ہے؟

امیر خسرو نے جواب دیا: "میں نے بادشاہ کو دھوکہ دے کر صرف اپنی دُنیاوی زندگی کو داؤ پر لگایا تھا لیکن اپنے روحانی استاد کو دھوکہ دے کر اپنے ایمان اور مرنے کے بعد کی زندگی کو داؤ پر لگا دیتا"

یہ جواب سُن سلطان جلال الدین خلجی خاموش ہو گئے۔

خواجہ امیر خسرو کو اپنے استاد خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ سے بہت عقیدت اور اُنس تھا۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بھی امیر خسرو سے بہت پیار اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ آہستہ آہستہ ان دونوں کے پیار و محبت کے بارے میں لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ امیر خسرو نے اپنے پیرو مرشد کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات لکھ کر گلے میں ڈال لیے تھے اور وصیت کی تھی کہ اس کاغذ کو اُن کے ساتھ قبر میں دفن کیا جائے۔

امیر خسرو کی والدہ اُتر پردیش شمالی ہند کے بدایوں کے ایک راجپوت خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ۱۲۶۰ء میں امیر خسرو دہلی گئے اور پھر وہی کے ہو رہے۔ اُن کی پیدائش ۱۲۵۳ء میں ہوئی تھی۔

۱۲۷۱ء میں انہوں نے پہلا دیوان "تحفۃ الصغیر" لکھا۔

Marfat.com

۱۲۷۹ء میں انہوں نے دوسرا دیوان ''وسط الحیات'' لکھا۔
۱۲۸۸ء میں انہوں نے پہلی مثنوی لکھی۔
۱۲۹۰ء میں انہوں نے دوسری مثنوی ''مفتاح الفتوح'' لکھی۔
۱۲۸۴ء میں انہوں نے تیسرا دیوان لکھا۔
۱۳۱۰ء میں انہوں نے ''خزائن الفتوح'' لکھی۔
۱۳۱۶ء میں انہوں نے ''چوتھی مثنوی'' لکھی۔

۱۲۷۲ء میں امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ کے دربار میں درباری شاعر بنے۔ انہوں نے بادشاہ بلبن کے بھتیجے ملک چاجو کے ساتھ کام شروع کیا۔ ۱۲۷۶ء میں امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے بلبن کے بیٹے بغرا خان کے ساتھ کام کیا۔ ۱۲۸۱ء میں انہوں نے بلبن کے دوسرے بیٹے سلطان محمد کے ساتھ کام کیا اور اس کے ساتھ ہی ملتان چلے گئے تھے۔ ۱۲۸۵ء میں امیر خسرو نے مغلوں کے خلاف جنگ میں حصہ لیا اور قید کر لیے گئے مگر وہ فرار ہو گئے۔ ۱۲۸۷ء وہ اودھ میں امیر علی حاتم کے ساتھ رہے۔ ۱۲۹۰ء میں سلطان جلال الدین خلجی بر سرِ اقتدار آیا۔ ۱۲۹۵ء میں علاؤالدین تخت نشین ہوا۔ ۱۳۱۶ء میں قطب الدین مبارک شاہ اور ۱۳۲۱ء میں قطب الدین تغلق بادشاہ بنے۔ ۱۳۲۵ء میں سلطان محمد بن تغلق بادشاہ بنا۔ امیر خسرو نے اپنی زندگی میں سات بادشاہوں کے ساتھ کام کیا اور تاریخ کے نشیب وفراز دیکھے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو ایک صوفی درویش بننے کے تین اصول سکھائے تھے اور انہوں نے ان پر عمل کیا۔

۱۔ محبت ۲۔ عقل ۳۔ علم تصوّت

امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور صاحبِ نسبت صوفی تھے۔ انہوں نے چالیس سال تک بارہ مہینے روزے رکھے۔ انہوں نے اپنے پیرومرشد کے ساتھ کئی حج کیے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ''خسرو! میں سب سے تنگ ہو جاتا ہوں مگر تم سے نہیں ہوتا۔'' دہلی میں امیر خسرو زیادہ تر حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں وقت گزراتے تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کو ''ترک دُنیا'' کا خطاب عطا کیا اور فرمایا:

قبرمیں دفن نمایند تا ہر دو یکجا باشیم

یعنی اگر شریعت میں اجازت ہوتی تو مَیں وصیت کرتا کہ خسرو کو میری قبر میں دفن کیا جائے۔ میں جنت میں قدم نہ رکھوں گا جب تک امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو ہمراہ نہ لے لوں۔ انہوں نے وصیّت فرمائی کہ امیر خسرو میرے بعد زندہ نہ رہ سکیں گے۔ اس لیے جب اُن کا انتقال ہو تو انہیں میرے پہلو میں دفن کیا جائے۔

امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے کل بیانوے کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ان کی کئی مشہور کتابوں کے نام تحفتہ الصغیر۔ وسط الحیات۔ قصہ چہار درویش۔ نہایت اکمال۔ شیریں خسرو۔ مجنونِ لیلیٰ۔ مفتاح الفتوح۔ خزائن الفتوح۔ بقیہ نقیہ۔ عشقیہ مثنوی۔ دوی رانی خضر خان۔ اعجاز خسروی۔ افضل الفوائد۔ جواہر خسروی۔ خمسہ خسروی۔ خمسۂ نظامی۔ آئینہ سکندری۔ مناقب ہند۔ ہشت بہشت۔ تغلق نامہ۔ خالق باری۔ راحت المحبین۔ مناقب ہند اور مطلع انوار وغیرہ ہیں۔

امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو فارسی، عربی، ترکی اور ہندی ہر زبان پر عبور حاصل تھا۔ انہیں اپنی صوفیانہ مصروفیات اور شعروشاعری کے ساتھ فن موسیقی سے بھی لگاؤ تھا۔ انہوں نے بہت سے راگ اور دُھنیں بنائیں۔ انہوں نے عربی اور فارسی موسیقی کو بھی ہندوستانی موسیقی میں مدغم کیا۔ انہوں نے ستار ایجاد کیا۔ انہوں نے غزل، مثنوی، رباعی، ترانہ، قطعہ اور قصیدہ لکھا۔ ستار کی ایجاد کے بعد انہوں نے طبلہ بھی ایجاد کیا۔ موسیقی میں وہ خیال اور ترانہ کے بانی تھے۔ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو صوفیوں کی قوالیوں کا بانی بھی کہتے ہیں۔ انہوں نے فارسی زبان کے علاوہ ہندی زبان میں بھی شاعری کی۔ اُردو زبان میں نسبتاً کم شعر کہے۔ ہندوستان اور پاکستان میں غزل اور صوفیانہ موسیقی امیر خسرو کی بدولت ہیں۔ انہیں طوطی ہند بھی کہا جاتا ہے۔ وہ ایک صوفی بزرگ، شاعر اور درویش، فلاسفر، موجد اور موسیقار تھے۔ اُن کی شاعری ہندوی میں بھی تھی۔ ہندوی زبان اُنہوں نے فارسی اور بھوج پوری زبانوں کو ملا کر بنائی تھی۔ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے چار لاکھ سے زیادہ اشعار کہے ہیں۔ ان سے ملنے کے لیے حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان آئے تھے۔

Marfat.com

امیر خسرو علیہ الرحمۃ ۱۲۶۰ء میں دہلی آئے اور وہیں کے ہو کے رہ گئے۔ اس لیے انہیں امیر خسرو دہلوی بھی کہتے ہیں۔ ان کے کچھ مشہور نغمات یہ ہیں۔

کاہے کو بیاہی بدیس...... آج رنگ ہے۔ بہت کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی موہے اپنے ہی رنگ میں رنگ لے۔ میں تو پیا سے نیناں لڑا آئی رے۔

چھاپ تِلک سب چھین لی رے موسے نیناں ملا کے

خسرو دریا پریم کا اُلٹی وا کی دھار
جو اُترا سو ڈوب گیا، جو ڈوبا سو پار

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہ ہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگارے سرو قدے لالہ رخسارے
سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم
خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

جب حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو اس وقت حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کسی کام سے لکھنؤ گئے ہوئے تھے۔ جب وہ وہاں سے اپنا کام کر کے واپس دہلی پہنچے تو انہیں اس جانکاہ صدمہ سے دوچار ہونا پڑا۔ ان کو اپنے پیرو مرشد حضرت محبوب الٰہی سے والہانہ عقیدت اور محبت تھی۔ ان کے لیے اپنے پیرو مرشد کی جدائی کا صدمہ جھیلنا دوبھر تھا۔ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے ٹوٹ کر عشق کیا تھا۔

حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ بڑے عظیم شاعر۔ مصنف اور صوفی فقیر تھے۔ اُن کے زمانے میں دہلی میں اُردو نے جنم لیا۔ انہوں نے اُردو زبان کے بنانے میں بڑا کام کیا جو عربی۔ ہندی۔ فارسی اور کچھ اور مقامی زبانوں کو ملا کر بنائی گئی۔ امیر خسرو علیہ الرحمۃ ایک نرم دل، ہمدرد، نرم زبان اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے خدا ترس صوفی تھے۔ ۶۹۷ء ہجری بمطابق ۱۲۹۷ء میں انہوں نے ''خمسۂ خسروی'' لکھی۔ اس کتاب کی تصنیف

Marfat.com

صرف دو ہفتوں میں کی گئی۔ اس میں انہوں نے شریعت۔ طریقت اور حقیقت کے بارے میں بیان کیا۔ وہ بہت سادہ تھے اور بناوٹ و تصنع یا تنگ نظری سے پاک تھے۔ وہ مغرور نہیں تھے اور خوشامد کو پسند نہیں کرتے تھے۔

جو کچھ زندگی میں انہوں نے کمایا تھا۔ سب جمع پونجی انہوں نے غریبوں میں تقسیم کر دی۔ صدمہ سے آہستہ آہستہ ان کی صحت گرنے لگی۔ آخر محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بھی چھ مہینوں کے اندر ۱۸/شوال ۷۲۵ ہجری بمطابق ۱۳۲۵ء کو چل بسے۔ وہ ۱۲۷۲ء سے ۱۳۲۵ء تک دربار کے شاعر رہے اور سلطان بلبن سے لے کر محمد بن تغلق تک اپنی خدمات انجام دیتے رہے۔ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں 'ترک اللہ' کا خطاب دیا تھا۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب دفن کیا گیا۔ اس مقام کو چبوترہ یاراں کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ ان کا مقبرہ حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کمپلیکس کے صدر دروازے کے جنوب میں واقع ہے۔ ان کے گردونواح میں شہنشاہ شاہجہاں کی صاحبزادی جہاں آراء شہنشاہ محمد شاہ رنگیلا۔ شہنشاہ اکبر کے سوتیلے بھائیوں۔ شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کے صاحبزادوں مرزا جہانگیر اور مرزا بابر کے علاوہ کئی اور تاریخی ہستیوں کے بھی مزار ہیں۔

ہر سال ۱۸/شوال کو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تین دن عرس منایا جاتا ہے۔ اس میں دُور دراز سے لوگ شرکت کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔

Marfat.com

# امام روح اللہ خمینی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴/ستمبر۱۹۰۲ء کو امام آیت اللہ روح اللہ موسوی خمینی رحمۃ اللہ علیہ وسط ایران کے شہر خمین میں پیدا ہوئے۔ یہ شہر تہران کے جنوب میں تقریباً دوسو میل کے فاصلے پر ہے۔ ان کے آباؤ اجداد امام ہفتم موسیٰ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے تھے۔ وہ نیشاپور میں آباد تھے اور وہاں سے ہجرت کر کے آٹھویں صدی کے اوائل میں ہندوستان چلے گئے تھے اور وہاں لکھنؤ کے قریب کنتور کے مقام پر مقیم ہوگئے تھے۔ وہیں پر ان کے دادا سید احمد موسوی ہندی پیدا ہوئے۔ وھاں سے ۱۸۳۰ء میں نجف چلے گئے۔ وہاں پر تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ ہندوستان آنے کی بجائے ۱۸۳۴ء میں خمین جا کر آباد ہوگئے۔ انہوں نے تین شادیاں کی تھیں۔ ۱۸۵۰ء میں اُن کا جانشین پیدا ہوا تھا۔ وہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد مصطفیٰ تھے۔ مارچ ۱۹۰۳ء میں مصطفیٰ موسوی کا قتل ہوگیا تو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت پانچ ماہ کے تھے۔ ان کی پرورش ان کی والدہ اور خالہ نے کی۔ جب وہ پندرہ سال کے تھے تو یہ دونوں خواتین بھی یکے بعد دیگرے ۱۹۱۸ء میں اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ اس کے بعد وہ اپنے بڑے بھائی سید مرتضیٰ موسوی کے زیر سایہ چلے گئے۔ مقامی مدرسہ میں انہوں نے ابتدائی عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے اپنے بڑے بھائی کی سر پرستی میں اسلامی سائنس، ادب اور فلسفہ کی تعلیم پائی اس کے بعد اسلامی فقہ پڑھا اور اس میں دسترس حاصل کی۔ ۱۹۲۲ء میں وہ قم چلے گئے۔ قم جا کر امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو علوم فِقہ، تفسیر، حدیث اور علم کلام کے لیے وقف کر دیا۔ دارالشفاء مدرسہ قم میں انہوں نے مرزا علی اکبر یزدی سے تعلیم حاصل کی۔ مرزا علی اکبر یزدی ۱۹۲۴ء میں فوت ہو

Marfat.com

گئے۔ اس کے بعد امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے دو سال تک جواد آقا ملائکی تبریزی اور رفیع قزوینی سے مزید تعلیم حاصل کی۔ وہاں پر انہوں نے اس دوران ابن عربی مرزا محمد علی شاہ آبادی اور صوفی ملا صدرا سے بھی فیض اٹھایا۔ انہوں نے شیعہ مذہب کی بھی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے تصوّف پر عبور حاصل کیا۔ قم میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد پڑھانا شروع کر دیا۔

۱۹۲۰ء میں ایران میں رضا شاہ پہلوی نے اقتدار حاصل کر کے پہلوی حکومت قائم کی۔ ایران کے عوام میں اس سے بہت زیادہ مثبت اُمیدیں وابستہ ہو گئیں۔ ۱۹۴۰ء میں اس کے بیٹے محمد رضا شاہ پہلوی نے تخت و تاج سنبھالا۔ وہ روشن خیال شہنشاہ تھا۔ اس نے ایران کے شہروں کو جدید بنانے کی کوشش کی۔ ملک بھر میں سکولوں اور ہسپتالوں کے بے شمار عمارتیں تعمیر کرائیں۔ عورتوں کی تعلیم کو بھی عام کیا۔ شہنشاہ ایران اپنے ملک کو ترقی یافتہ بنا کر مغربی ممالک کے مقابلے پر لانا چاہتا تھا۔ نئے نئے کارخانے بن رہے تھے۔ لوگوں کو روزی کے وسائل مہیّا ہونے لگے تھے۔ سارے ملک میں سڑکوں کا جال بچھا دیا۔ آمدورفت کے ذرائع آسان ہو گئے تھے۔ شاہِ ایران اپنے ملک کو بہت ترقی دی۔ ایران میں طرزِ زندگی بدلنے لگا۔ لوگوں کی خوراک، پوشاک اور رہن سہن مغربی رنگ میں رنگنے لگے تھے۔

ایران کی عوام جہاں اصلاحات سے خوش تھی، وہاں انہیں بڑھتا ہُوا مغربی رجحان بھی چُبھ رہا تھا۔ ۱۹۶۰ء میں شہنشاہ ایران محمد رضا شاہ پہلوی نے ''انقلاب سفید'' بنایا اور سختی سے اس پر کاربند ہُوا۔ اس نے بہت سی چیزوں کو مغربی طرز میں اپنا لیا تھا۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کو ''انقلاب سفید'' پسند نہ آیا۔ وہ مغربی طرز کے مخالف تھے۔ انہوں نے شہنشاہ ایران کے خلاف کام کرنا شروع کر دیا۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب ''کشف الاسرار'' لکھی، جس میں اُنہوں نے کُھل کر شہنشاہ ایران کے کارناموں پر تنقید کی اور انہیں غیر اسلامی قرار دیا۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی کتاب ۱۹۴۲ء میں ''اسرار ہزار سالہ'' چھپی تھی۔

۱۹۶۳ء میں آیت اللہ سید حسن برجردی کی وفات کے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ باقاعدہ لیڈر بن گئے۔ شہنشاہ محمد رضا شاہ ملک میں ''انقلابِ سفید'' لایا۔ یہ انقلاب علماء کے لیے ایک چیلنج تھا۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس بلائی اور ''سفید انقلاب'' کا بائیکاٹ کر دیا۔ اب وہ کُھل کر میدان میں نکل آئے تھے اور شہنشاہ ایران کے خلاف کام کر رہے تھے۔ ۳ جون

Marfat.com

۱۹۶۳ء میں مدرسہ فیضیہ میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے شہنشاہ کے متوازی چلنے کا منصوبہ بنایا اور اعلان کیا کہ شاہِ ایران کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ ملک چھوڑ کر چلا جائے۔

۵ جون ۱۹۶۳ء کو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ لوگ مشتعل ہو گئے اور احتجاج کرنے نکل آئے۔ اس میں چار سو آدمی مارے گئے۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کو نظر بند کر دیا گیا۔ وہ اگست تک چار مہینے نظر بند رہے۔

نومبر ۱۹۶۴ء میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہِ ایران اور امریکہ کے خلاف مہم چلائی۔ انہیں گرفتار کر کے چھ ماہ تک قید میں رکھا گیا۔ اس کے بعد انہیں وزیر اعظم حسن علی منصور کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے انہیں قائل کرنے کی بے حد کوشش کی کہ وہ شہنشاہ سے معافی مانگ لیں اور آئندہ مخالفت کرنا چھوڑ دیں۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف صاف انکار کر دیا تو وزیر اعظم کو بہت غصہ آیا۔ اس نے طیش میں آکر اُن کے منہ پر تھپڑ رسید کر دیا۔ اس واقعہ کے دو ہفتوں بعد وزیر اعظم حسن علی منصور کو کسی نے قتل کر دیا۔

۱۹۵۸ء میں ایران میں بہائیوں کے خلاف ایک مہم چلی تھی۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مہم کی رہنمائی کی تھی۔ آیت اللہ بروجردی کو رہنما منتخب کیا گیا۔ ۳۱/جنوری ۱۹۶۳ء میں آیت اللہ بروجردی کے انتقال کے بعد امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ ایک مستقل مذہبی اور سیاسی لیڈر بن گئے۔ ۱۹۶۳ء میں شہنشاہ ایران نے چھ نکاتی پروگرام بنایا، جسے سفید انقلاب کہا جاتا ہے۔ ان کے اعتراضات کا جواب دینے کے لیے شہنشاہ ایران نے قم میں آکر تقریر کی اور اس میں سفید انقلاب کی پالیسیوں کی وضاحت بھی کی مگر امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ قائل نہ ہوئے بلکہ شاہِ ایران کے پروگراموں کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کرنے لگے۔ ان کا ساتھ بہت سے علماء نے بھی دیا۔

۲۱/ مارچ ۱۹۶۲ء کو عید نو روز تھی۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے احتجاج کے طور پر ملک بھر میں عید نو روز منانے سے منع کر دیا۔

۳/ جون ۱۹۶۳ء میں عاشورہ کے دن امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ فیضیہ میں تقریر کی، جس میں امیہ خلیفہ یزید اور شاہِ ایران کو برابر کہا اور شاہ کو متنبہ کیا۔ اس کے دو دن بعد امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کی گرفتاری کی خبر سارے ملک میں پھیل گئی۔ لوگ مشتعل

Marfat.com

ہو کر مظاہرے کرنے لگے۔ شہنشاہ ایران چھ ماہ تک اپنے مخالفین کو دباتا رہا۔ ۱۵/خرداد ۱۳۴۲ء ایرانی تاریخ کا ایک اہم ترین دن تھا۔ اُنیس دن بعد امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کو قصرِ جبل سے عشرت آباد ملٹری بیس میں بھیج دیا گیا اور پھر وہاں سے داؤدیہ تہران میں زیرِ نگرانی رکھا گیا۔

۷/اپریل ۱۹۶۴ء میں انہیں رہائی ملی تو قم چلے گئے۔ ۴/نومبر ۱۹۶۴ء کو کمانڈر نے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور انہیں گرفتار کر لیا۔ اس دفعہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں سے سیدھا ہی مہر آباد ایئر پورٹ تہران لے جایا گیا اور وہاں سے انہیں ترکی جلاوطن کر کے بھیج دیا گیا۔

۵ ستمبر ۱۹۶۵ء کو وہ عراق کے شہر نجف چلے گئے اور وہاں پر انہوں نے زندگی کے تیرہ سال گزارے۔ وہاں پر انہوں نے فقہ کے لیکچر دینے شروع کیے۔ وہاں سے بھی وہ اپنی سیاسی مخالفت کرتے رہے۔ آخر کار شہنشاہ ایران نے عراق کی مدد سے انہیں عراق سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۸ء میں نجف میں اُن کے گھر کو گھیرے میں لے لیا گیا۔ ۳ اکتوبر کو وہ نجف سے کویت چلے گئے۔ مگر سرحد پر ہی انہیں روک دیا گیا۔ اس کے بعد وہ پیرس چلے گئے۔ وہاں وہ نوفل لوشاتو کے نواحی علاقے میں رہنے لگے، لیکن اب وہ ساری دُنیا میں مشہور ہو چکے تھے۔

۳ جنوری ۱۹۷۹ء میں شاہ پور بختیار کو وزیراعظم بنا دیا گیا۔ لوگ شہنشاہ ایران کے مخالف ہو گئے تھے۔ ملک میں بدامنی بڑھ رہی تھی اور حالات بے قابو ہو رہے تھے۔ اس لیے شہنشاہ ایران محمد رضا شاہ پہلوی نے ایران کو (۱۶/جنوری ۱۹۷۹ء) ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا۔ اس نے شاہپور بختیار کو ۳/جنوری ۱۹۷۹ء کو وزیراعظم بنا دیا تھا۔ ۳۱/جنوری ۱۹۷۹ء کو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ ایئر فرانس، تہران کے ہوائی اڈہ پر پہنچے۔ ساٹھ لاکھ لوگوں نے اُن کا عظیم الشان استقبال کیا۔ انہوں نے بختیار کی عارضی حکومت کو بھی قبول نہیں کیا تھا۔ لوگوں نے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔

۱۱/فروری کو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا وزیر مہدی بازرگان مقرر کیا۔ اس طرح ایران میں ایک عظیم انقلاب آ چکا تھا اور ایران سے شہنشاہیت ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی تھی۔

۳۰ اور ۳۱/مارچ ۱۹۷۹ء کو شہنشاہی کے مقابلے میں جمہوریت کو ریفرنڈم کے

Marfat.com

ذریعے قائم کر دیا گیا۔۱۲/ اپریل کو سب پرانا نظام ختم ہوگیا۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی عہدہ قبول نہیں کیا۔ وہ ایک سیاسی اور مذہبی رہنما بن گئے تھے۔ یہ ان کا بہت بڑا اعزاز تھا۔

اب امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ قم میں رہنے لگے تھے۔۲۳/ جنوری ۱۹۸۹ء میں اُنہیں قم سے تہران لایا گیا۔ ان کی صحت دن بہ دن خراب ہوتی جارہی تھی۔ وہاں سے چونتیس دنوں بعد شمال میں در بند منتقل کر دیا گیا۔۲۲/ اپریل ۱۹۸۹ء کو وہاں سے جماران چلے گئے۔ بیماری کی وجہ سے انہیں ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔۳/ جون ۱۹۸۹ء کو ایک اپریشن کے دوران ہسپتال میں گیارہ دن گزارنے کے بعد چل بسے۔ اس وقت ان کی عمر اٹھاسی سال تھی۔ اُن کے جنازے میں بیس لاکھ لوگ شریک ہوئے۔

حضرت امام آیت اللہ خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی شادی مسماۃ خدیجہ بتول ثقفی سے ۱۹۳۱ء میں ہوئی۔ مسماۃ خدیجہ بتول ثقفی کی پیدائش مرزا محمد ثقفی کے ہاں ۱۹۱۶ء میں ہوئی تھی۔ ان کے کل سات بچے ہوئے تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے وہ بھی مذہبی رہنما تھے۔ ان میں سے ایک بیٹا ۱۹۷۷ء میں قتل ہوا اور دوسرا بیٹا ۱۹۹۵ء میں فوت ہوا۔ محترمہ خدیجہ بتول ثقفی ایک لمبی علالت کے بعد ۲۰/ مارچ ۲۰۰۹ء میں انتقال کر گئیں۔ ان کی عمر ترانوے سال تھی۔ ان کو اپنے شوہر کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ ان کی ایک بیٹی زہرہ مصطفوی تہران یونیورسٹی میں پروفیسر ہے۔

امام آیت اللہ روح اللہ خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف کیں:

۱۔ ولایت الفقہ ۲۔ چالیس احادیث ۳۔ آداب الصلوٰۃ

۴۔ جہاد اکبر ۵۔ تحریر الوسیلہ ۶۔ اسرار ہزار سالہ

۷۔ کشف الاسرار

آیت اللہ خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۴/ فروری ۱۹۸۹ء میں سلمان رشدی کے قتل کا فتویٰ دیا جسے ریڈیو تہران سے نشر کیا گیا۔ سلمان رشدی ہندوستانی نژاد برٹش شہری ہے۔ اس نے ایک کتاب لکھی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید اور اسلام کی اہانت کی گئی تھی۔ یہ کتاب برطانیہ میں پسند کی گئی اور مصنف کو انعام بھی دیا گیا۔ اس کتاب کے ایک جاپانی مترجم ہتاشی ایگارش پر حملہ کیا گیا، جس سے اس کی ۱۱/ جولائی ۱۹۹۱ء کو موت واقع ہوئی۔

Marfat.com

# حبیب نجّار

ملک شام میں ایک مشہور سرسبز شہر کا نام انطاکیہ ہے۔ اس شہر کو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ اس شہر میں نصاریٰ کے بڑے بڑے گرجے موجود ہیں۔ سیّد الاوّلین والآخرین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تقریباً چھ سو سال پہلے ایک شخص وہاں رہتا تھا، جس کا نام حبیب بن اسماعیل تھا۔ چونکہ وہ لکڑی کا کام کرتا تھا، اسے شہرت حبیب نجار کے نام سے ملی۔

حبیب نجار کا گھر شہر کے آخری گوشہ میں تھا۔ اسے جذام کی بیماری ہوگئی تھی۔ وہ ستر سال تک اپنے معبودوں سے لگاتار اپنی صحت کے لیے دعائیں مانگتے مانگتے عاجز آچکا تھا مگر اس موذی مرض سے اسے چھٹکارا حاصل نہ ہوسکا تھا۔ اس طرح وقت گزرتا چلا گیا مگر اسے آرام نہ آیا۔ جس گوشۂ شہر میں حبیب نجار کا گھر تھا، اسی دروازے سے انطاکیہ میں دو رسول داخل ہوئے۔ اُن کی ملاقات حبیب نجار سے ہوئی۔ انہوں نے اسے بُت پرستی سے منع کیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی دعوت دی۔ حبیب نجار کو پس وپیش ہوا۔ وہ اُن سے کہنے لگا: ''کیا آپ کے پاس آپ کے دعویٰ کی کوئی دلیل بھی ہے؟''

انہوں نے فرمایا: ''ہاں ہے''

حبیب نجار نے انہیں اپنی بیماری کے بارے میں بتایا اور پوچھا: ''کیا آپ یہ بیماری دُور کرسکتے ہیں؟''

انہوں نے فرمایا: ''ہاں! ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ وہ تمہیں صحت یاب کردے''

حبیب نجار نے کہا: ''میں ستر سالوں سے اپنے معبودوں سے دعائیں مانگتے

Marfat.com

مانگتے عاجز آ چکا ہوں مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ کتنے تعجب کی بات ہوگی، اگر تمہارا رب مجھے ایک دن میں ہی ٹھیک کر دے گا؟''

انہوں نے فرمایا: ''ہمارا پروردگار ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جن کو تم خدا مانتے ہو، وہ بے حقیقت ہیں اور وہ کسی کو نہ تو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان''

ان بزرگوں کے دلائل سُن کر حبیب تجاران کا قائل ہوگیا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا۔ ان بزرگوں نے اس کے لیے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اس کی قدرت سے اس کی بیماری ختم ہوگئی۔ اور وہ بالکل بھلا چنگا ہوگیا۔ اب اس کے پورے جسم پر جذام بیماری کی کوئی علامت بھی باقی نہ تھی۔ اس کا ایمان پکا ہوگیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ وہ دن میں جتنا بھی کمائے گا، اس کا آدھا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے گا۔ حبیب تجار شب و روز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگا۔ ایمان لانے کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا تھا۔

اس بستی میں اللہ تعالیٰ نے پہلے دو رسول بھیجے تھے۔ بستی والوں نے ان کی کوئی بات نہ مانی۔ ان کی تائید کے لیے ایک رسول مزید بھیجا گیا۔ انہوں نے مل کر بستی کے لوگوں کو سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ وہ اِن لوگوں کو ہدایت دینے کے لیے بھیجے گئے مگر اُن لوگوں نے ان بزرگوں کی باتوں کو جھٹلا دیا اور ان کی نصیحتوں پر کان نہ دھرا۔ لوگوں نے انہیں برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور بولے: ''تم لوگ منحوس ہو''

بزرگوں نے فرمایا: ''ہمارا جو کام تھا، وہ ہم کر چکے ہیں اور تم سب کو اللہ تعالیٰ کا پیغام واضح کر کے پہنچا دیا ہے۔ باقی اب تمہیں اختیار ہے کہ تم اسے مانو یا نہ مانو''

لوگوں نے کہا: ''تم لوگ منحوس ہو، تمہاری وجہ سے ہم مشکل میں پڑ گئے ہیں''

رسولوں نے فرمایا: ''تمہاری بدفالی تمہارے ساتھ ہے۔ تم یہ تو سوچو کہ آخر ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے ہم نے تو صرف تمہاری بھلائی کے لیے تمہیں نصیحت کی ہے تم لوگ بات کو بڑھا کر کہاں سے کہاں لے گئے ہو؟''

اِدھر حبیب نجار ایمان لانے کے بعد دن رات اپنی عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ وہ شہر میں ہونے والے واقعات سے بے خبر تھا۔ جب اسے بھنک پڑی کہ شہر کے

Marfat.com

لوگ اِن بزرگوں کی تعلیمات کو قبول نہیں کر رہے بلکہ اُلٹا انہیں دھمکیاں دے رہے ہیں اور انہیں اذیتیں دینے پر تُلے ہوئے ہیں تو اس سے رہا نہ گیا۔ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو سمجھانے کی خاطر شہر کی طرف بھاگا بھاگا آیا۔ شہر کے لوگ انہیں قتل کرنے کی دھمکیاں دے رہے تھے۔ اُس نے پہنچ کر لوگوں کو بہت سمجھایا۔ اُس نے یہ بھی بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لا چکا ہے اور وہ لوگ بھی ان رسولوں کی بات کو تسلیم کر لیں۔ وہ بیچ بچاؤ کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی نصیحتوں کو سن کر اس کی قوم کے لوگ اس کے بھی جانی دشمن بن گئے اور اسے مارنے پیٹنے لگے۔

حبیب ؓ نجار نے لوگوں سے چلا کر کہا: ''یہ لوگ دُور دراز کا سفر کر کے تمہیں سمجھانے کے لیے یہاں آئے ہیں انہوں نے سفر کی تکان اور تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ یہ لوگ تو بے غرض اور بے ضرر ہیں۔ یہ تم سے تو کچھ نہیں مانگتے۔ ان کی نصیحتیں سُن لو اور مان لو''

اس دوران ہجوم مشتعل ہو چکا تھا۔ انہوں نے حبیب نجار کی کوئی بات نہ سنی۔ وہ حبیب نجار کی طرف طیش میں آ کر لپکے اور اس پر بے تحاشا ٹوٹ پڑے۔ اس وقت کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

''اے میرے اللہ! میری قوم کو ہدایت کر دے''

لوگ بے قابو ہو چکے تھے۔ انہوں نے مار مار کر اسے شہید کر ڈالا۔ اس ظلم و ستم سے شہید ہونے والے حبیب نجار نے اپنی قوم کے لیے کوئی بددعا نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے انعام و اکرام اور جنت کا مشاہدہ کرایا تو اُس وقت بھی یہ خواہش کی کہ کاش میری قوم کے لوگ میرے انعامات کو دیکھ سکتی اور اپنی گمراہی سے باز آجاتی۔ (بروایت وھب بن منبہ)

اس قوم پر اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل فرمایا۔ روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک ہیبتناک آواز نکالی، جس کے صدمہ سے سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

Marfat.com

# میاں بیوی کے حقوق

میاں بیوی گاڑی کے دو پہیوں کی طرح ہیں، جو باہم متوازن چلتے ہیں تو گاڑی چلتی رہتی ہے اگر ایک پہیہ میں بھی نقص ہو تو گاڑی ڈگمگانے لگتی ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ جب کوئی انسان نکاح کر لیتا ہے اور ازدواجی زندگی گزارتا ہے تو اس کی ایک نماز ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ اکیس نمازوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محبتوں بھری زندگی کو اتنا زیادہ پسند فرماتا ہے کہ بقول حضور اکرم ﷺ "جب خاوند اپنی بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی اپنے خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے، تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتا ہے۔"

قرآن مجید کی سورۃ بقرۃ میں آیت ۲۲۸ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عورتوں کے حقوق مردوں کے برابر ہیں، یعنی "عورتوں کے حقوق مردوں کے ذمہ ایسے ہی واجب ہیں، جیسے مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں" اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء (۵:۳۴) میں ارشاد فرمایا کہ "مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ یعنی دونوں کے حقوق تو ایک دوسرے پر مساوی ہیں لیکن مرد کو حاکم کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

'سبحن الذی خلق الازواج کلھا' (یٰس۔۳۶)

"پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا بنا دیا۔"

حدیث شریف ہے کہ 'النکاح نصف الایمان'

یعنی نکاح تو آدھا ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ لباس سے انسان کو زینت ملتی ہے۔ لباس جسم کو ڈھانپتا ہے اور دوسروں سے شرمندگی سے بچاتا ہے۔ اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے عیب چھپا لیتے

Marfat.com

ہیں۔ انسان کے جسم کے قریب تر اس کا لباس ہے۔ اس لیے میاں بیوی لباس کی طرح ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ اسی لیے نکاح کو آدھا ایمان کہتے ہیں۔ کنوارے آدمی کو ایک نماز پر ایک نماز کا ثواب ملتا ہے جبکہ شادی شدہ آدمی کو ایک نماز پر اکیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی کی ذمہ داریاں اور حقوق مقرر فرمائے ہیں۔ اس لیے پہلے شوہر کی ذمہ داریاں اور پھر بیوی کی ذمہ داریاں اور پھر دونوں کی مشترکہ ذمہ داریاں بیان کی جارہی ہیں۔

خاوند گھر کا سربراہ ہوتا ہے۔ چوں کہ مرد قوام اور مضبوط ہوتا ہے، وہ گھر میں ایک حاکم کا درجہ رکھتا ہے۔ اس لیے اسے بہت سمجھ دار ہونا چاہیے اور مثبت سوچ، تدبّر اور صبر و تحمل کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیے۔ اسے علم کے ساتھ حلم بھی چاہیے۔ جلد بازی نہ کرے اور مسائل کو آرام سے سمجھداری کے ساتھ حل کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگو: مَیں تم کو عورتوں کے بارے میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں۔ تم میری اس نصیحت کو قبول کر لو۔ اللہ تعالیٰ کی ان بندیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ نرمی اور مدارات کا برتاؤ رکھو۔ ان کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے جو قدرتی طور پر ٹیڑھی ہے۔ اگر تم اس ٹیڑھی پسلی کو زبردستی سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر اسے درست کرنے کی کوئی کوشش نہ کرو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی۔ اس لیے بیویوں سے بہتر سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو'' (بخاری مسلم) ''مسلمان میں کامل ترین ایمان اُن لوگوں کا ہے، جو ان میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھے ہوں اور تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لیے بہترین ہوں۔'' (ترمذی) بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کمال ایمان کی شرط ہے۔ پسلی توڑنے سے مراد طلاق ہے۔ (بحوالہ مسلم)۔ اگر مرد سمجھ دار ہو تو عورت سے اچھا گزارا کر سکتا ہے اگر فائدہ اُٹھانا چاہے تو اس کے ٹیڑھا ہونے کے باوجود فائدہ اٹھائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عورتوں سے نکاح کے وقت یہ چار باتیں دیکھنی چاہیں: مال۔ حسب نسب۔ خوبصورتی اور دین۔ (بخاری)

عورت چار چیزوں میں خاوند سے کم تر ہونی چاہیے، ورنہ خاوند اس کی نگاہ میں

Marfat.com

ذلیل ہوگا:

۱۔عمر میں ۲۔قد میں ۳۔مال میں ۴۔شرافت میں

اور چار چیزوں میں خاوند سے زیادہ ہونا چاہیے۔

۱۔خوبصورتی میں ۲۔ادب میں ۳۔مال میں ۴۔عادتوں میں (احیاء)

اللہ والوں نے فرمایا ہے کہ شادی سے صرف دو انسانوں یا دو جسموں کا ملاپ نہیں ہوتا بلکہ شادی سے دو خاندانوں کا ملاپ ہوتا ہے تاکہ وہ دُکھ سُکھ میں ایک دوسرے کے کام آئیں۔ شوہر اپنی حیثیت کے مطابق بیوی پر خرچ کرے لیکن یہ نہیں کہ اگر وہ تنگ دست ہو تو چوری چکاری کرے یا رشوت لے یا کسی کا جیب کاٹے۔ جو وہ خود کھائے بیوی کو بھی کھلائے۔ حرام کمائی سے دونوں پرہیز کریں۔ شوہر اپنی بیوی کے جنسی حق کو معروف طریقے سے پورا کرے۔ ایک حدیث ہے کہ میاں بیوی آپس میں جو جنسی عمل کرتے ہیں، اس پر بھی ثواب ہے۔

بعض صحابہ کرام علیہم السلام نے پوچھا: "یا رسول اللہ ﷺ! ہم لوگ اپنی نفسانی خواہش پوری کرتے ہیں، کیا اس پر بھی اجر ہے؟"

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرمایا: "یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص یہ خواہش حرام طریقے پر پوری کرتا ہے تو کیا اس کو گناہ ہوتا ہے؟ (یقیناً ہوتا ہے) تو جو شخص اسے حلال طریقہ سے پورا کر رہا ہے، اس کو ضرور اجر ملے گا" (مسلم)

شوہر کو چاہیے کہ بیوی کی خطاؤں کو معاف کردے۔ اس کو مارنا پیٹنا غیرتِ مردانگی کے خلاف ہے۔ کمزوروں کو کیا مارنا ہے۔ جب آپ کی بہن یا بیٹی کو آپ کے داماد معاف کردیتے ہیں تو آپ ان سے کتنے خوش ہوتے ہیں۔ جو شخص اپنی بیوی کو معاف کردیتا ہے اور اسے پیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اسے ولایت کا اعلیٰ مقام نصیب کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "کوئی تم میں اپنی جورو کو غلام یا لونڈی کی طرح نہ مارے، افسوس کہ صبح کو تو مارے اور شام کو اس سے صحبت کرے"[۱]

مردوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کی معمولی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کر کے

---

[۱] صحیح بخاری شریعت جلد نمبر حدیث ۱۸۹ ص ۱۲۵

Marfat.com

اُن کے ساتھ بہتر سلوک اور دل داری کریں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت کو وصیت فرمائی ہے کہ جو عورتیں تمہاری کفالت میں ہیں اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرو کہ عورت فطری طور پر مرد سے کمزور بھی ہے، کج فطرت بھی اور کم عقل بھی۔ لہٰذا زیادہ عقل اور زیادہ صبر وقوت رکھنے والے مرد کو تحمل او رعفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے اُن سے حُسنِ سلوک کرنا چاہیے۔ جو لوگ بیویوں کے ساتھ بے رحمی کرتے ہیں اور تشدد کا روّیہ رکھتے ہیں، اُن کے گھر کا سکون اُجڑ جاتا ہے اور اُن کی زندگیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ شوہر کو بیوی کے ساتھ خوش خلقی سے رہنا چاہیے اور اس کی تکلیف کو برداشت کرنا چاہیے۔ اُن کے ساتھ اسے شفقت برتنی چاہیے کیونکہ وہ کم عقل ہیں، کمزور ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''نیکی کرو برابر کے رفیق سے''۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص اپنی بیوی کی بد خلقی پر صبر کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ثواب عطا فرمائے گا جتنا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو اُن کی مصیبت میں عطا فرمایا۔''

ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تمہیں بیوی میں کوئی برائیاں نظر آئیں تو اس کی اچھائیوں پر نظر کرو۔ اگر اس کی کوتاہیوں کو نظر انداز کر کے در گزر سے کام لیں تو محبت بڑھے گی اگر ناراضگی ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی خاطر اُسے فوراً بھلا دینا چاہیے۔ مرد کو اپنے غصہ پر قابو رکھنا چاہیے۔ بات بات پر بیوی کو طلاق کی دھمکی نہیں دینی چاہیے۔ شوہر کو چاہیے کہ موقع بے موقع بیوی کو جھڑکیاں نہ دے، اسے طعنے نہ دے اور اس پر ہاتھ نہ اُٹھائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب کسی آدمی کی دو یا دو سے زیادہ بیویاں ہوں اور وہ اُن کے ساتھ عدل و مساوات کا برتاؤ نہ کرے تو قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک دھڑ گرا ہوا ہوگا۔'' (ترمذی) اگر مرد کی کئی بیویاں ہوں تو ان کے درمیان مساوات رکھے اور ایک طرف زیادہ نہ جھکے۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان باری اور دُوسرے تمام حقوق میں پورا عدل و انصاف برتتے اور یہ دعا فرماتے: ''اے اللہ! یہ منصفانہ تقسیم تو میرے بس کی بات ہے مگر دل کی محبت میرے

Marfat.com

اختیار سے باہر کی چیز ہے۔ اس لیے اگر کسی بیوی سے زیادہ تعلق رکھتا ہوں تو مجھ سے اس پر مواخذہ نہ ہو۔" (ابوداؤ)

اگر عورتیں نافرمانی کریں تو ان کو نرمی سے سمجھاؤ اور اگر وہ محض سمجھانے بجھانے سے باز نہ آئیں تو دُوسرے درجے میں یہ ہے کہ اُن کا بستر اپنے بستر سے الگ کر دو تاکہ اُسے اپنے خاوند کی خفگی کا احساس ہو۔ جدائی صرف بستر کی ہو، مکان کی نہ ہو۔ اگر اس پر بھی بیوی نہ سمجھے تو اس کو مارنے کی اجازت ہے مگر اس مار پیٹ سے نہ تو زخم آنا چاہیے اور نہ ہی کوئی ہڈی ٹوٹنی چاہیے اور چہرہ پر تو مارنے کی مطلقاً اجازت نہیں ہے۔ معمولی بات ہو تو چشم پوشی سے کام لے اور بال کی کھال نہ اُتارے۔ اگر مرد کو اللہ تعالیٰ نے عورت پر کچھ بڑائی دی ہے تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی مرد کے اُوپر مسلط ہے۔ اگر مرد زیادتی کرے گا تو اس کی سزا بھگتے گا۔ مردوں کی حاکمیت سے عورتوں کا درجہ کم نہیں ہوتا بلکہ عورتیں فائدہ میں رہتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو عورت اپنے شوہر کی تابعدار اور مطیع ہو، اس کے لیے ہوا میں پرندے، دریا میں مچھلیاں اور جنگلوں میں درندے اور آسمانوں میں فرشتے استغفار کرتے ہیں۔" (بحر محیط) [۲]

اللہ تعالیٰ کی سفارش ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ بیوی چاہے جوان ہو، چاہے بوڑھی ہو، چاہے اس کے منہ میں دانت نہ ہوں بلکہ بوڑھی ہونے کی صورت میں اس کا زیادہ خیال رکھو۔ اللہ کا حکم سمجھ کر اس کے ساتھ شفقت کرو۔

اللہ تعالیٰ مردوں سے فرماتا ہے کہ تمہاری بیوی، تمہاری بیوی تو ہے مگر میری بندی بھی ہے۔ ذرا اس کا خیال رکھنا۔

شادی کے بعد شوہر اپنی بیوی کو اس کا مہر فوراً ادا کر دے۔ کئی بار دیکھنے میں آیا ہے کہ مرد سہاگ رات کو بہلا پھسلا کر بیوی سے مہر معاف کرا لیتے ہیں۔ یہ بات سراسر غلط ہے۔ یہ بیوی کا حق ہے جو اسے ادا کر دینا چاہیے۔

جتنے حق مرد کے بیوی پر ہیں، اتنے ہی بیوی کے بھی خاوند پر حق ہیں۔ بے شک مرد قوام ہیں اور گھر کے سر پرست ہیں اور اُن کا ایک درجہ عورتوں پر زیادہ ہے۔ گھر میں کئی

---

۲ معارف القرآن جلد نمبر ۱ ص ۳۹۹

Marfat.com

لوگوں کا آنا جانا ہوتا ہے، جسے بیوی ناپسند کرتی ہے۔ مرد کو چاہیے کہ وہ بھی بیوی کے جذبات کو مجروح نہ کرے یا پھر اُن کی ناپسندیدگی کو بیوی کے دل سے دُور کردے یا کوئی غلط فہمی ہو تو اسے بھی دُور کرے۔ اسی طرح اگر عورت نے کوئی قسم کھائی ہے تو شوہر کے ذمہ اخلاقی طور سے یہ بنتا ہے کہ بیوی کا ساتھ دے اور اس کی دل جوئی کرے۔ اگر خاوند کو کوئی شک ہو تو بجائے دل میں رکھنے کے بیوی سے پوچھ لینا چاہیے۔

ایک حدیث ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد کسی مومن عورت سے کلی طور پر بُغض نہ رکھے۔ اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہوگی تو کوئی دوسری بات پسند بھی ہوگی۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''پھر اگر تم ان (بیویوں) کو ناپسند کرتے ہو (یہ سوچو کہ) عین ممکن ہے کہ کسی چیز کو تم ناپسند کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت بھلائی رکھی ہو۔ اگر کوئی عادت خراب لگتی ہو تو چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے۔ (بہارِ شریعت) شوہر کو چاہیے کہ بیوی کو کبھی بددعا نہ دے۔

مرد کی اچھائی کا معیار یہ ہے کہ وہ اسے سب سے پہلے سر چھپانے کی جگہ دے۔ جب بیوی کو مکان مل جاتا ہے تو اسے تحفظ کا یقین ہو جاتا ہے۔ خاوند کو چاہیے کہ بیوی کو اپنی حلال کمائی سے کھلائے۔ فضول خرچی نہ کرے اور اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرے۔ انسان کے لیے تین چیزیں باعث سکون ہیں۔ (۱) بیوی، (۲) گھر، (۳) رات اس لیے خاوند کو اپنے سکون کے لیے ہی بہت سی چیزوں کو برداشت کرنا چاہیے۔ ایک حدیث ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے لیے بہتر ہو اور فرمایا کہ ''میں اپنے اہلِ خانہ کے لیے تم سب سے بہتر ہوں'' اگر مرد بیوی کے دل کو خوش کرے گا تو اس کے بدلے میں اسے بھی خوشی حاصل ہوگی۔ اسے بیوی کے ناز اُٹھانے چاہئیں۔ شوہر کو بیوی سے ہنسی مذاق اور دل لگی بھی کرتے رہنا چاہیے تاکہ اس کا دل بھی خوش رہے۔ شوہر کو چاہیے کہ بیوی بچوں پر کھلے دل سے خرچ کرے۔ اگر خاوند کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ دیا ہو تو ہر مہینے جیب خرچ دیا کرے اور اس کا حساب بیوی سے نہ لیا کرے۔ شوہر کو یہ بھی چاہیے کہ کبھی کبھار تحفہ خرید کر بیوی کو پیار و محبت سے دے۔ خاوند اسے نرم لہجے میں عزت کے صیغے میں بات کرے۔ بیوی کی عزت کرے اور اگر بیوی

Marfat.com

کبھی کڑوی زبان میں بولے تو اسے برداشت کرے۔ جب شوہر گھر کے اندر داخل ہو تو بہت آرام وتحمل سے آئے۔ وہ گھر میں دندناتا ہوا نہ آئے، بیوی کو دیکھ کر مسکرائے۔

حضرت شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں شیر پر سوار تھے اور سانپ کا ایک کوڑا، اُن کے ہاتھ میں تھا۔ جب نہیں چلتا تھا تو وہ اسے کوڑا مارتے تھے تو شیر دوڑنے لگتا تھا۔

کسی نے اُن سے پوچھا: ''یہ کرامت آپ کو کیسے ملی؟''

انہوں نے فرمایا: ''میری بیوی مزاج کی کڑوی ہے میں اُسے اللہ تعالیٰ کی بندی سمجھ کر معاف کر دیتا ہوں۔ میرے صبر کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ کرامت مجھے عطا فرمائی ہے۔ اللہ کی بندی اگر نالائق بھی ہے تو نباہ کر کے دیکھئے، اللہ سے کیا انعام ملتا ہے'' [۳]

مرزا مظہر جان جاناں بہت نازک مزاج تھے۔ لیکن بیوی بہت کڑوی ملی۔ ایک مُریدنے اُن سے عرض کیا: ''حضرت! آپ نے ایسی بدمزاج عورت سے کیوں شادی کی؟''

انہوں نے فرمایا: ''مظہر کو سارے عالم میں جو عزت اللہ تعالیٰ نے دی ہے، وہ اسی بیوی کی کڑواہٹ پر صبر کی برکت سے دی ہے۔ سارے عالم میں میرے اللہ نے میرا ڈنکا پٹوا دیا'' [۴]

خاوند گھر کا سربراہ ہوتا ہے۔ اس لیے بیوی کے خیالات۔ جذبات اور حالات کو دیکھتا رہے اور اس سے غفلت نہ برتے۔ وہ اپنی خوش خلقی سے بیوی کا دل بآسانی جیت لیتا ہے۔ اسی لیے تو ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو خاوند اس حالت میں مرے، جس سے اس کی بیوی خوش رہی ہو اور بال بچوں کا نفقہ دیا ہو، وہ قیامت کے دن اُٹھے گا تو اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہوگا۔

شوہر کو چاہیے کہ بیویوں کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اُس کے عیب نہ ڈھونڈتا رہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر مشتعل نہ ہو۔ شوہر کو چاہیے کہ بیویوں کی غلطیوں کا بار بار ذکر نہ کرے۔ طعن وتشنیع نہ کرے۔ لوگوں کے سامنے بیوی کو نیچا نہ دکھائے۔ بے عزت نہ کرے۔ ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے۔ اس کا مذاق نہ اڑائے۔ اسے شرمندہ نہ کرے۔ اس کی غلطی کا ذکر نہ کرے۔ گڑے مردے نہ اُکھاڑے۔ اسے دوسری شادی یا طلاق کی

---

۳ ۴ خوشگوار ازدواجی زندگی ص ۲۷

Marfat.com

دھمکیاں نہ دے۔ بیوی پر خواہ مخواہ شک نہ کرے۔

شوہر کو تو چاہیے کہ ساری عمر اپنی محبت کا گرم جوشی سے مظاہرہ کرتا رہے بیوی کو دیکھ کر مسکرائے اور اس سے دن بھر کی کارگزاری پوچھے۔ اس کے اچھے کاموں کی دل کھول کر تعریف کرے۔ بیوی کے والدین کا احترام کرے۔ اگر بیوی رُوٹھی ہوئی ہو تو اُسے منا کر سوئے۔ بیوی کے ساتھ گپ لگائے اور بیوی کے کام کاج میں اس کا ہاتھ بٹائے اور اپنا مزاج خوش رکھے۔ شوہر بیوی کی برائی یا غلطی کو تنہائی میں اچھے الفاظ میں سمجھائے۔ ہر وقت بیوی پر نکتہ چینی کی بجائے کبھی اس کی تعریف بھی کرے۔

شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے کاموں میں دلچسپی لے اور اسے نظر انداز نہ کرے۔ تیسرے بندے کی خاطر بیوی سے نہ اُلجھے۔ اس پر الزام نہ لگائے۔ بیوی کو وقت دے۔ بیوی کے اقارب سے بے اعتنائی نہ برتے۔ شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے لیے پابندی اور اپنے لیے آزادی پسند نہ کرے۔ شوہر کو چاہیے کہ گھر میں شریعت کی پابندی خود بھی کرے اور بیوی سے بھی کروائے۔ لوگوں میں اپنی بیوی کو اہمیت دے اور اس کی تعریف کرے۔ بچوں اور لوگوں کے سامنے بیوی کی رائے کا احترام کرے اور گھریلو معاملات میں اس سے مشورہ کرے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے محسنِ کائنات رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: ''عورتوں پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''شوہر کا''

اسی لیے کہا جاتا ہے کہ عورت کا بہترین زیور اس کا شوہر پرست ہونا ہے اور حیاء کی کشش اس کو حُسن سے بھی زیادہ حسین بنا دیتی ہے۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اچھی عادت کی مالکہ نیک اور پارسا عورت اگر فقیر کے گھر میں بھی ہو تو اسے بادشاہ بنا دیتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے کیا حقوق ہیں تو تم شوہر کے قدموں کی خاک کو اپنے سر پر ملو۔ حدیث شریف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب عورت پنجگانہ نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے، وہ اپنے رب کی

Marfat.com

جنت میں داخل ہوگی۔''[۵]

ایک حدیث ہے کہ ''دُنیا ایک متاع ہے اور اس دُنیا کی سب سے بڑی قیمتی متاع نیک بیوی ہے۔''

اللہ والوں نے بیوی میں چار صفات بیان کی ہیں:

۱۔ اس کے چہرے پر حیا ہو ۲۔ اس کے دل میں نیکی ہو

۳۔ اس کے ہاتھ کام کاج میں مصروف رہیں۔

۴۔ اس کی زبان میں شیرینی ہو یعنی جب وہ بولے تو کانوں میں رس گھولے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو عورت خاوند کی تابعداری کرتی ہے اور عبادت کرتی ہے تو اس کو اختیار ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے، جنت میں چلی جائے حتیٰ کہ اگر چولہے پر کھانا پکانے میں مصروف ہے، تب بھی اس کے ساتھ لپٹنے کے لیے چلی جائے۔'' بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عورت جس کا خاوند اُس سے ناخوش ہے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی''

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے نیک بیوی کی چار نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ جب اس کا خاوند کسی بات کا حکم دے تو وہ اس کے حکم کو مانے اور ضد نہ کرے

۲۔ جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔ وہ گھر میں صاف ستھری رہے۔ اُجلا لباس پہنے اور اس کے چہرے پر شوہر کے لیے مسکراہٹ ہو۔ گھر میں وہ میلی کچیلی اور گندے لباس میں شوہر کے سامنے نہ آئے اور نہ ہی ماتھے پر اس کی تیوریاں چڑھی ہوئی ہوں۔

۳۔ اگر خاوند کسی بات پر قسم کھالے، تو وہ اس کو پورا کرے۔

۴۔ جب خاوند گھر میں نہ ہو تو اس کے مال اور آبرو کی حفاظت کرے۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''دنیا کی سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر مرد کی طرف دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کی طرف دیکھ سکے۔''

---

۵ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۱۸۹، ص ۱۲۵

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: ''کون سی بیوی سب سے بہتر ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ بیوی جو اپنے شوہر کو خوش کرے جب کہ وہ اس کی طرف دیکھے، اطاعت کرے جب کہ وہ اسے حکم دے اور اپنے اور اپنے مال کے بارے میں کوئی ایسا روّیہ نہ اختیار کرے جو شوہر کو ناپسند ہو'' (نسائی) اپنے مال سے مراد وہ مال ہے جو شوہر نے گھر کی ملکہ کی حیثیت سے اس کے حوالے کر دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جس شخص کو پانچ چیزیں مل جائیں، وہ بہت خوش نصیب ہے:

۱۔ شکر کرنے والی زبان ۲۔ وطن کی روزی

۳۔ ذکر کرنے والا دل ۴۔ مشقت اُٹھانے والا بدن

۵۔ نیک بیوی، جو اس کی ہمدرد، ہمدم اور ہم راز ہو تو ازدواجی زندگی انتہائی خوشگوار ہو سکتی ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گیارہ عورتیں ایک جگہ بیٹھی تھیں۔ اُنہوں نے آپس میں طے کیا کہ اپنے اپنے خاوندوں کا سچا سچا حال بیان کریں اور کوئی بات نہ چھپائیں۔

پہلی عورت نے کہا: ''میرے خاوند کی مثال ایسی ہے، جیسے دُبلے اُونٹ کا گوشت اور وہ بھی ایک پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو، نہ تو راستہ صاف ہو کہ آسانی سے چڑھ کر اُس کو لے آئیں اور نہ وہ گوشت ہی ایسا موٹا تازہ ہو، جس کو لانے کے لیے کوئی چڑھنے کی تکلیف گوارہ کرے''

دوسری عورت بنت عمر تمیمی کہنے لگی۔

''میں اپنے خاوند کا حال بیان کروں تو کہاں تک کروں۔ میں ڈرتی ہوں کہ سب بیان نہ کرسکوں گی۔ اس پر بھی اگر بیان کروں تو اس کے کھلے اور چھپے گن وعیب سب بیان کرسکتی ہوں''

تیسری عورت نے کہا: ''میرا خاوند کیا ہے؟ ایک تاڑ کا تاڑ لمبا۔ اگر کچھ کہتی ہوں

Marfat.com

تو طلاق رکھا ہوا ہے، اور اگر خاموش رہوں تو ادھر لٹکی رہوں۔''

چوتھی عورت نے کہا: ''خدا کے فضل سے میرا خاوند تو ایسا بے شرم ہے، جیسے ملک تہامہ کی رات معتدل، نہ گرمی نہ سردی، نہ ڈر نہ غم''

پانچویں عورت کبشہ کہنے لگی: ''میرا خاوند تو گھر میں آتے ہی ایک چیتا ہے، گھر کے باہر شیر بہادر، گھر میں جو چیز چھوڑ گیا، اس کو پوچھتا ہی نہیں۔''

چھٹی عورت ہند کہنے لگی: ''میرا خاوند کم بخت تو ایسا پیٹو ہے کہ کھانے بیٹھے تو سارا کھانا سمیٹ سمیٹ جائے۔ پینے لگے تو ایک قطرہ گلاس میں نہ چھوڑے، سب اُڑا جائے۔ سوتا ہے تو جوانا مرگ الگ پڑ کر سو جاتا ہے۔ میرے کپڑے میں ہاتھ بھی نہیں ڈالتا۔ کبھی میرا درد جھوٹوں بھی نہیں پوچھتا''

ساتویں عورت کہنے لگی: ''میرا خاوند تو کم بخت جاہل کندہ ناتراش یا ست ہے۔ نامراد صحبت کے وقت اپنا سینہ میرے سینے سے لگا کر اوندھا پڑ جاتا ہے دُنیا میں جتنے عیب ایک ایک کر کے لوگوں میں ہیں، وہ سب اس کی ذاتِ نحوست میں جمع ہیں۔ سر پھوڑ ڈالے یا ہاتھ توڑ ڈالے یا دونوں کرے''

آٹھویں عورت یاسر بنت اوس بولی: ''میرا خاوند تو چھوؤ تو جیسے خرگوش کو چھوا۔ خوشبو سونگھو تو جیسے زعفران کی خوشبو''

نویں عورت نے کہا: ''میرے خاوند کا گھر اُونچا اور بُلند، پر تلہ بھی لمبا، راکھ اس کے پاس ڈھیر کے ڈھیر، لوگ جہاں صلاح مشورہ کرتے ہیں، وہاں چاوڑی سے اس کا گھر نزدیک ہے''

دسویں عورت کہنے لگی: ''میرے خاوند کا کیا پوچھنا، جائیداد والا ہے۔ جائیداد بھی کیسی بڑی جائیداد، ویسی کسی کے پاس ہو سکتی ہے؟ بہت سارے اُونٹ جو جا بجا اس کے گھر کے آس پاس بیٹھے رہتے ہیں اور چرنے کو کم جاتے ہیں جہاں انہوں نے باجے کی آواز سُنی، بس ان کو اپنی جان جانے کا یقین ہو گیا کہ اب کاٹے جائیں گے''

گیارہویں عورت ام زرع بنت اکیمل بن ساعدہ کہنے لگی: ''میرا خاوند ابو زرع ہے۔ ابو زرع کا کیا پوچھا؟ دونوں کان میرے زیور، بالیوں، موتیوں، جھمکوں سے جُھلا

Marfat.com

دیئے اور دونوں بازو چربی سے پھلا دیئے۔ خوب کھلا کر موٹا کیا۔ میں بھی اپنے تئیں بڑی خوب موٹی سمجھنے لگی۔ شادی سے پہلے ذرا سے بھیڑ بکریوں میں تنگی سے گزر کرتی تھی۔ ابوزرع نے مجھ کو گھوڑوں، اُونٹوں، کھیت کریاں سب کا مالک بنا دیا۔ اتنی جائیداد ملنے پر ابوزرع کا مزاج کیسا عمدہ؟ بات کہوں تو بُرا نہیں مانتا، مجھ کو کبھی بُرا نہیں کہتا، سوتی پڑی رہوں تو صبح تک کوئی نہیں جگاتا۔ پیوں تو اچھی طرح۔ ابوزرع کی ماں یعنی میری ساس کا کیا کہنا کہ گٹھڑیاں بھاری بھرپور۔ گھر کشادہ۔ ابوزرع کا بیٹا وہ بھی کیسا اچھا نازک بدن، دُبلا پتلا، ہری چھال یا ننگی تلوار برابر جگہ اس کے سونے کی، حلوان کے ایک دست سے اس کا پیٹ بھر جائے، ایسا کم خوراک۔ ابوزرع کی بیٹی وہ بھی سبحان اللہ! کیا کہنا، اپنے باپ کی پیاری اور ماں کی پیاری تابعدار اطاعت گزار۔ کپڑا بھرنے والی موٹی تازی سوکن کی جلن۔ ابوزرع کی لونڈی کو کیا پوچھتے ہو، کبھی ہماری بات مشہور نہیں کرتی۔ گھر کا بھید ہمیشہ پوشیدہ رکھتی ہے۔ کھانا تک نہیں چراتی۔ گھر میں کوڑا کرکٹ نہیں چھوڑتی۔ ہمیشہ جھاڑ پونچھ کر صاف رکھتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ لوگ دُودھ کو مکھن نکالنے کے لیے مگھ رہے تھے۔ اس وقت صبح ہی صبح ابوزرع باہر گیا۔ راستے میں ایک عورت دیکھی، جس کے دو بچے تھے۔ ابوزرع نے مجھے طلاق دے کر اس عورت سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد مَیں نے ایک اور سردار سے نکاح کر لیا جو اچھا گھوڑ سوار، برچھہ بردار، نیزہ بردار ہے۔ اس نے مجھے بہت سے جانور دیئے ہیں اور ہر قسم کے اسباب میں سے ایک ایک جوڑا دیا ہے اور کہتا ہے، ام زرع! کھا پی اپنے عزیزوں، خویشوں کو بھی کھلا، لیکن یہ سب بھی میں اکٹھا کروں تو ابوزرع نے جو دیا تھا، اس میں سے ایک چھوٹا برتن بھی نہ بھرے۔"

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں تیرے لیے ایسا خاوند ہوں، جیسے ابوزرع تھا اُم زرع کے لیے۔"[۶]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میں غیر شادی شدہ ہوں اور نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ پس شوہر کا حق کیا ہے؟

---

۶ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۴۷ا، ص ۱۱۴

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک حق شوہر کا یہ ہے کہ اگر وہ اونٹ کی پُشت پر ہو اور اُس سے اُس وقت صحبت کا طلب گار ہو تو اس سے انکار نہ کرے اور ایک حق اُس کا یہ ہے کہ اس کے گھر سے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر نہ دے، اور اگر دے گی تو بھوکی پیاسی رہے گی اور اس کا روزہ قبول نہیں ہوگا۔ اگر وہ اپنے گھر سے شوہر کی اجازت کے بغیر نکلے گی تو جب تک وہ اپنے گھر میں دوبارہ واپس نہیں آئے گی اور توبہ نہیں کرے گی، اس کو فرشتے لعنت کرتے رہیں گے''

اور ارشاد فرمایا: ''اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ دوسرے کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں، لہٰذا یہ سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیتا'' [۷]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے دوزخ میں دیکھا کہ اس میں عورتیں بہت ہیں''

لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کی وجہ کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی کفر ہے''

لوگوں نے عرض کیا: ''کیا اللہ کا کفر ہے''؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'نہیں' خاوند کا کفر (اس کی ناشکری) احسان نہ ماننا۔ عورت کا حال یہ ہے کہ اگر تو عمر بھر اس کے ساتھ احسان کرتا رہے، پھر کوئی بات اپنی مرضی کے خلاف دیکھے تو کیا کہنے لگی ہے'' (اوی نوج) کبھی مجھ کو تم سے چین نہیں پہنچا یعنی پچھلے سارے احسان بھول جاتی ہے۔'' [۸]

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی محبت اور مہربانیوں کو بھی فراموش نہ کرے اور خاوند کی شکر گزار رہے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیک عورتوں کا یہ کام ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والی، اللہ تعالیٰ نے جو حقوق شوہر کے عائد فرمائے ہیں، ان کو صحیح بجا لانے والی اور شوہر کی غیر موجودگی میں شوہر کے گھر کی حفاظت کرنے والی ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ نے

---

[۷] ترمذی جلد نمبر ا، حدیث ۱۱۸۵ [۸] صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۱۸۲، ص ۱۲۲

Marfat.com

عورتوں کا لازمی وصف قرار دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اول تو عورت خود اپنی حفاظت کرے کہ کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو اور دوسرے شوہر کے مال و متاع کی بھی حفاظت کرے۔ کئی حالات میں عورت کے ذمہ کھانا پکانا واجب نہیں ہوتا لیکن شوہر کے گھر کی حفاظت اور اس کے مال و متاع کی اس طرح حفاظت کرے کہ وہ بے جا خرچ نہ ہو۔ بیوی کے دل میں اپنے شوہر کے پیسے کا احساس اور درد ہوتا ہے اور وہ یہ کوشش کرتی ہے اور اسے یہ کوشش کرنی بھی چاہیے کہ شوہر کا روپیہ پیسہ کسی غلط جگہ پر یا بلاوجہ کہیں خرچ نہ ہو۔

جو عورت اپنے خاوند کی بدمزاجی پر صبر کرے گی، اللہ تعالیٰ اُس کو ایسا ثواب عطا فرمائے گا، جیسا کہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام کو ملا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی عورت کے لیے حلال نہیں کہ شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھے۔"

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "عورت کے ذمہ یہ بھی فرض ہے کہ شوہر کے گھر میں کسی کو شوہر کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونے دے یا کسی ایسے شخص کو گھر کے اندر آنے کی اجازت دے، جس کو شوہر پسند نہیں کرتا"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی طرف بلائے اور وہ نہ آئے اور شوہر ناراض ہو جائے تو ساری رات فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے ہیں" (بخاری)

اگر خاوند غصہ میں آجائے تو بیوی اس کا مقابلہ نہ کرے اور درگزر سے کام لے۔ بعد میں تنہائی میں اسے نرمی سے سمجھائے۔ غصہ کی حالت میں بیوی خاموش رہے اور خاوند کو مشتعل نہ کرے۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے غصہ پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے صبر ایوب علیہ السلام کا اجر عطا فرمائے گا۔ بیوی کو چاہیے کہ خاوند کی اچھی باتوں پر نظر رکھے۔ نیک بیویاں، خاوندوں کی فرمانبردار ہوتی ہیں۔ اگر شوہر کسی بات پر ڈانٹ دے تو بیوی برداشت کر لے، کیونکہ بالآخر وہ گھر کا امیر ہوتا ہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: "اگر کوئی عورت اس حال میں مر جائے کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو، وہ سیدھا جنت میں جائے گی۔ (بیہقی)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے عورتوں نے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ جہاد صرف مردوں پر فرض ہوا ہے، اگر وہ زخمی ہو جائیں تو اجر پائیں اور شہید ہو جائیں تو اپنے رب کے پاس زندہ رہیں گے۔ اس کے انعامات سے فائدہ اٹھا رہے ہوں گے اور ہم عورتیں ان کے پیچھے ان کے گھر اور بچوں کی نگرانی کرتی ہیں تو ہمیں کیا اجر ملے گا؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جن عورتوں سے تم ملو، اُن کو یہ بات پہنچا دو کہ شوہروں کی اطاعت کرنا اور ان کے حقوق کو پہچاننا، جہاد کے برابر درجہ رکھتا ہے، لیکن تم میں سے بہت کم عورتیں ایسا کرتی ہیں۔'' (ترغیب وترھیب) [۹]

بیویوں کو اپنے شوہر کی اتنی عزت و ادب کرنا چاہیے کہ اگر کبھی اُن سے زیادتی بھی ہو جائے تو ان کی بڑائی اور عظمت کے خیال سے اللہ کو راضی کرنے کے لیے اُن کو معاف کر دیں۔ اُن کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھیں۔ نیک عورتیں مرد کی حاکمیت کو تسلیم کرتی ہیں اور ان کی اطاعت کرتی ہیں۔ وہ خاوند کے پیٹھ پیچھے اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرتی ہیں اور امور خانہ داری میں سب سے اہم کردار نبھاتی ہیں۔

حضرت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ دریافت کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنت میں حوریں زیادہ حسین ہوں گی یا مسلمان بیویاں؟''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے ام سلمہ! جنت میں مسلمان بیویاں حوروں سے بھی زیادہ حسین کر دی جائیں گی''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ''ایسا کیوں ہوگا؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حوروں نے نمازیں نہیں پڑھیں۔ روزے نہیں رکھے۔ شوہروں کی خدمت نہیں کی ہے۔ بچے جننے کی تکلیف نہیں اُٹھائی ہے جبکہ مسلمان عورتوں نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے ہیں۔ حج کیا ہے، شوہروں کی خدمت کی ہے، بچے جننے کی تکلیف اُٹھائی ہے۔ ان کی نمازوں اور ان کے روزوں اور

---

[۹] زادِ راہ ص ۶۶

Marfat.com

ان کی عبادت کی وجہ سے ان کے چہروں پر اللہ تعالیٰ اپنا نور ڈال دے گا اللہ تعالیٰ جس پر اپنا نور ڈال دے گا، اس کے حسن کا کیا عالم ہوگا۔ ۱؎

اللہ کی یاد میں مصروف ہو اور ہاتھ کام کاج میں۔ اس لیے بیوی کو گھر کا کام خود کرنے کی عادت ہونی چاہیے۔ اس سے صحت بھی ٹھیک رہے گی اور کام سمیٹنے کا اجر بھی ملے گا۔ گھر کو صاف ستھرا رکھے۔ چیزوں کو ترتیب سے سنبھالے۔ ہر چیز کو سمیٹنے کی ایک نیکی ملتی ہے۔ جا بجا چیزیں بکھری ہوئی نہیں ہونی چاہیں تاکہ گھر ستھرا لگے۔

بیوی کو چاہیے کہ سُنی سُنائی باتیں خاوند سے نہ کرے۔

خاوند کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کرے۔ دروازے تک جا کر خدا حافظ کرے اور جب وہ گھر واپس آئے تو مسکرا کر استقبال کرے۔ خاوند کے آنے سے پہلے بیوی اپنے آپ کو صاف ستھرا کر کے اُجلا لباس پہن لے۔ شوہر اپنی بیوی کو صاف ستھرا دیکھنا پسند کرتا ہے۔ بیوی کو رشتہ داروں کے گھروں میں غمی خوشی کے موقعوں پر جانا چاہیے۔ بیوی کو چاہیے کہ گھر کے اندر نماز کے لیے ایک جگہ مخصوص کر لے۔ اسی جگہ مصلے، قرآن مجید، تسبیح اور حجاب رکھے۔ بیوی کو چاہیے کہ اپنے خاوند کو صدقہ خیرات کی ترغیب بھی دے۔ جب خاوند گھر میں موجود ہو تو بیوی کو فون پر بات مختصر کرنی چاہیے۔ کوئی کاپی یا ڈائری بنا کر ضروری باتیں اس میں لکھنے کی عادت بنا لینی چاہیے۔ خرچ میں سے مشکل وقت کے لیے پس انداز بھی کرنا ضروری ہے۔ سب سے زیادہ ضروری چیز یہ ہے کہ بیوی کوئی ایسا کام نہ کرے یا ایسی بات نہ کرے، جس کی وجہ سے وہ خاوند کی نظروں سے گر جائے۔ بیوی اپنے خاوند کو پریشانی میں تسلی دے اور مصیبت میں اس کا ساتھ نبھائے۔ اگر بیوی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اپنی غلطی کو تسلیم کر لے۔ بیوی اپنے خاوند کے گلے شکوے لوگوں کو نہ بیان کرے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ خاوند کے رشتہ داروں سے اچھا سلوک رکھے تو خاوند کا دل جیت سکتی ہے۔ خاوند اگر کوئی غیر شرعی کام کرنے کو کہے تو انکار کر دے۔ وہ دین کے معاملات میں شوہر کی مددگار ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیوی ایسی ہو کہ اس کو دیکھو تو دل خوش ہو جائے۔ خوب سیرت بیوی کو دیکھ کر

۱؎ روح المعانی جلد نمبر ۲۷، ص ۱۲۶

Marfat.com

خاوند خوش ہو جاتا ہے، خصوصاً جو وفادار زیادہ ہو۔ جو بات مانے۔ جو خدمت کرے۔ جو نیک ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نیک بیوی خاوند کی بات مانتی ہے۔ اپنی عزت اور ناموس کی حفاظت کرتی ہے۔ نیک بیوی اپنی فرمانبرداری اور پرہیزگاری کی وجہ سے اپنے خاوند کے دل پر حکومت کرتی ہے۔

جو بیوی گھر میں ہر وقت لڑائی جھگڑا کرتی ہے۔ اس کی نیکیوں کی قبولیت خطرہ میں ہے۔ اگر خاوند غصہ میں ہو تو بیوی کہے "میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے جب تک تو راضی نہیں ہوگا، اس وقت تک میں نہیں سوؤں گی۔" دلوں کو جوڑنے والی چیز نیکی ہے۔ بیوی کی زبان میٹھی ہو۔ اس کے اندر حیا ہو۔ اگر خاوند کی کوئی بات ناگوار گزرے تو بھی فوراً ظاہر نہ کرے۔ مسکرا کر بات کرے۔ کوئی مناسب موقع دیکھ کر وہ بات کرے۔

بیوی کو چاہیے کہ کسی بھی دوسری عورت کی تعریف شوہر کے سامنے نہ کرے۔ اگر اس کا شوہر غصہ کا تیز ہے تو سات مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پانی یا کھانے کی چیز پر دم کر دے۔ اس کی برکت سے غصہ جاتا رہے گا۔ شوہر کی ناقدری نہ کرے۔ شوہر کو ملامت کرنے سے پہلے اپنی اصلاح کرے۔

بیوی کو خاوند سے کوئی بات نہیں چھپانی چاہیے۔

بیوی کو چاہیے کہ شوہر کے والدین بہن یا بھائیوں یا رشتہ داروں کے خلاف ہر وقت باتیں نہیں کرنی چاہئیں اور نہ ہی اسے طعن و تشنیع کرنا چاہیے۔

اگر کوئی خاوند بات غلط کر رہا ہے تو بیوی کو چاہیے کہ بات کا رُخ موڑ دے۔ اگر اسے خاوند کی کوئی بات اچھی نہ لگی ہو تو فوراً بُھلا دے۔

بیوی پرانی باتوں کا ذکر نہ کرے اور گڑے مردے نہ اُکھاڑے بیوی کسی بات کو طُول نہ دے اور رائی کا پہاڑ نہ بنائے۔

بیوی خاوند پر شک نہ کرے۔

بیوی ہٹ دھرمی نہ کرے۔

بیوی شوہر کی ٹوہ نہ لے۔

بیوی خاوند کے ساتھ بے اعتمادی کا اظہار نہ کرے۔

Marfat.com

بیوی خاوند کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھے۔

اگر خاوند کی کمائی حرام کی ہو تو اس سے بچے۔

خاوند پر اپنی خوبصورتی کا فخر نہ کرے اور نہ ہی اس کی بدصورتی کی وجہ سے اسے حقیر سمجھے۔ اس پر شوہر کی فرمانبرداری واجب ہے۔

اگر بیوی بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نیک ہو، ہمدم ہو اور ہم راز ہو تو زندگی کا لُطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ بیوی کوشش کرے کہ اس کی زبان میں تلخی اور کڑواہٹ نہ آئے۔ گھر میں آتے ہی یہ نہ کہنا شروع کر دے کہ تم سے شادی کر کے مجھے کیا حاصل ہوا؟ یا سارے دن کے کام کاج کی تکلیف بیان کرنا شروع کر دے یا کوئی بُری خبر سُنا دے یا اس کی ماں بہن یا رشتہ داروں کے گِلے شکوے کہنا شروع کر دے۔ اس طرح شوہر کا موڈ بھی خراب ہو جائے گا اور بات بڑھ جائے گی۔ فطرتاً مرد کو گھر میں صفائی بہت پسند ہے۔ شوہر کے پہنچنے سے پہلے ہر چیز کو قرینے سے رکھ دے۔ خود بھی ہاتھ منہ دھو کر صاف کپڑے پہن کر تیار ہو جائے۔ اس کو آگے بڑھ کر مسکراہٹ کے ساتھ خوش آمدید کہے۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر خاوند کی دن بھر کی تھکاوٹ دُور ہو جاتی ہے۔ بچوں کو خاوند کے سامنے بے جا نہ ٹوکے اور نہ ہی انہیں ڈانٹے۔ اگر کسی کی بھی شکایت کرنی ہو تو خاوند کا مُوڈ دیکھ کر علیحدگی میں کرے۔ جب خاوند باہر جانے لگے تو دروازے تک چھوڑنے جائے اور دعا کے ساتھ مسکراتے ہوئے اسے رخصت کرے۔

بیوی ہمیشہ حیا میں رہے۔

اس کی زبان سے فحش کلمات نہ نکلیں۔ اول فول نہ بکے۔

اگر ماں باپ اپنی بیٹیوں کو نصیحتیں کرتے رہیں تو ان کا گھر خوشیوں کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ اگر کوئی اُلٹی پٹی پڑھا رہا ہو تو بیٹی کو خبردار کریں۔ بیوی کو کسی کی بہکانے والی بات نہیں سُننی چاہیے۔ بے جا مداخلت اور شرارتوں سے اچھے خاصے گھر کا سکون تباہ ہو جاتا ہے۔

بیوی اپنے سُسرال والوں سے محبت کرے اور اُن کی عزت کرے۔ اپنی ساس اور سُسر کو اپنا بزرگ مان کر اُن کی خدمت کرے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جاتا ہے اور خاوند بھی۔

Marfat.com

بیوی اپنی زبان کو قابو میں رکھے۔ گالیاں اور بد دعائیں نہ دے۔ تکرار نہ کرے۔ بیوی کا لہجہ اگر تحکمانہ ہو تو جلتی پر تیل کا کام کرتا ہے۔ مذاق میں کہی ہوئی بات کو سنجیدگی سے نہ لے۔ موقع کے مطابق ناپ تول کر بات کرے۔

بیوی پھبتی نہ کسے اور نہ مذاق اُڑائے۔

اگر خاوند بیمار پڑ جائے تو بیوی اس کی تیمارداری کرے۔

بیوی اپنے اندر قوت برداشت پیدا کرے اور کسی بات کو اَنا کا مسئلہ نہ بنائے وہ دِل میں کینہ، غصہ یا بُغض نہ رکھے۔

بیوی ہر حال میں شوہر کا ساتھ دے۔ خاوند کی تعریف کرے۔ بے موقع بات نہ کرے۔ خاوند کے سامنے تروتازہ رہے۔

بیوی خاوند کی اطاعت کر کے راہِ سلوک کی تمام منزلیں طے کر سکتی ہے۔

ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: ''بہترین عورت کی پہچان کیا ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اپنے شوہر کی عزت و فرمانبرداری کرے''[۱۱]

عزت کا سب سے اہم مرکز بیوی ہے۔ وہ چاہے تو اسے برباد کر دے یا سر آنکھوں سے لگا لے۔ جب تک وہ ایک بیٹی کی حیثیت سے ہوتی ہے، باپ دادا کی عزت اس کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اور جب اس کی شادی ہو جاتی ہے تو شوہر کی عزت بھی اس کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔

بیوی کو چاہیے کہ بچوں کے بارے میں خاوند سے مشورہ کرتی رہے۔

نہ تو وہ خود اپنے خاوند کی کوئی برائی کرے اور نہ ہی کسی کو کرنے دے۔

اپنے دل کا غم صرف اللہ کو بیان کرے اور اسی سے دعا مانگے۔

خاوند کی پریشانی میں اس کو تسلی دے۔ حوصلہ افزائی کرے، دل جوئی کرے اور اس کا پورا پورا خیال بھی کرے اور ساتھ بھی دے۔ اس کا دل نہ دُکھائے اور اُسے مزید پریشان نہ کرے۔ اگر شوہر سے زیادتی ہو جائے تو اسے معاف کر دے اور اس کی عزت کرتی رہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''تین اشخاص ایسے ہیں،

---

[۱۱] نسائی جلد نمبر ۲، ص ۳۶۴

Marfat.com

جن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ایک وہ جو سرداری کرے اور لوگ اس سے ناراض ہوں۔ دوسرا وہ آدمی جو اپنے بھائی سے قطع تعلق کرے اور تیسری وہ عورت جس کا شوہر ناراض ہو اور وہ آرام سے پڑی سوتی رہے۔"

اگر بیوی کے میکے والے یا کوئی عزیز غریب ہیں تو وہ شوہر کی اجازت سے اُن کی مدد کرے۔ اگر وہ بغیر اجازت انہیں کوئی فائدہ پہنچائے گی تو گویا وہ خیانت کی مرتکب ہوگی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس عورت کو پسند کرتے ہیں جو شوہر سے محبت رکھنے والی ہو اور شوہر سے خوش مزاج رہنے والی ہو اور دوسرے مردوں سے اپنی عزت کی حفاظت کرنے والی ہو" (کنز العمال)

حضور اکرم ﷺ نے آخری وقت میں وصیّت فرمائی "وماملکت ایمانکم" اپنی بیوی اور اپنے ماتحتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں تمہاری ان عورتوں کے بارے میں جو جنتی ہیں؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "کیوں نہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ ضرور بتائیے"

آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ وہ خاوند سے محبت کرنے والی

۲۔ بچے جننے والی

۳۔ جب وہ عورت کبھی غصہ میں آجائے یا اس عورت کا خاوند کوئی دل جلانے والی بات کر دے یا اس کا خاوند اس سے ناراض ہو جائے تو عورت کہے "یہ ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک آپ مجھ سے راضی نہ ہو جائیں"۔ [۱۳]

اللہ تعالیٰ نے بیوی کو خاوند اور بچے کے درمیان ایک اعزاز بخشا ہے۔ وہ حمل اور وضع حمل کی شدید تکلیف کو برداشت کرتی ہے۔ بے شک وہ صنف نازک ہے لیکن

[۱۳] مثالی ازدواجی زندگی، ص ۲۵۲

Marfat.com

وقت آنے پر وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک چٹان کی طرح کھڑی ہو جاتی ہے۔عورت اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ مرد کے دل کا سکون اور روح کی راحت ہے۔ وہ مرد کے ذہن کا اطمینان اور بدن کا چین ہے۔ وہ بچپن میں بھائی بہنوں سے محبت کرتی ہے، شادی کے بعد شوہر سے محبت کرتی ہے۔ اس کو خود غرضی اور انانیت کی جگہ سیر چشمی اور قربانی کا جذبہ ودیعت کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''عورت اس لیے پیدا کی گئی تاکہ مردوں کو اس سے سکون اور راحت ملے''۔ بیوی کی ہمدردی اور محبت کی پاکیزہ چھاؤں میں خاوند کو تسکین ملتی ہے اور دل حرام کاری سے بچتا ہے۔ بیوی خاوند کی ڈھال ہے۔ عورت کو کھیتی کہا گیا ہے۔ جیسے کسان کا تعلق کھیت سے ہوتا ہے، اسی طرح شوہر کا تعلق بیوی سے ہے اور اس کا حاصل اولاد ہے۔ جیسے حقوق مردوں کے ہیں، ویسے ہی عورتوں کے بھی ہیں البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت دی گئی ہے۔

پس چند امور کا بیوی کو خیال رکھنا چاہیے۔

بیوی کسی غیر محرم سے بات نہ کرے اور اسے گھر کے اندر نہ چھوڑے۔

کسی اجنبی مرد سے مصافحہ نہ کرے۔

اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔

اپنے شوہر سے اس کی طاقت سے زیادہ مطالبہ نہ کرے۔

ہر حال میں شوہر کی شکر گزار ہو۔

بچوں کو دودھ پلانا عورت پر حق ہے۔

خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے۔

کسی ایسے شخص کے سامنے نہ جائے، جسے خاوند ناپسند کرتا ہو۔ بیوی کا حق ہے کہ وہ خاوند کے باہر کے کاموں کی اطلاع رکھے۔ بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔

خاوند کی تعریف کرے۔

بیوی اپنے خاوند سے کسی کام میں مدد چاہتی ہو تو کہہ کر خاموش ہو جائے اور کوئی تنقید نہ کرے۔

بیوی سب سے زیادہ اہمیت اپنے شوہر کو دے۔ اپنے میکے اور سسرال سے بھی زیادہ۔

Marfat.com

بیوی میاں کے خلاف کوئی بات نہ سُنے

بیوی لوگوں کے سامنے میاں کی مدافعت کرے۔

بیوی اپنے شوہر کی عزت و احترام کرے خصوصاً بچوں اور لوگوں کے سامنے اس کے ساتھ وہی سلوک کرے جیسا سلوک وہ اس سے اپنے لیے چاہتی ہو۔

بیوی خاوند کی کسی خامی کا مذاق نہ اُڑائے۔

بیوی خاوند کی معمولی معمولی غلطیوں کو درگزر کرے۔

بیوی اپنے گھریلو مسائل کا اپنے میکے میں ذکر نہ کرے کیونکہ میکے کے شامل ہونے سے مسائل زیادہ اُلجھ جاتے ہیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عورت ایمان کا مزا نہیں پائے گی جب تک حق شوہر ادا نہ کرے'' (طبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱۔ شوہر کا بیوی پر حق ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے۔ اور

۲۔ سوائے فرض کے کسی دن اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔ اگر بغیر اجازت روزہ رکھا تو گنہگار ہوئی۔ بغیر اجازت اس کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوگا اور اگر اس نے کرلیا تو شوہر کو ثواب ہوگا اور بیوی کو گناہ۔

۳۔ اور خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ جائے۔ اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کر لے، اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

## میاں بیوی کے باہم ازدواجی تعلقات

انسانوں میں سب سے پہلا جو رشتہ قائم ہوا، وہ رشتہ میاں بیوی کا ہے۔ پاکیزہ اور مستحکم معاشرہ قائم کرنے کے لیے میاں بیوی کے رشتہ کی بنیادیں مضبوط ہونی چاہئیں تاکہ شیطان اپنے خصوصی حربے سے ان کے تعلقات کو بگاڑنے کی کوشش میں کامیاب نہ ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کے تعلقات میں حیا کا پردہ رکھ دیا ہے۔ اسلام میں فحاشی سخت ممنوع ہے نسب کی حفاظت کے لیے فواحش سے پرہیز ضروری ہے۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے مرد اور عورت کو نکاح کے مقدس رشتے میں جوڑ دیا۔ نکاح بدکاری سے بچاتا ہے۔ نکاح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ نکاح کو نصف ایمان قرار دیا گیا۔ آنحضرت ﷺ کا قول ہے کہ جب کوئی رشتہ تمہارے پاس آئے اور تم اس کے دین سے راضی ہو تو قبول کرلو۔ نکاح تمام انبیاء کی سنّت ہے۔ تجرّد اسلام میں ناپسندیدہ ہے۔ نکاح کے مقاصد یہ ہیں:

۱۔ اخلاق کی حفاظت ۲۔ افزائش نسل

۳۔ سکون و راحت جو گھر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی ہے۔ شریعت کے مطابق میاں بیوی کا اکٹھے ہو کر ملنا اللہ تعالیٰ کے ہاں عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ملاپ پر اَجر عطا فرماتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک شخص کچھ نہ کچھ حکومت رکھتا ہے اور قیامت کے دن اس سے اس کی رعیت کی پوچھ ہونی ہے۔ بادشاہ تو حاکم ہے ہی، اس سے اُس کی رعایا کی پوچھ ہوگی۔ عورت اپنے خاوند کے مال کی محافظ ہے، اس سے اس کی پوچھ ہوگی۔ [۱۴]

حضور اکرم ﷺ نے اپنی سیرت طیبہ میں عمل کر کے ساری اُمّت کے سامنے ظاہر کیا، جو ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ خاوند بیوی کی ستر پوشی کرے اور بیوی خاوند کی ستر پوشی کرے۔ اگر خاوند اپنی بیوی کے لیے باعث راحت ہے تو بیوی خاوند کے لیے باعثِ تسکین ہے۔ اس لیے وہ دونوں اِن تین باتوں کا خیال رکھیں۔

۱۔ میاں بیوی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ایک دوسرے کو ترغیب دیں۔ دونوں نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کو ترغیب دلاتے رہیں۔

۲۔ ایک اور ضروری تعلق رازوں کی حفاظت ہے۔ میاں بیوی جنسی تعلقات کی حفاظت کریں اور دوستوں یا سہیلیوں کو راز کی باتیں نہ بتائیں۔

۳۔ میاں بیوی معروف طریقے سے جنسی حقوق پورے کریں۔

میاں بیوی میں اچھا نباہ کرنا دین ہے۔ میاں کے ذمہ باہر کے کام ہیں تو بیوی کے

---

۱۴۔ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۱۷۰۳، ص ۱۱۳

Marfat.com

ذمہ گھر کی بہترین نگہداشت ہے۔ مشقت کا کام شوہر کا ہے اور نازک و حساس کام بیوی کے ہیں۔ دونوں کا ایک دوسرے سے زیادہ تعاون ان کی آپس میں محبت کا سبب ہوتا ہے۔
ایک حدیث ہے کہ جب شوہر گھر میں آ کر بیوی کو محبت کی نِگاہ سے دیکھتا ہے اور بیوی شوہر کو محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔
زندگی سلوک سے گزرتی ہے۔ صِفات سے گزرتی ہے۔ اچھے اخلاق سے گزرتی ہے۔ خوشگوار زندگی کی بنیاد خوشگوار ازدواجی زندگی ہے۔ جب انسان شادی کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا ثواب زیادہ کر دیتا ہے۔ اس کو ایک نماز ادا کرنے پر اکیس نمازوں کا اجر ملتا ہے۔ شادی کا مقصد یہ بھی ہے کہ میاں بیوی دونوں گناہوں سے بچ جائیں۔ جو لوگ شریعت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں، ان کی زندگی میں سکون ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان مودت اور رحمت رکھی ہے۔ مودت کا مطلب ہے آپس میں پیار و محبت اور رحمت سے مراد ہے دوسرے کے ساتھ شفقت سے پیش آنا ہے۔ مودت اگر جوانی کے لیے ہے تو رحمت بڑھاپے کے لیے۔ دونوں ایک دوسرے کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کیا کریں۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔ آپ نے پیار سے مسکرا کر انہیں دیکھا۔ انہوں نے پوچھا: ''اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں''

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ، تم مجھے ایسے پسند ہو جیسے کھجور اور شہد کو مِلا کر کھانا پسند ہوتا ہے''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر خوش ہوئیں اور جواب دیا: ''آپ مجھے ایسے مرغوب ہیں جیسے شہد اور مکھن کو کھانا مرغوب ہوتا ہے۔''

میاں بیوی کا اس طرح کی باتیں کرنا گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں سے پانی کا پیالہ لے لیا اور فرمایا: ''حمیرا، تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تم نے کس جگہ منہ لگا کر پانی پیا تھا؟''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پیالے کے کنارے کی نشاندہی کر دی اور فرمایا:

Marfat.com

''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے یہاں سے لب لگا کر پانی پیا تھا''

چنانچہ آپ ﷺ نے عین اسی جگہ اپنے لب مبارک لگائے اور پانی پیا۔ یہ بھی محبت کے اظہار کا ایک انداز ہے۔

میاں بیوی آپس میں معاہدہ کر لیں کہ وہ دونوں شریعت کے مطابق زندگی گزاریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو نیک اور فرمانبردار بنا دے گا۔ اگر خاوند غصہ میں ہو تو بیوی کو صبر اور خاموش سے کام لینا چاہیے اور اگر بیوی غصے میں ہو تو خاوند کو تحمل کرنا چاہیے۔ اگر دونوں غصے میں ہوں تو شیطان کا کام بن جاتا ہے۔ غصے میں آ کر گھر برباد ہو جاتے ہیں۔ میاں بیوی کو بچوں کے سامنے بحث مباحثہ یا جھگڑا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر خاوند ان کے سامنے بیوی کو برا بھلا کہتا ہے تو وہ سمجھ لے کہ بچوں کی کیا تربیت ہو رہی ہے یا بیوی اپنے شوہر پر ڈانٹ پھٹکار کر رہی ہے تو بچوں پر اس کا کتنا بُرا اثر پڑتا ہے۔ اس لیے دونوں کو چاہیے کہ اپنی زبانوں کو قابو میں رکھیں اور اپنے بچوں کی نظر میں احترام بنائیں۔ میاں بیوی کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے۔ سب سے بہتر بیوی وہ ہے جو خاوند کے ساتھ اچھی ہو، نیک اور فرمانبردار ہو۔ بہترین خاوند وہ ہے جو بیوی کے لیے اچھا ہو، اس کے ساتھ محبت کا سلوک کرے اور اچھی معاشرت کرے۔ جب تک میاں بیوی کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہوگا، اس وقت تک وہ محبت کی زندگی نہیں گزار سکیں گے۔ جو میاں بیوی ہر وقت لڑائی جھگڑا کرتے ہیں، ان کی نیکیوں کی قبولیت خطرہ میں ہوتی ہے۔ دونوں کی زندگی میں توازن ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لیے بیوی اور خاوند دونوں کو چاہیے کہ خوش گوار تعلقات رکھیں۔ ہنستے بولتے اور ہلکے پھلکے انداز سے بات چیت کریں۔ اس سے رب راضی ہوتا ہے۔ میاں بیوی کو قلبی سکون ملتا ہے۔ میاں اور بیوی کے ایک دوسرے کے اوپر حقوق دراصل حقوق العباد ہیں۔ خاوند اپنی بیوی کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے۔ اس کی رہائش کا بندوبست کرتا ہے۔ اس کا نان نفقہ ادا کرتا ہے۔ بیوی کو ملازمہ نہ سمجھے۔ اسے گالیاں نہ دے۔ اس کے ماں باپ کو گالیاں نہ دے۔ بیوی بھی صبر کرے اور خاوند کو جواب نہ دے اور جھگڑا نہ بڑھائے۔ وہ

۱۔ دونوں ایک دوسرے سے بدزبانی اور طعن و تشنیع سے پیش نہ آئیں۔

Marfat.com

۲۔ میاں بیوی دونوں رزقِ حلال پر خوش رہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکرادا کریں۔

۳۔ میاں بیوی ایک دوسرے سے بات کرتے وقت اچھے اور موزوں الفاظ کا انتخاب کریں۔

۴۔ میاں بیوی ایک دوسرے پر اعتماد کریں۔

۵۔ میاں بیوی دونوں بدگمانی سے بچیں۔

۶۔ میاں بیوی ایک دوسرے کی اچھی باتوں پر نظر رکھیں۔

۷۔ دونوں ایک دوسرے سے محبت کا اظہار کریں۔

۸۔ ایک دوسرے کی غلطیوں کو معاف کردیں۔

۹۔ لوگوں کے سامنے ایک دوسرے کو نیچا نہ دکھائیں

۱۰۔ ایک دوسرے کا تحفظ کریں۔

۱۱۔ ایک دوسرے کے کام کی تعریف کریں۔

۱۲۔ ایک دوسرے کے والدین کا احترام کریں۔

۱۳۔ میاں بیوی دونوں اُونچا بولنے سے گریز کریں۔

۱۴۔ میاں بیوی مشکل وقت میں ایک ہو جائیں۔

۱۵۔ میاں بیوی آپس میں ہٹ دھرمی سے بچیں۔

۱۶۔ دونوں ہی گڑے مُردے نہ اکھاڑیں۔

۱۷۔ میاں بیوی اپنے غصہ کو قابو میں رکھیں۔

۱۸۔ رائی کا پہاڑ نہ بنائیں۔

۱۹۔ اگر بات غلط ہونے لگے تو بات کا رُخ موڑ لیں۔

۲۰۔ ایک دوسرے کے لیے اندازے نہ لگائیں۔

۲۱۔ ایک دوسرے کا دل خوش کرنے کی کوشش کریں۔

۲۲۔ کچھ وقت نکال کر ایک دوسرے کو اپنی اپنی کارگزاری سنائیں۔

۲۳۔ کوئی ایسی بات نہ کریں کہ دوسرے کا دل دُکھے۔

۲۴۔ اگر میاں بیوی میں کبھی اختلافِ رائے ہو تو ناراض حالت میں نہ سوئیں بلکہ

Marfat.com

ایک دوسرے کو منا کر سوئیں۔

۲۵۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو بار بار مسکرا کر دیکھیں۔

۲۶۔ میاں بیوی دونوں اکٹھے کھانا کھائیں۔

۲۷۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو کبھی کبھی تحفے دیں۔

۲۸۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے ذاتی کاموں میں لاپرواہی نہ کریں۔

۲۹۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ ہنس مکھ رہیں۔

۳۰۔ اگر ان کے درمیان کسی مسئلہ پر بحث ہو تو اس مسئلہ کو لٹکا دینے کی بجائے اس کا کوئی حل ڈھونڈیں۔

۳۱۔ میاں بیوی کو کبھی کبھار تفریح کے لیے جانا چاہیے۔

۳۲۔ اگر میاں یا بیوی کو کبھی دُور جانا پڑے تو جب بھی دُور ہوں تو آپس میں رابطہ رکھیں ٹیلی فون پر یا خط و کتابت سے۔

۳۳۔ بیوی کو چاہیے کہ خاوند کے سامنے صاف ستھرا رہے۔ اسی طرح خاوند کو بھی چاہیے کہ بیوی کے سامنے میلا کچیلا نہ رہے اور صاف ستھرا رہے۔

۳۴۔ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک سے رہیں۔

۳۵۔ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کریں۔

۳۶۔ ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولیں۔

۳۷۔ ایک دوسرے کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کریں۔

۳۸۔ مخلوط محفلوں سے بچیں۔

۳۹۔ ایک دوسرے کے کام کاج میں مدد کریں۔

۴۰۔ تیسرے بندے کی خاطر میاں بیوی آپس میں نہ لڑیں۔

۴۱۔ ایک دوسرے کے رشتہ داروں سے بے اعتنائی نہ برتیں۔

۴۲۔ ایک دوسرے کے رشتہ داروں کی تقریبات میں دونوں شریک ہوں۔

۴۳۔ ایک دوسرے پر نکتہ چینی نہ کریں۔

۴۴۔ ایک دوسرے پر الزام نہ لگائیں۔

Marfat.com

۴۵۔ ایک دوسرے کے رشتہ داروں کے طعنے نہ دیں۔

۴۶۔ ایک دوسرے کو گالیاں یا بددعائیں نہ دیں۔

۴۷۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔

۴۸۔ ایک دوسرے کے عیبوں پر پردہ ڈالیں۔

۴۹۔ دونوں رازوں کی حفاظت کریں۔

بیوی اپنے سسرال والوں سے محبت کرے اور اُن کی عزت کرے۔ اپنی ساس اور سسر کو اپنا بزرگ مان کر ان کی خدمت کرے۔ اسی طرح خاوند بھی اپنی ساس اور سسر اور بیوی کے رشتہ داروں کی عزت کرے اور اُن سے محبت کرے۔ اگر اس کے سسرال میں کسی کو مدد چاہیے تو اُن کے کام آئے۔ اس طرح اللہ بھی خوش ہوتا ہے اور دعا بھی ملتی ہے اور اپنے گھر میں بھی اسے خوشی اور سکون ملتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے مسائل کو میاں بیوی باہم بیٹھ کر آرام سے حل کریں دونوں کو چاہیے کہ باتوں کے دوران اپنا اپنا لہجہ نرم رکھیں۔ اپنی زبانوں کو قابو میں رکھیں۔ جوش یا طیش میں نہ آئیں۔ بعض اوقات معمولی سی بات پر تکرار اتنی بڑھ جاتی ہے کہ جھگڑے کی صورت اختیار کر جاتی ہے۔ پھر بیوی کی زبان اور خاوند کا ہاتھ چلنے لگتا ہے۔ دونوں کو بات کرتے وقت ایک دوسرے کے مقام اور جذبات کا خیال کرنا چاہیے اور ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ بعض اوقات لوگوں کے بہکانے میں آ کر میاں بیوی آپس میں اُلجھ پڑتے ہیں۔ اگر دونوں میں سے کوئی بات پر اڑ جائے تو کشیدگی پیدا ہوتی ہے۔ غصہ کی وجہ سے میاں اور بیوی اپنی اپنی بات واضح نہیں کر پاتے۔ کبھی کبھی تو مذاق میں کہی ہوئی کسی بات کو سنجیدگی سے لے لیا جاتا ہے۔ اس لیے موقع کے مطابق ناپ تول کر بات کرنی چاہیے۔ ازدواجی زندگی ایک خوبصورت بندھن ہے۔ اس میں غصہ اور شک داخل نہیں ہونا چاہیے۔

اگر شوہر اور بیوی دونوں ملازمت کر رہے ہوں تو جب گھر میں ہوں تو ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ ایک دوسرے کی پسند اور پسندیدہ مشغلہ کا خیال کریں۔ جب گھر میں داخل ہوں تو ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں اور خوش مزاجی کو قائم رکھیں۔ اگر کوئی بات پسند نہیں بھی ہو تو پھبتی نہ کسیں اور نہ مذاق اُڑائیں۔ اگر مرد کو بیوی کے ساتھ

Marfat.com

اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو بیوی کو بھی دُنیا کی بہترین متاع فرمایا ہے اور یہ بات حقیقت ہے کہ بیوی کے ساتھ سلوک کرنے اور اچھے اخلاق کی برکت سے مرد ولی اللہ بن جاتا ہے۔

میاں بیوی کو چاہیے سال میں ایک آدھ بار کہیں دوسرے مقام پر جائیں اور سیرو تفریح کر کے تازہ دم ہو جائیں۔تھوڑے دنوں کی تبدیلی سے بہت خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے ہمدرد، ہمدم اور ہم راز ہوں تو ازدواجی زندگی بہت اچھی گزر سکتی ہے۔میاں بیوی آپس میں کئی باتوں اور عادتوں کا سمجھوتہ کر لیں اور کبھی کسی بات کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ دونوں ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھ لیں۔اگر خاوند بیمار پڑ جائے تو بیوی اس کی تیمارداری کرے اور اگر بیوی بیمار ہو تو خاوند اس کے علاج اور آرام کا خیال رکھے۔زچگی کے دوران خاوند اپنی بیوی کو زیادہ توجہ دے تاکہ اُسے کوئی ذہنی دباؤ نہ پہنچے اور اور وہ جلد سے جلد ٹھیک ہو کر گھر اور بچوں کو سنبھال سکے۔بیماری کے دوران ایک دوسرے کو ہمدردی اور شفقت دکھائیں اور جھڑکیں نہیں۔کسی قسم کا ذہنی تناؤ اور چڑچڑاپن ظاہر نہ کریں۔

میاں بیوی کے درمیان توازن رہنا چاہیے۔جس طرح شوہر چاہتا ہے کہ جب وہ گھر آئے تو بیوی اسے غصے اور چڑچڑے پن سے نہ ملے، اسی بیوی کے سامنے شوہر گھر میں دندناتا ہوا نہ آئے۔ دونوں کو ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراہٹ دینی چاہیے۔ بیوی گھر میں جو کام کاج کرتی ہے وہ اپنی اخلاقی ذمہ داری سمجھ کر کرتی ہے۔اس لیے خاوند کو چاہیے کہ بیوی کی قدر کرے اور اسے داد دے۔

ایام حیض میں صحبت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔حیض یا نفاس کی حالت میں بیوی کا شوہر کے پاس جانا درست نہیں ہے۔ جب حیض بند ہو جائے یا جب ولادت کے بعد خون مکمل طور پر بند ہو جائے تو بیوی نہا دھو کر نماز بھی پڑھ سکتی ہے اور شوہر کے ساتھ صحبت بھی کر سکتی ہے۔اس کے لیے چالیس دن تک انتظار کرنے کی کوئی شرعی شرط نہیں ہے۔ دونوں کا ایک دوسرے سے تعاون زیادہ محبت کا سبب بنتا ہے۔شوہر کو بیوی کی ضروریات کا احساس ہونا چاہیے اور بیوی کو شوہر کی آمدنی کا۔اس طرح بچوں کی تربیت

Marfat.com

بھی صحیح طریقے سے ہو جاتی ہے اور گھریلو ماحول بھی خوشگوار اور پرسکون رہتا ہے۔ اگر میاں بیوی کے درمیان ناچاقی رہتی ہو تو اس کا خراب اثر اولاد پر پڑتا ہے۔ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کا پردہ رکھیں۔ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کی زبان پر اعتبار کریں اور ایک دوسرے پر شک نہ کریں۔ ایک دوسرے پر شک دل میں رکھنے کی بجائے کھُل کر ایک دوسرے پوچھ لیں تا کہ دونوں کے دل صاف ہو جائیں۔ جس کسی کی بھی غلطی ہو، اس کا اعتراف کر کے معذرت کر لے۔ میاں بیوی کی آپس کی کوئی بات بھی اُن کے گھر سے باہر نہیں نکلنی چاہیے۔ دونوں اپنے اندر قوت برداشت پیدا کریں۔ ایک دوسرے سے نباہ کریں اور گھر کے ماحول کو پراگندہ نہ بنائیں۔ دونوں ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کرنے کی عادت ڈالیں۔ دل میں غصہ، کینہ یا بُغض نہ رکھیں۔ ہنس کھیل کی زندگی گزاریں۔ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس فرمایا ہے تا کہ وہ ایک دوسرے کے محرم رہیں۔ اگر میاں کو بیوی کی کوئی عادت ناپسند ہو تو اسے آرام سے علیحدگی میں سمجھائے، اسی طرح اگر بیوی کو کوئی عادت خاوند کی اچھی نہ لگے تو علیحدگی میں اسے نرمی سے مناسب الفاظ میں بتائے۔ اگر بیوی رُوٹھے تو خاوند اُسے منائے اور اگر خاوند ناراض ہو تو بیوی اسے راضی کر لے مگر ایک دوسرے سے بحث مباحثہ یا لڑائی جھگڑا نہ کریں۔ جو بات بھی ہو، کوشش کریں کہ آپس میں خود ہی نبٹائیں۔ گھر کی بات گھر میں رہنے دیں۔ اسی میں خیر بھی ہے اور عزت بھی۔ ایک دوسرے سے کوئی بات نہ چھپائیں اور آپس میں راز دار بنیں۔ میاں بیوی دونوں اپنی سوچ کو مثبت رکھیں اور درگزر سے کام لیں۔ بات چھپانے سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔

کئی دفعہ شوہر اور اس کے گھر والے بیٹیوں کی ولادت پر بیوی کو قصور وار ٹھہراتے ہیں اور بیٹا پیدا نہ کرنے کی صورت میں اس کو نظروں سے گرا دیتے ہیں۔ حالانکہ بیوی کا اس میں کچھ قصور نہیں ہوتا۔ لڑکا یا لڑکی دونوں کی جنس کا تعلق مرد کے نُطفے سے ہوتا ہے۔ ویسے بھی کسی مسلمان کی شان نہیں کہ وہ لڑکیوں کو برا سمجھے بلکہ لڑکیاں ہونا خوش قسمتی ہے۔ امام واثلہ بن الاشع رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے صالح فرماتے ہیں کہ جب بھی ہمارے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تو فرماتے کہ یہ خوشی کی بات ہے، اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اکثر

Marfat.com

لڑکیوں کے باپ ہوا کرتے تھے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں......پھر حدیث ہے کہ جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کر کے انہیں بیاہ دیا تو وہ جنتی ہے۔اس لیے شوہروں کو چاہیے کہ بیٹی کی پیدائش پر بیویوں کو موردِ الزام نہ ٹھہرائیں۔

اگر خدانخواستہ میاں اور بیوی میں ناچاقی زیادہ بڑھ جائے اور کسی صورت میں بھی صلح نہ ہو رہی ہو تو اس صورت میں بھی وہ باہر جا کر واویلا نہ مچائیں۔میاں بیوی ایک دوسرے کی لوگوں کے سامنے سُبکی کر کے خوش نہ ہوں اور نہ ہی وہ ایک دوسرے پر الزام تراشی کریں یا کیچڑ اُچھالیں۔آپس کے جھگڑے کو مشتہر نہ کریں۔گھر کا معاملہ اخباروں یا کچہریوں تک نہیں پہنچنا چاہیے۔اگر جھگڑا طول پکڑ جائے تو ایک بزرگ شخص خاوند کے خاندان کا اور ایک بیوی کے خاندان کا بطور ثالث مقرر کیا جائے۔اگر وہ دونوں ثالث نیک نیت ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے صلح کرانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔میاں اور بیوی پہلے سے اس بات پر رضا مند ہو جائیں گے کہ دونوں ثالث طے کر جو فیصلہ کریں گے، انہیں قبول ہوگا۔دونوں ثالثوں کو از خود کوئی اختیار بجز صلح کرانے کے نہیں ہوگا۔اگر وہ صلح کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکیں تو پھر عدالت کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔[۱۵]

دونوں ثالثوں کو متنبہ فرما دیا گیا ہے کہ تم کوئی بے انصافی یا کج روی کرو گے تو تم کو بھی ایک علیم و خبیر سے سابقہ پڑنا ہے۔

میاں اور بیوی کے درمیان شیطان تفرقہ ڈالتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ابلیس لعین اپنا تختِ حکومت پانی (یعنی سمندر) پر رکھتا ہے اور وہاں سے اپنی فوجوں کو روانہ کرتا ہے تا کہ وہ لوگوں کو فتنہ اور گمراہی میں مبتلا کریں۔اس کی فوجوں میں ابلیس کا سب سے بڑا مقرب وہ ہے، جو سب سے بڑا فتنہ انداز ہو۔اُن میں سے ایک واپس آ کر کہتا ہے کہ "میں نے فلاں فلاں فتنے پیدا کیے ہیں۔"

ابلیس اس کے جواب میں کہتا ہے: "تُو نے کچھ نہیں کیا"

پھر ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے: "میں نے ایک بندے کو گمراہ کرنا

---

۱۵ معارف القرآن جلد نمبر ۲، ص ۴۰۴

Marfat.com

شروع کیا اور اس وقت تک اس شخص کا پیچھا نہیں چھوڑا، جب تک کہ اس کی اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہ ڈال دی۔"

ابلیس یہ سُن کر اس کو اپنے قریب بٹھا لیتا ہے اور اسکو گلے لگا کر کہتا ہے کہ "تو نے اچھا کام کیا۔" (مسلم)

میاں بیوی آپس میں طے کر لیں کہ جب خاوند بول رہا ہو تو بیوی سُنے اور جب بیوی بولے تو خاوند سُنے۔ درمیان میں ایک دوسرے کی بات کو نہ کاٹیں اور درگذر کرنے عادت بنائیں۔ دونوں کو اپنی اپنی حیثیت کا احساس کرنا چاہیے۔ بیویوں میں سب سے بہتر بیوی وہ ہے جو خاوند کی فرمانبردار اور نیک ہو۔ حدیث پاک ہے کہ خاوندوں میں سے بہتر خاوند وہ ہے جو عورتوں کے لیے بہتر ہو ان کے ساتھ الفت او رمحبت کا سلوک رکھے۔ خاوند گھر میں وقار سے رہے۔ میاں بیوی جب نیک بنیں گے، تب ایک بنیں گے۔ میاں بیوی جھگڑ پڑیں اور پھر صلح کر لیں تو اُن کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ میاں بیوی ایک دُوسرے کو معاف کر دیں اور دِلوں کو صاف کر لیں۔ میاں بیوی ازدواجی تعلقات کو اعتدال سے رکھیں۔ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ حُسنِ سلوک اس کے ساتھ خندہ پیشانی کا مظاہرہ کرنا اور اس کی ناگوار باتوں پر صبر کرنا بھی بہت ثواب کا کام ہے۔ میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے دونوں کو ان کے فرائض بتائے ہیں۔ اس طرح زندگی کی گاڑی چلتی ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائیں باہمی اعتماد ہونا چاہیے۔ اگر اعتماد نہیں ہوگا تو قسمیں بھی کام نہیں آئیں گی۔ خوشگوار ازدواجی زندگی اعتماد سے ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "جس نے بیوی کو خاوند کے خلاف بھڑکایا، وہ ہم میں سے نہیں"

دونوں میاں بیوی رازوں کی حفاظت کریں اور دوستوں اور سہیلیوں کو راز کی بات نہ کریں۔ دونوں ان سے اپنی ہم بستری کی بات بھی نہ کریں۔ دونوں ایک دوسرے کی جنسی حقوق کی ادائیگی کریں اور ایک دوسرے کی شہوت کو پورا کریں۔

Marfat.com

# رہبانیّت

رہبانیّت کیا ہے؟ رہبانیّت کا لفظ رہبان سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے ''ڈرنے والا'' اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی۔ اُن کی اُمت میں جن لوگوں نے ان کا اتباع کیا تھا، ان میں سے بعض حضرات نے خود سے جائز لذتوں اور اختلاط کو چھوڑ دیا اور رہبانیّت اختیار کر لی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو واجب نہیں فرمایا تھا۔ ان راہبوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے یہ طریقہ اختیار کیا تھا مگر ان راہبوں میں ہی سے چند لوگوں نے اپنے عہدِ رہبانیّت کی رعایت نہیں کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کچھ لوگوں نے اپنے اپنے اُوپر دُنیا کی آسائشوں اور لذتوں کو چھوڑ دیا تھا۔ انہوں نے اپنے اُوپر لازم کرلیا تھا کہ نکاح۔ کھانا پینا اور مکان وغیرہ کو چھوڑ چھاڑ کرلوگوں سے دُور جنگلوں میں جا کر زندگی گزاریں تا کہ اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ ان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے خوف سے تھا۔ ایسے لوگ 'راہب' کہلانے لگے تھے۔

وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ج

ترجمہ: اور ایک ترک دنیا کی جو انہوں نے نئی بات نکالی تھی۔ ہم نے نہیں لکھا تھا یہ ان پر مگر کیا چاہیئے کہ اللہ کی رضا مندی پر نہ نباہا اس کو جیسے چاہتے تھا نباہنا۔ [۱]

بنی اسرائیل کے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے رہبانیت اختیار کر کے صبر کیا تھا، وہ نجات یافتہ لوگوں میں سے ہیں۔ رہبانیت ترکِ لذّات اور ترکِ مباحات

---

[۱] معارف القرآن جلد نمبر ۸، حدید ۲۷، ص ۳۲۲

Marfat.com

کا نام ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہُوئی چیزوں کو حرام قرار دیا تو یہ سراسر غلط اور حرام ہے۔ ان راہبوں میں سے بعض لوگوں نے کوتاہی کی اور اپنے عہد سے پھر گئے۔ جب ان لوگوں نے اپنے اوپر لذات کو ترک کر دیا تھا تو ان پر یہ لازم تھا کہ اپنے فیصلے پر قائم رہتے اور اس کی پابندی کرتے۔ مباحات کے چھوڑنے کو حرام نہیں کہتے، کیوں کہ یہ نفس پر قابو پانے کے لیے ہوتا ہے۔ یہی تو تقویٰ ہے۔ دین اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ اسلام میں راہبانہ طریقے سے ترکِ تعلقات کی نہیں بلکہ ضروری تعلقات کو قائم رکھنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ والدین، اولاد، بہن بھائی رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر لازم فرمائے ہیں۔ ان حقوق کو نظر انداز کر کے کسی دینی خدمت یا نفلی عبادات میں مشغول ہو جانا ٹھیک نہیں بلکہ یہ جائز بھی نہیں ہے۔ کسی مباح چیز کا استعمال ہو جانا ٹھیک نہیں بلکہ یہ جائز بھی نہیں ہے۔ کسی مباح چیز کا استعمال نہ کرنا اور ثواب کی غرض سے جان بوجھ کر اس سے پرہیز کرنا صحیح نہیں ہے۔

شروع شروع میں رہبانیت اختیار کرنے والوں نے اپنی رضا سے یہ قدم اُٹھایا تھا حالانکہ اس وقت یہ کوئی اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں تھا۔ پھر ان میں سے بعض لوگ اپنے اس فیصلے پر مکمل طور پر قائم نہ رہ سکے اور اپنی رضا سے کئے ہوئے عہد کو نباہ نہ سکے۔ وہ عیش و عشرت کرنے لگے اور لوگوں سے تحفے تحائف اور نذرانے قبول کرنے لگے۔ جب ان لوگوں نے اپنے اوپر سوچ سمجھ کر لذات کو ترک کر دیا تھا تو اس کی پابندی کرنا بھی اُن پر لازم تھا مگر وہ ایسا نہ کر سکے تھے اور بھٹک گئے تھے۔

اسلام نے عیسائی راہبوں، جوگیوں اور بھکشوؤں کی طرح قطع لذات سے منع فرمایا ہے۔ کئی مذہب کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالے اور اپنے نفس کو دنیا کی لذتوں سے محروم کئے بغیر اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل نہیں ہو سکتا، حالانکہ راہِ راست اختیار کرنے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق عمل کر کے انسان اپنے نفس پر قابو پا کر بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہوں میں سونا چاندی کی کچھ وقعت نہ تھی۔ جتنی کسی کی محبت دنیا سے کم ہوگی، اتنی ہی

Marfat.com

اس کی توجہ عبادات میں زیادہ ہوگی اور اس کو ثواب زیادہ ملے گا کیونکہ ایسا شخص ذکر الٰہی اور عبادت زبان سے نہیں بلکہ دل سے کرتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دنیا بذاتِ خود ناجائز نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ممنوع ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں مانع ہوتی ہے۔ اسی طرح فقر بھی اسی لئے مطلوب ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے دُور کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا گزر ایک گرجا پر ہوا۔ وہاں پر ایک راہب دنیا سے منقطع ہو کر رہتا تھا۔ انہوں نے اس کو 'راہب' کہہ کر پکارا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر دوسری دفعہ آواز دی، تب بھی وہ نہ بولا۔ پھر جب انہوں نے تیسری دفعہ اسے آواز دی تو وہ ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: ''میں راہب نہیں ہوں۔ راہب تو وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کی کبریائی میں اس کی تعظیم کرتا ہو۔ اس کی بلاؤں پر صبر کرتا ہو۔ اس کے تقدیری فیصلوں پر راضی ہو۔ اس کی نعمتوں پر شکر کرتا ہو۔ اس کی عظمت کے سامنے تواضع سے رہتا ہو۔ اس کی عزت کے مقابلے میں اپنے آپ کو ذلیل رکھتا ہو۔ اس کی قدرت کاملہ کی اطاعت کرنے والا ہو۔ اس کی ہیبت سے عاجزی کرتا ہو۔ اس کے حساب اور اس کے عذاب کی ہر وقت فکر میں رہتا ہو۔ دن میں روزہ رکھتا ہو۔ رات کو بیدار رہتا ہو۔ جہنم کے خوف نے اور میدانِ حشر کے سوال نے اس کی نیند اڑا دی ہو۔ جس میں یہ ساری باتیں ہوں، وہ راہب ہوتا ہے۔''

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو جانتے ہیں، پھر بھی اس سے ان کا رشتہ ٹوٹا ہوا ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''صرف دُنیا کی محبت نے اور اس کی زیب و زینت نے اُن کا رشتہ توڑ رکھا ہے۔ دنیا گناہوں کا گھر ہے۔ سمجھدار اور عاقل وہ شخص ہے جو اس کو اپنے دل سے پھینک دے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور ایسے کام کرے جو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں۔'' [۲]

عیسائی راہبوں کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ نفس اور جسم کے حقوق ادا کرنے کو روحانی

[۲] فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۴۲۹

Marfat.com

ترقی میں رُکاوٹ سمجھتے ہیں اور اُن کے نزدیک اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا، دنیاوی لذتوں سے محروم کرنا اور دُنیا کی آسائشوں سے منقطع ہوئے بغیر اللہ تعالیٰ کی قُربت نہیں ہو سکتی۔ ایک دفعہ صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت نے فیصلہ کیا کہ وہ ہمیشہ روزے رکھیں گے، راتوں کو جاگ کر عبادت کریں گے، گوشت نہیں کھائیں گے اور عورتوں سے تعلق نہیں رکھیں گے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے ایسی باتوں کا حکم نہیں دیا گیا۔ تمہارے نفس کے بھی تم پر حقوق ہیں۔ روزہ بھی رکھو اور کھاؤ پیو بھی۔ راتوں کو قیام بھی کرو اور سوؤ بھی۔ مجھے دیکھو! میں سوتا بھی ہوں۔ قیام بھی کرتا ہوں۔ روزے بھی رکھتا ہوں۔ گوشت بھی کھاتا ہوں۔ جو میرے طریقے کو پسند نہیں کرتا، وہ مجھ سے نہیں ہے۔'' فرمایا: ''یہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے عورتوں، اچھے کھانوں، خوشبوؤں، نیند اور دنیا کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ میں نے تو راہب بننے کی تعلیم نہیں دی ہے۔ ضبطِ نفس کے لئے میرے ہاں روزہ رکھو، اللہ کی بندگی کرو، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، حج و عمرہ کرو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو'' ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے سُنا کہ وہ ایک مدت سے اپنی بیوی کے پاس نہیں گیا اور دن رات عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی رضی اللہ عنہ کو بُلوا کر حکم دیا: ''ابھی بیوی کے پاس جاؤ''

صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''میں روزے سے ہُوں''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''روزہ توڑ دو اور جاؤ''

کسی غزوہ میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ ایک غار کے پاس سے گزرے۔ اس غار کے اردگرد سایہ دار درخت بھی تھے اور پاس ہی پانی کا چشمہ بھی تھا۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: ''یا رسول اللہ! مجھ کو ایک غار مل گیا ہے، جس میں ضرورت کی سب چیزیں ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ ترکِ دنیا کر کے وہاں گوشہ نشین ہو جاؤں''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں یہودیت یا نصرانیت لے کر دنیا میں نہیں آیا۔ میں آسان اور سہل ابراہیمی مذہب لے کر آیا ہُوں'' ۳

---

۳ سیارہ ڈائجسٹ، اخلاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر، ص ۱۶۷

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک عورت نے اپنے خاوند کے بارے میں بتایا کہ ''اس کا شوہر دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے اور مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا''

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ اس عورت کا خاوند جتنی چاہے، تین راتوں تک عبادت کرتا رہے مگر چوتھی رات لازماً وہ اپنی بیوی کے پاس جائے کہ اس کا حق ہے۔

ایک دفعہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کی شہرت سن کر ایک شخص اُن کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا: ''میرے وطن کے فلاں بزرگ نے دنیا سے یکسر قطع تعلق کر لیا ہے اور ایک پہاڑ میں معتکف ہو کر عبادت میں مصروف ہو گئے ہیں، انہوں نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔''

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''دنیا سے یکسر قطع تعلق کر کے کسی غار میں معتکف ہو جانا کوئی جوانمردی نہیں ہے۔ مرد وہ ہے جو دُنیا میں رہ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم رکھے اور دنیا سے گُم ہو کر نہ رہ جائے''

رہبانیّت کا لفظ اکثر لذات اور مباحات کو چھوڑ دینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ صوفیاء کم خوراک، کم سونے اور کم ملنے جُلنے کی نصیحتیں کیا کرتے تھے کیونکہ ان سے نفس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ بنی اسرائیل کے وہ لوگ جنہوں نے رہبانیت اختیار کی اور اس کے لوازم کو پورا کیا تو وہ بھی نجات یافتہ لوگوں میں سے ہیں۔ یہ کوئی شرعی حکم نہ تھا۔ لوگوں نے اپنی مرضی سے اپنے لئے یہ راستہ چُنا تھا مگر آگے چل کر چند لوگ اس کو نبھا نہ سکے۔ پس رہبانیّت اس ترکِ دنیا اور ترک تعلقات کا نام ہے، جس میں تمام لذائذ اور حلال اشیاء کو عبادت کی نیت سے چھوڑ دیا جائے، تمام دنیاوی معاملات، ازدواج اور رشتہ داری کے تعلقات کو چھوڑ دیا جائے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ترک دُنیا اس کا نام ہے کہ تمہارا اعتماد اللہ تعالیٰ کے اوپر زیادہ ہے اس چیز کی نسبت جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ یعنی ترکِ دنیا اس کا نام نہیں کہ تم اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہُوئی چیزوں کو حرام کر لو۔ (مظہری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رہبانیت اختیار کرنے والی

Marfat.com

جماعت کو نجات یافتہ کہا گیا ہے۔ رہبانیت میں کسی مباح و حلال چیز کو اعتقاداً یا عملاً حرام قرار دینا دین کے خلاف ہے اور یہ صورت قطعاً حرام ہے۔ صوفیائے کرام بھی کم کھانے، کم سونے، اور کم اختلاط کے لیے نصیحت فرماتے ہیں، کیونکہ یہ بھی ریاضت ہے اور اس سے نفس کو قابو میں رکھا جا سکتا ہے اور اگر ناجائز تک پہنچنے کا خطرہ نہ ہو تو یہ پرہیز چھوڑ دینا چاہیے۔ یہ دراصل تقویٰ ہے۔ مال کی کثرت میں قیامت کے دن حساب کا طویل ہونا مسلم ہے، اس لئے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کے بقول فقراء نے تین چیزوں کو پسند کیا۔

☆ نفس کی راحت ☆ حساب کا مختصر ہونا

☆ دل کا فارغ ہونا (احیاء)

بُرے لوگوں سے ترکِ تعلق تو کریں لیکن زبان سے انہیں بُرا نہ کہیں۔

خاتم النبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رہبانیت کو ناپسند فرماتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض لوگ طبعی میلان اور ثواب حاصل کرنے کے لئے رہبانیت اختیار کرنے کے لیے بھی تیار تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ کچھ لوگ مفلسی کی وجہ سے شادی نہیں کر سکتے تھے اور نفس پر قابو بھی نہیں پا سکتے تھے۔ وہ لوگ اپنا عضو تناسل کاٹ دینا چاہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کا علم ہُوا تو ناراض ہوئے۔ حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ ایک دن ایک دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض کیا: ''ہم میں سے ایک نے ترکِ حیوانات اور دوسرے ترکِ نکاح کا ارادہ کیا ہے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں تو دونوں سے متمتع ہوتا ہُوں''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی نہ پا کر دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے ارادے سے باز آئے۔ [۲]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عہد کر لیا تھا کہ وہ ہمیشہ دن کو روزے رکھیں گے اور رات بھر عبادت کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ہُوئی تو انہیں بُلا کر سمجھایا کہ ''تم پر تمہارے جسم کا حق ہے، آنکھ کا حق ہے، بیوی کا حق ہے۔ مہینے میں تین روزے کافی ہیں۔''

---

[۲] سیارہ ڈائجسٹ، اخلاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۶۳

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''مجھ کو اس سے زیادہ طاقت ہے''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا ایک دن بیچ دے کر۔ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو، کہ یہی داؤد علیہ السلام کا روزہ تھا اور یہی افضل الصیام ہے''

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''مجھ کو اس سے بھی زیادہ طاقت ہے''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بس اس سے زیادہ بہتر نہیں'' ۵

ایک دفعہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ایک صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''میں رات بھر نماز پڑھوں گا''

دوسرے نے عرض کیا: ''میں کبھی شادی نہیں کروں گا''

تیسرے نے عرض کیا: ''میں عمر بھر روزے رکھوں گا''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ تاہم روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو شخص میرے طریقے پر نہیں چلتا، وہ میرے گروہ سے خارج ہے۔'' ٦

---

۵ سیارہ ڈائجسٹ، اخلاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر، ص ۱۶۳ ٦ اخلاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر ۱۶۴، ۱۶۶

Marfat.com

# شراب نوشی

دینِ اسلام کے آنے سے پہلے پُورے عرب ملک میں شراب پینے کی عادت عام تھی۔ مدینہ منورہ میں بھی لوگ کثرت سے شراب پیا کرتے تھے۔ چونکہ اس وقت تک شراب پینا حرام نہیں قرار دیا گیا تھا۔ مہاجرین اور انصار بھی شراب نوشی کیا کرتے تھے۔ ایک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ رضی اللہ عنہ ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوئے اور شراب و جوا کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ دلائی اور عرض کیا کہ ان دونوں چیزوں سے مسلمان مال اور عقل برباد کر رہے ہیں۔ شراب نوشی سے ہوش نہیں رہتا اور عقل کام نہیں کرتی اور جب عقل کام نہیں کرتی تو وہ کئی دوسرے بُرے کام بھی کرتے ہیں۔ لوگ ان کے ظاہری فائدے دیکھتے تھے اور برائیاں انہیں نظر نہیں آتی تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہُوا۔

''مجھ سے پُوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جُوئے کا، کہہ دے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدے بھی لوگوں کو مگر ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے فائدے سے''۔[1]

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں شراب نوشی اور جوئے بازی کی بُرائیاں فرمائیں۔ جن لوگوں کو شراب کی برائیاں سمجھ آ گئیں، انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر باقی لوگ بدستور پیتے رہے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں چند احباب کو دعوت دی۔ انہوں نے کھانے کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی تواضع شراب سے بھی کی۔ اتنے میں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ امام نے نشہ کی وجہ سے 'قُل یاَیُّھا الکٰفِرُون' کی تلاوت غلط طریقے سے کر دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:

---

[1] معارف القرآن جلد نمبر ۱، بقرہ ۱۲۹، ص ۵۲۱

Marfat.com

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ، نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب تم جانو کہ کیا کہہ رہے ہو''

سورۃ بقرۃ میں تو اللہ تعالیٰ نے صرف شراب اور جوئے میں صرف ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔ النساء میں شراب کے متعلق دُوسرا حکم ہوا۔ لوگوں نے شراب پینے کے اوقات تبدیل کر لئے تاکہ وہ نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے نہ جائیں۔ کچھ صحابہ کرام ؓ نے شراب نوشی ترک کر دی۔ دوسرے لوگ نماز کے اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات میں شراب پیتے تھے۔

ایک حضرت عتبان بن مالک ؓ نے صحابہ کرام ؓ کی دعوت کی کھانے کے بعد شراب کا دور چلا۔ حضرت سعد بن وقاص ؓ نے جو اشعار پڑھے، ان میں انہوں نے مہاجرین مسلمانوں کی تعریفیں کیں اور انصار کی ہجو...... اُن کے اشعار سن کر ایک انصار مسلمان کو غصہ آ گیا۔ اُس نے طیش میں آ کر اونٹ کے جبڑے کی ایک ہڈی حضرت سعد بن وقاص ؓ کے سر پر دے ماری اور انہیں زخمی کر دیا۔

حضرت سعد بن وقاص ؓ نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ پھر قرآن مجید میں تیسرا حکم نازل ہُوا۔

''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں، سو ان سے بالکل الگ الگ رہو تا کہ تم کو فلاح ہو، شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے آپس میں بُغض اور عداوت پیدا کر دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے۔'' [۲]

قرآن پاک میں سب سے پہلے سورۃ بقرہ میں شراب نوشی سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا، پھر سورۃ نساء میں شراب نوشی کو نماز اور عبادت کے دوران منع کیا گیا اور سورۃ المائدہ میں شراب کو قطعی طور پر حرام کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو سمجھایا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو قطعی طور پر شراب ناپسند ہے، اس لئے جن لوگوں کے پاس اس وقت شراب موجود ہے وہ اسے نہ تو پی سکتے ہیں اور نہ ہی بیچ سکتے ہیں۔ اس لئے اسے وہ ضائع کر دیں۔

---

[۲] تفہیم القرآن جلد نمبر ۱، المائدہ ۹۱ ص ۵۰۱

Marfat.com

یہ حکم سنتے ہی اسی وقت لوگوں نے مدینہ منورہ کی گلیوں میں شراب کو بہا دیا۔ بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ''ہم یہودیوں کو تحفقاً کیوں نہ بھیج دیں؟''

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ چیز حرام کی ہے، اس نے اسے تحفہ دینے سے بھی منع کیا ہے''

بعض لوگوں نے عرض کیا: ''کیا ہم شراب کو سرکہ میں تبدیل کر سکتے ہیں؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں! اسے بہادو''

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پُوچھا: کیا اسے دوا کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔ یہ دوا نہیں ہے بلکہ بیماری ہے''

ایک اور شخص نے سوال کیا: ''ہم لوگ شراب سے سردی اور تھکاوٹ کا مقابلہ کرتے ہیں، کیونکہ ہم سرد علاقے میں کے رہنے والے ہیں تو کیا ہم پی سکتے ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: جو چیز تم پیتے ہو، کیا وہ نشہ کرتی ہے؟

انہوں نے عرض کیا: ''جی ہاں''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تو اس سے پرہیز کرو''

وہ شخص کہنے لگا: ''ہمارے علاقے کے لوگ نہیں مانیں گے''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ نہ مانیں تو اُن سے جنگ کرو''

آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ جس کے پاس بھی شراب ہو۔ اس کو بہا دے۔ چنانچہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس شراب تھی، انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اعلان سُنتے ہی جس کے ہاتھ میں شراب کا برتن تھا، اُس نے زمین پر پھینک دیا۔ مدینہ منورہ کی گلیوں میں شراب اس طرح بہہ رہی تھی جیسے کہ بارش کا پانی ہو۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس شراب کے ذخائر تھے، انہوں نے جا کر جمع کرا دیئے۔ حضور اکرم ﷺ نے خود اپنے دستِ مبارک سے شراب کی مشکوں کو پھاڑ دیا۔ بعض لوگ شراب نوشی کے نشے کے عادی تھے۔ اُنہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کا حکم آتے ہی بغیر چوں چرا کے تعمیل کی۔

قرآن پاک کی سورۃ بقرہ میں شراب کے فائدوں اور بُرائیوں کا ذکر کیا گیا۔ اس

Marfat.com

کے فائدے لذت، سرور، نشہ اور وقتی طور پر قوت میں اضافہ ہیں مگر اس کے نقصانات بے شمار ہیں۔ شراب نوشی سے معدہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ بھوک نہیں لگتی۔ چہرہ کی ہیئت بگڑ جاتی ہے اور پیٹ بڑا ہو جاتا ہے۔ شراب سے تپ دق، جگر کا التہاب، یرقان اور سرطان ہو سکتا ہے شراب جگر کو نقصان پہنچاتی ہے اور رگیں سخت کر دیتی ہے۔ اس کا اثر ذہن پر پڑتا ہے۔ قوت حافظہ کم ہو جاتی ہے۔ اولاد کمزور پیدا ہوتی ہے۔ ہیجان رہتا ہے۔ بڑھاپا جلد آتا ہے۔ دائمی کھانسی ہو جاتی ہے۔ شراب نوشی کی وجہ سے زنا اور قتل ہونے لگتے ہیں۔ شراب کے نشہ میں انسان پوشیدہ راز اُگل دیتا ہے۔ جو آدمی شراب کا عادی ہو، اس کے جسم کی ساخت چالیس سال کی عمر میں ساٹھ سال کے آدمی جیسی ہو جاتی ہے۔ شراب سے آدمی ایک کھلونا بن کر رہ جاتا ہے۔ شراب پی کر بندہ نشہ کی حالت میں اول فول بکتا ہے اس سے عجیب عجیب حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جو اس سے ہنسی کا سبب بنتی ہیں شراب لڑائی جھگڑے کا سبب بنتی ہے۔ اس سے جسم کے ریشے تباہ، دماغ متاثر اور بے کار ہو جاتا ہے۔ ٹانگوں اور بازوؤں کی نسوں پر براہِ راست اثر پڑتا ہے۔ کثرت شراب نوشی انسان کو نامرد بنا دیتی ہے مستقل شراب نوشی سے کینسر کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ شراب انسان کو ہر برے کام پر آمادہ کر دیتی ہے۔ شرابی کی دولت پینے پلانے پر خرچ ہو جاتی ہے اور اس کے بیوی بچے مصیبت میں آ جاتے ہیں۔ شراب کو ''ام الخبائث'' کہا گیا ہے۔ شراب کی حالت میں کوئی عبادت نہیں ہو سکتی اور نہ ہی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

شراب کی کوئی شکل بھی ہو، اس کا ایک قطرہ پینا بھی حرام ہے۔ یہ نجس شے ہے۔ شراب کا پینا گندے کاموں میں سے ہے۔ شراب نوشی سے آدمی کی غیرت ختم ہو جاتی ہے۔ وہ اپنی بیوی، بہن اور بیٹیوں کو کمانے کے لیے بھیجتا ہے اور خود گھر میں بے سُدھ پڑا رہتا ہے۔ شرابی سمجھتے ہیں کہ شراب سے انہیں سکون ملتا ہے، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے پہلے انسان شراب کو پیتا ہے۔ وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ پھر شراب ہی شرابی کو پی جاتی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے انگور کی بیل لگائی تھی جو خشک ہو گئی تھی۔ اس وقت شیطان نے مختلف مُوذی جانوروں کا خون لا کر اس کو سینچا تھا۔ بیل تازہ ہو گئی۔ انگور سے بنی ہوئی شراب انسان کو بے غیرت بنا دیتی ہے۔ شراب بربادی کے راستے پر ڈالتی ہے۔ شراب

Marfat.com

سے جائیدادیں بک جاتی ہیں۔ شراب سے طلاقیں زیادہ ہوتی ہیں۔ شراب پینے والا اسے چھوڑنے کا وعدہ کرتا ہے، مگر پھر سے پینے لگتا ہے۔ اس کے بغیر وہ رہ نہیں سکتا، کیونکہ ''چھٹتی نہیں یہ کافر منہ سے لگی ہوئی۔'' اس لئے تو شراب کو ''امّ الخبائث''، ''امّ الامراض'' اور ''امّ الفواحش'' کہتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب سے متعلق اشخاص پر لعنت فرمائی ہے:

۱۔ کشید کرنے والا
۲۔ کشید کرانے والا
۳۔ پینے والا
۴۔ پلانے والا
۵۔ اس کو لاد کر لانے والا
۶۔ جس کے لئے لائی گئی ہو
۷۔ اس کو بیچنے والا
۸۔ اس کو خریدنے والا
۹۔ اس کو ہبہ کرنے والا
۱۰۔ اس کی آمدنی کھانے والا (ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ساقی بنے۔ وہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو شراب پلا رہے تھے۔ جب شراب کی حُرمت اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُنادی کرا دی کہ شراب حرام ہو گئی ہے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مُنادی کی آواز سن کر حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے کہا: ''ذرا باہر تو نکل کر پوچھو، یہ کیا آواز ہے؟''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں گیا اور لوٹ کر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''یہ منادی کی آواز ہے۔ وہ منادی کر رہا ہے کہ شراب حرام ہو گئی ہے''

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اچھا تو پھر جا، یہ سب شراب بہا دے''

اس کے بعد انہوں نے کبھی نہ شراب کو چھوا اور نہ پیا۔ اس دن مدینہ منورہ میں جو شراب بہائی گئی، اسے ''فضیخ'' کہتے ہیں۔ دوسرے گھروں سے بھی شراب کو بہا دیا گیا۔ شراب مدینہ منورہ کی گلیوں میں بہہ رہی تھی۔

شراب نوشی ایک شیطانی کام ہے۔ حدیث شریف ہے کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے

Marfat.com

اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور میں ہر نشہ آور چیز سے منع کرتا ہُوں۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراب کو گندگیوں کی ماں فرماتے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بنی ثقیف کے ایک شخص رویشہ کی دکان جلوادی گئی تھی کیوں کہ وہ چوری چوری شراب فروخت کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے گاؤں کو بھی جلوا دیا تھا، جہاں خفیہ طور پر شراب بنائی جاتی تھی اور فروخت ہوتی تھی [۳]

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت نے ایک بہت ہی عبادت گزار متقی اور نیک شخص کو بُلوایا۔ وہ شخص جس دروازے سے داخل ہوتا، وہ اس دروازے پر تالا لگوا دیتی تھی۔ جب وہ زاہد عابد شخص وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت عورت ہے، جس کے پاس ایک لڑکا بیٹھا ہے اور شراب کی بوتل بھی پڑی ہے۔

اس عورت نے اسے کہا: ''یا تو اس لڑکے کو قتل کر دو یا میرے ساتھ منہ کالا کرو یا پھر یہ شراب پی لو، ورنہ میں چیخ چلا کر تمہیں رُسوا کر دُوں گی''

وہ شخص بہت سٹپٹایا اور گھبرا کر واپس جانا چاہا تو اس نے دیکھا کہ تمام دروازے بند ہیں۔ وہ ڈر گیا کہ اب چھٹکارے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس نے اس عورت سے کہا: ''مجھے شراب پلا دو''

عورت نے اسے شراب پلا دی۔ اس شخص نے شراب پینے کے بعد اس عورت سے زنا بھی کیا اور اس لڑکے کو بھی قتل کر دیا۔ اس لئے شراب کو ام الخبائث کہا جاتا ہے کہ ایک پارسا اور عبادت گزار بندہ شراب پی کر زنا اور قتل کر بیٹھا۔

بعض لوگ کہنے لگے کہ احد کے دن کچھ لوگوں نے شراب پی ہُوئی تھی۔ وہ اسی حال میں شہید ہُوئے۔ اس وقت تک شراب حرام نہیں ہُوئی تھی۔ ان کا کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدہ میں آیت نازل فرمائی: ''جو لوگ شراب کی قطعی حُرمت کے حکم کے آنے سے پہلے اس دنیا سے جا چکے اور ان کی زندگی ایمان اور عمل صالح والی تھی تو اُن سے پچھلے کھانے پینے کی کوئی پُوچھ گچھ نہ ہوگی'' [۴]

شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اسی لئے تو فرمایا گیا ہے کہ اس اُمت میں یہ

---

[۳] تفہیم القرآن جلد نمبر ۱، ص ۵۰۲ [۴] صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۲، حدیث ۱۷۲۵ تا ۱۷۲۸، ص ۸۴۷

Marfat.com

ہنستے کھیلتے رات گزاریں گے، صبح ان کے چہرے سؤروں اور بندروں کی شکلوں میں بدل جائیں گے۔ زمین میں دھنستے چلے جائیں گے اور آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی۔ ان پر خیر و برکت سے خالی ہوا چلے گی۔ شراب نوشی کی وجہ سے اُن پر عذاب نازل ہوگا۔ نشہ آور چیز ایسی شے کو کہتے ہیں جو حواس کو مختل کر دے اور جس سے نیک و بد کی تمیز نہ رہے۔ اسی کو خمر کہتے کہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر سُنا۔ وہ کہتے تھے: ''لوگو! شراب حرام ہُوئی۔ شراب پانچ چیزوں سے بنا کرتی ہے۔ انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو سے، اور جس شراب سے عقل میں فتور آئے، وہ خمر ہے۔''[۵]

ایک اور حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دستر خوان پر کھانا کھانے سے بھی منع فرمایا ہے جس پر شراب پی جا رہی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب نوشی کا اصول بیان فرمایا ہے کہ ''جس چیز کی کثیر مقدار نشہ پیدا کر دے، اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے'' شراب ایک ایسی چیز ہے، جس کی خباثت اور بربادی میں کسی کو شک نہیں (بخاری۔ مسلم) شراب پی کر آدمی نشے میں دوسروں پر الزام لگاتا ہے اور شرابی آدمی کا پُورا گھر برباد ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا، جس نے شراب پی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی پٹائی کرو''

چنانچہ ہم میں سے بعضوں نے اپنے ہاتھوں سے، بعض نے اپنے کپڑوں کا کوڑا بنا کر اور بعضوں نے جوتوں سے اس کی پٹائی کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب اس کو تنبیہ کرو اور شرم دلاؤ''

چنانچہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہنا شروع کیا: ''تُو نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے اجتناب نہیں کیا۔ تُو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا، اور تُو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نہیں شرمایا''

بعض لوگوں نے یہ کہا: ''اللہ تعالیٰ تجھے دنیا اور آخرت میں ذلیل وخوار و رُسوا کرے''

---

۵ صحیح بخاری شریف جلد نمبر۲، حدیث ۱۷۲۶، ص ۸۴۷

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس طرح نہ کہو اور اس پر شیطان کے غالب ہو جانے میں مدد نہ کرو بلکہ یوں کہو کہ ''اے اللہ! اس کو بخش دے اور اس پر رحم کر'' (ابوداؤد)

شراب اتنی منحوس چیز ہے کہ شرابی کو نشہ کی حالت میں ماں بہن کو بھی تمیز نہیں رہتی۔ شرابی انسان نشے کی حالت میں باؤلا ہو جاتا ہے وہ بیوی کو مارتا ہے۔ اول فول بکتا ہے اور طلاق بھی دے دیتا ہے شراب کے نشے کے عادی لوگ اسے آسانی سے نہیں چھوڑ سکتے۔ شراب کے عادیوں کے مال و دولت ختم ہو جاتے ہیں۔ جب اُن کی جمع پونجی ختم ہو جاتی ہے، پھر گھر بار اور جائیدادیں بکتی ہیں۔ اس طرح لوگ شراب کے ہاتھوں مفلس اور کنگال ہو جاتے ہیں۔

کئی دوسری برائیاں بھی شراب کے ساتھ ہو جاتی ہیں مثلاً سُود خوری اور جوا بازی...... پھر شراب کے ساتھ شباب بھی بقیہ کسر پوری کر دیتا ہے یعنی خوبصورت لڑکیاں اور گانا بجانا۔ اس طرح شراب نوشی، موسیقی، قطع رحمی اور سود خوری سے اُن پر عذاب آتے ہیں۔ شراب نوشی سے مردانہ قوت متاثر ہوتی ہے اور اس سے تناؤ کم ہو جاتا ہے اور بانجھ پن بھی ہوتا ہے۔ اس لئے شراب کو شیطانی کاموں میں سے کہا گیا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ہے کہ: ''شراب پینے والا ایسا مجرم ہے، جیسے بت کو پوجنے والا'' (ابن ماجہ)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ انہیں یمن بھیجا تو ارشاد فرمایا: ''دیکھو! تم دونوں لوگوں پر آسانی کرتے رہنا۔ سختی نہ کرنا۔ خوش کرتے رہنا۔ نفرت نہ دلانا۔ دونوں گھل مِل کر رہنا''

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس زمین میں جاتے ہیں، جہاں شہد کی شراب بنا کرتی ہے، اس کو تبع کہتے ہیں اور جو کی شراب بنا کرتی ہے، اس کو مرز کہتے ہیں''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کوئی شراب ہو، جو نشہ کرے، وہ حرام ہے'' [۶]

---

[۶] صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۲، حدیث ۱۰۵۸، ص ۴۷۶

Marfat.com

شراب پینے والا اسلام سے باہر نہیں ہوگا اور نہ اس پر لعنت کرنی چاہیے۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ خیبر میں ایک شخص عبداللہ حمار نے شراب پی لی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ "اس کو کوڑے لگاؤ۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: "یا اللہ! اس پر لعنت کر، کم بخت کتنی بار شراب کی علت میں آچکا ہے، بار بار پئے جاتا ہے، باز نہیں آتا"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس پر لعنت نہ کرو۔ خدا کی قسم! میں تو یہی جانتا ہوں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے" ۷

شراب ایک ایسی چیز ہے کہ جس کی خباثت میں کسی کو شک نہیں ہے۔ اس کے پینے سے انسان جانوروں کے درجے پر اتر آتا ہے۔ اس لئے اسلام نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اور اس کو تمام برائیوں کی جڑ قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں شراب پئے پھر توبہ نہ کرے تو وہ آخرت میں (بہشت کی) شراب سے محروم رہے گا۔ ۸

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیت المقدس میں شب معراج میں دو گلاس لائے گئے، ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو دیکھا۔ پھر دودھ کا گلاس لے لیا۔ اس وقت جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے: اللہ کا شکر، جس نے آپ کو اصل فطرت انسانی پر چلنے کی ہدایت کی۔ اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔" ۹

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا قیامت کی نشانیوں میں یہ بھی ہے کہ "شراب اعلانیہ پی جائے گی۔" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا: "جب کوئی شراب پیتا ہے تو عین پیتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔" ۱۰

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱ کو شراب

---

۷ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۲، حدیث ۱۶۸۷، ص ۳۸۷

۸ ۹ ۱۰ ۱۱ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۵۳۶ تا ۵۳۹، ص ۲۸۲

Marfat.com

کی ایک مشک ہدیہ کی تو اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو جانتا ہے کہ اللہ نے اسے حرام کر دیا ہے'' اور اس نے کہا۔ ''نہیں'' اور اس نے کسی دوسرے آدمی سے سرگوشی کی۔

''کیا اس نے کسی دوسرے آدمی سے سرگوشی کی۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو نے کس بارے میں سرگوشی کی؟''

اس نے کہا: ''میں نے شراب کے فروخت کرنے کے لئے اس سے کہا ہے''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس ذات نے اس کا پینا حرام کیا، اس نے اس کی بیچ کو بھی حرام کیا ہے۔'' اس نے مشک کا منہ کھول دیا، یہاں تک کہ جو اس میں تھا۔ سارا بہہ گیا۔ [۱۲]

حدیث مبارک میں ہے کہ ''شراب سے بچو، یہ تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔''

(کشف الخفاء جلد نمبر ا ص ۴۵۵۹)

حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل شام میں چند لوگوں نے شراب پی اور کہنے لگے: ''یہ ہمارے لئے حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''ایسے لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز سے کوئی گناہ نہیں جو وہ کھاتے پیتے ہوں۔'' (۵:۹۳)

ان دنوں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وہاں کے حاکم تھے۔ انہوں نے یہ تمام قصہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ''انہیں میرے پاس بھیج دو۔'' حاضر کئے گئے تو اُنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ تمام نے مشورہ دیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹ باندھا ہے اور شریعت میں ناحق مداخلت کی ہے۔ لہٰذا انہیں قتل کر دیا جائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابھی خاموش تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا۔ ''علی! آپ کی کیا رائے ہے؟''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ''میری رائے یہ ہے کہ انہیں توبہ کو کہا جائے اگر انکار کریں تو قتل کر دیا جائے اور توبہ کر لیں تو انہیں اسی اسی درے سزا دی جائے۔''

چنانچہ توبہ کے مطالبہ پر انہوں نے توبہ کر لی اور انہیں اسی اسی کوڑے سزا دی گئی۔

---

[۱۲] صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۲، حدیث ۴۰۴۴، ص ۵۹۲

Marfat.com

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب شراب کی حرمت والی آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین باہم گفتگو کرنے لگے کہ ہمارے جو بھائی شراب استعمال کرتے رہے اور اب وہ مر چکے، ان کا کیا بنے گا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ''ایسے لوگ جو ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں، اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جو وہ کھاتے پیتے ہوں۔'' (۵:۹۳) یعنی ان لوگوں پر جو حرام ہونے سے پہلے پیتے رہے، کوئی گناہ نہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شرب پینے والا ہمارے سامنے آتا تو ہم اُٹھ کر ہاتھ، جوتوں اور چادروں سے اس کو مارتے، یہاں تک کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کی اخیر خلافت کا زمانہ ہوا۔ اس وقت انہوں نے شرابی کو چالیس کوڑے لگائے۔ جب لوگوں نے زیادہ پینا شروع کی انہوں نے اسی (۸۰) کوڑے لگائے۔[۱۳]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شراب نوشی کی کوئی ''حد'' مقرر نہیں کی گئی تھی۔

شراب پینے والوں کو مکّوں، لاتوں اور چھڑیوں سے سزا دی جاتی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شراب پینے والے کو سزا چالیس کوڑے مقرر کی تھی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ سزا بڑھا کر اسی (۸۰) کوڑے مقرر کر دی۔ اس کی سزا شریعت نے مقرر نہیں کی۔ شراب نوشی کرنے والے کی سزا اسلامی ریاست کی تعزیر سے دی جاتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سزا سے موافقت کی۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شرابی کی سزا ۸۰ اسی کوڑے قرار دیئے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دونوں شرابی کی سزا چالیس (۴۰) کوڑوں کے حق میں ہیں۔

شراب کی حرمت کا حکم آنے کے بعد کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے شراب نہیں پی۔

---

۱۳ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۲، حدیث ۱۶۸۶، ص ۷۳۸

Marfat.com

# جُوا بازی

دینِ اسلام کے آنے سے پہلے عرب میں شراب نوشی کے ساتھ ساتھ جُوا بازی بھی عام تھی۔ جُوا کھیلنا بھی ایک نشہ کی طرح بُری عادت ہے۔ جُوا انسان کو کاہل بنا دیتا ہے اور جُوے باز شخص ہمیشہ بغیر محنت اور مشقت کے آمدنی کے ذرائع ڈھونڈتا ہے۔ حضرت امام رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جُوئے کو شیطانی فعل قرار دیا ہے اور لوگوں کو اس سے دُور رہنے کا حکم دیا ہے۔ کوئی بھی صاحب ہوش اور سچا مسلمان کبھی بھی جوئے جیسے شیطانی کھیلوں کی جانب متوجہ نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جُوئے سے تمہاری آپس میں دشمنی اور بغض اور نفرت پیدا کر دے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے۔" (۹:۱۵)

جُوا ایک ایسا نشہ ہے اور ایک ایسی بُری عادت ہے کہ اس میں مست ہو کر آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہو جاتا ہے۔ جُوا کھیلنے والا شخص اپنے پیشہ سے دُور ہو کر نقصان اٹھاتا ہے۔ وہ جُوئے پر تکیہ کر لیتا ہے۔ اس کے ذہن میں یہ خیال رہتا ہے کہ کسی طرح بغیر محنت کئے اس کے پاس اچانک مال آجائے۔ اگر کوئی شخص جیت جاتا ہے تو وہ ایک ہی دن میں ایک ہی جست میں مال دار بن جاتا ہے۔ جُوئے باز شخص جیت جائے تو ہارنے والے شخص کی دولت لُٹ کر جیتنے والے کے ہاتھ آجاتی ہے۔ جیتنے والا شخص دوسرے کی مصیبت اور بربادی کا سبب بن جاتا ہے۔ جُوا کھیلنے والے لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ جُوے کی یہی بڑی خرابی ہے کہ ایک غلط طریقے

Marfat.com

سے دُوسروں کے مال کو ہتھیا لیتا ہے۔ جواری ہر وقت اس فکر میں سرگرداں رہتے ہیں کہ کسی طرح دُوسروں کی کمائی کو حاصل کر لیں۔

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور جوُا اور یہ آستانے اور پانسے سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو۔ امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہو گی''۔[1]

اس آیت میں چار چیزیں ہیں:

☆ شراب ☆ جوُا

☆ وہ مقامات جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام کی قربانی اور نذر چڑھانے کے لیے مخصوص کئے گئے ہیں۔ ☆ پانسے

جوُے کی قسم کے وہ سارے کھیل اور کام مثلاً معمہ حل کرنا اور لاٹری وغیرہ بھی حرام ہے۔ جوُے سے دُشمنیاں ہوتی ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے نفرتیں ہوتی ہیں۔ جوُئے باز صرف اپنے آپ کو ہی نہیں بلکہ اپنے کنبہ کی بدنامی اور تباہی کا بھی باعث بن جاتا ہے۔ جوُئے باز پر کوئی شخص اعتماد نہیں کرتا۔ اس سے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے لکھ پتی لوگ کنگال ہو جاتے ہیں۔ جوُے کا عادی اپنے ذہنی تناؤ کے لئے نشہ آور دوائیوں کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔

جوُا کئی جرائم کو جنم دیتا ہے۔ اس سے چوری چکاریاں بڑھتی ہیں۔ جوُا انسان کو اللہ تعالیٰ سے دُور کر دیتا ہے۔ اس سے بیماریاں، پاگل پن، ذہنی تناؤ اور خودکشی کا رجحان پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے کئی معاشرتی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔ جوُے میں جیتنے سے زیادہ ہارنے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ دولتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ جوُا اچھے خاصے انسان کو فقیر بنا دیتا ہے اور جب دولت ختم ہو جاتی ہے تو جوُئے باز اکیلا رہ جاتا ہے اس کے دوست احباب اور اقرباء اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ جوُئے باز اصل کمائی اور کسب سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کی فعالیت سست پڑ جاتی ہے۔

قرآن پاک میں شراب۔ بُت اور جوُئے کے تیر کو ''ازلام'' یعنی ''رجس'' فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں اتنی گندی ہیں کہ ان سے نفرت اور گھن آتی ہے۔

[1] تفہیم القرآن جلد نمبر ۱، المائدہ۔ ۹۰ ص ۵۰۱

Marfat.com

حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص جُوا کھیلتا ہے وہ گویا خنزیر کے گوشت اور خون سے اپنے ہاتھ رنگتا ہے۔ یاسر تقسیم کرنے والے کو کہتے ہیں۔ قمار کو میسر کہا جاتا ہے۔ لاٹری بھی قمار اور میسر کی ایک قسم ہے۔ شراب کی طرح جوا بھی حرام ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ شطرنج میسرے یعنی جُوئے میں داخل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شطرنج نروشیر یعنی چوسرے سے زیادہ بُری چیز ہے۔ (تفسیر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) جُوے کو قمار اور میسر بھی کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر متفق ہیں کہ میسر میں جُوئے کی تمام صورتیں داخل ہیں، جو حرام ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مخاطرہ قمار میں سے ہے۔ (حصاص) ابن سیرین نے فرمایا کہ جس کام میں مخاطرہ ہو، وہ میسر ہے۔ (روح البیان) مخاطرہ کا مطلب ہے کہ ایسا عمل کیا جائے، جس میں نفع یا نقصان ہوسکتا ہے مثلاً لاٹری وغیرہ یعنی جس معاملہ میں کسی مال کا مالک بنانے کی یہ شرط ہو کہ ایک جانب سے انعام ہوگا۔ اس لئے شطرنج اور چوسر کو حرام قرار دیا گیا۔

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نروشیر (چوسر) کھیلتا ہے وہ گویا خنزیر کے گوشت اور اور خون میں اپنے ہاتھ رنگتا ہے۔

جُوا بھی شراب کی طرح آپس میں لڑائی جھگڑے کا سبب بن جاتا ہے۔ جُوئے میں ہارنے والا شخص جیتنے والے کا دشمن بن جاتا ہے۔ جُوئے سے دولتمند لوگ فقیر بن جاتے ہیں، جس کا خمیازہ اُن کے گھر اور خاندان والوں کو بھگتنا پڑتا ہے۔[۲]

شراب اور جوئے کا معاملہ اس قدر سنگین ہے جیسے کہ بُت پرستی۔ ابن ماجہ کی ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ شراب پینے والا ایسا مجرم ہے جیسے بُت کو پوجنے والا۔ شراب نوشی اور جُوئے بازی دونوں ہی قابل نفرت ہیں۔ ان میں پھنس کر آدمی لامحدود مفاسد اور خرابیوں کی دلدل میں لاچار ہو جاتا ہے۔ جُوئے والا ہار کر اپنے حریف کے لیے دل میں بغض اور عداوت رکھتا ہے۔ اہل عرب جُوئے میں مال کے ساتھ ساتھ اہل اعیال بھی ہار دیتے تھے۔ ذکر اللہ اور نماز سے غفلت کی وجہ سے ان کی آخرت تباہ اور رُوح مردہ ہوتی ہیں۔

[۲] تفہیم القرآن جلد ۱، ص ۵۳۳

Marfat.com

ان کا سکون غارت ہو جاتا ہے اور وہ رنج وغم میں گھرا رہتا ہے۔ اس لئے شراب اور جُوئے سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔[۳]

جُوئے بازی کی وجہ سے انسان ذہنی کشمکش، الجھنوں، بیماری اور نروس بریک ڈاؤن کا شکار ہوتا ہے۔ آدمی حقائق سے اپنے آپ کو منقطع کر لیتا ہے۔ جُوا بندے کو جرائم پر اُبھارتا ہے۔ اس سے چوری، رشوت اور ڈاکہ زنی کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔ یہ جواری کو شراب پینے اور دوسری کئی نشہ آور دوائیاں کھانے پر مجبور کر دیتا ہے۔ انسان سے حشر میں پُوچھا جائے گا کہ تم نے اپنی عمر کہاں گنوائی تم کو علم دیا تھا اسے کہاں پر لگایا یعنی اس پر کتنا عمل کیا...... مال کہاں سے کمایا اور کہاں پر لگایا؟۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ حلال کھاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو۔ یہ تمہارا کُھلا دشمن ہے۔

اگر روپے پیسے کے بغیر بھی کوئی جُوا کھیلے تو وہ بھی ممنوع ہے کیونکہ یہ بعد میں باقاعدہ جُوا بازی کی راہ کھولتا ہے اور دوسرے یہ وقت کا ضیاع ہے۔

---

۳۔ معارف القرآن جلد نمبر ۳، ص ۲۲۷

Marfat.com

# بدنظری

بدنظری کرنے والا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے، کیونکہ یہ نصِ قطعی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے نبی ﷺ! آپ ایمان والوں کو کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں یعنی نامحرم عورتوں اور لڑکوں کو نہ دیکھیں۔'' [۱]

جو شخص بدنظری کرتا ہے، اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے اور جو بدنظری کے لئے خود کو تیار کر کے پیش کرے، اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

بدنظری کرنے والا ناشکری کرتا ہے گھر سے باہر مختلف شکلیں دیکھ دیکھ کر اسے بیوی کا خیال بھی نہیں رہتا اور وہ ناشکری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بدنظری کر رہا ہے اس کو بھی نہ دیکھو، کیوں کہ وہ حالتِ لعنت میں ہے اور موردِ لعنت کو دیکھنا دیکھنے والے کے لیے بھی موردِ لعنت ہو سکتا ہے۔ دل چاہے جتنا بھی تقاضا کرے کہ اس حسین کو دیکھوں الیکن اللہ تعالیٰ کے خوف سے دل کے تقاضا کو پورا نہ کرنا ہی تقویٰ ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس لڑکے کی مَسیں بھیگ رہی ہُوں اور اس کی ابھی مُونچھیں آنا شروع ہُوئی ہوں مگر ابھی داڑھی نہ آئی ہو، اس کے اور عورت کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔ سر سے پیر تک ایسے لڑکے کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔ جب اس کو داڑھی مُونچھ نکل آتی ہے تو یہی لوگ اس کے زوالِ حسن کے ساتھ اس سے دُور ہو جاتے ہیں۔

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دمشق میں ان چیزوں کا رواج تھا۔ مصیبت

---

[۱] النور۔۲۹ص

Marfat.com

میں بدنظری اور عشق مجازی کا بھوت سر سے اُتر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دمشق کے لوگوں کو اس کی وجہ سے انہیں عذاب میں ڈالا اور ان پر قحط نازل کیا۔ بارش بند ہو گئی۔ غلہ ختم ہو گیا۔ جب دس پندرہ دن تک کھانے کو نہ ملا، تب ایسے لوگوں سے پوچھا گیا کہ ''روٹی چاہیے یا معشوق؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''معشوقوں کے منہ میں جھاڑو مارو، روٹی لاؤ''

جس کی نظر محفوظ نہیں، اس کی شرم گاہ بھی محفوظ نہیں رہتی۔ نظر کی حفاظت کا انعام اللہ تعالیٰ کا قرب ہے۔ بدنظری سے دل و دماغ کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ جو لوگ نظر کی حفاظت نہیں کرتے، عشق مجازی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو برباد کر لیتے ہیں۔ اُن کے دل کا قبلہ ہی بدل جاتا ہے۔ اگر وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ حسین سامنے نظر آتا ہے۔ وہ جو بھی عبادت کرے، اسے وہی شکل سامنے دکھائی دیتی ہے۔ اس وقت کوئی اور بھی سامنے آجائے تو وہ اندھا بن جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے فرائض ادا کرتا ہے اور ساتھ ہی بدنظری بھی کرتا ہے تو یہ اس کے سارے اعمال کو ضائع کر دیتی ہے۔ اگر کوئی بندہ دوسروں کی بہو بیٹیوں کو نہیں دیکھے گا تو کوئی اور بھی اس کے گھر کی عورتوں کو بُری نظر سے نہیں دیکھے گا۔ اس لئے بدنظری سے بچنا بہت ضروری ہے۔ اس راستے میں تقویٰ ضروری ہے۔ دل میں اُٹھنے والے جذبات کو اللہ تعالیٰ کے لیے پامال کر دیں تو اللہ تعالیٰ کے قریب بندہ ہو جاتا ہے۔ جہاں جہاں نظریں نہ ڈالنے کا حکم ہے، اس پر نظر نہ ڈالیں۔ بلا ضرورت اِدھر اُدھر نہ دیکھیں۔ اِدھر اُدھر نظریں گھمانا سنت نہیں ہے۔ جس سے بات چیت کر رہے ہوں، اس کے چہرے پر نظریں گاڑنا سنت نہیں ہے۔ بات چیت کرتے وقت نظریں نیچی رکھنا چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''بدنظری کرنے والا اللہ تعالیٰ کی امانت میں خیانت کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت اور دل کے رازوں سے باخبر ہے۔'' [۲]

حدیث قدسی ہے کہ ''نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، زہر میں بجھا ہُوا۔ جس نے میرے خوف سے اس کو ترک کیا، اس کے بدلے میں اس کو ایسا ایمان دُوں گا جس کی مٹھاس کو وہ اپنے دل میں پائے گا'' [۳]

---

[۲] المؤمن۔ ۱۸ اص [۳] کنز العمال جلد ۵، ص ۳۲۸

Marfat.com

بدنظری آنکھوں کی خیانت ہے۔ بدنظری روح کی ایسی بیماری ہے۔ جو نیکیوں کو ضائع کر دیتی ہے۔ اگر تم نظر کو بچا لو گے تو آگے کے تمام گناہوں سے بچتے چلے جاؤ گے اور جس نے اپنی نظر کو نہیں بچایا تو وہ بعد کے گناہوں میں مبتلا ہوتا جائے گا۔ چنانچہ پہلے وہ نامحرم سے باتیں کرے گا، پھر اس کے قریب جائے گا اور بے تکلفی ہو گی۔ بات چیت ہو گی اور آخر کار بدکاری میں مبتلا ہو جائے گا۔ بدنگاہی کا پہلا اثر دل پر ہوتا ہے، پھر دل پر نقش ہو جانے کے بعد گناہوں اور ناجائز خواہشوں اور ناجائز شہوت کا بیج دل میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اگر انسان نظر نیچی رکھنے کا عادی ہو تو پھر وہ جنسی تقاضوں اور شہوت کے نتیجے میں جتنے گناہ بھی ہوتے ہیں، ان سے محفوظ ہو جائے گا۔ ؎

بدنظری انتہائی حماقت کا گناہ ہے۔ انسان اپنے آپ کو تڑپاتا ہے، جلاتا ہے اور رُلاتا ہے، یہ جائز نہیں ہے۔ ایسا آدمی احمق اور بدعقل مانا جاتا ہے۔ بدنظر اللہ تعالیٰ کی لعنت کے ساتھ اس کے غضب کا بھی مستحق ہو جاتا ہے۔ بدنظری کرنے والا دل کا کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کے دل میں کشمکش رہتی ہے۔ اسے ہر وقت اس حسین کا خیال ستاتا ہے۔ اس کے حواس خمسہ متاثر ہوتے ہیں۔ اس کی آنکھیں ہر وقت محبوب کو دیکھنا چاہتی ہیں اور کان اس کی آواز سننا چاہتے ہیں۔ ہونٹ اسے چومنا چاہتے ہیں اور اسے چھونے اور سونگھنے کی خواہش ہوتی ہے۔ بدنظری بدفعلی کو پہلی منزل ہے اور اس پہلی منزل ہی کو حرام کہا گیا ہے۔ بدنظری کرنے والا ناشکری کرتا ہے۔ بدنظری کرنے والے کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس کے مثانہ کے غدود متورم ہو جاتے ہیں اور اسے بار بار پیشاب آتا ہے۔

ایک دفعہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مولوی شبیر علی نے ایک بے ریش لڑکا کسی کام سے بھیجا۔ حضرت بالا خانے سے نیچے آ گئے اور فرمانے لگے: ''میری تنہائی میں بے داڑھی والے لڑکوں کو نہ بھیجا کرو۔ ان سے اتنی احتیاط اچھی ہے جتنی کہ عورتوں سے۔''

اللہ والے ہر وقت اپنے قلب کی نگرانی کرتے ہیں کہ نفس میں کہیں سے کوئی حرام لذت نہ آ سکے۔ جو لوگ نظر کی حفاظت نہیں کرتے، وہی عشق مجازی میں مبتلا ہوتے

---

؎ آنکھ اور زبان کی حفاظت

Marfat.com

ہیں۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ عورتوں اور لڑکوں سے میل جول رکھنا زہر قاتل ہے۔
علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مفتی بغداد نے اپنی کتاب تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدنظری کرنے والے کے تمام اعضاء کی حرکتوں کی خبر رکھتا ہے اور اگر بدنظری کرنے والے کا مقصد بدفعلی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اطلاع بھی رکھتا ہے۔ اگر عشق مجازی کے بعد بدعملی کرلی تو عاشق اور معشوق دونوں ایک دوسرے کی نظروں سے گرجاتے ہیں اور کبھی آنکھ نہیں ملاتے۔ عشق مجازی میں مبتلا ہو کر زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ نیندیں حرام ہو جاتی ہیں۔ کسی کام میں دل نہیں لگتا خواہ مخواہ بے چینی، موت کی آرزو، خودکشی کا خیال اور گھبراہٹ ہوتی ہے جب کوئی عاشق گناہ کرلیتا ہے تو اس کے چار گواہ ہوتے ہیں۔

۱۔ زمین:

جس پر یہ گناہ کیا جائے، وہ ان کی شہادت دے گی۔

۲۔ اعضاء:

جسم کے اعضاء گواہی دیں گے۔
آنکھیں گواہی دیں گی کہ اے اللہ! ان آنکھوں سے اس نے بدنظری کی تھی۔
کان گواہی دیں گے کہ ہم نے غیبتیں سُنیں۔
ہونٹ گواہی دیں گے کہ ہم نے حرام بوسے لئے
ہاتھ گواہی دیں گے کہ ہم نے اس طرح چوری کی۔
پاؤں گواہی دیں گے کہ ہم چل کر فلاں غلط جگہ پر گئے۔

۳۔ فرشتے گواہی دیں گے:

مثلاً کراماً کاتبین

۴۔ نامۂ اعمال:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم توبہ کرلو، تو یہ گواہ قیامت کے دن پیش نہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے پہلے اس گناہ سے الگ ہونا ہے۔ نادم ہونا

Marfat.com

ہے اور آئندہ ایسا گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا ہے۔نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔اس لئے نظر کی حفاظت کا بھی ذکر ہے۔اگر یہ معمولی گناہ ہوتا تو آپ ﷺ اسے آنکھوں کا زنانہیں فرماتے۔

## لڑکوں کے ساتھ عشق:

ایک حدیث ہے کہ بغیر داڑھی والے لڑکوں کی طرف مت دیکھو، کیوں کہ اُن کا حسن عورتوں کی مانند ہوتا ہے جس سے دل میں کشش ہوتی ہے اور فتنہ کا خطرہ ہوتا ہے۔ لڑکوں کے ساتھ شہوت پرستی گناہِ کبیرہ ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''سب سے زیادہ خوف جو اپنی امت پر کرتا ہوں، وہ عملِ لُوط ہے''[۱]
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جس شخص نے قوم لُوط کا عمل کیا، وہ ملعون ہے'' (مشکوۃ)

لڑکوں کے ساتھ عشق میں عورتوں کے ساتھ عشق کرنے سے بہت زیادہ ظلمت ہے۔عورت تو نکاح کے بعد کسی وقت بھی حلال ہوسکتی ہے لیکن لڑکا (امرد) کبھی بھی حلال نہیں ہوسکتا۔ جو لڑکا کم سنی میں اپنی خوبصورتی اور دلکشی کی وجہ سے لوگوں کی نظروں کا مرکز بنا ہوتا ہے اور جسے دیکھ کر ہر شخص اس کی آؤ بھگت کرتا ہے اور اسے چاند اور شہزادہ کہہ کر پکارتا ہے اور جسے میری جان یا میرے دل کے ٹکڑے کے القاب سے پکارتا ہے، وہی لڑکا جب بڑا بوڑھا ہو کر سامنے آتا ہے تو اس کو پسند کرنے والے لوگ اسے ذلیل سمجھتے ہیں اور اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔حضرت مولانا عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوبصورت لڑکے کے عاشق اس کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اسے آقا کہتے ہیں اور اسے خدائے حسن سمجھتے ہیں.اور اس کی خوبصورتی کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں اور اس کی خوشامدیں کرتے ہیں تا کہ وہ لڑکا ان کے قریب میں آجائے، لیکن جب وہی لڑکا اس بدنامی اور ذلت کی رُسوائی کے ساتھ کچھ عرصہ بعد داڑھی مونچھوں والا ہو جاتا ہے تو اس کے تمام عاشق حضرات اس کو دیکھ کر اِدھر اُدھر

---

[۱] مشکوۃ،ص۳۱۲

Marfat.com

کھسک جاتے ہیں، جو اس کی کم سنی کے زمانے میں اس کے آگے پیچھے پھرا کرتے تھے۔ اب تو شیطان کو بھی اس کی خیریت اور مزاج پُرسی سے شرم آتی ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عورت کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور لڑکے کے ساتھ دو شیطان۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہزادوں سے بچو کہ یہ دوشیزہ لڑکیوں سے زیادہ فتنہ ہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لڑکا متقی ہوگا، اس کو اگر کوئی بُری نظر سے دیکھتا ہے تو اس کی ظلمت بدنگاہی کو اس کا نُور ادراک کر لیتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی عابد پر شیر کا رُخ کرنا اتنا خوفناک نہیں سمجھتا، جتنا کہ غلام امرد (لڑکے) کا خوف کرتا ہوں۔

اگر مرد سوچ لے کہ امرد پرستی کروں گا تو یہ بات ضرور ظاہر ہوگی کیوں کہ عشق اور مُشک چُھپائے نہیں چھپتے اور کسی نہ کسی بات یا حرکت سے ظاہر ہو جائے گی کہ یہ لڑکا پرست ہے اور اس طرح اس کی عزت خاک میں مل جائے گی۔ لڑکوں کے عشق میں مبتلا ہونے والے تو اس قدر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں کہ شادی کے قابل بھی نہیں رہتے۔ ان لوگوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ جس معشوق کی کشش میں کبھی انہیں ہوش نہیں رہتا تھا، ان کی داڑھی مونچھیں آنے کے بعد اُن کی آنکھ سے آنکھ بھی نہیں ملاتے۔

بدنظری کرنے والا بدفعلی کی پہلی منزل پر کھڑا ہوتا ہے۔ اس پہلی منزل کو ہی حرام کیا گیا ہے۔ اگر بدنظری کرنے والا بدفعلی کا مرتکب ہو جائے تو اس عمل کے بعد فاعل اور مفعول دونوں ایک دُوسرے کی نظر میں ہمیشہ کے لئے گر جاتے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کی نگاہوں میں ذلیل ہو جاتے ہیں۔ گناہ کی ذرا سی لذت میں سینکڑوں غم چُھپے ہُوئے ہیں۔ دل کا چین و سکون غارت ہو کر رہ جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قوم لُوط والے عمل کرنے والے فاعل اور مفعول دونوں پر دیوار گرا کر ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا۔ گناہ کی ذرا سی دیر کی لذت میں ہزاروں غم پوشیدہ ہیں۔ جو لوگ نظروں کی حفاظت نہیں کر سکتے، بالآخر عشق مجازی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی آنکھوں کو حسینوں سے بچایا تو گویا بصارت کی حلاوت اس نے اللہ پر فدا کی۔ اس کے بدلے میں بصیرت یعنی دل کی حلاوت اللہ تعالیٰ اس کو دیتا ہے اور کیونکہ اللہ تعالیٰ باقی ہیں تو اس کی حلاوت بھی باقی رہے گی۔ اس کے برعکس حسینوں کو دیکھنے سے دل تڑپتا ہی رہتا ہے کیونکہ جب نظر ڈالنے کی طاقت ہے تو ہٹانے کی بھی طاقت ہے معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانیوں کے ساتھ جو معاملہ ہوتا ہے اس کا بھی مشاہدہ فرمایا اور وہ یوں بیان فرمایا: میں نے تنور جیسا کنواں دیکھا، جس کا اُوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا کشادہ تھا۔ اس میں آگ بھڑک رہی ہے اور لوگوں کے شور و غل کی آواز آ رہی ہے۔ وہ لوگ شعلوں کے ساتھ اوپر اوپر آجاتے ہیں اور جب شعلہ دب جاتا ہے تو نیچے چلے جاتے ہیں۔ یہ زنا کار مرد اور عورتیں ہیں جو اس آگ کے تنور میں جل رہے ہیں۔" (بخاری) ایک حدیث میں یوں ہے کہ جو شخص کسی اجنبی عورت پر شہوت کی نظر ڈالے گا، قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ مکاشفۃ القلوب میں ہے: "جو کسی لڑکے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لے گا، وہ پانچ سو سال جہنم کی آگ میں جلا دیا جائے گا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت ہے: "نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے اسے چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اسے ایسا ایمان عطا فرماتا ہے، جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔ ۷

ایک تابعی بزرگ فرماتے ہیں: "نوجوان سالک (یعنی اللہ عزوجل کی راہ میں چلنے والے) کے لئے جنگلی درندے کے مقابلے میں اَمرد یعنی بے ریش لڑکا زیادہ تباہ کن ہے" ۸

حضرت سیدنا وکیع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "جو شخص قوم لُوط کا سا عمل کرتے ہُوئے مرے گا تو تدفین کے بعد اسے قوم لُوط کے قبرستان میں منتقل کر دیا جائے گا اور اس کا حشر قوم لوط کے ساتھ ہو گا۔" ۹

حضرت عبداللہ بن احمد موذن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں طواف میں مشغول تھا کہ

---

۷ المستدرک للحاکم جلد نمبر ۷، ص ۳۱۴ ۸ احیاء العلوم جلد نمبر ۳، ص ۲۳۱

۹ کنز العمال جلد نمبر ۵، ص ۱۸۸

Marfat.com

میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ غلافِ کعبہ سے لپٹ کر ایک ہی دعا کی تکرار کر رہا ہے:
یا اللہ عزوجل مجھے دنیا سے مسلمان ہی رخصت کرنا۔"

میں نے اس سے پُوچھا: "اس کے علاوہ کوئی اور دعا کیوں نہیں مانگتے؟"

اس نے کہا: "میرے دو بھائی تھے۔ میرا بڑا بھائی ایک عرصہ تک مسجد میں بلامعاوضہ اذان دیتا رہا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے قرآن پاک مانگا ہم نے اسے دیا تا کہ اسے سے برکتیں حاصل کرے مگر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر وہ کہنے لگا: تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں قرآن کے تمام اعتقادات و احکامات سے بیزاری ظاہر کرتا اور عیسائی مذہب اختیار کرتا ہوں۔ یہ کہنے کے بعد وہ مر گیا۔ پھر دوسرے بھائی نے تیس برس تک مسجد میں فی سبیل اللہ عزوجل اذان دی، مگر وہ بھی خود کو نصرانی کہہ کر مرا۔ لہٰذا مجھے ایمان برباد ہو جانے کا خوف کھائے جاتا ہے اور ہر وقت خاتمہ بالخیر کی دعا مانگتا ہوں۔"

حضرت عبداللہ بن احمد موذن رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت فرمایا: "تمہارے دونوں بھائی آخر ایسا کون سا گناہ کرتے تھے، جس کے سبب ان کا یہ حال ہُوا؟"

اس نے بتایا: "وہ غیر عورتوں میں دلچسپی لیتے تھے اور امردوں یعنی بغیر داڑھی والے لڑکوں سے دوستیاں کرتے تھے۔ (امرد پسندی کی تباہ کاریاں)

لڑکوں سے دوستیاں کرنے والوں کو شیطان برباد کر ڈالتا ہے۔ اگر کوئی لڑکا اپنی مرضی سے یا پیسوں کے لالچ میں بدفعلی کروائے گا تو وہ بھی جہنم کا حقدار ہے۔ حنفی مذہب میں اغلام بازی کی سزا یہ ہے کہ اس کے اوپر دیوار گرا دیں یا اونچی جگہ سے اس اوندھا کر کے گرائیں اور اس پر پتھر برسائیں یا اسے قید میں رکھیں یہاں تک کے مر جائے یا توبہ کر لے۔ اگر چند بار یہ بُرا فعل کیا ہو تو بادشاہ اسلام اسے قتل کر ڈالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو قوم لُوط کا گناہ کرتے دیکھو تو کرنے والے کرانے والے دونوں کو قتل کر دو۔ (ابوداؤد)

امرد پسندی سے حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔ بدنگاہی گناہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

Marfat.com

# عشق مجازی کے نقصانات

جو لوگ نظر کی حفاظت نہیں کرتے، وہ عشق مجازی میں گرفتار ہو کر برباد ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے مشائخ کرام نے فرمایا ہے کہ سالک کے لئے عورتوں اور بے ریش لڑکوں سے میل جول زہر قاتل ہے۔ ایسی حالت میں ان کے دل کا قبلہ ہی بدل جاتا ہے۔ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ حسین صُورت سامنے نظر آتی ہے، تلاوت کر رہا ہے تو وہ سامنے، ذکر کر رہا ہے تو وہ سامنے...... اللہ تعالیٰ سے دُوری کسی گناہ سے اتنی نہیں ہوتی جتنی عشق مجازی سے ہوتی ہے۔ بدنظری باطن کا بیڑا غرق کر دیتی ہے۔ بدنظری کی ظلمت بہت مشکل ہے دُور ہوتی ہے۔ بدنظری کے بعد آخرت کا عذاب الگ ہے۔

بدنظری کے مندرجہ ذیل نقصانات ہیں:۔

### ۱۔ بدنظری حرام ہے:

بدنظری کرنے والا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے کیونکہ یہ نصِ قطعی حرام ہے۔

### ۲۔ امانت میں خیانت:

جو شخص بدنظری کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہُوئی امانتِ بصریہ میں خیانت کرتا ہے اور خیانت کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست نہیں ہوتا۔

### ۳۔ ملعون:

بدنظری کرنے والا ملعون کے خطاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ناظر اور منظور دونوں پر لعنت کرے جو بدنظری کرے اس پر بھی اللہ کی لعنت

Marfat.com

اور جو خود کو پیش کرے اس پر بھی اللہ کی لعنت۔ لعنت کا مطلب ہے اللہ کی رحمت سے دُوری۔

۴۔ احمق:

بدنظری کرنے والا کم عقل اور احمق مانا جاتا ہے۔ یہ حماقت کا گناہ ہے نہ ملنا نہ ملانا اور خواہ مخواہ دل کو تڑپانا اور ترسنا۔

۵۔ غضب الٰہی:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ اس طرح بدنظری کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

۶۔ دل کی کمزوری:

بدنظری کرنے والے کو بار بار اس حسین کا خیال آتا ہے، جس سے دل کمزور ہو جاتا ہے۔ بدنظری کرنے والے کی نظر اور حواس اور اعضاء و جوارح بھی متاثر ہوتے ہیں۔ ان حرکات کا آخری مقصد بدفعلی ہے۔ اس لئے تو کہتے ہیں کہ بدنظری بدفعلی کی پہلی منزل ہے اور اس کی آخری منزل بدفعلی کا ارتکاب ہے۔ باہر مختلف شکلیں دیکھ دیکھ کر اس ناشکرے کو بیوی کا خیال بھی نہیں آتا۔

۷۔ پیشاب کی تکلیف:

بدنظری کرنے والے کے غدود مثانہ متورم ہو جاتے ہیں، جس سے بار بار پیشاب آتا ہے۔

۸۔ سرعت انزال:

بدنظری کرنے والا سُرعت انزال کا مریض بن جاتا ہے۔ اس کی مردانہ طاقت کم ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص بیوی کے حقوق صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتا۔

۹۔ ناشکری:

بدنظری کرنے والا ناشکری میں مبتلا ہوتا ہے۔

Marfat.com

۱۰۔ بینائی:

بدنظری کرنے والے کی آنکھوں کی نظر کمزور ہو جاتی ہے۔

۱۱۔ دل کا ستیاناس:

بدنظری سے دل کا ستیاناس ہو جاتا ہے اور وہ اللہ سے دُور ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ دل کا درد:

بدنظری کرنے والے کو آہستہ آہستہ دل کا درد (ANGINA) انجائنا ہونے لگتا ہے۔

۱۳۔ شرم گاہ کی حفاظت:

بدنظری کرنے والے کو شرم گاہ محفوظ نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کی نگاہ محفوظ رہے گی، اس کی شرم گاہ بھی محفوظ رہے گی اور جس کی نظر محفوظ نہ رہے، اس کی شرم گاہ بھی محفوظ نہ رہے گی۔ اس کی شہوت بھڑکتی رہتی ہے۔ اگر اسے وہ حسین نہ ملے تو کہیں اور جا کر منہ کالا کرتا ہے۔ نظر کی حفاظت کا انعام اللہ تعالیٰ کا قُرب ہے۔

۱۴۔ مشت زنی:

بدنظری کرنے والا اپنے آپ کو تسکین دینے کے لیے مشت زنی کرنے لگتا ہے اور اس طرح اپنی صحت کو خراب کر لیتا ہے۔[۱]

عشق مجازی سے نکلنے کے طریقے:

۱۔ عشق مجازی سے نکلنے کے لئے جو ہمت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے، اس سے کام لیں اور عشق مجازی سے نکلنے کا پکا ارادہ کر لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ مزید ہمت عطا فرمائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دیں۔

۳۔ اپنے دینی بزرگوں سے بھی ہمت کی دعا کرائیں۔

۴۔ حسین صُورتوں سے دُوری اختیار کریں۔ اللہ والے ایسی صورتوں کو بھی قریب

---

[۱] بدنظری کے چودہ نقصانات، ص ۱۸

Marfat.com

نہیں آنے دیتے، جن سے احتیاط واجب ہو۔

۵۔ کسی اللہ والے بندے کی صحبت میں آنا جانا شروع کردیں۔ ان سے اصلاحی تعلق قائم کریں۔ اگر کسی اللہ والے کی صحبت نے اور ذکر اللہ کی کثرت نے اس کا رُخ صحیح کردیا تو ایسے لوگ سُدھر کر بے مثال ہستیاں بن جاتے ہیں۔

## بدنظری اور عشق مجازی کو چھوڑنے کے طریقے:

### ا۔نماز توبہ:

اس کے لئے دو رکعت نماز نفل توبہ کی نیت سے پڑھ کر اپنے تمام گناہوں سے اللہ تعالیٰ کے آگے توبہ کریں اور معافی مانگیں اور یہ فیصلہ کرلیں کہ آئندہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کروں گا۔ اللہ سے استغفار کرتے رہیں۔

### ۲۔نماز حاجت:

دو رکعت نفل نماز حاجت کی نیت سے پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ! میری اصلاح فرمادے۔

### ۳۔تین سو (۳۰۰) دفعہ:

لا الہ الا اللہ کا ذکر کریں۔

### ۴۔تین سو (۳۰۰) دفعہ:

اللہ اللہ کریں۔

### ۵۔مراقبہ:

مراقبہ اس طرح کریں کہ تصور میں یہ رہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور میں اس کے سامنے بیٹھا ہوں۔ اس دوران دعا کرتے رہے۔ یہ مراقبہ چند منٹ کریں۔

### ۶۔مراقبہ موت وقبر:

تھوڑی دیر تک موت کو یاد کریں۔ اپنا مرنا۔ کفنانا اور دفن کرنا سوچیں۔ لذت کو

Marfat.com

سرد کرنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کریں۔

۷۔مراقبہ حشر ونشر:

میدان حشر کا تصور کریں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہیں

۸۔مراقبہ عذاب جہنم:

جہنم کا تصور کریں اور اس کی آگ کا سوچیں۔

۹۔مرقبہ انعامات الہیہ:

اللہ تعالیٰ کے انعامات والطاف کا مراقبہ کریں۔

۱۰۔حفاظتِ نظر کا اہتمام:

اپنی حرکت اور بدنگاہی پر کم از کم ایک بار بارہ نفل پڑھیں اور خیرات کریں اور استغفار کریں۔

۱۱۔مراقبۂ فنائیت حُسن:

حُسن فانی ہے۔اس پر زوال آجاتا ہے۔جب کوئی خوبصورت چہرہ نظر آئے تو کسی بدصورت چہرے کو بھی یاد کرلیں۔مرنے کے بعد دونوں نے قبروں میں جا کر خاک ہو جانا ہے۔کبھی کسی غیر محرم عورت یا لڑکے کے دیکھنے، اس سے دل بہلانے، باتیں کرتے یا تنہائی میں بیٹھنے یا اس کے دل کو خوش کرنے کے لئے بننے سنورنے سے پرہیز کریں۔

۱۲۔اصلاح نفس:

اصلاح نفس کے لئے کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کریں۔

۱۳۔مراقبہ نقصانات بدنگاہی:

اگر کوئی عشق مجازی سے نکلنا چاہتا ہے تو اس کے نقصانات پر غور کرے۔اسے چاہیے کہ معشوق سے بالکل تعلق نہ رکھے۔اس کے ساتھ بات چیت یا خط وکتابت نہ

Marfat.com

کرے۔ اس کے بارے میں نہ سوچے۔ اس سے دُور دُور رہے۔ اس سے ملاقاتیں ترک کر دے۔ جس وقت مستورات گزریں، اپنی نگاہوں کو نیچی کر دے۔ معشوق کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا سب چھوڑ دے اور اپنے اللہ کو یاد کرے۔

## عشق مجازی کا علاج:

بیماروں کی عیادت کریں۔
جنازوں کے ساتھ جائیں۔
قبروں کی زیارت کریں۔
مُردوں کو دیکھیں۔
موت کی فکر کریں۔

یہ سب اعمال خواہش کی آگ کو بجھا دیں گے۔ اس کے علاوہ مجالس ذکر الٰہی میں جا کر تارک الدنیا لوگوں کے حالات اور وعظوں کو سُنیں۔

کچھ لوگ عورتوں سے تنہائی میں بلا ضرورت گفتگو کرتے ہیں۔ عورتوں کو بلا ضرورت نہ دیکھیں۔ اگر آنکھوں کی حفاظت کر لی تو عشق مجازی کو جڑیں کٹ سکتی ہیں۔ عشق کی شروعات عام طور پر حسین شکلوں کو دیکھنے سے ہوتی ہے۔ دل زبردستی اس کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔ دل کی خواہش ہوتی ہے کہ بار بار اسے دیکھے حتیٰ کہ وہ عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی نظر کو آزاد چھوڑا تو اس کے غم طویل ہو گئے۔

محبوب کے نظارے کی لذّت کے وقت موت کی کڑواہٹ کو یاد کر لیا کرو۔ جو آدمی اپنے اعضاء کو گناہ سے روکے، عشق کو دبائے، خود کو پاک دامن رکھے، گناہ نہ کرے اور صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''اللہ نے معاف کیا ہے میری امت کے لیے ان (گناہ اور خواہشات و ارادہ) کو جن کے بارے میں نفس گفتگو کرتا ہے جب تک کہ انسان اس کا کلام نہ کرے یا اس پر عمل نہ کرے۔''

Marfat.com

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کہاں ہیں وہ خوبصورت لوگ جن کے چہرے چمکتے دمکتے تھے۔ کہاں ہیں وہ جن کی جوانی پر لوگ رشک کھاتے تھے۔ کہاں ہیں وہ جن کو جنگ کے میدانوں میں غلبہ حاصل ہوتا تھا۔ ان کو زمانے نے پیس کر رکھ دیا اور انجام کار یہ قبر کے اندھیرے میں جا پڑے اور اب وہ فریاد کرتے ہیں آگ، ہائے آگ، ہمیں بچاؤ، ہمیں بچاؤ۔ ۲

جس نے نگاہوں کی حفاظت کر لی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں آ گیا۔ اب اس کی شرم گاہ بھی گناہوں سے محفوظ رہے گی۔ غضِ بصر کا حکم مومنوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ بدنظری کو ام الخبائث کی حیثیت حاصل ہے۔ کہ یہ تمام فواحش کی جڑ ہے۔ محبت ایک نادیدہ شے ہے جو آنکھوں سے دل میں اُترتی ہے۔ نگاہیں شہوت کی قاصد ہیں۔ اسلام نے نظر بازی۔ بن ٹھن کر نکلنا۔ مرد و زن کا آزادانہ اختلاط غیر مسلم عورتوں کی پیروی۔ شرعی پردے سے آزاد ہو جانا ممنوع ہے نگاہوں کو نیچی رکھنا فطرت کے تقاضے کے عین مطابق ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ”آنکھوں کے فتنہ سے یقینی طور پر اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ یہ تمام فتنہ و آفت کا بنیادی سبب ہے“ (منہاج العابدین)

قرآن و سنت کی روشنی میں علماء کرام فرماتے ہیں کہ عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی اجنبی مرد کو دیکھے، اس کا یہ دیکھنا شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے دونوں ہی صورتیں ناجائز ہیں۔ حدیث پاک سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ”میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھیں۔ ابن مکتوم نابینا کسی ضرورت سے خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ابن مکتوم کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم دونوں پردہ میں چلی جاؤ۔“

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیوں؟ یہ (ابن مکتوم) نابینا نہیں ہیں؟“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، ان کو نہیں دیکھتیں؟ ۳

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مسلمان جب پہلی مرتبہ کسی عورت کی خوبصورتی دیکھے،

---

۲ عشق مجازی اور اس کا علاج، ص ۸ ۳ مشکوۃ ص ۲۸۹

Marfat.com

پھر وہ اپنی نگاہ پست کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت میں شیرینی پیدا کرتا ہے'' (مسند احمد)

بدنگاہی ایک حرام فعل ہے۔ حدیث میں ہے کہ

''حرام دیکھنے والوں کی آنکھوں کو آگ سے بھرا جائے گا'' (قرۃ العیون)

ایک روایت میں ہے کہ: ''حرام سُننے اور دیکھنے والوں کی آنکھوں اور کانوں میں پگھلا ہُوا سیسہ ڈالا جائے گا۔''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''جس نے اپنی نظر کو آزاد چھوڑا یعنی اس کی محرمات سے حفاظت نہ کی تو اس کے غم طویل ہو گئے۔''

مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کے لئے کسی سے ملنے جاتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور اس کے لئے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دے۔ جو اللہ پر دل دیتا ہے وہ اللہ والا بن جاتا ہے۔ اس کے دل کی دنیا الگ ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال لیلیٰ مجنوں جیسی ہے کہ آج تک مجنوں کو فقط لیلیٰ کے عاشق کی وجہ سے ہی پہچانا جاتا ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں اور آج تک مجنوں کے وسیلے سے کبھی کسی نے دعا نہیں مانگی جب کہ جو اللہ تعالیٰ پر مرے، اس کے وسیلے سے لوگ دعا مانگتے ہیں۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ عشق مجازی والا شخص نہ دین کا رہتا ہے اور نہ ہی دنیا کا۔

جب بندہ توبہ کر لیتا ہے تو اللہ کراماً کاتبین سے اس کے گناہ بُھلا دیتا ہے اور زمین کو بھی، یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے گناہوں پر کوئی شہادت دینے والا نہ ہوگا۔ نظر کی حفاظت سے ایمان کی حلاوت ملے گی۔ نظر بچانے سے اس کو اللہ تعالیٰ کا پیار ملے گا اور نورانیت بڑھے گی۔ اگر کوئی عشق مجازی میں مبتلا ہو گیا ہو تو اس سے مکمل طور پر قطع تعلق کر کے کسی بزرگ اللہ والے نیک بندے کی صحبت میں رہنا شروع کر دے تو اس سے اس کے نفس کی خود بخود اصلاح ہو جائے گی۔ بدنگاہی ایک ایسا مرض ہے جس میں مبتلا ہو کر انسان عشق مجازی تک پہنچتا ہے جس سے وہ آخری سانس تک خلاصی نہیں پا سکتا۔ بدنظری روح کی ایسی بیماری ہے جو نیکیوں کو ضائع کر دیتی ہے۔ اس لئے ہمیشہ نگاہیں نیچی رکھیں۔ بدنظری آنکھوں کی

Marfat.com

خیانت ہے۔ اس سے بچنے کا طریقہ اور علاج یہ ہے کہ مندرجہ ذیل دعا پڑھیں۔

۱۔ تیسرا کلمہ ۱۰۰ مرتبہ صبح اور شام

۲۔ دُرود شریف ۱۰۰ مرتبہ صبح اور شام

۳۔ استغفار ۱۰۰ مرتبہ صبح اور شام

محبت دل کا کسی کی جانب مائل ہونا اور اگر اس میں شدت ہو تو اسے عشق کہتے ہیں۔ ہر شخص کے دل میں محبت کا جذبہ ہوتا ہے۔ یہ محبت دو قسم کی ہوتی ہے۔ عشق حقیقی اور عشق مجازی...... شریعت میں صرف عشق حقیقی کی گنجائش ہے، عشق حقیقی فقط اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ والدین، بہن بھائی اور رشتہ داروں سے بھی محبت ہوتی ہے۔ عشق مجازی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے بھی ہو سکتا ہے۔ محبت ایک فطری چیز ہے۔ عشق کو عبادت کہنا گناہ ہے۔ جہاں نفسانی خواہش کے تحت محبت ہو تو اسے عشق مجازی کہتے ہیں۔ پس اپنی انا کو کسی شخص کے سامنے پامال کرنے کا نام عشق مجازی ہے اور اپنی انا کو سب کے سامنے پامال کرنے کا نام عشق حقیقی ہے۔ عشق مجازی کو ترک کرنے کے لیے معشوق سے قطعاً تعلق نہ رکھا جائے یعنی اس سے بولنا چالنا، دیکھنا بھالنا، آنا جانا حتیٰ کہ اگر کوئی دوسرا شخص بھی اس کا ذکر کرے، اسے روک دیا جائے۔ باوضو ہو کر تنہائی میں دو رکعت توبہ کی نیت سے پڑھ کر استغفار پڑھے اور پانچ سو دفعہ لا الہ الا اللہ کا ذکر اس طرح کرے کہ میں نے غیر اللہ کو دل سے نکال کر اپنے دل میں اللہ کی محبت پیدا کر لی ہے۔ اس کے علاوہ فارغ وقت میں دینی کتب کا مطالعہ کرے۔ عشق کا کامل علاج تو پرہیز ہے اور یہ پرہیز محبوب کو مضبوط ارادہ کے ساتھ چھوڑ دینے کا عزم ہے۔ بدنگاہی کرنے والا تمام حواسِ خمسہ سے حرام لذت لینے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر حرکت سے باخبر ہے۔ جو لوگ نظر کی حفاظت نہیں کرتے ہ عشق مجازی میں مبتلا ہو کر برباد ہو جاتے ہیں اور آخر کار اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی بجائے معشوق کو یاد کرتے کرتے گزر جاتے ہیں۔ اس لئے علما نے فرمایا ہے کہ سالک کے لئے عورتوں اور بے ریش لڑکوں سے میل جول زہر قاتل ہے۔ شیطان جب کسی کو اللہ کے راستے میں بڑھتا ہوا دیکھتا ہے تو اسے اللہ سے دُور کرنے کے لئے کسی کے عشق میں مبتلا کر دیتا ہے اس کی دنیا

Marfat.com

تو خراب ہوتی ہی ہے، آخرت کا عذاب الگ ہے۔ بدکاری کی پہلی سیڑھی آنکھوں کی آوارگی ہے۔ اس بدنظری سے انسان عشق مجازی میں مبتلا ہو کر تڑپتا ہے۔ اس کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ نیند حرام ہو جاتی ہے۔ بے چینی کی وجہ دل و دماغ کسی کام نہیں لگتے۔ اس کی وجہ سے دل میں جو ذکر و عبادت سے انوار پیدا ہوتے ہیں، وہ برباد ہو جاتے ہیں۔ بدنگاہی کی ظلمت بہت مشکلوں سے دُور ہوتی ہے۔ بدنظری انسان کو اللہ سے دُور کر دیتی ہے۔ تمام آفتیں نظر بازی سے پیدا ہوتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان کی تقدیر میں اس کا زنا لکھ دیا گیا ہے، جس کو وہ لازماً کرے گا تو آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا جانا ہے اور دل کا زنا خواہش اور تمنا ہے اور شرم گاہ ان باتوں کو سچ کرتی ہے، یا جھوٹ'' (مسلم)

Marfat.com

# نظر لگنا

نظرِ بد کا تصوّر ہر دور میں رہا ہے اور ہر قوم میں بھی۔ عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ ''اللہ تمہیں نظر بد سے بچائے یا ''چشم بد دُور'' یہ بھی سُننے میں آتا ہے کہ ''پتہ نہیں اس گھر کو کس کی نظر لگ گئی؟'' یا اس کو تو نظر کھا گئی'' وغیرہ وغیرہ...... نظر لڑکا، لڑکی، جانور، کھیتی، باغ، دولت اور اسباب سب چیزوں پر لگا کرتی ہے۔ اگر کسی کو کوئی چیز اچھی لگے یا پسند آجائے تو اسی وقت یہ کہے کہ ''ماشاء اللّٰہ'' ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' اس کے کہنے سے اللہ تعالیٰ نظر کی تاثیر کو اثر انداز ہونے نہیں دیتا۔ نظر بد کے تیر آنکھوں میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو بچے بچپن میں گندگی اور فُضلے سے کھیلتے ہیں، اُن کی سوچ بھی خراب ہو جاتی ہے۔ آنکھ کے پیچھے جو سوچ ہوتی ہے، وہی کام کرتی ہے۔ اگر سوچ بری ہوگی تو اس کا برا اثر منعکس ہوگا۔ ایسا غیر مرئی اثر جو کسی بھی اچھی لگنے والی چیز میں سرایت کر جائے اور اس کی وجہ سے اسے جسمانی یا مالی تکلیف وغیرہ لاحق ہو جائے، ''نظر بد'' کہلاتا ہے۔

ماہرین کا خیال ہے، ہر انسان کی آنکھ سے غیر مرئی (جو محسوس نہ کی جا سکیں) لہریں نکلتی ہیں، ان میں ایموشنل انرجی ہوتی ہے۔ یہ بجلی کی طرح جلد کے ذریعے جسم میں جذب ہوتی ہیں۔ اگر یہ لہریں مثبت ہوں تو انسان کو نفع پہنچتا ہے اور اگر منفی ہوں تو مسلسل نقصان ہوتا ہے۔ بدنظر شخص کی لہریں منفی ہوتی ہیں جو جسم کو درہم برہم کر دیتی ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بد دُور کرنے کا ایک خاص وظیفہ سکھایا اور فرمایا کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر پڑھ کر دم کیا کریں۔ ابن عساکر میں منقول ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور غم زدہ ہونے کی وجہ پوچھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسن اور حسین (رضی اللہ عنہ) کو نظر لگ گئی ہے''

Marfat.com

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ سچائی کے قابل چیز ہے، نظر واقعی لگتی ہے۔ آپ نے یہ کلمات پڑھ کر انہیں پناہ میں کیوں نہ دیا؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''وہ کلمات کیا ہیں؟''

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: یُوں کہیئے

''اَللّٰھُمَّ ذَالسُّلطَانِ الْعَظِیمُ وَ الْمَنَّ الْقَدِیمُ ذَالْوُجْهِ الکَرِیم وَلِیَّ الْکَلِمَاتِ التَّامَّاتِ والدَّعْوَاتِ الْمستجابَاتِ عَافَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَنَ مِنَ اَنْفُسِ الجِنِّ وَ اعْیُنِ الاِنْسِ○

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی، دونوں بچے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کھیلنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لوگو! اپنی جانوں کو، اپنی بیویوں کو اور اپنی اولاد کو اسی پناہ کے ساتھ پناہ دیا کرو۔ اس جیسی اور کوئی پناہ نہیں۔[1]

صحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک لڑکی آئی اور اس نے اپنے سردار سے کہا: ''آپ یہاں بیٹھے ہیں۔ آپ کے گھوڑے کو نظر نے کھا لیا ہے۔ اور وہ گھوڑا اِدھر اُدھر سرگرداں وحیراں گھومتا پھر رہا ہے۔ کسی جھاڑ پھونک کرنے والے کو ڈھونڈ کر لائیے''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کسی جھاڑ پھونک کرنے والے کی ضرورت نہیں۔ اُس کے ناک کے داہنے سوراخ میں چار مرتبہ اور بائیں سوراخ میں تین مرتبہ یہ دعا پڑھ کر پھونک مارو:

''لاَ بَاسُ اَذْھِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنتَ الشَّافِی لاَیَکْشِفُ الضُرَّ اِلَّا اَنتَ''○

ترجمہ: ''کوئی خوف کی بات نہیں ہے، اے آدمیوں کے ربّ تو اس کی تکلیف کو زائل کر دے اور اس کو شفا عطا کر دے۔ تُو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شخص نقصان کو ہٹانے والا نہیں ہے۔''

وہ شخص چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد واپس آ گیا اور کہنے لگا: ''میں نے آپ کے

[1] تفسیر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، جلد نمبر ۵، ص ۴۱۶

Marfat.com

کہنے کے مطابق کیا۔ وہ بالکل اچھا ہو گیا ہے وہ کھانے بھی لگا اور اس نے پیشاب پاخانہ بھی کر دیا۔" (درمنشور) ۲

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی تو وہ نظرِ بد ہوتی" اگر کسی کو نظر لگ جائے تو مندرجہ ذیل دونوں دعائیں تین مرتبہ پڑھ کر اس پر دم کریں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے کیا تھا:

۱۔ "اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّ ھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ"○

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ذریعے حفاظت حاصل کرتا ہوں ہر ایک شیطان سے اور ایذاء دینے والے جانور سے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے۔

۲۔ "بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ یُّؤْذِیْکَ، وَمِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْعَیْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ" (مسلم) ۳

ترجمہ: اللہ کا نام لے کر میں تجھ پر دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تجھے تکلیف پہنچاتی ہے اور ہر ذی روح کے شر سے یا حسد کرنے والی آنکھ سے۔ اللہ تعالیٰ تجھے شفا دے، میں اللہ کے نام پر دم کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، اپنے نواسوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لئے یوں دعا فرماتے: "اُعِیْذُکَ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَھَامَۃٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ"○

ترجمہ: میں تم دونوں کے لئے شیطان، تکلیف دہ جانور اور نظرِ بد سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے کامل اور پُر اثر کلمات کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں۔ اور فرماتے بے شک تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام کے لئے ان ہی کلمات کے ساتھ پناہ مانگتے تھے۔

اگر ایک بندے کے لئے دعا مانگنی ہو تو "اُعِیْذُ کُمَا" کی بجائے اعیذک پڑھیں۔

"اُعِیْذُکَ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَھَامَۃٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ" (بخاری)

---

۲ فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۵۳۰ ۳ صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۲، ص ۲۱۹

Marfat.com

ایک اور دعا یہ بھی ہے: "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ حَرَّھَا وَبَرْدَھَا وَ وَصَبَھَا"○
ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے یا الٰہی اس کی گرمی اور سردی اور اس کی مصیبت دُور کر دے۔

نظر بد دُور کرنے کا ایک گھریلو ٹوٹکا بھی ہمارے ہاں عموماً استعمال ہوتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سات سُرخ مرچیں لے کر مریض کے سر پر اُلٹا وار کر آگ میں ڈال دیں۔ اگر مرچیں موجود نہ ہوں تو سُرخ کاٹن کے کپڑے کا ٹکڑا بھی اُلٹا وار کر آگ میں ڈالا جا سکتا ہے۔ وارنے سے پہلے مندرجہ ذیل سورتیں پڑھنی چاہئیں:

۱۔ آیت الکرسی (۷ مرتبہ) ۲۔ سورۃ کوثر (۷ مرتبہ) ۳۔ سورۃ فلق (۷ مرتبہ)

کہتے ہیں کہ پتھر سے چوٹ کھانا، نظر بد سے اچھا ہے۔

ہندو لوگ نظر بد دُور کرنے کے لئے گنگا اشنان کرتے ہیں یا پھر وہ اگر بتی کی راکھ بچے پر مل کر پانی کے چھینٹے دیتے ہیں۔ کچھ لوگ دھاگہ، ہڈی یا مرچیں نظر بد دُور کرنے کے لئے جلا دیتے ہیں۔ جلانے والے کی سوچ اس کا اتارا کر رہی ہوتی ہے۔
بعض لوگ نظر بد سے بچے کے لیے بچہ یا بچی کو کالا ٹیکا لگا دیتے ہیں۔ بعض لوگ مکانوں یا گاڑیوں پر کالے رنگ کا کپڑے کا ٹکڑا باندھ دیتے ہیں۔ یہ بھی نظر بد سے بچنے کا ٹوٹکا ہے۔ کسی چیز کو بدنما کر دینے سے اس کو نظر نہیں لگتی۔ بعض لوگ پانچ سرخ مرچیں۔ پانچ کالی مرچیں اور تھوڑا سا نمک ہاتھ میں لے کر بچے کے سَر اور سَر سے پاؤں تک خاموشی سے وار کر آگ میں ڈال دیتے ہیں۔

جس نظر میں عداوت ہو، حسد ہو، بُغض ہو، کینہ ہو، وہ اثر دکھا سکتی ہے۔
حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "العین حق"

یعنی نظر اثر کرتی ہے۔ نظر یہ ایک حقیقت ہے (ترمذی۔ کتاب الادب)

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عامر بن ربعی رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ غسل کے ارادے سے نکلے۔ عامر رضی اللہ عنہ نے جب جبہ اُتارا تو سہل رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی تو انہیں نظر لگ گئی۔ وہ پانی میں غسل کے لیے اُترے۔ سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پانی میں اس کی زوردار آواز سُنی تو میں اس کے پاس آیا اور تین بار آواز دی۔ اس نے مجھے جواب نہ دیا۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس کی خبر دی۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے تشریف لا کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھی:

"اللهم أذهب عنه حرها، بردها و وَ صبها"

ترجمہ: اے اللہ! اس کی گرمی سردی اور اس کی بیماری دُور کر دے۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی یا اپنے نفس یا اپنے مال میں ایسی چیز دیکھے جو اسے پسند لگے تو اس کے لئے برکت کی دعا کر دے۔ اس لئے کہ نظر لگنا بلاشبہ حق ہے۔" [۴]

## علامات:

نظر یہ کی مختلف نشانیاں ہوتی ہیں، جیسے جسمانی اور اعصابی تھکاوٹ، کوئی غیر متوقع حادثہ یا بیماری۔ آنکھوں کے پپوٹوں کا بھاری پن، بے چینی، سر درد، ہچکیاں، خشک کھانسی، کھجلی کرنا، قے، خشک جلد، دست ہونا، چھاتی میں دودھ کا کم ہو جانا۔ نامردی بانجھ پن بچوں کا لگا تار رونا اور دودھ نہ پینا۔

## بچے کے لئے صبح کی دعا:

"بسم اللهِ الَّذِیْ لا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْ ءٌ فِی الْاَرْضِ وَلاَ فِی السَّمَآءِ ط وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ٥" [۵] تین دفعہ پڑھیں

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ کوئی چیز زمین پر نقصان پہنچاتی ہے نہ آسمان سے اور وہ سب سُننے والا اور جاننے والا ہے۔

## شام کی دعا:

"اَعُوذُ بِکَلِمَاتِ اللهِ التَّآمَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ وَ شَرِّ عِبَادِهٖ وَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ٥" تین دفعہ پڑھیں

ترجمہ: میں اللہ کے تمام کلمات تامہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے غضب سے مواخذہ سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطان کے وسوسوں سے اور اس سے کہ یہ میرے قریب ہوں۔ (ترمذی)

---

[۴] مسند احمد ﷺ، جلد نمبر ۳، ص ۴۴۷ [۵] مشکوٰۃ جلد نمبر ۱، ص ۲۰۹

Marfat.com

ان دعاؤں کے پڑھنے والوں کو آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

علاج:

نظر بد بُری چیز ہے۔ اپنی زبان میں ہم اسے یُوں بیان کرتے ہیں کہ فلاں شخص نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا ہے، جیسے اسے کھا جائے گا۔ یُوں بھی سُننے میں آتا ہے کہ اس کو کس کی نظر لگ گئی یا اسے کس کی نظر نے کھا لیا۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ انسان کی نظر بد لگ جانا اور اس سے کسی انسان کو نقصان اور بیماری بلکہ ہلاکت تک پہنچ جانا حقیقت ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص پر کسی کی نظر بد لگ گئی ہو، اُس پر یہ سورۃ القلم کی آخری دو آیات پڑھ کر دم کر دیں تو اس کا اثر زائل ہو جائے گا۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

''وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْ لیز لِیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُو الذِّکْرَ وَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ'' ۝ وَ مَاھُوَاِلَّا ذِکْرٌ'' لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝'' (القلم ۵۱-۵۲) ؁

ترجمہ: ''جب یہ کافر لوگ کلام نصیحت (قرآن) سُنتے ہیں تو تمہیں ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں کہ گویا تمہارے قدم اکھاڑ دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ ضرور دیوانہ ہے، حالانکہ یہ تو سارے جہان والوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔''

اس کا طریقہ یہ ہے کہ پاک صاف پانی لے کر اس پر یہ آیات سات مرتبہ پڑھیں اور ہر مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔ پھر مریض کو کہیں کہ وہ اس پانی سے نو گھونٹ پیئے اور ہر گھونٹ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے باقی بچا ہُوا پانی کسی بالٹی یا کسی بڑے برتن میں ڈال کر اس میں پانی ملا کر پُورے جسم پر بہائے۔ انشاء اللہ سخت سے سخت نظر دُور ہو جائے گی۔ یہ دم جانوروں پر بھی کیا جا سکتا ہے۔ روزانہ یہ آیت اگر سات مرتبہ پڑھی جائے تو بُری نظر نہیں لگتی۔

اگر کسی بچے یا اسباب یا مکان پر حاسد کی نظر لگ جانے کا اندیشہ ہو تو سات مرتبہ

---

؁ تفہیم القرآن جلد نمبر ۶، ص ۶۸

Marfat.com

پڑھ کر بچے پر دم کرنا اور تعویز بنا کر گلے میں باندھنا یا مکان میں چسپاں کرنا یا سامان کے اندر باندھنا یا پڑھ کر دم کرنا موجب خیر و برکت ہے۔

"خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْ بِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ" وَّ لَهُمْ عَذَاب" عَظِيْمٌ ○" ۷

الحمد شریف (۷ مرتبہ) آیت الکرسی (۷ مرتبہ) چاروں قل شریف (۳ مرتبہ)

پڑھ کر دم کرنا یا دم کیا ہُوا پانی پلانا ہر قسم کی نظر بد کا خاتمہ کرنے کے لیے مجرب ہے۔ ۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نظر بد لگ جائے تو 'معوذتین' سے دم کرلیا جائے" ۹

"بِسْمِ اللّٰهِ يُبْرِيْكَ وَمِنْ كُلِّ دَآءٍ يَشْفِيْكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ وَ شَرِّ كُلِّ ذِىْ عَيْنٍ." ۱۰

ترجمہ: میں اللہ کا نام لے کر تجھے بری کرتا ہوں ہر مرض سے اللہ تجھے شفا دے گا حسد کرنے والے کے شر سے، جب وہ کرے حسد اور ہر آنکھ والے کے شر سے (یعنی نظر لگ جانے سے)

نظر لگنے کا سلسلہ تقریباً ساری دنیا سے موجود ہے۔

انگریزی میں اسے "Evil Eye" کہتے ہیں۔

عربی میں اسے "عین الحسوذ" کہا جاتا ہے۔

جرمنی میں اسے "Boser Blick" کہتے ہیں۔

اٹلی میں "Malocchio" کہتے ہیں۔

فارسی میں اسے "چشم زخم" کہا جاتا ہے۔

سنسکرت میں اسے "دِشتی دوشا" کہتے ہیں۔

ترکی میں "Kem Goz" کہتے ہیں۔

ہر مسلمان جب کسی چیز کو دیکھے اور وہ چیز اسے پسند آجائے تو "ماشاء اللہ" کے الفاظ بولے۔ اس طرح نظرِ بد سے بچا جا سکتا ہے۔

---

۷ ۸ روحانی ڈاک، ص ۱۰۰ ۹ صحیح بخاری شریف، حدیث ۵۳۸ ۱۰ صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۲ ص ۲۱۹

Marfat.com

رات کو سونے سے قبل سات دفعہ سورۃ کوثر پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے پورے جسم پر پھر لیں اور پھر ہاتھ پانی سے دھولیں۔ ایسا کرنے سے پورے دن کی نظر کو ضائع کیا جاتا ہے۔ باہر جانے سے پہلے تین دفعہ سورۃ الکوثر پڑھ کر خود پر دم کر لینا نظر سے بچا کے رکھتا ہے۔

''اَذْهِب الْبَاسَ، رَبَّ النَّاس، وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيُ لَاشَفَآءَ اِلَّا شِفَآءُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَماً ○''

ترجمہ: اے لوگوں کے ربّ! تکلیف کو دُور فرما، اس کو شفا دے اور تُو شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا دے جو ذرا سا مرض بھی نہ چھوڑے۔''[۱]

اس دعا کو بھی نظر بد کے لئے پڑھتے ہیں۔

''مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ○'' (سورۃ الکھف۔۳۹)

ترجمہ: ''جو چاہا اللہ نے نہیں ہے کوئی طاقت مگر اللہ (بزرگ و برتر کی قوّت) کے ساتھ نظر بد نہ لگنے کے لیے پڑھیں۔

جس شخص کے ہاتھوں پیروں میں درد ہو یا اُس کو نظر لگ گئی ہو، وہ اس آیت کو لکھ کر تعویز بنا کر ہاتھ پیر پر باندھ دیں:

وَمَا لَنَا اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ سے اَلْمُتَوَكِّلُوْنَ تک (سورۃ ابراہیم)

اگر گائے، بھینس، بکری یا بھیڑ پر نظر لگ گئی ہو جس سے جانور کا دودھ سوکھ گیا ہو تو ایک پاؤ گیہوں کا آٹا لے کر گوندھ لیں اور اس کا پیڑہ بنا کر اس پر سات بار باوضو ہو کر الحمد شریف، آیت الکرسی، سات سات بار سورۃ کافرون۔ سورۃ اخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس پڑھ کر اس آٹے پر دم کر کے جانور کو کھلا دیں۔ انشاء اللہ نظر بد دُور ہو جائے گی۔

---

[۱] صحیح بخاری شریف جلد نمبر۲، ص ۸۴۸

Marfat.com

# کونڈوں کی نیاز

پاکستان میں اکثر گھروں میں ۲۲ رجب کو کونڈوں کی نیاز کرتے ہیں۔ اس نذر کو مستجاب ہونے کے لیے مجرب سمجھا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مسلمان نیاز دینے سے پہلے صبح سویرے گھر میں صفائی کرے، پاک چادر یا فرش بچھائے۔ خود بھی پاک صاف ہو کر سوا سیر میدہ میں سوا سیر چینی ملا کر گوندھ لیں۔ ان سب کی چودہ پُوریاں بنا کر گھی میں تلیں۔ جب تیار ہو جائیں تو مٹی کے دو کورے کونڈے جو پاک صاف پانی سے دُھلے ہوئے ہوں، ان میں سات سات پوریاں رکھیں۔ دو رکعت نماز حاجت پڑھیں اور اس کے بعد مندرجہ ذیل ''معجزہ'' پڑھیں۔ پھر اول و آخر تین مرتبہ درود شریف۔ ایک بار سورۃ فاتحہ۔ تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں اور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگیں۔ پھر ایک ہی مقام پر سب مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کو بٹھا کر کھلا دیں۔

معجزہ:

کسی شہر میں ایک لکڑ ہارا نہایت مفلسی میں رہتا تھا۔ وہ جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹتا تھا اور بڑی مشکلوں سے بال بچوں کو پالتا تھا۔ ایک دن وہ بہت تنگ آ گیا تو کہنے لگا کہ: پروردگار ہم پر رحم فرمائے اور ہماری مصیبتیں دُور ہو جائیں۔ یہ کہہ کر وہ روزگار کے لئے دوسرے شہر چلا گیا مگر وہاں جا کر بھی اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اُس نے واپس جانے کا ارادہ کیا مگر یہ سوچ کر کہ وہ بیوی اور بچوں کو کیا منہ دکھائے گا، وہ جا نہ سکا اور اس طرح کسمپرسی کی حالت میں بارہ سال گزار دیئے اور گھر والوں سے کوئی رابطہ نہ کیا۔ گھر والوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ مر گیا ہوگا، ورنہ ضرور رابطہ کرتا۔

Marfat.com

لکڑ ہارے کے جانے کے بعد اس کی بیوی وزیر کے محل میں جھاڑ وصفائی کا کام کر کے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالنے لگی۔ ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔

انہوں نے دریافت فرمایا: ''آج کیا تاریخ ہے اور یہ کون سا مہینہ ہے؟''

اصحاب نے عرض کیا: ''آج ۲۲ رجب المرجب ہے''

انہوں نے فرمایا: ''کوئی شخص کیسی ہی مشکل میں مُبتلا ہو یا کسی حاجت نے اُسے پریشان کر رکھا ہو، سوا سیر میدے کی پوریاں پکا کر دو کونڈوں میں رکھ کر ہمارے نام کی نذر ۲۲ رجب صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد دلائے اور اللہ تعالیٰ سے ہمارے واسطے سے حاجت طلب کرے''

چنانچہ لکڑ ہارے کی بیوی نے منت مان لی اور ۲۲ رجب کی صبح کی نماز کے بعد کونڈوں کا اہتمام کیا۔ جس وقت وہ نذر دلا رہی تھی، اسی وقت لکڑ ہارے کے درخت سے کلہاڑا گر گیا۔ وہ نیچے اُترا اور کلہاڑی کو نکالا تو اس جگہ معلوم ہوا کہ شاہی خزانہ دفن ہے۔ اس نے یہ بات کسی کو نہ بتائی اور تھوڑا تھوڑا نکالتا رہا۔ جب مکمل خزانہ نکال چکا تو واپس اپنے شہر پہنچا۔ اس نے اپنے لئے محل نما مکان تعمیر کرایا اور بیوی بچوں کے ساتھ اس میں ہنسی خوشی رہنے لگا۔

ایک دن وزیر اعظم کی بیوی نے محل کی چھت پر کھڑے ہو کر باہر جھانکا تو اسے نیا محل نظر آیا۔ اس نے اپنی کنیزوں سے پوچھا: ''یہ محل کس کا ہے؟''

کنیزوں نے بتایا: ''یہ محل اس لکڑ ہارے کی بیوی کا ہے، جو آپ کے محل میں جھاڑ پونچھ کرتی تھی''

یہ سن کر اس نے لکڑ ہارے کی بیوی کو بُلوایا اور پوچھا: ''یہ کیا ماجرا ہے؟''

اس نے تمام حالات بیان کئے مگر وزیر اعظم کی بیوی کو یقین نہ آیا۔ اس کا خیال تھا کہ لکڑ ہارے نے ضرور کوئی ڈاکہ ڈالا ہے۔ وزیر اعظم کی بیوی کے دل میں یہ خیال آتے ہی وزیر اعظم پر مصیبت آ گئی۔ کسی وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ اس نے غبن کیا ہے۔ بادشاہ کے پوچھنے پر وزیر اعظم کچھ صحیح حساب نہ دے سکا۔ بادشاہ نے غصہ میں آ کر

Marfat.com

وزیراعظم کا سارا مال اور جائیداد ضبط کر کے اسے اور اس کی بیوی کو نکال دیا۔ وہ دونوں بھوکے پیاسے چلے جا رہے تھے کہ راستے میں انہیں تربوز کا کھیت نظر آیا۔ انہوں نے ایک تربوز خرید کر رومال میں باندھ لیا کہ آرام سے کہیں بیٹھ کر کھائیں گے۔

اتفاق سے اسی دن شہزادہ بھی شکار کو گیا تھا جو واپس نہیں آیا۔ ایک وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ وزیراعظم نے بدلہ لینے کے لیے شہزادے کو قتل کر دیا ہوگا۔ بادشاہ کے حکم پر سپاہی وزیراعظم اور اس کی بیوی پکڑ کر لے آئے۔ بادشاہ نے اس کے ہاتھ سے رومال کھلوایا تو اسے تربوز کی بجائے اپنے بیٹے کا کٹا ہوا سر نظر آیا۔ بادشاہ نے انہیں گرفتار کر کے زندان میں بھیج دیا اور خود اپنا سر پیٹنے لگا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ صبح انہیں قتل کر دیا جائے۔ وزیراعظم حیران تھا کہ کون سا گناہ ان سے سرزد ہو گیا ہے کہ اچانک یہ افتاد آپڑی؟ وزیراعظم کی بیوی نے لکڑہارے کی بیوی کو سارا قصہ سُنا دیا۔ بادشاہ اور ملکہ رات بھر روتے رہے اور انہوں نے اس نیاز کی نیت بھی کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی اور صبح شہزادہ واپس آ گیا۔ بادشاہ نے لکڑہارے اور اس کی بیوی کو بُلوایا اور ان کا رومال کھول کر دیکھا تو اس میں تربوز تھا۔ بادشاہ بھی صدق دل سے ایمان لے آیا اور وزیراعظم کو اپنے عہدے پر دوبارہ فائز کر دیا اور اس چغل غور وزیر کو سزا دے کر وزارت سے برطرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری مراد امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلے سے پُوری فرمائے۔

فجر کی نماز کے بعد اس کہانی کو پڑھیں اور اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر

| | |
|---|---|
| اول تین دفعہ | درود شریف |
| تین دفعہ | سورۃ فاتحہ |
| تین دفعہ | سورۃ اخلاص |
| آخر تین دفعہ | درود شریف |

پڑھ کر نیاز حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو ہدیہ کر دیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کریں۔ انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔

Marfat.com

# زبان کے مسائل

جب بولنے کو جی چاہے تو یہ غور کرلیں کہ اس بات میں فائدہ بھی ہے یا نہیں؟

حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو چپ رہا، اس نے نجات پائی۔“ (ترمذی)

کم سے کم اور نپے تُلے الفاظ میں گفتگو نمٹانے کی عادت ڈالیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صبح کے وقت ابنِ آدم کے سبھی اعضاء اس کی زبان سے بڑی عاجزی کے ساتھ کہتے ہیں۔ تُو اللہ سے ڈر، ہمارا تعلق اور وابستگی تجھ ہی سے ہے۔ تُو اگر سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور تُو ہی اگر ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔“ (ترمذی)

حضرت سلیمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا؟

”یا رسول اللہ! مجھے کس چیز سے خوف کھانا چاہیے؟

آپ ﷺ نے زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: ”اس زبان سے ڈرنا چاہیے“ (ترمذی)

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ”دل ہنڈیا کی مانند ہے اور زبان چمچے کی مانند۔ چمچہ وہی نکالتا ہے جو ہنڈیا میں ہوتا ہے“[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ اچھی بات منہ سے نکالے یا خاموش رہے۔“ آنحضرت ﷺ بے فائدہ بک بک کرنے سے منع فرماتے تھے۔ اسی طرح بہت سے سوال کرنے سے اور بے ضرورت مسئلے پوچھنے سے منع فرماتے تھے۔[2]

---

[1] تصوف وسلوک، ص ۱۵۳ [2] صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۱۳۹۵، ۱۳۹۷، ص ۴۱۸

Marfat.com

یاد رکھیے! بروز قیامت ایک ایک لفظ کا حساب دینا پڑے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ کبھی ایسی بات منہ سے نکالتا ہے جس میں اللہ کی رضامندی ہوتی ہے وہ اس پر کچھ خیال نہیں کرتا، حالانکہ اس وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور کبھی بندہ اللہ کی ناراضگی کی بات منہ سے نکال بیٹھتا ہے۔ وہ اس کو کوئی بڑا گناہ نہیں سمجھتا لیکن اس کی وجہ سے دوزخ میں گر پڑتا ہے۔'' ؎۳

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: ''اس کو قابو میں رکھو''

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''کیا ہم جو بات چیت زبان سے کرتے ہیں، اس پر بھی پکڑے جائیں گے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم میں زبان کے علاوہ اور کوئی چیز بھی ڈالتی ہے کیا؟ ہم جو زبان کو قینچی کی طرح چلاتے رہتے ہیں وہ سب اعمال نامے میں تلے گا اور اس میں لغو، بے ہودہ اور ناجائز چیزیں جو بولتے ہیں، وہ جہنم میں لے جانے کا سبب ہوتی ہیں۔'' ؎۴

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی زبان نہ روکی، اس نے دین کو نہ سمجھا اور فرمایا کہ جو زیادہ بولتا ہے، وہ زیادہ جھوٹا ہے۔ جب تک دوسرا آدمی بات کر رہا ہو، خاموشی سے سُننا چاہیے، کیوں کہ سننے میں سلامتی ہے اور کہنے میں آفت اور دوسرے کی بات نہیں کاٹنی چاہیے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سُنا ہے کہ پانچ چیزیں مجھے روپیہ کے وقف سے بھی زیادہ اچھی لگتی ہیں:

۱۔ بے فائدہ کلام کا ترک کرنا

۲۔ بے موقع کلام مفید نہ کہنا

۳۔ حلیم اور بے وقوف سے بحث نہ کرنا، کیوں کہ حلیم سے بحث کر کے اس کو غصہ دلانا ہے اور بے وقوف سے ایذا اٹھانا ہے۔

---

۳؎ صحیح بخاری شریف جلد نمبر۳، حدیث ۱۴۰۰، ص ۶۲۰ ۴؎ فضائل اعمال جلد نمبر۲، ص ۶۹

Marfat.com

۴۔ کسی غائب بھائی کا ذکر اس طرح کرنا، جس طرح خود اپنا ذکر اس سے کہلوانا منظور ہو۔

۵۔ اس یقین کے ساتھ عمل کرنا کہ احسان کرنے سے جزا اور جرم کرنے سے سزا پاؤں گا۔ ۵

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے فائدہ بک بک اور بہت سوالات کرنے سے منع فرماتے تھے۔ ٦

ہر وہ بات فضول ہے جس میں نہ دین کا فائدہ ہو اور نہ دُنیا کا۔ کم سے کم اور مختصر گفتگو کی عادت بنا لینی چاہیے۔ کم گوئی کی عادت اختیار کرنے کے لیے جہاں جہاں ممکن ہو، بولنے کی بجائے اشارے سے یا لکھ کر بات کرنے کی کوشش کریں۔ انسان کے سر گناہوں کا بوجھ لدوانے میں زبان سب اعضاء سے بڑھ کر ہے۔ جو بات ایک لفظ میں ادا کی جا سکتی ہے وہ اگر دو یا تین الفاظ میں کہی تو جتنے الفاظ زائد ہیں، وہ فضول اور وبال ہیں۔ (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

۱۔ آہستہ بولنا، نیچی نگاہ رکھنا اور میانہ چال چلنا ایمان کی نشانی ہے۔

۲۔ خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔

۳۔ زبان بند رکھنا سب سے بڑی عبادت ہے۔

۴۔ زبان کی لغزش، پاؤں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے۔

۵۔ زبان درست ہو جائے تو دل بھی درست ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

۱۔ کم بولنا حکمت، کم کھانا صحت اور کم سونا عبادت ہے۔

۲۔ نرم گفتگو پوشیدہ کینوں کو دھو ڈالتی ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: زبان کی حفاظت کرو کیونکہ یہ ایک بہترین خصلت ہے۔

---

۵ احیاء العلوم جلد نمبر ۳، ص ۱۷۸ ٦ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۷

Marfat.com

حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

۱۔ لوگوں سے بے وجہ بحث مت کرو کیونکہ اس سے تمہاری عزت ختم ہو جائے گی

۲۔ زیادہ مذاق مت کیا کرو کیونکہ لوگوں کو تم سے بات کرنے کی جرأت پیدا ہو جائے گی۔

حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۱۔ عقل مند آدمی اس وقت تک نہیں بولتا جب تک خاموشی نہیں ہو جاتی۔

۲۔ اس سے تو خاموشی بہتر ہے کہ کسی کو دل کی بات کہہ کر پھر اس سے کہا جائے کہ کسی سے نہ کہنا

۳۔ شیریں کلام اور نرم زبان انسان کے غصے کی آگ پر پانی کا اثر رکھتی ہے۔

۴۔ فتنہ انگیز سچائی سے مصلحت آمیز جھوٹ بولنا بہتر ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: زبان کو شکایت سے بند کرو، خوشی کی زندگی ملے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آدمی کے اسلام کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ وہ فضول کاموں اور باتوں کو چھوڑ دے۔'' (ترمذی)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص مجھے اپنے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والے اعضاء کی ذمہ داری دے دے (کہ وہ زبان اور شرم گاہ کو غلط استعمال نہیں کرے گا) تو میں اس کے لئے جنت کی ذمہ داری دیتا ہوں'' (بخاری)

حضرت ابو سعد خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا: ''یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند وصیتیں فرمائیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ ''اپنی زبان کو سوائے خیر کے ہر قسم کی بات سے محفوظ رکھو۔ اس سے تم شیطان پر قابو پالو گے'' (ابویعلی۔ مجمع الزوائد)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے؟

Marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا؟

''اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے زیادہ پسندیدہ عمل زبان کی حفاظت کرنا ہے'' (بیہقی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اعمال فرمائے۔ پھر ارشاد فرمایا: ''اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنی زبان کو بھلی بات کے علاوہ بولنے سے روکے رکھو۔'' (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیوں کہ اس سے دل میں سختی اور بے حسی پیدا ہوتی ہے اور لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے وہ آدمی زیادہ دُور ہے جس کا دل سخت ہو۔ (ترمذی) ۷

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے مختصر بات کرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ مختصر بات کرنا ہی بہتر ہے۔'' (ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ جب تک اپنی زبان کی حفاظت نہ کرے، ایمان کی حقیقت کو حاصل نہیں کر سکتا'' (طبرانی، مجمع الزوائد) ۸

ام المومنین حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیکی کا حکم کرنے یا بُرائی سے روکنے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے علاوہ انسان کی تمام باتیں اس پر وبال ہیں یعنی پکڑ کا ذریعہ ہیں۔'' (ترمذی) ۹

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا میں جس شخص کے دو رخ ہوں (یعنی جو مختلف لوگوں سے مختلف قسم کی باتیں کرے) تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی'' (ابوداؤد) ۱۰

---

۷ منتخب احادیث، ص ۷۹۶ — ۸ منتخب احادیث، ص ۷۸۶

۹ منتخب احادیث، ص ۷۹۶ — ۱۰ منتخب احادیث، ص ۷۹۷، ۷۹۸

Marfat.com

حضرت صفیان بن اسید حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ اپنے بھائی سے کوئی بات بیان کرتے ہوئے جھوٹ بولو حالانکہ وہ تمہاری اس بات کو سچا سمجھ رہا ہو۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوالحکم رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کی باندی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا کہ ایک شخص جنت کے اتنے قریب ہو جاتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پھر کوئی ایسا بول بول دیتا ہے جس کی وجہ سے جنت سے اس سے بھی زیادہ دُور ہو جاتا ہے، جتنا مدینہ سے یمن کا شہر صغاء دُور ہے۔'' (مسند احمد۔ مجمع الزوائد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ کبھی بے سوچے سمجھے کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ دور دوزخ میں جا گرتا ہے۔'' (مسلم)

انسان کو چاہیے کہ زبان کو قابو میں رکھے۔ اس کا غلط استعمال نہ کرے۔ کسی کی غیبت، چغلی، بے ہودہ باتیں نہ کرے۔ بلاضرورت نہ بولے۔ بے حیائی کی باتیں نہ کرے۔ لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ نہ کرے۔ لعنت نہ کرے مذاق نہ اُڑائے، راز ظاہر نہ کرے۔ جھوٹا وعدہ نہ کرے۔ جھوٹی قسم نہ کھائے۔ دو رنگ کی باتیں نہ کرے۔ بلاوجہ کسی کی تعریف نہ کرے۔ بلاوجہ سوالات نہ کرے۔ (اتحاف) [۱۱]

جس شخص نے بری اور فضول باتوں سے زبان کو روکے رکھا، اسے دنیا اور آخرت کی بہت سی آفتوں، مصیبتوں اور نقصانات سے نجات مل گئی کیونکہ عام طور پر انسان جن آفتوں میں مبتلا ہوتا ہے، ان میں اکثر کا ذریعہ زبان ہی ہوتی ہے۔ (مرقاۃ) [۱۲]

کسی کی سُنی سُنائی بات کو بغیر تحقیق کے بیان کرنا صحیح نہیں، اس لئے کہ لوگوں کا اس کی وجہ سے اس پر سے اعتماد اُٹھ جاتا ہے۔ جھوٹ بولنا گناہ ہے لیکن بعض صورتوں میں اس کی سنگینی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ان میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک شخص تم پر پورا اعتماد کرے اور تم اس کے اعتماد سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر اس سے

[۱۱] منتخب احادیث ص۷۸۶ [۱۲] منتخب احادیث ص۷۹۰

Marfat.com

جھوٹ بول کر اس کو دھوکہ دو۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی زبان کو قابو رکھو زبان کو اپنا غلام بنا کر رکھو۔ پہلے سوچو، پھر بولو۔ داناؤں کا قول ہے کہ علماء کی محفل میں بیٹھو تو زبان سنبھال کر بیٹھو، حاکم کی محفل میں بیٹھو تو نگاہیں سنبھال کر بیٹھو، اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھو تو دل کو سنبھال کر بیٹھو۔''

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔''صبح کے وقت ابن آدم کے سبھی اعضاء اس کی زبان سے بڑی عاجزی کے ساتھ کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈرو، ہمارا راستہ و دل بستگی تجھ سے ہی ہے۔ تو اگر سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے ہیں اور تُو ہی اگر ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔'' (ترمذی)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اچھی بات بولنا خاموشی سے بہتر ہے اور چپ رہنا بُری بات بولنے سے بہتر ہے'' (شعب الایمان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس میں فحش گوئی ہوگی وہ اسے عیب دار بنا دے گی اور جس میں حیا ہوگی وہ اسے آراستہ کر دے گی'' (ترمذی)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس پر سب نیکیوں کا دارومدار ہے؟

انہوں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی ﷺ! ضرور بتایئے''

تو آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: ''تم اس کو قابو میں رکھو''

انہوں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی ﷺ کیا جو کچھ ہم بولتے ہیں، اس پر پکڑے جائیں گے؟''

حضور کرام ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! تمہاری زندگی لمبی ہو، زبانوں سے بے سوچے سمجھے نکلنے والی باتیں ہی آدمی کو آگ میں منہ کے بل گرائیں گی''

جو بندہ زیادہ باتیں کرے گا، اس سے غلطیاں بھی زیادہ ہوں گی اور جس کی خطائیں زیادہ ہوں گی، اس کی حیا اور شرم کم ہوگی اور جس کی شرم کم ہوگی، اس کا تقویٰ کم ہوگا اور جس کا تقویٰ کم ہوگا، اس کا قلب مردہ ہو جائے گا اور جس کا قلب مُردہ ہو

Marfat.com

جائے گا، وہ دوزخ میں جائے گا۔[۱۳]

اسی لئے تو کہا گیا ہے کہ تمام نیکیاں تین باتوں میں جمع کر دی گئی ہیں۔

☆ نگاہ ☆ خاموشی ☆ گفتگو

جس نگاہ میں عبرت نہ ہو، اس میں ایک قسم کی بھول ہے۔

جس خاموشی میں تفکر نہ ہو، وہ غفلت ہے۔

جس کلام میں یاد خدا نہ ہو، وہ بے ہودہ ہے۔[۱۴]

## زبان کی آفتیں:

۱۔ بے فائدہ کلام کرنا ۲۔ ضرورت سے زیادہ بولنا

۳۔ نافرمان لوگوں کے قصے سُنانا ۴۔ بحث کرنا

۵۔ لڑائی کرنا ۶۔ کلام میں بناوٹ کرنا

۷۔ گالیاں دینا ۸۔ بدزبانی کرنا اور بڑوں کے ساتھ بدتمیزی کرنا

۹۔ لعنت کرنا ۱۰۔ گانا

۱۱۔ حد سے زیادہ ہنسی مذاق کرنا ۱۲۔ کسی سے ایسی بات کرنا، جس سے اس کی تحقیر ہو۔

۱۳۔ کسی کا راز فاش کرنا ۱۴۔ جُھوٹا وعدہ کرنا

۱۵۔ جُھوٹ بولنا ۱۶۔ غیبت کرنا

۱۷۔ چغل خوری کرنا ۱۸۔ کسی کے منہ پر اُس کی تعریف کرنا یا خوشامد کرنا

۱۹۔ شرک کی بات کرنا ۲۰۔ فضول سوال پُوچھنا

زبان کا دائرہ محدود نہیں۔ ماضی، مستقبل اور حال تینوں زمانے اس کی زد میں آتے ہیں۔ تلوار کا زخم مندمل ہو جاتا ہے مگر زبان کے لگائے ہوئے گھاؤ مندمل نہیں ہوتے۔ اس لئے زبان کی بہت حفاظت کرنی چاہیے۔ اس کو خیر کا عادی بنانا چاہیے اور شر سے مٹانا چاہیے، زبان کے ذریعے آدمی قرآن پاک پڑھتا ہے، درود شریف پڑھتا ہے۔ عبادت کرتا ہے اور تسبیحات پڑھتا ہے۔

---

[۱۳] تحف العقول، ص۸۹ [۱۴] تحف العقول، ص۲۱۵

Marfat.com

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیس گناہ کبیرہ زبان سے منسوب کیے ہیں۔ کسی مسلمان کو گالی دینا۔ کسی پر بہتان لگانا یعنی جو کام اس نے نہ کیا ہو، اس کے ساتھ منسوب کرنا۔ بہتان تراشی میں جھوٹ بھی ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک مسلمان کی بے آبروئی بھی ہوئی۔ کسی مسلمان کی غیبت کرنا یعنی کے پیٹھ پیچھے بُرائی کرنا، جو اگر اس کے منہ پر کی جاتی تو اس کو بُرا لگتا۔ غیبت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ جب تک بندہ معاف نہ کر دے، اللہ معاف نہیں کرتا۔ دوسرے مسلمان کی عیب پوشی نہ کرنا یعنی کسی کے عیب کو دوسرے کے سامنے بیان کرنا، یہ بہت بُری عادت ہے۔ کسی مسلمان کو عار دلانا یعنی اس کی تذلیل کرنا گناہ ہے۔ کسی مسلمان کو تکلیف پر خوشی کا اظہار کرنا کمینگی ہے۔ اس لئے دوسروں کے عیبوں سے آنکھیں بند کر لیں تو زبان خود بخود بند ہو جائے گی۔ زبان قیمتی نعمت ہے اس کو اچھی جگہ پر استعمال کرنا چاہیے۔ یہ انسان کے جسم کا چھوٹا سا حصہ ہے۔ اس کی خوبیاں بھی بہت ہیں اور خرابیاں بھی بہت۔ اس کے ذریعے انسان چاہے تو اپنی آخرت کے لیے نیکیاں بھی جمع کر سکتا ہے اور چاہے تو اپنی آخرت برباد کر سکتا ہے۔ اگر کوئی اچھی بات کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ جب انسان مجلس میں بیٹھتا ہے تو زبان کو عموماً بے لگام کر دیتا ہے۔ اس کی حفاظت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ خاموشی کو اختیار کر لیں اور بقدر ضرورت بولیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں معراج کی رات میں ایسے لوگوں پر گزرا، جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ اے جبرائیل، یہ کون لوگ ہیں! انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں، جو وہ باتیں کہتے ہیں جن پر عمل نہیں کرتے۔'' (مشکوۃ المصابیح ص ۴۸)

زبان سے اقرار کرنے سے ایک غیر محرم عورت اس کے لیے حلال ہو جاتی ہے اور پھر اسی زبان سے طلاق کہنے سے حلال عورت حرام ہو جاتی ہے۔ اس لئے زبان کا استعمال احتیاط سے کرنا چاہیے۔ زبان اللہ کی بہت بڑی نعمت ہوتی ہے۔ گونگے انسان اپنے جذبات اور خیالات کا اظہار نہیں کر سکتے۔ بے شک زبان کی جسامت تھوڑی ہے مگر اس کے غلط استعمال سے آدمی جہنم میں جا گرتا ہے۔ اسی زبان سے جھوٹ بولتا ہے،

Marfat.com

غیبت کرتا ہے۔ بہتان لگاتا ہے۔ گالی گلوچ کرتا ہے، طعن کرتا ہے۔ لعنت کرتا ہے۔ مذاق اڑاتا ہے اور اپنی بدزبانی کی وجہ سے لوگوں کی نظروں میں بھی گر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بھی۔ زبان سے کڑوی کسیلی باتیں نہ کرو اور نرم باتیں کرو۔ مسلمان وہ ہے جس سے دوسرے مسلمان اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہیں۔ زبان سے آدمی دوسرے کی دل آزاری اس کے سامنے بھی کرتا ہے اور پس پردہ بھی۔ تلوار کا وار جسم پر پڑتا ہے اور زبان کا وار دل پر۔ جو صرف ضرورت کے وقت بولے، وہ بہت سے فتنوں سے بچ جاتا ہے۔ جتنا جس کا ظرف ہوتا ہے اتنا خاموش رہتا ہے۔ دل کی لغزش سے انسان کی جان چلی جائے گی لیکن زبان کی لغزش سے ایمان چلا جاتا ہے۔ عموماً مردوں کے ہاتھ قابو میں نہیں رہتے اور عورتوں کی زبان قابو میں نہیں رہتی۔ لمبی زبان انسان کی عمر کو چھوٹا کر دیتی ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ ''بند منہ کے اندر مکھیاں داخل نہیں ہوتیں۔''

زبان ہمارے دل کی ترجمان ہے۔ عقلمند انسان سوچ کر بولتا ہے جبکہ بیوقوف انسان بولنے کے بعد سوچتا ہے۔ محبت کی گفتگو سے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی بری بات کرے تو اس کو جواب نہ دیں اللہ تعالیٰ کو صحیح باتیں نہ کرنے والی زبان سخت ناپسند ہے۔ نیکی کی دعوت دینے والی زبان اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ جو شخص سچ بولنے کا عادی ہو، اس کی زبان سے ہر نکلی ہوئی دعا قبول فرماتے ہیں۔ سچ بولنا انسان کو نجات دیتا ہے۔ سچائی کا بول بالا ہوتا ہے۔ سچ بولنے سے ہمیشہ اللہ کی رحمتیں اُترتی ہیں۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ اے بیٹے جو شخص اپنی زبان قابو میں نہ رکھے، وہ کبھی نہ کبھی پچھتائے گا۔ اگر انسان اس کو صحیح استعمال کرلے تو اس کو اللہ کی نعمتیں ملیں گی جو سبحان اللہ و بحمدہ، سبحان اللہ العظیم دو کلمے پڑھ لے تو میزان عمل کا آدھا پلڑا بھر جائے گا یہ بخاری شریف کی آخری حدیث ہے۔ اگر کسی دکھیارے کو دو کلمے ڈھارس بندھانے کا کہہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں خصوصی لباس پہنائے گا۔ زبان سے کلمۂ خیر کہہ کر جنت حاصل کرسکتا ہے، اسی طرح اس کے غلط استعمال سے انسان دوزخ میں اوندھے منہ گرا دیا جائے گا۔ جو بات زبان سے نکل گئی، وہ واپس نہیں ہوسکتی۔ اس لئے سوچ کر بات کرنی چاہیے۔ مسلمان کی زبان سے جو لفظ نکلے، وہ جچا تُلا ہونا چاہیے

Marfat.com

اور وہ بغیر تحقیق کے نہ ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ مؤمن طعنہ نہیں دیتا۔ اس لئے پہلے تولو، پھر بولو۔ اگر زبان سے کسی کا دل ٹوٹا تو پھر توبہ سے یہ گناہ معاف نہیں ہوتا جب تک وہ شخص معاف نہ کر دے، جس کا دل توڑا تھا۔ اگر وہ مر گیا ہو تو اس کے حق میں دعائے مغفرت کیا کرو اور ایصال ثواب کرو۔ زبان کو بے جا استعمال کرنے سے گریز کیا کرو۔ تقلیل کلام کرو۔ کثرت سے نہ بولو اور فضول باتیں نہ کرو۔ زبان کے ذریعے انسان اپنے لئے ذخیرۂ آخرت بنا سکتا ہے۔

زبان کے ذریعے ہم اپنا مافی الضمیر دوسرے کو سمجھا سکتے ہیں۔ اگر زبان پر خراش آجائے یا کٹ جائے، تب احساس ہوتا ہے جب بندہ اپنے خیالات دوسرے پر ظاہر نہیں کر سکتا۔ زبان میں ایک ہڈی بھی نہیں پائی جاتی۔ جس کے سارے اعضاء تھک جاتے ہیں مگر زبان کبھی نہیں تھکتی۔ اگر زبان منہ میں نہ ہو تو کھانے کا مزا ہی نہ آئے بلکہ کھانا کھانے میں دقت بھی ہو۔ لقمان حکیم علیہ السلام سے ان کے مالک نے جانور ذبح کرایا۔ مالک نے کہا کہ اس جانور کے گوشت میں سے سب سے بہتر ٹکڑا لاؤ۔ وہ گئے اور زبان کا ٹکڑا لے آئے۔ پھر مالک نے انہیں دوسری دفعہ بھیجا کہ اس جانور کا خراب حصہ لے آؤ۔ اس دفعہ وہ گئے تو پھر زبان کا ٹکڑا لے آئے۔ مالک نے حیران ہو کر ان سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر زبان کا صحیح استعمال کیا جائے تو انسان کو جنت ملتی ہے اور اگر غلط استعمال کیا جائے تو وہ اللہ کو ناراض کرتا ہے اور دوزخ ملتی ہے۔ زبان کے صحیح استعمال سے بندہ دشمن کو دوست بنا لیتا جب کہ غلط استعمال سے دوست کو دشمن بنا لیتا ہے۔ کسی انسان کا دل اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو سکتا، جب تک اس کی زبان درست نہ ہو جائے کیونکہ زبان کے صحیح استعمال سے ہی اللہ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔ کوئی بندہ دوسرے کا مسخرہ پن نہ کرے اور نہ ہی کسی کو برے القاب سے پکارے۔ ممکن ہے وہ شخص اس سے بہتر ہو۔ یہ یاد رہے کہ زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ ہمارے نامۂ اعمال میں محفوظ ہوتا رہتا ہے۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے نصیحت فرمائی کہ جب لوگوں کے اندر بیٹھو تو زبان کی حفاظت کرو۔ اگر انسان اس کو صحیح استعمال کرے تو کروڑوں نیکیاں کما سکتا ہے۔

Marfat.com

حدیث شریف کی رو سے اگر کوئی شخص "لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر" کو ایک مرتبہ پڑھ لے تو اس کے جسم کا ایک چوتھائی حصہ جہنم سے آزاد ہو جائے۔ اگر کوئی اسے دو مرتبہ پڑھے تو آدھا جسم آزاد ہو جائے گا اور اگر چار مرتبہ پڑھے گا تو پورا جسم جہنم سے آزاد ہو جائے گا۔[۱۵]

## زبان کے منہیات:

- جھوٹی گواہی دینا منع ہے۔
- پاک دامن عورت پر تہمت و بہتان لگانا منع ہے۔
- پاک دامن آدمی پر تہمت و بہتان لگانا منع ہے۔
- کسی پر عیب لگانا منع ہے۔
- غیبت و چغل خوری کرنا منع ہے۔
- مسلمانوں کا مذاق اُڑانا منع ہے۔
- خاندان پر فخر کرنا منع ہے۔
- گالی دینا اور بدزبانی کرنا منع ہے۔
- کسی کی بُرائی کا اعلان کرنا منع ہے۔
- جُھوٹ بولنا منع ہے۔
- اپنی پاکی و بزرگی خود بیان کرنا منع ہے۔
- تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمیوں کا آپس میں سرگوشی کرنا منع ہے۔
- کسی بھی مؤمن پر لعنت بھیجنا منع ہے۔
- مُردے کو گالی دینا منع ہے۔
- موت کی دعا کرنا منع ہے۔
- اپنے نفس، اولاد، خادم اور اپنے مال پر بددعا کرنا منع ہے۔
- میرا نفس خبیث ہے، کہنا منع ہے۔

---

۱۵ آنکھ اور زبان کی حفاظت، ص ۱۲۷

Marfat.com

- کسی بھی منافق کو سید کہنا منع ہے۔
- اللہ تمہارا بُرا کرے، کہنا منع ہے۔
- سلام سے پہلے بات کرنا منع ہے۔
- ایک دوسرے کی منہ پر تعریف کرنا منع ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس بلند آواز سے بولنا منع ہے۔
- ہوا، بخار، شیطان اور زمانہ کو گالی دینا منع ہے۔
- ''اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے'' کہنا منع ہے بلکہ اس کی بجائے ''اے اللہ! مجھے بخش دے'' کہنا درست ہے۔
- کسی کی نسب کو گھٹیا سمجھ کر طعنہ دینا منع ہے۔
- جو زیادہ بولے گا، وہ زیادہ غلطیاں کرے گا۔
- جو اپنی زبان کی حفاظت کرے گا، اسے کم سے کم ندامت ہوگی۔
- جو اللہ عزوجل اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، انہیں چاہیے کہ اچھی بات کہیں یا چُپ رہیں۔ (بخاری)
- نیک لوگوں کے تذکرے کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔
- زیادہ باتیں کرنے اور بار بار قہقہہ لگانے سے ہیبت جاتی رہتی ہے۔
- بدزبانی اور بے حیائی کی باتوں سے ہر وقت پرہیز کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص پر جنت حرام ہے جو فحش گوئی سے کام لیتا ہے۔''

انسان ایسی بات نہ کہے، جس کے کہنے کی ضرورت نہ ہو اور اس کے نہ کہنے سے کسی کا نقصان یا مضرت دینی یا دنیوی نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ ''آدمی کے اسلام کی خُوبی اس میں ہے کہ بے معنی بات ترک کردے۔''

ایک دن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ ''ایک شخص ابھی اہل بہشت سے یہاں آئے گا۔'' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ دروازے سے داخل ہوئے۔ لوگوں نے یہ خوشخبری ان کو سُنا دی اور دریافت کیا کہ ''کون سا عمل وہ ہے جس کے باعث آپ کو یہ بشارت دی گئی؟'' انہوں نے فرمایا: ''میرا عمل تو بہت تھوڑا ہے لیکن میں نے کبھی بھی

Marfat.com

جس کام سے میرا تعلق نہ ہوتا، اس کے بارے میں لوگوں سے دریافت نہیں کیا اور نہ میں نے لوگوں کو بدخواہی کی''۔[16]

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم کسی مومن کو خاموش اور سنجیدہ پاؤ تو اس سے تقرب حاصل کرو، بغیر حکمت کے نہ ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زبان سے زیادہ اور کوئی چیز قید کرنے کے لائق نہیں ہے۔

جناب یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جس شخص کو میں نے دیکھا کہ اس نے زبان کو روکا ہے اس کے سب اعمال میں مَیں نے خوبی کا مشاہدہ کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بغیر علم کے کسی سے جھگڑا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے ناخوش ہوگا جب تک وہ خاموش نہ رہے۔ اور فرمایا کہ ''ایسے شخص پر بہشت حرام ہوگی جو فحش گوئی کرے گا۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اللہ سے ڈرو اور ظرافت مت کرو۔ اس سے دلوں میں کینہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے۔ جب باہم بیٹھو تو قرآن مجید کی باتیں کرو۔ اگر یہ نہیں کر سکتے تو نیکوکار حضرات اور صالحین کی باتیں کرو۔

---

[16] کیمیائے سعادت ص ۴۵۳

Marfat.com

# تصوّف

تصوّف کیا ہے؟

تصوّف اسلامی علوم کی وہ شاخ ہے، جس میں روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ قرآن مجید کے لفظ تزکیہ کے برابر ہے، جسے مختلف علماء نے اس طرح بیان کیا ہے:۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''تصوّف علم وعمل کے مجموعہ کا نام ہے۔ نفسانی خواہشات سے کنارہ کشی کرنا۔ تزکیہ نفس کرنا۔ دل کو غیر اللہ سے خالی کرنا اور ذکر الٰہی کرنا تصوف ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تصوف مستقل مجاہدۂ نفس کا نام ہے۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اپنے اوپر آسائشوں کو ختم کرنا اور ریاضت کرنا تصوف ہے''

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تصوف کی بنیاد آٹھ چیزوں پر مشتمل ہے۔

- سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام
- رضائے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
- صبر حضرت ایوب علیہ السلام
- مناجات حضرت زکریا علیہ السلام
- غربت حضرت یونس علیہ السلام
- خرقہ پوشی حضرت موسیٰ علیہ السلام
- سیاحت وتجرد حضرت عیسیٰ علیہ السلام
- فقر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تصوف یہ ہے کہ نہ تو کسی چیز کا مالک ہوا ورنہ کوئی چیز تمہاری مالک ہو''

حضرت مجددؒ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تصوف شریعت پر اخلاص سے عمل

Marfat.com

کرنے کا نام ہے۔

حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تصوّف باطن کی گندگی اور کدورتوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کا نام ہے۔

حضرت ابو محمد جریدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تصوّف نام ہے ہر قسم کے اچھے اخلاق کے اندر داخل ہونے کا اور ہر قسم کے کمینے اخلاق کے باہر نکلنے کا۔

حضرت محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تصوّف اچھے اخلاق کا دوسرا نام ہے، جو اچھے اخلاق میں تجھ سے زیادہ ہے، وہ تصوّف میں زیادہ ہے۔

حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تصوّف کی ابتدا یہ ہے کہ بے شک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور تصوف کی انتہا یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کر گویا کہ تُو اس کو دیکھ رہا ہے۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت سے اور مخلوق خدا کو خدمت سے راضی کرنا۔

حضرت رویم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تصوف یہ ہے کہ تُو اپنے نفس کو اللہ کے ساتھ اس طرح چھوڑ دے کہ وہ جو چاہے، اس کے ساتھ کرے۔

حضرت محمد بن علی القصاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تصوف ان کریمانہ اخلاق کا نام ہے، جو کسی زمانہ میں کسی کریم شخص سے شریف لوگوں کے سامنے ظہور پذیر ہوں۔ [1]

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حقیقت کی معرفت حاصل کرنا۔ حقائق پر گفتگو کرنا اور مخلوق کے پاس جو کچھ ہے، اس سے نا اُمید ہو کر خالص اللہ سے امید رکھنا تصوف ہے۔

حضرت عثمان علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اپنے اخلاق و معاملات کو صاف رکھنا، ہر پہلو پر صفت صفا لازم رکھنا تصوّف ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شدید محبت کے ذریعے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ڈھالنا تصوّف ہے۔ تصوّف کا مطلب ہے کہ اپنے آپ کا محاسبہ کرنا اور روحانیت

---

[1] تصوّف وسلوک ص ۱۴۔

Marfat.com

کا علم حاصل کرنا یعنی اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق پر دھیان دینا۔ تصوّف اسلام کی روح ہے۔ اس کا مقصد تمام برائیوں سے اپنے آپ کو پاک کر کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا خوف پیدا کرنا ہے اور گزشتہ گناہوں سے توبہ کرنا ہے۔ قضا نمازیں پڑھنا قرض ادا کرنا۔ اپنے کان، آنکھ اور زبان کی حفاظت کرنا، باقاعدگی سے ذکر کرنا۔ سونے سے پہلے دن بھر کے اعمال پر نظر کرنا۔ بُرے اعمال پر شرمندہ ہونا۔ اچھے اعمال پر شکر کرنا موت کو یاد کرنا، یہ سب تصوّف ہے، المختصر تزکیہ اور زہد کا نام تصوّف ہے۔

اہل کمال صوفی کہلائے۔ جو لوگ صوفیاء کرام کے متعلقین اور شاگرد ہوتے ہیں، وہ متصوف کہلاتے ہیں۔ صوفی وہ ہے جو اپنے آپ سے خالی اور حق تعالیٰ کے ساتھ باقی ہو چکا ہے اور بشریت سے نکل کر حقیقت میں داخل ہو چکا ہے۔ متصوف وہ ہے، جس نے دنیا کے مال و دولت اور جاہ وحشمت کی خاطر صوفیا کی شکل اختیار کر لی ہو اور جس کا تعلق نہ صوفی سے ہو اور نہ ہی متصوّف سے۔ متصوّف وہ ہے جو اس مقام کو حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کرنے میں مشغول ہو۔ صوفی وہ ہے جو مفلسی میں امیر نظر آئے۔ بُھوکا ہو تو مطمئن نظر آئے۔ غمگین ہو تو خوش دکھائی دے اس سے اس کے صدق، قناعت اور راضی برضا کے حق کا ثبوت ملتا ہے اس لئے صوفی کو صاحبِ وصول۔ متصوف کو صاحب اِصول اور متصوف کو صاحب فضول کہتے ہیں۔ [۲]

تصوف کا اصل منبع قرآن پاک وحدیث ہے۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل بیت و اہل سنت بزرگانِ دین ہیں، جن کے اقوال و اعمال صالحہ و اخلاق عالیہ اور اخلاص سے صوفیاء کرام نے رہنمائی حاصل کی۔ سب سے پہلے بزرگ جنہیں صوفی کا لقب ملا، ابو ہاشم کوفی (۱۶۰ ہجری) ہیں۔

حضرت مرتعش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف اچھے اخلاق کا نام ہے اور اچھے اخلاق تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لانے میں کسی قسم کی ریا کاری اور دکھاوا نہ ہو اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرائض اور حقوق ادا کیے جائیں۔

---

۲ کشف المحجوب ص ۳۱۸

Marfat.com

۲۔ مخلوق خدا سے اچھی طرح پیش آئے۔ بڑوں کی عزت کرے۔ چھوٹوں پر رحم کرے۔ ہر معاملہ میں انصاف پسند ہو اور ان معاملات میں کسی قسم کا معاوضہ حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔

۳۔ اپنے آپ کو ہر قسم کی شیطانی و نفسانی خواہشات اور حرص سے پاک صاف رکھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف دو چیزوں پر مشتمل ہے: اللہ تعالیٰ کے ساتھ صدق دل سے تعلق اور لوگوں کے ساتھ اچھا خلق۔ جو ان دو چیزوں کو اپنا لے، وہی صوفی ہے۔ تصوف صدق التوجہ کا نام ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرلے اور اس کے تمام اصول قرآن اور احادیث کے مطابق ہوں۔ تصوف سے آدمی اپنے قلب کو صاف کرتا ہے۔

## صوفی کون ہوتا ہے؟

حضرت ابو محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ''جس کا کردار اس کی گفتار کے موافق ہو''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد عبداللہ زید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ''صوفیاء کون ہوتے ہیں؟''

انہوں نے فرمایا: ''جو اپنی عقلوں کے ذریعے اپنے ارادوں پر قائم ہوتے ہیں اور اپنے دلوں سے اس پر ڈٹے رہتے ہیں اور اپنے شر سے بچنے کی خاطر اپنے آقا کو مضبوط پکڑے رہتے ہیں۔''

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو فرمایا: ''صوفی وہ ہے، جسے جستجو تھکا نہ سکے اور محرومیت کی وجہ سے بے چین ہو''

ایک عارف کا قول ہے کہ ''صوفی وہ ہوتا ہے جو میل سے صاف ہو، فکر سے پر ہو، خدا کے قرب میں مخلوق سے دور ہو اور اس کی نگاہ میں سونا اور مٹی برابر ہو۔'' [۳]

کسی شخص نے حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ''صوفیائے کرام کے وہ کون سے اصول ہیں، جن کی پابندی کرنا ان کے نزدیک فرض ہے؟''

---

[۳] تصوف و سلوک ص ۲۲۶

Marfat.com

انہوں نے فرمایا: صوفیاء کے سات اصول ہیں، جن کو وہ فرض کا درجہ دیتے ہیں:

- کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑنا
- سنت رسول اللہ ﷺ کا اتباع
- کسبِ حلال
- لوگوں کو تکلیف سے بچانا
- گناہوں سے بچنا
- توبہ و استغفار
- حقوق کا ادا کرنا [۴]

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”صوفی وہ ہے جو مخلوق سے کٹے اور اللہ سے جڑے۔ حضرت علی بن پندار الصیر نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”تصوّف یہ ہے کہ صوفی اپنے ظاہر و باطن میں حق کی خاطر خود کو نہ دیکھے۔

حضرت محمد مرتعش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے کہ اس کا باطن اس کے قدم کے ساتھ برابر ہو یعنی جہاں قدم ہو، وہاں دل ہو اور دل وہاں ہو جہاں قدم ہو۔

حضرت حضری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل کو مخالفت کی کدُورت سے پاک و صاف رکھنے کا نام تصوّف ہے۔

حضرت ابوالحسن نُوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جس کے قبضہ میں کچھ نہ ہو اور نہ خود کسی کے قبضہ میں ہو

جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی۔ وہ صحابی کہلائے جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی، وہ تابعین کہلائے اور جنہوں نے تابعین کی صحبت پائی وہ تبع تابعین کہلائے اس کے بعد امت کے مشائخ صوفیاء کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مجھ سے دین کی باتیں پُوچھا کرو۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ہیبت نبوی ﷺ کی وجہ سے سوال نہ کرتے تھے اور ہر ایک کی خواہش ہوتی کہ باہر سے کوئی پوچھنے والا آئے اور پوچھے تا کہ ہم بھی آپ ﷺ کے ارشادات سے مستفید ہوں۔ (مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ

---

[۴] اسلامی حکایات ص ۱۷۶

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک اجنبی شخص سامنے آیا۔ اس کے کپڑے سفید تھے اور بال سیاہ تھے۔ اس کے حُلیہ سے کوئی سفر یا تھکان کی علامت نہ تھی (کہ وہ کوئی مسافر ہے جو باہر سے آیا ہے) اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اس آنے والے کو پہچانتا تھا (یعنی وہ اس علاقے کا نہ تھا) وہ شخص دوزانو ہو کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے حضور اکرم ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ رانوں پر رکھ دیئے اور کہنے لگا: ''اے محمد (ﷺ) مجھے بتایئے کہ اسلام کیا ہے!''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تم شہادت دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں۔

نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو۔ ماہ رمضان کے روزے رکھو اور اگر سفر خرچ کی استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔''

اس شخص نے کہا: ''سچ فرمایا آپ نے''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں حیرت ہوئی کہ یہ شخص سوال بھی کرتا ہے اور پھر آپ ﷺ کے جواب کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ (جیسے ان باتوں کو پہلے سے جانتا ہو) پھر وہ شخص بولا: ''مجھے ایمان کے بارے میں بتایئے کہ ایمان کیا ہے؟''

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو۔ اس کے فرشتوں کو۔ اس کی کتابوں کو اس کے رسولوں کو اور قیامت کے دن کو دل سے مانو اور اس بات پر یقین رکھو کہ برا ہو یا بھلا جو کچھ پیش آتا ہے وہ تقدیر کے مطابق ہے''

اس شخص نے کہا: ''آپ نے سچ فرمایا:''

پھر کہنے لگا: ''اب مجھے احسان کے بارے میں بتایئے کہ احسان کیا ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہ کر سکتے ہو تو (یہ دھیان رکھو کہ) یُوں کرو کہ گویا وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

پھر اس شخص نے پُوچھا: ''مجھے قیامت کے بارے میں بتایئے کہ کب آئے گی؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا علم تم سے زیادہ نہیں (جس طرح تم اس سے ناواقف ہو، اسی طرح میں بھی اس کے آنے کے مقررہ وقت سے ناواقف ہوں)۔

Marfat.com

پھر اس شخص نے کہا: ''مجھے اس کی کچھ نشانیاں ہی بتا دیجئے؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم دیکھو کہ عورت اپنے مالک کی ماں بن گئی ہے تو سمجھ لو کہ قیامت قریب ہے۔ جب تم دیکھو کہ ننگے پیر چلنے والوں، ننگے جسم رکھنے والوں کو جو بہرے اور گونگے ہیں، ان کے ہاتھ میں اقتدار آ گیا ہے تو یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ جب تم دیکھو کہ مویشیوں کے چرواہے بلند و بالا عمارتیں بنوانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کر رہے ہیں تو یہ بھی قیامت کی علامات میں سے ہے۔''

اس کے بعد وہ شخص اجازت لے کر چلا گیا۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''اے عمر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟

میں نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو تمہیں اسلام کی تعلیم دینے کے لئے آئے تھے۔'' (بخاری۔ مسلم) [۵]

اس حدیث کو حدیث جبرائیل علیہ السلام بھی کہا جاتا ہے۔ قیامت کی علامات میں فرمایا گیا کہ عورت اپنے شوہر کی نافرمان بنا جائے گی خادمہ اپنے مالک پر بڑائی جتانے لگے گی۔ بیٹے اپنے باپ کے سر چڑھ دوڑیں گے اور ہر چھوٹا اپنے بڑے کی عزت و احترام سے عاری ہو جائے گا۔ زمین کا اقتدار جاہلوں کے ہاتھوں میں آجائے گا اور غریب لوگوں کے ہاں دولت کی کثرت ہو جائے گی۔ وہ دولت کی فراوانی سے اونچی اونچی شاندار عمارتیں بنانے میں مقابلہ کر کے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے۔ پس اسلام کا مطلب اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دینا ہے۔ ایمان کا مطلب ہے یقین اور اعتماد اور احسان کا مطلب ہے کہ کسی کام کو عمدگی سے کرنا۔ آدمی پر ہر وقت یہ تصور چھایا رہے کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے۔ خدا کے سامنے موجود ہے اور یہ سمجھے کہ اللہ تو بہر حال اسے دیکھ رہا ہے۔ اسلام اعمال سکھاتا ہے تو ایمان عقائد اور احسان قلبی اور باطنی کیفیت۔ حدیث جبرائیل علیہ السلام سے یہ درس ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اسلام ظاہری

[۵] صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۲، حدیث ۱۸۸۲، ص ۹۶۴

Marfat.com

فرمانبرداری ہے۔ اس کے بعد ایمان ہے جو دل کا یقین اور دلی اطاعت ہے۔ اس طرح اسلام سے آدمی مسلم اور ایمان سے مومن بن جاتا ہے۔ جب آدمی صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو محسن بن جاتا ہے۔ حدیث جبرائیل علیہ السلام میں پہلا سوال اسلام کی حقیقت کے بارے میں ہے، جس میں اعمال و افعال احکام و آداب شریعہ بیان کیے گئے ہیں۔ اگر انسان فقیہہ ہوگا تو اس حقیقت سے باخبر ہوگا۔ دوسرا سوال ایمان کے بارے میں ہے جو اللہ تعالیٰ اور عقائد کی طرف اشارہ ہے۔ تیسرا سوال احسان کے بارے میں ہے اور یہ اصول تصوف کی طرف اشارہ ہے۔ تصوف کے اصول گرسنگی۔ خاموشی۔ بیداری، تنہائی اور یادالٰہی ہیں۔ درجۂ احسان کو پانے کا نام تصوّف ہے۔

کسی نے حضور اکرام صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: اعمال میں سے کون سا افضل ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام''

اس نے عرض کیا: ''اسلام میں کون سا افضل ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایمان''

پس ایمان اعمال میں سے ایک عمل ہے، جو سب اعمال سے افضل ہے اور اسلام تسلیم کرنے کا نام ہے خواہ دل میں ہو یا زبان سے ہو۔ ان سب میں بہتر وہ تسلیم ہے جو دل سے ہو اور یہی دل کی تسلیم وہی تصدیق ہے، جس کو ایمان کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ دوزخ میں سے وہ شخص نکل جائے گا، جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو گا۔ ایمان صرف دل کی تصدیق ہے۔ اگر کوئی شخص کلمہ پڑھے مگر دل میں اس کی تصدیق نہ کرے تو بظاہر وہ مسلمان ہوگا مگر ایسا شخص آخرت کے حکم کے مطابق کافر ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایمان ایک سفید نشان ہے جب آدمی نیک عمل کرتا ہے تو وہ نشان بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ تمام دل بالکل سفید ہو جاتا ہے، اور نفاق ایک سیاہ نقطہ ہے جب آدمی برے اعمال کرتا ہے تو وہ نشان بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے اور اس پر مہر لگ جاتی ہے، پس اسلام تسلیم کا نام ہے اور ایمان دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے۔ [۶]

---

۶ احیاالعلوم جلد نمبر ا، ص ۲۰۲

Marfat.com

سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف اختیار کرنے کے لئے دس نصیحتیں کی ہیں:

۱۔ وہ کسی حالت میں بھی اللہ کی قسم نہ کھائے

۲۔ وہ کبھی جھوٹ نہ بولے

۳۔ وہ کبھی وعدہ نہ توڑے

۴۔ وہ کسی کو ملامت نہ کرے

۵۔ وہ کبھی جھوٹی گواہی نہ دے

۶۔ وہ کسی پر اپنا بوجھ نہ ڈالے

۷۔ وہ مہمان نوازی کرے

۸۔ وہ کسی سے کوئی اُمید نہ رکھے اور اُمید رکھنے والوں سے علیحدہ رہے۔

۹۔ وہ کسی کو طعنہ نہ دے اور سرزنش نہ کرے۔

۱۰۔ وہ کسی گناہ کو نہ دیکھے اور اپنے جسم کے اعضاء کو گناہ سے دُور رکھے۔

کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کا بہتر اور متقی بندہ کیسے بن سکتا ہے۔ اس کا جواب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں سمجھا دیا کہ حسن عمل اور حسن نیت کی دولت نہیں مل سکتی مگر اس صورت میں کہ آدمی پر ہر وقت یہ تصور چھایا رہے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اس کے سامنے موجود ہے یا پھر یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ تو بہر حال اسے دیکھ رہا ہے۔ تصوف کا یہ اصول ہے کہ انسان سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ جس شخص کو بھی تصوف کا شوق ہو، وہ پہلے دین کا علم حاصل کرے۔ صوفی اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو جگہ نہیں دیتا۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفیوں کے پانچ اصول ہیں۔

☆ صوم ☆ قیام شب ☆ اخلاص عمل

☆ رعایت المال ☆ توکل ۷

حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کون سا بندہ درجہ میں بہتر ہے؟''

---

۷۔ مرآۃ الوحدت ص ۸۴

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتیں''

عرض کیا: ''کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے بھی افضل ہیں؟''

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر کفار و مشرکین سے وہ لڑائی کرے یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ جائے اور خون میں رنگ جائے، پھر بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا افضل ہے''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ۸

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کے لئے صفائی ہے اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز عذاب الٰہی سے نجات دینے والی نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟''

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! چاہے تلوار اتنی مارے کہ ٹوٹ جائے۔''

تصوّف حسن اخلاق۔ حسنِ کردار۔ حسن سیرت۔ توکل اور مخلوق سے شفقت و محبت کرنا ہے۔ تصوف مکاری سے بچنے کا نام ہے۔ تصوف دین کی حقیقت ہے۔ تصوف سادگی کا نام ہے۔ تصوف سید الاولین والآخرین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی زندگی کا اتباع کرنا ہے۔ بندے کو روحانی طور پر بیدار کرنے کا نام تصوف ہے۔ عبادت کے لئے دل کی صفائی بہت ضروری ہے۔ جب تک انسان دنیا سے تعلق توڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف کلی طور توجہ نہیں کرے گا، تب تک اس کی عبادت نامکمل رہے گی۔ اس مرحلہ پر عبادت کے مکمل ہونے کا نام تصوف ہے جو اولیاء کے دلوں میں اس وقت ظہور پذیر ہوتا ہے، جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے سے دل منور ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من تزکی، یعنی جس نے تزکیہ کیا، وہ فلاح پا گیا۔ اور اس تزکیہ نفس کا نام ہی تصوف ہے۔

امام ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج السالکین میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے دس وسیلے بیان فرمائے ہیں:

۱۔ قرآن مجید کو غور سے پڑھنا اور سمجھنا اور پھر اس پر عمل کرنا

---

۸ تعلیم غوثیہ ص ۱۱۰

Marfat.com

۲۔ فرض عبادات کے علاوہ نفل عبادات کرنا

۳۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا زبان اور نیک اعمال کے ذریعے

۴۔ اللہ تعالیٰ کی پسند کو اپنی پسند پر ترجیح دینا

۵۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات پر بندے کا غور کرنا، پرکھنا اور معرفت حاصل کرنا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کی ظاہری اور باطنی نعمتوں پر غور کرنا

۷۔ اللہ تعالیٰ کے آگے انکساری قلب اور عاجزی سے حاضر ہونا

۸۔ اسی انکساری کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنا۔ توبہ کرنا۔ گناہوں کی معافی مانگنا اور شب خیزی کرنا

۹۔ اللہ تعالیٰ کے سچے عاشقوں کی صحبت اختیار کرنا

۱۰۔ ہر اس چیز کو ترک کر دینا جو بندے کے دل اور اس کے ربّ کے درمیان رُکاوٹ ہو

تصوف ذکر و مراقبہ یہ سب شریعت کے احکام پر عمل کرنے کے لئے ہیں تا کہ محبت الٰہی پیدا ہو جائے اور پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک ﷺ کی اطاعت آسان ہو جائے۔ تصوف اس علم کا نام ہے، جس سے تزکیہ نفس اور صفائی قلب اور تعمیر ظاہر و باطن کی تدابیر معلوم ہوتی ہیں تا کہ اس پر عمل کر کے سعادت ابدی حاصل ہو۔ جو لوگ بہت عابد۔ زاہد اور متبع سنت ہوتے ہیں انہوں نے اپنے مسلک اور طریق کا نام تصوف تجویز کیا اور خود صوفی کہلائے

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دس چیزوں پر عمل کرنے سے محبت الٰہی کا حصول ممکن ہے۔

۱۔ نوافل پڑھنا

۲۔ خیر خواہی کرنا

۳۔ قرآن پاک سے محبت کرنا

۴۔ احکام الٰہی پر صبر کرنا

۵۔ امر الٰہی کو ترجیح دینا

۶۔ حیاء پیدا کرنا

۷۔ محبت الٰہی میں مشقت برداشت کرنا

۸۔ قلیل پر راضی ہونا

۹۔ قناعت سے کام کرنا

۱۰۔ دوسروں کو اچھے کاموں کی نصیحت کرنا اور برے کاموں سے روکنا [9]

---

[9] ہدایۃ الامۃ ص ۵۱

Marfat.com

حدیث احسان میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ایسا دھیان پیدا ہو جائے کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور جس کو یہ کیفیت حاصل ہوگئی، وہ گناہ کیسے کرسکتا ہے؟ اور جو گناہوں سے بچ جائے گا، وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا کیونکہ ولایت کی بنیاد تقوی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا کوئی ولی نہیں ہے لیکن صرف متقی بندے۔ ان سے جب کوئی نیک عمل ہو جاتا ہے تو اس کو اپنا کمال نہیں سمجھتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی کی بنیاد تقویٰ ہے۔ جو جتنا بڑا متقی ہوگا، اتنا ہی بڑا اللہ کا ولی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا نام سن کر ایک بار جل جلالہ، کہنا واجب ہے۔ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ دل گناہ کو مچلے مگر اسے دبا کر نفس کی خواہش کو پورا نہ کرے۔ اگر تقاضائے گناہ نہ ہوتا تو تقویٰ کا وجود بھی نہ ہوتا۔ تصوف مسلم کی راہ سے چل کر محسن تک پہنچتا ہے۔ محسن کو جب معرفت حاصل ہو جائے تو عارف بن جاتا ہے۔ جس نے اپنا چہرہ اور رضا اللہ تعالیٰ کے تابع کر دی تو اس کا اجر خاص ہے۔ اگر وہ محسن ہو جائے تو اس پر نہ کوئی غم ہوگا اور نہ ہی خوف۔ جس کو یہ دونوں چیزیں حاصل ہو جائیں وہ ولی بن جاتا ہے۔ جب مومن کامل اللہ تعالیٰ کو معبود۔ مطلوب اور محبوب بنا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے ہر خوف وغم دُور فرما دیتا ہے۔

عبادات کے لیے جو لوگ گوشہ نشینی کرتے ہیں، انہیں دس چیزوں کا خیال کرنا چاہیے۔

۱۔ حق و باطل کا علم رکھنا چاہیے
۲۔ زہد اختیار کرنا
۳۔ اپنے نفس پر سختی کرنا
۴۔ تنہائی اور سلامتی کو غنیمت جاننا
۵۔ اپنے انجام پر نگاہ رکھنا
۶۔ دوسروں کو افضل سمجھنا
۷۔ لوگوں کو اپنے شر سے بچانا
۸۔ علم سیکھنے سے کوتاہی نہ کرنا
۹۔ اپنے کمالات کو پسند نہ کرنا
۱۰۔ اپنے گھر کو فضول اشیاء سے پاک کر لینا

تصوف کے چار ارکان ہیں:

☆ شریعت ☆ طریقت
☆ حقیقت ☆ معرفت

Marfat.com

شریعت ایک راستہ ہے۔اس راستے پر چلنے کا نام طریقت ہے۔
اس راستے پر چل کر جس منزل مقصود پر رسائی ہوتی ہے، اس کا نام حقیقت ہے۔ پھر منزل مقصود پر جو سرار و رموز بتائے جاتے ہیں، ان کا نام معرفت ہے۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شریعت میرے اقوال کا نام ہے۔طریقت میرے اعمال کا نام ہے۔حقیقت میرے باطنی احوال کا نام ہے۔معرفت میرا راز ہے۔''
شریعت ضابطۂ حیات ہے اور اس ضابطہ حیات پر عمل کرنا طریقت ہے۔ مقام شریعت کنویں سے نکلنے والے پانی کی مانند ہے مقام طریقت کی مثال بادل کو لانے والی ٹھنڈی ہوا کی طرح ہے۔ مقام حقیقت بارانِ رحمت کی طرح ہے۔
مقام معرفت مقام عشق و محبت ہے جو گہرے دریا کی مانند ہوتا ہے۔ [1]
حدیث جبرائیل علیہ السلام سے ہمیں دین کی تعلیم ملتی ہے۔ان کے پہلے سوال ''اسلام'' سے جو بندہ اسلام لے آیا، وہ مسلم ہوا جس بندے نے ایمان قبول کیا، وہ مومن ہو گیا اور جس بندے نے احسان کیا، وہ محسن ہو گیا۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''ہماری صحبت اور ہماری تعلیم جو آداب تصوف و سلوک سے تعلق رکھتی ہے، یہ حضور اکرام ﷺ سے سند متصل صحیح اور جاری کے ذریعے ملتی ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے علم ظاہری و علم باطنی یعنی علم قال و علم حال رسول اللہ ﷺ سے سیکھا تھا اور تب سے یہ علوم جاری ہیں۔اب ظاہری حصہ (علم قال) کو فقہ یا شریعت کہا جاتا ہے اور باطنی حصہ (علم حال) کو تصوف یا طریقت کہتے ہیں۔
شریعت حقیقت کا ظاہر ہے اور حقیقت کا باطن ۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے علم فقہ حاصل کیا مگر علم تصوف حاصل نہ کیا، اس نے فسق کیا اور جس نے علم تصوف حاصل کیا مگر علم فقہ حاصل نہیں کیا، وہ زندیق ہوا۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے علم کے دو برتن حفاظت میں لئے ۔ایک کو لوگوں میں پھیلایا اور دوسرا اگر پھیلاؤں تو یہ گردن کاٹ دی جائے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے دو علوم سیکھے علم قال اور علم

[1] مرأت الوحدت ص ۴۷

Marfat.com

حال حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے تصوف کا علم قیل وقال سے حاصل نہیں کیا بلکہ دنیا اور اس کی لذتوں کے ترک کرنے سے حاصل کیا علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طریقت اور شریعت دونوں لازم وملزوم ہیں۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تصوف ہر چیز کی حقیقت جاننے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مایوس ہونے کا نام ہے۔'' حضرت محمد بن احمد المکریؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تصوف اپنے احوال کو سچ پر قائم رکھنے کا نام ہے۔''

حال ایک کیفیت کا نام ہے جو حق اعمال کی طرف سے بندے کے دل میں پیوست ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ مقام میں داخل ہو جاتا ہے، جس سے مراد طلب حق میں وہ چیز ہے جو انسان کی کوشش اور جدوجہد سے حاصل ہوتی ہے۔ حال عارضی کیفیت کا نام ہے اور مقام مستقل ہے۔

تصوف کی بنیاد اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنا ہے۔ اندرونی پاکیزگی اور اس کی بنیاد توحید پر ہے۔ نفس کو پانے کے لیے مندرجہ ذیل صفات ہونی چاہئیں:

۱۔ توبہ ۲۔ صبر ۳۔ قناعت ۴۔ اخلاص
۵۔ شکر ۶۔ حِلم (برداشت) ۷۔ علم ۸۔ یقین
۹۔ محبت ۱۰۔ صدق

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''اپنی زبان کا مالک بن تمہارا گھر تمہیں کافی ہے۔ اپنے نفس کو نقصان پہنچانے والے درندوں اور جلتی ہوئی آگ کے مثل جان۔ پہلے لوگ اس پتے کی مثل تھے، جس پر کانٹے ہوتے ہیں لیکن اب وہ ایسے کانٹے بن چکے ہیں جن کے ساتھ کوئی پتا نہیں ہے۔ پہلے بیماری کی حالت میں علاج سے شفایاب ہو جاتے تھے اور اب یہ خود ایسی بیماری بن چکے ہیں جو لاعلاج ہے۔'' [۱۱]

نفس انسان خواہشات کا مرکز ہے اور اس کے خلاف جہاد کرنا تصوف ہے۔ یہ تزکیہ نفس وقلب ہے۔ اس سے خصائل حمیدہ پیدا کرنا اور بری خصلتوں کو مٹانا مقصود ہے۔ اپنی بے مائیگی کے ساتھ عبادت کرنا تصوف ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

[۱۱] شاہراہِ اولیاء ص ۳۲

Marfat.com

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اے ابو ہریرہ! اگر گناہ سے بچو اور اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو تو تم سب سے بڑے عبادت گزار ہو جاؤ گے، کیوں کہ یہ چوبیس گھنٹوں کی عبادت ہے۔ گناہ نہ کرنے کی عبادت چوبیس (۲۴) گھنٹے جاری رہتی ہے" [۱۲]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کی روح پر دو چیزیں گردش کرتی ہیں ایک اللہ اور دوسرا اللہ کا دشمن اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر رحم فرماتا ہے، جو اس کا خیال آنے پر عمل کرتا ہے، جو ایسا خیال آتے ہی میرا اور دشمن کے خیال آنے پر اس سے مقابلہ کرتا ہے اور قلب کی پاکیزگی کرتا ہے۔ "ان اولیاء ۃ الا امتقرن" یعنی ہمارے اولیاء اور دوست وہی ہیں جو تقویٰ کرتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ صوفیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان سے اچھے لوگوں کو میں نہیں جانتا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو تصوف کرتا ہے بغیر قانون جانے، اپنے مذہب کے ساتھ بے ایمانی کرتا ہے جب کہ جو مقدس قانون جان کر کرتا ہے۔ اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے وہ جو دونوں کو ملا دیتا ہے پس تصوف کا مقصد دل کی صفائی ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو صوفی بھی کہا جاتا ہے۔ تمام مسلمان علماء تصوف کو اسلامی تعلیم کی ایک ضروری شاخ سمجھتے ہیں شرط صرف یہ ہے کہ اس کی تعلیم یا مقصد شریعت کے مطابق بھی ہو۔ دل کی پاکیزگی کے لیے زبان کو قابو میں رکھنا، غصہ، حسد، تکبر، جھوٹ اور غیبت سے صاف کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کا خوف، اُمید، توحید، توکل، اخلاص، صدقہ اور صبر و شکر پانا تصوف ہے۔ اس کے لیے علم اور بھروسہ شریعت کے مطابق ہونا اور کسی عالم سے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس کے لئے وہ خود ذکر کرتا رہے۔ اگر کسی کا قرض ادا کرنا ہے یا کسی خرچ کی ذمہ داری ہے تو ان سے فارغ ہونا ضروری ہے۔ اپنے کان زبان اور آنکھوں کا خیال کریں۔ دل اللہ کا گھر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں بسا لینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ صالحین، متقین اور کاملین کی مجلسوں میں بیٹھنے کا فرماتا ہے۔ قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔

---

[۱۲] فیضان حرم ص ۹۰

Marfat.com

گناہ کی عادتیں چھوٹ جائیں، تقویٰ حاصل ہو جائے۔ اللہ والے ہو جائیں جب ایمان اور تقویٰ مضبوط ہو جاتا ہے تو بندہ صاحبِ نسبت بن جاتا ہے کسی بھی عارف کے نزدیک صوفی وہ ہوتا ہے جو میل سے صاف ہو۔ فکر سے پُر ہو۔ اللہ تعالیٰ کے قُرب میں مخلوق سے دُور ہو اور اس کی نگاہ میں سونا اور مٹی برابر ہوں۔ تصوف کسی نئے مذہب کا نام نہیں بلکہ قربِ حق کے حصول کے لئے فرائض اور واجبات کے علاوہ زائد عبادت کا اصطلاحی نام تصوف پڑ گیا ہے۔ [۱۳]

متقی لوگ نفس کشی کی خاطر اُون کا لباس پہنتے تھے، جسے صوف کہا جاتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ صوفی کے نام سے موسوم ہُوئے جن حضرات نے اصحاب صفہ کی دیکھا دیکھی تزکیہ نفس اور روحانیت میں کمال حاصل کیا، صوفی کہلائے اور ان کا علم تصوف کے نام سے موسوم ہوا۔ [۱۴]

بعض لوگ کہتے ہیں کہ لفظ صوفی صفا سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے پاکیزہ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صُوفی کو اس لئے صوفی کہا گیا ہے کہ وہ صفِ اول کے لوگ ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔ اُن کا مشہور قول ہے کہ میں نے صوفیاء کی صحبت اختیار کی اور اُن کی دو باتوں سے بڑا نفع پایا۔ ایک یہ کہ وقت ایک تلوار ہے۔ اگر تم اس کو نہ کاٹو گے تو وہ تم کو کاٹ دے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر تم اپنے نفس کو حق میں مشغول نہ کرو گے تو وہ تم کو باطل میں مشغول کر دے گا۔" (مدارج السالکین)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے طریقہ تصوف شیخ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کیا ہے۔ عبادت اور ذکر میں ان کے دستور کو اپنایا ہے۔ اس طرح مجھے تکلیف سے نجات ملی اور مشقتوں سے چھٹکارہ ملا اور جو کچھ میں نے پانا تھا، وہ پالیا۔" [۱۵]

عربی کا مقولہ ہے: "جو صاف ہے، وہ لے لو اور جو میلا ہو وہ چھوڑ دو"

اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو دوست بناؤ، تو وہ تمہیں اللہ کا دوست بنا دیں گے۔ اگر کسی چیز کا علم نہ ہو تو ذکر والوں کے پاس جاؤ۔ اگر رحمٰن کی بات پوچھنی ہو تو کسی خبر والے سے پوچھا کرو۔ ذکر، فکر اور خبر والوں کا علم تصوف ہوتا ہے جو دل کو بے نیازی

---

[۱۳] کشف المحجوب ص ۳۸،۳۶ [۱۴] کشف المحجوب ص ۳۸،۳۶ [۱۵] مکاشفۃ القلوب ص ۳۵

Marfat.com

سکھاتا ہے۔ سالک کو چاہیے کہ علم تصوف ان حضرات سے سیکھے جن کا علم و عمل اور قال وحال کتاب اور سنت کے عین مطابق ہو۔ اس لئے کہ تصوف اس علم کا نام ہے جس سے تزکیہ نفس قلب کی صفائی اور ظاہر و باطن کی تدابیر معلوم ہوتی ہیں تا کہ اس پر عمل کر کے سعادتِ ابدی حاصل کر سکیں۔ تذکیہ کا فارسی میں ترجمہ تصوف کیا گیا ہے۔ پس ایمان اور عقیدہ سے لے کر عمل تک ہر چیز کا دل میں اُتر جانا تصوف ہے۔ شرعی احکام کو دل میں بٹھانے کے لیے خشوع وخضوع اختیار کرنا چاہیے اور وہ کیفیت پیدا کرو، جیسے وہ تمہارے روبرو ہو اور تم اسے دیکھ رہے ہو یا پھر وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ سب حسن نیت سے ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور اپنے نفسوں کو تولو (یعنی تزکیہ کرو) قبل اس کے کہ تمہیں تولا جائے۔ (یعنی جواب دہی کے لیے طلب کیا جائے)''

حضرت معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو، جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے، تو تم ایسا علم جان لو گے، جس کے ساتھ جہالت نام کی کوئی شے نہیں ہے اور اگر تم اللہ تعالیٰ کو کما حقہ، پہچان لو تو تمہاری دعاؤں سے پہاڑ ہل جائیں گے'' (امام محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہ) [16]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ''علم کا جمع کرنا مال کے جمع کرنے سے بہتر ہے کیوں کہ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور مال کی حفاظت تجھے کرنی پڑتی ہے۔ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے۔ علم کا نفع کبھی ضائع نہیں ہوتا'' (ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ مفتاح دار السعادۃ)

''بے شک جو لوگ اپنے ربّ کی مشیت سے مضطرب ہو کر لرزاں رہتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں اتنا کچھ دیتے ہیں، جتنا وہ دے سکتے ہیں اور اس کے باوجود ان کے دل خائف رہتے ہیں کہ وہ اپنے ربّ کی طرف پلٹ کر

[16] ہدایۃ الامۃ ص ۲۰۲

Marfat.com

جانے والے ہیں۔ یہی لوگ بھلائیوں کے سمیٹنے میں جلدی کر رہے ہیں اور وہی اس میں آگے نکل جانے والے ہیں۔'' ۱؎

مومن کو چاہیے کہ کسی حالت میں بھی امتحان سے غافل نہ رہے اور عذابِ الٰہی کے مواخذے کو نہ بھولے۔ قرآن مجید میں ہے کہ بندوں میں اہل علم ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔'' ایک حدیث ہے کہ ''حکمت اور دانائی کا محور خوفِ خدا ہے۔'' انبیاء علیہم السلام اور آئمہ سب سے زیادہ خائف رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اگر سچے مومن ہو تو مجھ سے ڈرو'' (سورہ ۳، ۱۷۵)۔ حضرت باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی بندہ مومن نہیں گر اس کے دل میں دو نُور نہیں، ایک خوف کا نُور اور دوسرا اُمید کا نُور۔ دونوں کے وزن برابر ہوں گے۔ (اصول کافی) حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''مومن ہمیشہ دو خونوں کے درمیان ہوتا ہے۔ ایک تو گناہوں کا خوف ہوتا ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اللہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا اور دوسرے وہ اپنی عمر کے خاتمے سے ڈرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ کون کون سے گناہ اس سے سرزد ہوں گے، جس سے وہ ہلاکت میں پڑے گا۔'' تصوف، ذکر اور مراقبہ یہ سب شریعت کے احکام پر عمل کرنے کے لیے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت آسان ہو جائے۔

پس تصوف اس علم کا نام ہے، جس سے تزکیۂ نفس اور قلب کی صفائی اور ظاہر و باطن کی تعمیر کی تدابیر معلوم ہوتی ہیں تا کہ اس پر عمل کر کے ہمیشہ کی سعادت حاصل ہو۔ جو لوگ بہت عبادت کرنے والے زاہد اور سنت کا اتباع کرنے والے ہوتے ہیں، انہوں نے اپنے مسلک کا نام تصوف رکھا ہے اور لقب صوفی تجویز کیا ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ تھے ایک دن انہوں نے پوچھا: ''تو نے میری صحبت میں تیس (۳۰) برس گزارے ہیں، تم نے کیا سیکھا؟''

حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: آپ کی صحبت میں میں نے یہ آٹھ سبق سیکھے ہیں:

۱۔ میں نے نیکیوں سے محبت کی تا کہ جب میں قبر میں جاؤں تو میرا محبوب بھی ساتھ ہی جائے اور مرنے کے بعد مجھ سے جدا نہ ہو۔

---

۱؎ قرآن الحکیم المومنون ۵۶ تا ۶۱ ص ۳۱۲

Marfat.com

۲۔ ہر شخص اپنے نفس کی خواہش پوری کرتا ہے۔ میں نے نفس کو خواہشات سے روکا، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر جم گیا۔

۳۔ ہر شخص مال و دولت جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ میں نے غور کیا کہ کون سا مال اچھا ہے جو جمع کروں، سو میں نے انفاق فی سبیل اللہ کا طریقہ اپنایا۔

۴۔ ہر شخص اپنی بڑائی دولت۔ شرافت، فخر بڑھانے کی فکر میں ہے حالانکہ اللہ کے قریب شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ اس لیے میں نے تقویٰ اختیار کیا۔

۵۔ دُنیا میں لوگ ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے عیب نکالتے ہیں۔ میں نے جان لیا کہ روزی کا بانٹنا صرف اللہ ہی کے قبضہ میں ہے میں نے حسد چھوڑ دیا اور لوگوں کی عداوت بھی چھوڑ دی۔

۶۔ دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی سے دشمنی کرتا ہے۔ میں نے اپنی دشمنی کے لئے شیطان کو چُن لیا اور اس سے دُور رہنے کی کوشش کرتا ہوں میں نے اس کے علاوہ سے اپنی دشمنی ہٹالی۔

۷۔ ساری مخلوق جائز اور ناجائز طریقہ سے رزق کماتی ہے حالانکہ ہر جاندار کی روزی اللہ کے ذمہ ہے۔ جب میں یہ بات سمجھ گیا تو میں نے حرص چھوڑ دی۔ پس جو چیزیں اللہ کی طرف سے لازم ہے، ان میں خود کو مشغول کرلیا اور جو چیز اللہ کے ذمہ ہے، اس سے فارغ ہوگیا۔

۸۔ ساری مخلوق اپنی جائیداد، تجارت، دستکاری اور بدن کی طاقت پر بھروسہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص توکل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے۔ اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرلیا۔ [۱۸]

تصوف کے لئے تین چیزیں لازم ہیں۔

☆ طہارت قلوب ☆ طہارت نفوس ☆ طہارت ابدان

اللہ تعالیٰ نے دل کو خاص محبت کے مقام پر رکھا، رُوح کو خاص قربت کے مقام

۱۸ فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۳۵۵

Marfat.com

میں رکھا اور باطن پر اللہ کے وصل کو۔ دِلوں کو جسم میں رکھ دیا، روح کو دل میں قید کر دیا۔
جن لوگوں میں تصوف کی صلاحیت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں مشاہدات اور کیفیات عطا فرما دیتا ہے۔ تصوف دل کی صفائی کا نام ہے۔ اس کا سب سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ وہ ظلم کے سامنے ڈٹ جاتا ہے۔ صوفیاء کے سلسلے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے ملتے ہیں اور یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لئے دو چیزیں اشد ضروری ہیں:

☆ محبت الٰہی ☆ خشیت الٰہی

جب خوف اور محبت کو یکجا کر کے بندہ معرفت کی طرف جائے تو اللہ اس کو نُور اور معرفت عطا فرماتا ہے۔ تصوف کسی کی بھی وراثت نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ کسی ورد کا نام ہے۔ یہ سراسر حُسن معاملہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم، اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت کے ساتھ ساتھ بیوی، بچوں، دوستوں، پڑوسیوں، رشتہ داروں عالموں اور تمام بندوں سے اپنا معاملہ اچھا رکھنا تصوف ہے۔ بندے کو اخلاقِ رذیلہ سے پاک ہونا چاہیے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے تصوف کا علم قیل وقال کے ذریعے سے حاصل نہیں کیا بلکہ دنیا اور اس کی لذتوں کے ترک کرنے سے حاصل کیا ہے۔

حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
''بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پا سکتا، جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی (کسی سے) ناراض اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہی (کسی سے) راضی نہ ہو یعنی اس کی رضا کا مرکز و محور فقط اللہ تعالیٰ ہو جائے اور جب اس نے یہ کام کر لیا تو اس نے ایمان کی حقیقت کو پالیا اور (حقیقت پانے والے ایسے ہی خوش نصیبوں کے لیے فرمان ہے کہ) بے شک میرے احباب اور اولیاء وہ لوگ ہیں کہ میرا ذکر کرنے سے ان کی یاد آجاتی ہے اور اُن کے ذِکر سے میری یاد آجاتی ہے (یعنی میرا ذکر ان کا ذکر ہے اور ان کا ذکر میرا ذکر ہے)۔ (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ مسند) (طبرانی)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں کہ ''میرا بندہ

Marfat.com

کسی ایسی چیز کے ساتھ مجھ سے تقرب حاصل نہیں کر سکتا جو مجھے زیادہ محبوب ہو ان چیزوں میں سے جو میں نے اُس پر فرض کیں مثلاً نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ یعنی جتنا تقرب فرائض کے اچھی طرح ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے، ایسا تقرب دوسری چیزوں سے نہیں ہوتا اور بندہ نوافل کے ساتھ میرے ساتھ تقرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہُوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کا سوال پُورا کرتا ہُوں اور وہ کسی چیز سے پناہ چاہتا ہے تو اس کو پناہ دیتا ہُوں"

اور فرمایا: "جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے، وہ مجھ سے اعلانِ جنگ کرتا ہے۔" چونکہ اللہ تعالیٰ سے اولیاء کا سب کچھ وابستہ ہوتا ہے، قرآن مجید کے علوم ان کے دلوں پر منکشف ہوتے ہیں حضرت ابن دینار جعفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اپنی خلوتوں میں اللہ کا خوف رکھو، اپنی نمازوں کے اوقات کی حفاظت کرو۔ بدنظری سے اجتناب کرو، تم اپنے احوال میں اللہ کے مقرب بن جاؤ گے" [۱۹]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم پر شریعت اور سنت لازم ہے۔ پس اس دنیا میں جو بھی شخص شریعت اور سنت پر رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے کبھی بھی عذاب نہیں دے گا"

حضرت ابو خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم دیکھو کہ کسی شخص کو دنیا میں زہد اور کم گوئی عطا کر دی گئی تو اس کا قرب حاصل کرو کیونکہ اس کو حکمت عطا کر دی جاتی ہے" (ابن ماجہ)

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ: "فقیر کے لیے فقر میں کم از کم چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

☆ علم جو اس کی تدبیر کرے

☆ پرہیزگاری جو اسے بُرے کاموں سے روکے

---

[۱۹] ہدایۃ الامۃ ص ۲۰۵

Marfat.com

☆ یقین جو اسے عمل کرنے پر اُکسائے

☆ ذکر جس سے اسے انس محسوس ہو"

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے نفس کی محبت پر ترجیح دی، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی اذیت سے محفوظ فرمائے گا۔" (امام قضاعی) ۲۰

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور لا الہ الا اللہ کہنے والوں کی تعظیم کرتا ہے۔" ۲۱

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شرافت مال سے ہے اور عزت تقویٰ سے ہے (ترمذی) ۲۲

ایک دفعہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے آخری دنوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اسلام کی داخلی کیفیت کا نام ایمان ہے اور خارجی مظہر کا نام اسلام ہے۔

## بیداری:

تصوف میں بیداری کا مطلب ہے کہ یہ ایک حالت ہے، جس سے اللہ کی طرف کا سفر شروع ہوتا ہے۔ اس کا مقابل غفلت ہے۔ غفلت کو چھوڑ دینا بیداری ہے (سبا۔۴۶)۔ جب کوئی بیدار ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے حضور قیام کرے گا۔ اپنی حالت کو جان لینا تنبیہ۔ آگاہی اور بیداری ہے۔ اس روحانی سفر کی ابتدا تنبیہ سے ہوتی ہے کیونکہ بندہ آگاہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اس انتباہ سے غفلت ختم ہو جاتی ہے۔ دل پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ملاحظہ ہوتا ہے۔ اور ان نعمتوں کا شمار کر کے بندہ کہتا ہے کہ یا اللہ، یہ نعمتیں میری شمار سے زیادہ ہیں۔ یہ پہلی حالت ہے جو عارضی ہے۔

دوسری حالت میں بندہ اپنے گزرے ہوئے زمانے میں کئے ہوئے اپنے گناہوں

---

۲۰ ۲۱ ۲۲ ہدایۃ الامۃ ص ۴۹، ۵۰، ۵۱

Marfat.com

کو یاد کر کے ان کا مشاہدہ کرتا ہے اور غور کرتا ہے کہ کہاں کہاں اس سے زندگی میں غلطیاں، بدعملیاں اور کوتاہیاں ہوئی ہیں؟ وہ دیکھتا ہے کہ جہاں جہاں نیکیاں چھوٹ گئیں، جہاں جہاں نافرمانیاں ہوگئیں اور جہاں جہاں خطائیں ہوگئیں۔ ان سب چیزوں پر غور و خوض کرنے کے بعد ان کے اسباب پر بھی نظر دوڑائے۔ اپنے اعمال صالحہ پر غور نہ کرے اور دوسروں کی خرابیوں پر بھی نظر نہ کرے۔ جب اپنی لغزشوں اور غلطیوں کا اندازہ ہوجائے تو اسے اپنی ہلاکت کی معرفت ہوتی ہے۔ اس حالت کو ''حال'' کہتے ہیں۔

تیسری حالت میں آدمی سوچتا ہے کہ ان لغزشوں سے کس طرح چھٹکارہ حاصل ہوگا؟ دوسری حالت یعنی 'حال' کا مستقل ہو جانا 'مقام' کہلاتا ہے۔ جب کوئی کسی بھی درجہ میں 'مقام' حاصل کرلے، وہ ولایت میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کا روحانی سفر شروع ہو جاتا ہے۔ ایسے انسان کے علم شریعت اور علم طریقت آپس میں مل جاتے ہیں۔ پس بیداری کی تین حالتیں ہیں۔

☆ انتباہ ☆ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مشاہدہ ☆ اپنے گناہوں کا مطالعہ

اس لئے بندے کو بیتے ہوئے دنوں کے خسارے کی معرفت غور و خوض سے ہو جاتی ہے اور وہ اعمالِ صالحہ زیادہ سے زیادہ کرنے لگتا ہے۔ سنت کے مطابق کھانا اور پینا۔ خیرات اور صدقات۔ اسلام علیکم کا پہلے کہنا۔ عیادت کرنا۔ جنازہ میں شریک ہونا وغیرہ وغیرہ کا خیال کرتا ہے۔ تصوف اسلامی علوم کی وہ شاخ ہے جو روحانیت کو پیدا کرتی ہے۔

علم:

معلوم کی تصویر کو دل میں پہنچانے کا نام علم ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص علم کے مطابق عمل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ایسی چیزوں کا علم دیتا ہے، جو اس کو معلوم نہ ہو۔ دل میں علم کا آنا دو طرح کا ہے۔ کبھی تو دل میں اس طرح آجاتا ہے جیسے کسی نے بے خبر دل میں ڈال دیا ہو اور کبھی تعلیم کے ذریعے۔ پس جو علم اکتساب اور دلیل کے بغیر ہو، اس کو ''الہام'' کہتے ہیں...... یہ علم صوفیاء اور علماء کے لئے ہوتا ہے۔

Marfat.com

وحی میں صرف اتنا فرق ہے کہ وہ علم بذریعہ فرشتہ دل میں اُترتا ہے۔ اہل تصوف علوم الہامی کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ وہ علوم تعلیم کی طرف مائل نہیں ہوتے اور نہ ہی بہت سی کتابیں پڑھتے ہیں۔ وہ لوگ خود مجاہدہ اور ریاضت کرتے ہیں اور جب وہ اپنے تن من سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں تو ان کے دلوں سے نُور چمکنے لگتا ہے اور پھر ان کے سامنے سے پردہ ہٹ جاتا ہے۔ جو اللہ کا ہو جاتا ہے، اللہ بھی اس کا ہو جاتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ نظریہ ہے کہ پہلے علم حاصل کرنا چاہیے، پھر ریاضت کیونکہ جس دل میں علم نہ ہو، وہاں چشمہ کیسے پھوٹے گا؟ صوفیاء فقط دلوں کی جلاء اور صفائی میں لگے رہتے ہیں۔ عارفین کے دلوں پر معرفت کی وجہ سے تمام عالم ملکوت منکشف ہو جاتا ہے۔ معرفت وہ نُور ہے، جس سے ایمان والے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علم کا رُتبہ عابد پر اتنا زیادہ ہوتا ہے جتنا میرا رُتبہ میرے اصحاب میں سے ادنیٰ شخص پر زیادہ ہوتا ہے" (ترمذی) ۲۳

جس شخص کے دل میں الہام پڑ جائے تو وہ عارف ہوتا ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم باطنی جو کہ دل میں ہوتا ہے، نفع دینے والا ہے۔ صحیح اعتقاد کے بغیر احکام شریعہ کا علم حاصل کرنا مناسب نہیں۔ جب تک پُورے طور پر توجہ الی اللہ نہ ہو، علم حاصل کرنا بے فائدہ ہے۔ اس لئے اپنے خیالات کو غیر اللہ سے پاک و صاف رکھنا چاہیے۔ صوفی اپنے دل میں اللہ کے سوا کسی کو جگہ نہیں دیتا۔ ان عالموں کو صوفی اور عارف کہتے ہیں۔ ان کے تین جزو ہیں شریعت (علم ظاہر)، طریقت (علم باطن) اور علم معرفت۔ حضرت دینار جعفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "اپنی خلوتوں میں اللہ کا خوف رکھو، اپنی نمازوں کے اوقات کی حفاظت کرو۔ بدنظری سے اجتناب کرو۔ تم اپنے احوال میں اللہ کے مقرب بن جاؤ گے۔" ۲۴

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خشیت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے فرمایا کہ صلحاء کی علامت رات کے جاگنے سے چہروں کا زرد ہو جانا اور راتوں کو رونے کی وجہ سے آنکھوں

---

۲۳ احیاء العلوم جلد نمبر ۳، ص ۴۱ ۲۴ ہدایۃ الامہ ص ۲۵۵

Marfat.com

کا چوندھا ہو جانا اور روزوں کی کثرت سے ہونٹوں کا خشک ہو جانا ہے۔ ان کے چہرے خوفزدہ رہتے ہوں۔ ۲۵

دل کے زندہ ہونے کی مندرجہ ذیل علامات ہیں:

۱۔ نیک آدمی پر اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کا واضح ہو جانا۔

ایک عورت نے گناہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں احساس ڈالا کہ وہ اپنے گناہ کو دنیا میں پاک کر جائے۔ اس نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں چار مختلف سمتوں سے آکر اپنا گناہ قبول کیا، کیونکہ ہر دفعہ وہ سمت بدل دیتے تھے۔ اس نے بتایا:

''میں نے گناہ کیا ہے جواب میرے پیٹ میں پل رہا ہے''

حضور اکرم ﷺ نے یہ فرما کر رخصت کر دیا کہ وضعِ حمل کے بعد آنا۔

وہ وضع کے بعد آئی دُودھ پلا رہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ابھی دُودھ پلاؤ'' دو سال بعد آئی تو بچے کے ہاتھ میں روٹی کا نوالہ تھا جو وہ کھا رہا تھا۔ اس وقت اس پر حد مقرر کر کے اسے سنگسار کر دیا۔ اس کو ''دید قصور'' کہتے ہیں یعنی اپنی غلطیوں کا احساس ہونا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی سے ناراض ہوتے ہیں تو اس کی غلطیاں اس کے سامنے ظاہر کر دیتے ہیں۔ جب تک یہ ''دید قصور'' نصیب نہیں ہوتی تو سب دنیا والوں میں بُرائیاں نظر آتی ہیں۔ دُوسرے سے بدبین اور اپنے میں خُوب بین نہیں ہونا چاہیے۔ جب اپنی برائیاں نظر آجائیں تو اسے باقی لوگ بھلے لگتے ہیں۔ اس لئے دوسروں کی برائیوں پر نظر نہیں رکھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی شکل وصورت یا مال نہیں دیکھتا، وہ صرف دل اور اعمال کو دیکھتا ہے دل ہمیشہ سچی گواہی دیتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص میرے پاس میری غلطیوں کا تحفہ لائے گا، میں اس کے لئے مغفرت کی دعا کروں گا۔

۲۔ انسان کا تلاوت میں دِل لگنا۔

اللہ والے قرآن مجید کی تلاوت دِل لگا کر کرتے ہیں۔ تلاوت سے انہیں لطف آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی: ''الٰہی! میں آپ کا بندہ ہوں۔ آپ کے بندے

---

۲۵ فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۴۲۸

Marfat.com

کا بیٹا ہوں۔ آپ کی باندی کا بیٹا ہوں۔ اللہ میری پیشانی آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ تیری قضاء میرے بارے میں عین عدل ہے۔ میں آپ کے ہر اس نام سے مانگتا ہوں۔ جس کو آپ نے کتاب میں فرمادیا ہے۔ اللہ! قرآن کو میرے دل کی بہار بنا دے

۳۔ نماز میں خشوع نصیب ہونا۔

ان تین باتوں میں ہماری زندگی کا نچوڑ ہے۔

(الف) کم کھانے میں جسم کی سلامتی ہے۔

(ب) گناہ نہ کرنے میں روح کی سلامتی ہے۔

(ج) درود زیادہ پڑھنے میں ایمان کی سلامتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دربار میں پانچ دفعہ حاضری کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے معراج میں پانچ نمازوں کے پڑھنے والے کے نامۂ اعمال میں پچاس نمازی کا نعم البدل عطا کرنے کا فرمادیا تھا۔ جس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے، وہ بندہ کبھی مردُود نہیں ہوتا۔

محبت الٰہی کی تین نشانیاں ہیں۔

۱۔ ساری اکڑفوں ختم ہو جاتی ہے۔ تکبر نہیں کرتا۔ اپنے ہر مسلمان بھائی سے تواضع سے ملتا ہے۔

۲۔ اللہ کی راہ میں مجاہدہ کی مشقت برداشت کرتا ہے اور گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ جو شخص ابھی گناہ نہیں چھوڑ سکتا، اس کی محبت کامل نہیں ہُوئی۔ جس دل میں محبت الٰہی ہو، اس کے دل پر سکینہ ہو جاتا ہے۔ سکینہ ایک نُور ہے، جو دل میں ٹھہر جاتا ہے، اور پھر وہ دل اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے اور پھر وہ اللہ سے غافل نہیں ہو سکتا اور اگر وہ اللہ کو بھلانا بھی چاہے تو بھلا نہیں سکتا۔ (روح المعانی پ ۱۱، ص ۲۵) اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کے لیے ہدایت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس کو واصل باللہ بنا دیتا ہے اور اس کو اپنا مخلص قرار دیتا ہے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں سونا، چاندی، پانی، پتھر ایک ہی درجہ رکھتے ہیں۔ ہاتھ سے روپیہ پیسہ یا مال کا اُلٹنا پلٹنا بھی ایمان کی حلاوت کو چوس لیتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو اللہ اپنی محبت کا ذرا سا بھی

Marfat.com

ذائقہ چکھا دیتا ہے، وہ دُنیا کی طلب سے فارغ ہو جاتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عبادت کرنے والا کسی کو نہ دیکھا۔ اٹھانوے (۹۸) سال تک کسی نے ان کو مرض الموت کے علاوہ لیٹے ہُوئے نہیں دیکھا۔ [۲۶]

حضرت ابو محمد جریری رضی اللہ عنہ نے مکۃ مکرمۃ میں ایک سال کا اعتکاف کیا جس میں نہ تو سوئے اور نہ بات کی۔ نہ کسی لکڑی یا دیوار کا سہارا لیا۔ یا ٹیک لگائی۔ حضرت ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے پُوچھا: ''اس مجاہدہ پر تمہیں کس چیز سے قدرت حاصل ہُوئی؟''

وہ فرمانے لگے: ''اللہ تعالیٰ شانہ، نے میرے باطن کی پختگی کو دیکھا، اُس نے میرے ظاہر کو اس پر قدرت عطا فرما دی۔'' [۲۷]

بعض لوگ قرآن و حدیث کا گہرا مطالعہ نہ ہوتے ہوئے جُزوی علم کی وجہ سے دینی علم کی بعض چیزوں سے انکار کر دیتے ہیں۔ وہ اپنی کج فہمی یا کم فہمی کی وجہ سے انکار یا شک کی وجہ سے غیر مستند مانتے ہیں۔ وہ تصوف کی راہ میں انکار یا ارتیاب کرتے ہیں۔ دوسرا نقصان تصوف کے ماننے والوں کی طرف سے ہوا یعنی انہوں نے تحریف و اکتساب کر کے اصل تعلیمات کو بدل دیا۔ مطلب کی کچھ چیزیں لے لیں اور کچھ چھوڑ دیں یعنی تصوف کو ذریعہ معاش بنایا۔ اس طرح اسے کسب بنانے کی وجہ سے اس کی تعلیمات اور برکات جانے لگیں۔ انہوں نے انکار و ارتیاب کی مدد لی اور اسے عملی شکل دے دی۔ اس طرح تصوف کی روح بھی گئی اور اس کا تصور بھی۔ حالانکہ تصوف دین کی حقیقت ہے۔ قرآن مجید کے لفظ تزکیہ کا ترجمہ فارسی زبان میں تصوف ہے۔ اپنے نفس پر قابو پا کر صالحین جو ذکر کرتے ہیں، وہ تصوف ہے۔ صالحین کا جو ذکر نفس کو آراستہ پیراستہ کرتا ہے، وہی تصوف ہے۔ اسی لئے تو صوفی لوگ متکبر نہیں ہوتے۔ مال کے طلب گار نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے بے نیاز نہیں ہوتے۔ دین کی پیروی نہ کرنے والا بندہ شیطان کا ولی ہوتا ہے۔ اگر وہ شیطان کے چنگل سے بچ گیا تو پھر وہ رحمٰن کا ولی ہوتا ہے۔ اس لئے ولایت حاصل کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

---

[۲۶] فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۴۲۸ [۲۷] فضائل اعمال جلد نمبر ۲، ص ۴۳۱

Marfat.com

لازم ہے۔ اولیاء عظام اتباع نبی ﷺ کی بدولت اس درجہ پر فائز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی درجہ پر بھی رعونت کی اجازت نہیں دیتا۔ ایمان سے استغفار۔ محبت الٰہی اور خشیت الٰہی کے بعد درجہ بدرجہ ترقی کرنے کو روحانیت کہتے ہیں۔ تصوف سے تمام میل اور کدورتیں ختم کر کے بندہ اللہ تعالیٰ کی دوستی میں آجاتا ہے۔ پہلے توبہ کر کے تائب، پھر اصلاح کر کے صالح، پھر متقی بن کر اللہ تعالیٰ کا دامن تھام کر توصف ہوا، پھر دین کو خالص کرلیا اور اخلاص پالیا۔

نماز پڑھ لی تو مسلم ہو گئے۔ نماز میں اطاعت کامل کر لی تو مومن ہو گئے۔ روحانیت اور تصوف یہ ہے کہ دل دنیا سے کٹ جائے اور اللہ سے جڑ جائے۔ پس تصوف ریاضت و مجاہدہ ہے اور روحانیت ایمان کی برکات کے نتیجہ میں ترقی کا نام ہے۔ یہ مقام مردوں اور عورتوں دونوں کو مل سکتا ہے جنہوں نے اپنے ایمانوں کو ترقی دے کر نُور بنا دیا ہو گا۔ ان کا نُور قیامت میں اُن کے آگے اور دائیں طرف دوڑے گا۔ یہ کامل مومنوں کی پہچان ہے۔ سورہ واقعہ اور حدید میں ان کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ ہر طرف سے انہیں سلام سلام کی آوازیں آرہی ہوں گی۔ فرشتے بھی انہیں سلام کہیں گے۔ کامل مومنین اپنے نُور کے ساتھ آگے چل رہے ہوں گے اور ان کے پیچھے پیچھے منافقین ہوں گے اور کہیں گے کہ ہم دنیا میں تمہارے ساتھ تھے، ہم پر تھوڑی سی توجہ کرلو تاکہ ہم بھی تمہارے نُور سے کچھ نُور لے لیں۔ انہیں جواب دیا جائے گا کہ ''اب نُور مانگنے والو، واپس دنیا میں چلے جاؤ، تم تو مانتے ہی نہیں تھے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مومن میں نُور بقدر اُن کے اعمال کے تقسیم ہو گا۔ کسی کا نُور پہاڑ کی مانند ہو گا، کسی کا کھجور کے درخت کی طرح اور کسی کا انسان کی قامت کی طرح۔ سب سے کم نور اس شخص کا ہو گا، جس کے صرف انگوٹھے میں نور ہو گا اور وہ کبھی روشن ہو جائے اور کبھی بجھ جائے گا۔ (ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) قیامت کے دن لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے:۔

☆ ایک قوم: عرش کے داہنی جانب ہو گی۔ ان کے اعمال نامے ان کے دائیں گے اور یہ سب لوگ جنتی ہوں گے۔

Marfat.com

☆ دوسری قوم: عرش کے بائیں جانب ہوگی۔ ان کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھوں میں دے دیئے جائیں گے اور یہ سب لوگ جہنمی ہوں گے۔

☆ تیسری قوم: عرش کے سامنے ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے مقربین ہوں گے۔ ان کی تعداد داہنی جانب والوں سے کم ہوگی مگر یہ آنے نکل جانے والے ہوں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے سوال فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سبقت کرنے والے کون لوگ ہوں گے؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اُن کو حق کی طرف دعوت دی جائے تو اس کو قبول کریں اور جب اُن سے حق مانگا جائے تو ادا کریں اور لوگوں کے معاملے میں وہ فیصلہ کریں جو اپنے حق میں کرتے ہیں'' (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) ۲۸

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''انسان علم و معرفت میں ترقی کرتا رہتا ہے، مگر یہ سب درجات جو اس کو حاصل ہوئے، راستہ کی مختلف منزلیں ہیں۔ اس کی انتہا اور آخری حد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ (روح المعانی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''ہم نے اپنے بندوں میں سے کچھ کو چن لیا۔ یہ کتاب کے وارث ہیں'' (النساء ۱۴۶) (۱) توبہ کرلی اور (۲) اپنی اصلاح کر لی، پھر اللہ کا (۳) دامن مضبوطی سے تھام لیا، متقی ہو گئے اور پھر اپنے دین کو (۴) خالص کر دیا تو کامل ہو گئے۔ یہ درجہ بدرجہ ترقی کرنا روحانیت ہے، جس شخص نے اپنی رضا اور عقیدہ اللہ تعالیٰ کے نام کر دیا، اس پر نہ کوئی خوف ہوگا، نہ کوئی غم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ مجھے محبوب و مقصود بنا لیتے ہیں، پھر میں ان سے ہر خوف و غم دُور کر دیتا ہوں۔ انہیں قیامت میں کوئی غم نہ ہوگا۔ متفقہ علیہ احادیث ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بخش دیتا ہے تو ان کی شفاعت سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جائیں گے۔ اولیاء اور صالحین قیامت کے دن بھی کام کریں گے۔ متقین ہی اولیاء ہیں۔ روایت انس رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۲۸ معارف القرآن جلد نمبر ۸، ص ۳۷۰

Marfat.com

ولایت اور تقویٰ کا تعلق ایمان سے ہے اور دل سے ہے۔ روز محشر کوئی تمہارا گریبان نہ پکڑے تو یہ تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت پانے کے لیے اس مخلوق سے محبت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اسی سے پیار کرتا ہے جو اس کے خلق سے پیار کرتا ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ دُنیا کے نام پر دُنیا سے کھانے والا بندہ صحیح ہوتا ہے لیکن جو دین کے نام پر دُنیا کھا رہا ہو وہ غلط ہے۔ تصوف مکاری سے بچنے کا نام ہے۔ تصوف خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کی زندگی کی اتباع کرنا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جاہل کا لباس جہالت ہے اور جہالت ہی شیطان کا لباس ہے۔ عالم کا لباس علم ہے اور عقل و دانش کلام اللہ ہے۔ فقیری کا لباس نُور معرفت سبحانی ہے۔ عالم کا لباس مغفرت کا ذریعہ ہے: جاہل عام ہوتا ہے اور عالم خاص اور فقیر عارف باللہ ہے یعنی خاص الخاص۔ دل گھر کی مانند ہے۔ ذکر فرشتہ کی مانند اور نفس کتے کی مانند ہے۔ اس لئے دین اور دنیا کی محبت ایک ہی دل میں نہیں رہ سکتی۔ جس طرح کہ ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے۔ مقام عشق و محبت گہرے دریا کی طرح ہے۔ (عین الفقر۔ محمد نعیم ستار)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خوشخبری سُنا دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں مسجد کی طرف جاتے ہیں، قیامت میں مکمل نُور کی'' (ابن ماجہ) ۲۹

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پانچوں نمازوں کی محافظت کرے یعنی ان کے اوقات اور آداب کو پابندی کے ساتھ بجا لائے گا، اس کے لئے نماز قیامت کے دن نُور اور برہان اور نجات بن جائے گی'' (طبرانی) ۳۰

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو سورۃ کہف پڑھے گا، قیامت میں اس کے لئے اتنا نُور ہوگا، جو اس کی جگہ سے مکہ مکرمہ تک پھیلے گا'' ۳۱

---

۲۹ معارف القرآن جلد نمبر ۸، ص ۳۰۸ ۳۰، ۳۱ معارف القرآن جلد نمبر ۸، ص ۳۰۸

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ ''جو شخص جمعہ کے روز سورۃ کہف پڑھے گا، قیامت کے دن اس کے قدموں سے آسمان کی بلندی تک نُور چمکے گا''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کے بال حالتِ اسلام میں سفید ہو جاویں، اس کے لیے قیامت کے روز نُور ہو گا۔ (طبرانی) ۳۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات ہیں کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد میں ایک تیر بھی پھینکے گا، اسکے لیے قیامت میں نُور ہو گا۔ (بزار) ۳۳

کہ جو شخص کسی مسلمان کی مصیبت و تکلیف کو دُور کر دے تو اس کے لئے پل صراط پر نُور کے دو شعبے بنا دے گا، جس سے ایک جہان روشن ہو جائے گا، جس کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ (طبرانی) ۳۴

کہ مجھ پر دُرود بھیجنا پُل صراط پر نُور کا سبب بنے گا۔ (دیلمی) ۳۵

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید کی ایک آیت بھی تلاوت کرے گا، وہ آیت اس کے لیے قیامت کے روز نُور ہو گی (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) ۳۶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقویٰ عمل کا سردار ہے۔ (ترمذی)

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ''تقویٰ ایسی چیز ہے کہ اس کی اتباع کرنے والا شخص ہلاک نہیں ہوتا اور نہ اس پر عمل کرنے والا نادم ہوتا ہے کیونکہ تقویٰ ہی کے ذریعے کامیاب لوگوں نے کامیابی حاصل کی اور معصیت کے ذریعے خسارہ اٹھانے والوں نے حسیات اٹھائے۔'' اپنے اخلاق کو سنوارنے کے لئے کوشش کرنا اور اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا تصوف ہے۔ اہل تصوف متکبر نہیں ہوتے، دولت کے طلب گار نہیں ہوتے۔ تصوف تو عواملِ شریعت کی حسنِ ادائیگی کا نام ہے۔ صوفی کی نظر خالق پر رہتی ہے، مخلوق پر نہیں۔

ا۔ تقویٰ کے انعامات:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا

---

۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ معارف القرآن جلد نمبر ۸، ص ۳۰۹

Marfat.com

اگر تم تقویٰ سے رہو گے تو ہم تمہارے سب کام آسان کر دیں گے

۲۔ مصائب سے خروج:

ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ' مخرجاً

اس کو اللہ مصیبت سے نکال دیں گے

۳۔ بے حساب رزق:

وَیَرْ زُقْہُ' مِن حیثُ' لَا یُحْتَسِب

اللہ ایسے راستہ سے اس کو روزی دے گا، جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوگا۔

۴۔ نُور فارق:

یَا یُّھَا الَّذینَ آمَنُوان تَتَّقُو اللّٰہَ یَجْعَلُ لَّکُمْ فُرْ قَا ناً

اللہ ایک نُور عطا کرتا ہے، جس سے برائی بھلائی کی تمیز رہتی ہے

۵۔ نُور سکینہ:

ھُوَ الَّذی اَنْزَلَ السکینہ فی قلوب المومنین

اللہ تعالیٰ اس کو نُور سکینہ عطا کرتا ہے، جس کی وجہ سے وہ ہر وقت اللہ کو یاد رکھتا ہے۔

۶۔ پُر لطف زندگی:

فَلَنحُیِیَنَّہ' حَیٰوۃً طَیِّبَۃً

اگر تم اعمال صالحہ کرو گے تو ہم تم کو ضرور بالطف زندگی دیں گے

۷۔ عزت و اکرام:

وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْ باً وَّقَبَائِل

اللہ تعالیٰ اس کو عزت و اکرام سے نوازتا ہے

۸۔ اللہ کی ولایت کا تاج:

اِنَّ اَوْلِیَآ ءہ' اِلَّا مُتَّقُوْن

اللہ تعالیٰ اس کو ولی اللہ بنا دیں گے

۹۔ کفارہ سیئات:

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّكُمۡ فُرۡقَانًا وَّيُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ط (انفال۔۲۹) ۳۷

یعنی اے ایمان والو، اگرتم ڈرتے رہو گے اللہ سے تو کر دے گا تم میں فیصلہ اور دُور کر دے گا تم سے تمہارے گناہ اورتم کو بخش دے گا یعنی دنیا میں جو خطائیں اور لغزشیں سرزد ہوتی ہیں، دنیا میں ان کا کفارہ اور بدل کر دیا جاتا ہے۔اس کو ایسے اعمال صالحہ کی توفیق ہو جاتی ہے جو اس کی سب لغزشوں پر غالب آجاتے ہیں۔

**۱۰۔آخرت میں مغفرت:**

اس کو آخرت میں مغفرت اور سب گناہوں، خطاؤں کی معافی ہے تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت امیدیں ہیں۔اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو ایسی بصارت اور بصیرت عطا فرما دیتا ہے کہ وہ اچھے اور بُرے میں فرق سمجھ سکیں۔ اسی لئے حضورﷺ اکثر دعا کیا کرتے تھے:یا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِيْنِكَ

(اے دلوں کے پلٹنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت اور قائم رکھ)

لوگوں کے باہمی اتفاق کی بنیاد تقویٰ اور خشیت الٰہی ہے۔پس مومن کی مخصوص صفات خوفِ خدا۔ایمان میں ترقی۔اللہ پر توکل۔اقامت صلوٰۃ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہیں۔ایسے مومنین کو درجات عالیہ۔مغفرت اور عمدہ رزق ملتے ہیں۔المختصر یہ کہ تزکیہ تین چیزوں پر منحصر ہے۔

☆ دل کا عقائد باطلہ سے پاک ہونا ☆ نفس کا بُرے اخلاق سے پاک ہونا
☆ جسم کا نجاستوں سے پاک ہونا

**قُرب الٰہی کے لئے دس اصول ہیں:**

۱۔ گناہ پر ندامت ۲۔ مصیبت پر صبر
۳۔ قضاء پر راضی ۴۔ نعمت پر شکر
۵۔ خوف و رجا پر اعتدال ۶۔ دنیا میں زُہد

---

۳۷ معارف القرآن جلد نمبر۴، انفال ص ۲۱۶

Marfat.com

۷۔ اعمال میں اخلاص ۸۔ حسن خلق

۹۔ اللہ سے محبت ۱۰۔ خشوع [۳۸]

صوفی وہی ہوتا ہے جو میل سے صاف ہو اور اللہ تعالیٰ کے قُرب میں ہو۔ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی، وہ صحابہ رضی اللہ عنہ کہلائے۔ انہیں قرآن پاک کو سمجھنے کی قوت حاصل تھی۔ آنحضرت ﷺ خالق اور مخلوق کے درمیان ساری رحمتوں کا واسطہ ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کا تزکیہ، آپ ﷺ نے فرمایا۔ انہوں نے علم ظاہری اور علم باطنی (قال وحال) رسول اللہ ﷺ سے سیکھا اور اسی وقت سے ان علوم کی اشاعت وترویج جاری وساری ہے۔ آج کے دور میں علم قال کو فقہ یا شریعت کہتے ہیں جب کہ علم حال کو تصوف یا طریقت کہتے ہیں۔ علم تصوف ان ہی سے سیکھنا چاہیے جن کا علم وعمل (قال وحال) کتاب وسنت کے عین مطابق ہو۔ اسلام کے بعد ایمان اور ایمان کے بعد احسان کا درجہ ہے۔ احسان دین کی ایک اہم اصطلاح ہے، قرآن اور سنت کی اصطلاح میں احسان کو تصوف کا متبادل کہا جاتا ہے۔ جب ایمان میں شدت پیدا ہو جائے اور مسلمان کو یہ احساس ہو جائے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے یا یہ کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے، تو یہ احسان ہے۔ ایمان جب اس شدت کو پہنچ جائے تو یہی احسان ہے اور یہی مقام ولایت ہے۔ اولیاء کی علامت یہ ہے کہ اُن کی صحبت میں اللہ یاد آئے اور ان کی صحبت سے دنیا کی محبت کم ہو اور اللہ کی محبت زیادہ ہو۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے طریقہ تصوف شیخ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کیا ہے اور عبادت و ذکر میں ان کے دستور کو اپنایا ہے اس طرح مجھے تکالیف سے نجات ملی اور مشقتوں سے چھٹکارہ ملا اور جو کچھ میں نے پانا تھا، وہ پالیا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے پانچ اصول بتاتے ہیں۔

۱۔ صوم ۲۔ قیام شب بہ عبادت

۳۔ رعایت اعمال اور کسی رکن میں بھی اللہ سے غافل نہ ہونا

۴۔ اخلاص عمل ۵۔ توکل [۳۹]

کسی عارف نے کہا ہے کہ علماء کی محفل میں بیٹھو تو زبان کو سنبھال کر رکھو ملوک وسلاطین

---

۳۸ مرأۃ الوحدت ص ۱۶۵ ۳۹ مرأۃ الوحدت ص ۸۴

Marfat.com

کی محفل میں بیٹھو تو نگاہ کو سنبھال کر رکھو۔ اہل اللہ کی محفل میں بیٹھو تو دل کو سنبھال کر بیٹھو۔

## شیخ کامل کی صفات:

۱۔ صاحبِ نسبت ہو (کسی بزرگ سے اجازت یافتہ ہو) ۲۔ صاحبِ علم ہو

۳۔ صاحبِ تصوّف ہو ۴۔ صاحبِ ارشاد ہو

تصوف کے بنیادی اصول صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اخذ کئے گئے ہیں۔ جنہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اور ہم نشینی سے حاصل کیا گیا تھا جیسے توبہ، فقر، زہد، توکل اور رضا۔

تصوف کا دوسرا دور تابعین کا ۳۴ ہجری سے ۱۵۰ ہجری کا تھا۔ تصوف کا تیسرا دور تبع تابعین کا ۱۵۱ ہجری سے ۳۵۰ ہجری تک یعنی ۷۶۸ء سے ۹۶۱ء تک رہا۔ علمائے ربانی کے اندر ہی سے لوگ فیض یاب ہوئے۔

تصوف نام ہے دل کی صفائی کا۔ سلاسل تصوف صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں۔ ان میں اکثر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتے ہیں سوائے سلسلۂ اویسیہ کے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ صحبتِ شیخ بہت ضروری ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جامع صِفات تھے۔ ربّ کی عبادت محض ربّ کے لئے ہونی چاہیے، جنت کے لئے یا جہنم کے ڈر سے نہیں ہونی چاہیے۔ جب کوئی اللہ کو اللہ کے لیے چاہے تو تعلق تصوف بن جاتا ہے۔

نیند میں جو کچھ نظر آئے، اسے خوف کہتے ہیں

مراقبہ میں بیٹھے بیٹھے سو جائے اور کچھ دیکھے تو اسے واقعہ کہتے ہیں

اگر مراقبہ میں بقائم ہوش وحواس کچھ دیکھے تو اسے مشاہدہ کہتے ہیں

انسان کوئی رائے اپنی نیت اور ارادے کے ساتھ قائم کر لیتا ہے، اسے ظن کہتے ہیں

جب خود بخود قلب میں کوئی خیال وارد ہوتا ہے، اسے الہام کہتے ہیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس باتوں کی وصیت فرمائی:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ اس جرم میں تم کو مار ڈالا جائے یا

Marfat.com

جلا دیا جائے۔

۲۔ اپنی والدین کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ تم کو حکم دیں کہ بیوی کو چھوڑ دو اور مال سے دستبردار ہو جاؤ۔

۳۔ کوئی فرض نماز ہرگز ترک نہ کرنا، اس لئے کہ جو قصداً فرض نماز چھوڑ دیتا ہے اللہ کی نگرانی اور حفاظت سے محروم ہو جاتا ہے۔

۴۔ شراب مت پینا اس لئے یہ تمام بے حیاؤں اور بدکاریوں کی جڑ ہے۔

۵۔ اللہ کی نافرمانی سے بچنا، اس لئے کہ نافرمانی کے نتیجے میں خدا کا غصہ بھڑکتا ہے۔

۶۔ دشمن کے لشکر جرار کے مقابلے میں پیٹھ مت دکھانا اگرچہ تمہاری فوج کے سارے سپاہی ختم ہو جائیں۔

۷۔ جب لوگوں پر کوئی عام وبا مسلط ہو تو وہاں سے نہ بھاگنا

۸۔ اپنی قدرت اور حیثیت کے مطابق گھر والوں کو کھانا اور کپڑا دینا

۹۔ اپنے گھر والوں کی تربیت میں اپنی چھڑی ان سے نہ ہٹانا

۱۰۔ اللہ کے حقوق کے ادا کرنے میں اپنے گھر والوں کو خائف رکھنا (طبرانی) ؎۰

## سلاسل:

صوفیاء غلام رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے سلسلے ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل پانچ سلسلے بہت مشہور ہیں:

۱۔ سہروردیہ ۲۔ قادریہ ۳۔ شاذلیہ

۴۔ نقشبندی ۵۔ چشتیہ

### سہروردیہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ — حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ — حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ — حضرت ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ

---

؎۰ زادہ راہ ص ۱۱۱

Marfat.com

ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ
صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ
غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

## قادریہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ
حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ
حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ
حضرت علی رضا رحمۃ اللہ علیہ
حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ عبدالعزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

## شاذلیہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
حضرت شیخ محمد جربادی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ سعید قردانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ فتح مسعوری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ ابوالقاسم مردانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ ابواسحاق ابراہیم بصری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ قطب الدین محمود قزوینی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ ابوالحسن علی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ تاج الدین صوفی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ نورالدین شالی رحمۃ اللہ علیہ

## نقشبندی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ
حضرت امام محمد جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت شیخ ابو یزید بستمی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابی الحسن علی بن احمد خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابو یعقوب رحمۃ اللہ علیہ
حضرت یوسف الھمد انی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ عبدالخالق قدوائی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا عارف روگزی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ محمود ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ
حضرت عزیزاں علی رمستانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ علاؤ الدین العطار رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

## چشتیہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ
حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ
حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ
حضرت فضل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابراہیم بن ادھم بلخی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ صدرالدین خدیفہ مراشی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ امین الدین ابوہیری بصری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ محشر دینا دری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ ابواسحق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت محمد مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا عنایت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابو حامد کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حامد حسین

ایک شخص نے حضرت بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: تصوف سے کیا مراد ہے؟

انہوں نے فرمایا: ”اجمالی معرفت تفصیلی ہو جائے اور جو امر عقلی یا نقلی دلیل سے سمجھا جائے وہ کشفی طور سے مشاہدہ میں آجائے“

پھر توضیح کی: ”علماء اور صوفیاء کے درمیان اتنا ہی فرق ہے کہ علماء علماً جانتے ہیں اور صوفیاء کشفاً اور ذوقاً“

Marfat.com

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اعتقادات صحیح اور فرائض و سنن کی پابندی کے ساتھ تمام اخلاق رذیلہ سے علیحدگی اور جملہ اخلاقِ فاصلہ سے متصف ہونے کو تصوف کہتے ہیں''

حضرت جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''نفس کو لوازم عبدیت کی مشق کرانا ہی تصوف ہے''

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اخلاق حسنہ کا نام تصوف ہے''

حضرت ابو حفص مدار نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: ''ظاہر و باطن میں آداب شرعیہ کے ساتھ قائم ہونے کو تصوف کہتے ہیں کہ اس کا اثر ظاہر سے باطن اور باطن سے ظاہر تک پہنچ جائے۔''

حضرت بشر بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ صدق برتنے اور مخلوقات کے ساتھ خلق برتنے کو تصوف کہتے ہیں۔

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اخلاق و معاملات کو مہذب بنانے اور اپنے باطن کو شرک و کفر کی آلودگیوں اور نجاستوں سے پاک کرنے کا نام تصوف ہے''

حضرت بشر بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''صوفی وہ ہے، جس کا دل اللہ تعالیٰ کی خاطر پاک و صاف ہو۔''

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''صوفی وہ ہے جو اپنے مقصد کی ناکامی کو اللہ تعالیٰ کا مقصد جانے۔ جو اپنی مراد کو حق کے تابع کر دے اور ترک دینا کر کے مقدرات کی موافقت کرنے لگے، یہاں تک کہ وہ خادم بنے اور آخرت سے پہلے ہی دنیا ہی میں وہ فائز الحرام ہو جائے تو ایسے شخص پر اللہ کی جانب سے سلام آنے لگتا ہے اور اس پر سلامتی نازل ہونے لگتی ہے۔'' [۴۱]

صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ انسانوں کی عادات رذیلہ اور خصائل ذلیلہ کو قرآن و سنت کی روشنی میں درس دے کر اور اپنے اخلاق حسنہ کے ذریعے زائل کرتے ہیں اور قوم کو دہشت گردی بداخلاقی اور بے حیائی سے بچاتے ہیں۔ خلفائے راشدین اور تابعین کے

---

[۴۱] اسلام کے سفیر ص ۳۲

Marfat.com

بعد دنیا کے دُور دراز علاقوں میں اسلام کا نُور صُوفیائے کرام نے پھیلایا۔ ان نفوس قدسیہ کا یہی کام تھا کہ سنتِ مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والثناء پر صدقِ دل سے خود عمل پیرا ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی شرح دریافت کی: فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسلام (یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتے ہیں، اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ مومن کے دل میں ایک روشنی ڈال دیتے ہیں، جس سے اس کا دل حق بات کو دیکھنے سمجھنے اور قبول کرنے کے لئے کھل جاتا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''کیا اس کی کوئی علامت بھی ہے جس سے وہ شخص پہچانا جائے، جس کو شرح صدر حاصل ہو گیا ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! علامت یہ ہے کہ اس شخص کی ساری رغبت آخرت اور اس کی نعمتوں کی طرف ہو جاتی ہے۔ دنیا کی بے جا خواہشات اور فانی لذتوں سے گھبراتا ہے اور موت کے آنے سے پہلے موت کی تیاری کرنے لگتا ہے''

پھر فرمایا: ''یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں رکھنا چاہتے ہیں، اس کا دل تنگ اور سخت گنگ کر دیتے ہیں، اس کو حق بات کا قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا ایسا دشوار ہوتا ہے، جیسے کسی انسان کا آسمان میں چڑھنا۔'' ؎۴۲

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''صوفی وہ ہے جو اپنے وجود سے فانی ہو کر حق کے ساتھ باقی ہو۔ طبعی خواہشاتِ اور ان کے تصرف سے آزاد ہو کر حقیقت الحقائق کے ساتھ واصل ہو گیا ہو۔ متصوف وہ ہے جو مجاہدے کے ذریعے صوفیت کے مقام کے لئے کوشاں ہو اور حقیقت کی تلاش میں اپنے آپ کو صوفیاء کے طریقے پر کاربند رکھتا ہو۔ متصوف وہ ہے جو دنیاوی مال کے حصول اور جاہ و مرتبہ کے لالچ میں صوفیا کی نقالی کر رہا ہوں۔ الغرض صوفی صاحب حصول ہوتا ہے اور متصوف صاحب اصول ہوتا ہے اور متصوف صاحب فضول (راہ حق سے دُور اور جُدا) ہوتا ہے'' ؎۴۳

---

؎۴۲ معارف القرآن جلد نمبر ۳ ص ۴۴۴ ؎۴۳ فاتح قلوب، ص ۱۷۴

Marfat.com

حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''پیر ایسا ہونا چاہیے جو شریعت، طریقت اور حقیقت کے احکام کا علم رکھتا ہو، اگر ایسا ہوگا تو وہ کسی ناجائز بات کے لیے نہ کہے گا۔''

حضرت یحییٰ بن محاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: تین قسم کے آدمیوں کی صحبت سے اجتناب کیا کرو۔ ایسے عالموں سے جو بے عمل ہوں، ایسے فقیروں سے جو دھوکے باز ہوں اور ایسے صوفیوں سے جو جاہل ہوں''

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر اصحاب اکرام رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ کسی کے پاس سوائے ان کپڑوں کے جو وہ پہنتے تھے، دوسرا جوڑا کپڑوں کا نہیں تھا۔ وہ لوگ زمین پر سوتے تھے اور اس کپڑے سے بدن کو ڈھانک لیتے تھے۔

روحانی بیماریوں کی تشخیص اور ان کے علاج کا نام تصوف ہے جس کو قرآن پاک میں تزکیہ نفس اور حدیث میں احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مبارک ہے وہ بندہ جس کے اعمال نامہ میں ہر گناہ کے ساتھ استغفار لکھا ہو۔ تصوف کے بنیادی اصول صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اخذ کئے گئے ہیں، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور ہم نشینی سے شرف حاصل ہوا تھا۔ توبہ، فقر، زہد، توکل و رضا، تصوف کا دوسرا دور ۳۴ ہجری سے ۱۵۰ ہجری تک تابعین کا تھا۔ اس کے بعد دور تبع تابعین ۱۵۱ ہجری سے ۳۵۰ ہجری تک رہا۔

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف تمام نفسانی لذات سے ہاتھ کھینچنے کا نام ہے اور صوفی وہ ہے جس کے قبضہ میں کچھ نہ ہو اور نہ خود کسی کے قبضہ میں ہو۔

حضرت حصری رحمۃ اللہ علیہ کے خیال سے صوفی وہ ہے کہ اس کا باطن اس کے قدم کے ساتھ برابر ہو، مطلب یہ کہ دل وہاں ہو، جہاں قدم ہو اور قدم وہاں ہو، جہاں دل ہو۔

حضرت علی بن پندار الصیر نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف یہ ہے کہ صوفی اپنے ظاہر و باطن میں حق کی خاطر خود کو نہ دیکھے۔

حضرت محمد بن فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علم تین ہیں۔

۱۔ علم من اللہ، اس کا نام علم شریعت ہے۔

Marfat.com

۲۔ علم مع اللہ، اس کا نام علم طریقِ حق ہے

۳۔ علم باللہ، اس کا نام معرفت ہے۔

حضرت ابو علی قزینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پسندیدہ اور محمود افعال و اخلاق کا نام تصوف ہے، یعنی بندہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہے۔

بعض تابعین حضرات علم قال یعنی فقہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھے ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بعض اوقات مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے "جابر بن عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھو۔ اہل بصرہ ان کے فتویٰ پر عمل کریں۔" حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے "سعید بن المسیب (رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھو۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا جاتا تو فرماتے "حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھو۔ انہوں نے مسئلے یاد کر رکھے ہیں، ہم بھول گئے ہیں۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ "ہم نے تصوف کا علم قیل و قال کے ذریعے نہیں حاصل کیا بلکہ دنیا اور اس کی لذتوں کے ترک کرنے سے حاصل کیا ہے۔ اس لئے سالک کو چاہیے کہ علم تصوف ان حضرات سے سیکھے، جن کا علم و عمل اور قول و حال کتاب و سنت کے عین مطابق ہو۔

علم تصوف کے لئے شرعی دلائل یہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "و ذروا ظاهر آلاثم وباطنه"

اور ظاہری گناہ اور پوشیدہ گناہ سب چھوڑ دو۔ (الانعام۔۱۲۰) ظاہری گناہ سے مراد اعضاء و جوارح کے اعمال اور باطنی گناہوں سے مراد دل کے اعمال ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے علم ظاہری اور علم باطنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا اور اس وقت سے ان علوم کی اشاعت جاری ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں طریقت و شریعت دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اس لئے سالک کو چاہیے کہ علم تصوف ان بزرگوں سے سیکھیں جن کا علم و عمل اور قال و حال کتاب و سنت کے عین مطابق ہو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھارہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم سے علم ظاہری حاصل کیا، تاہم علم باطن حضرت علی سے حاصل کیا اور انوارِ ولایت کا اکتساب کیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام محمد بن حسن الشیانی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض

Marfat.com

پایا۔ ان کا قول ہے کہ میں نے صوفیاء کی صحبت اختیار کی اور ان کی باتوں سے نفع پایا۔ ایک بات یہ کہ وقت ایک تلوار ہے، اگر تم اس کو نہ کاٹو گے تو وہ تم کو کاٹ دے گا اور دوسری بات یہ کہ اگر تم اپنے نفس کو حق میں مشغول نہ کرو گے تو وہ تم کو باطل میں مشغول کر دے گا۔ (مدارج السالکین) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''میں نے طریقہ تصوف شیخ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کیا ہے۔ عبادت اور ذکر میں ان کے دستور کو اپنایا ہے۔ اس طرح مجھے تکالیف سے نجات ملی اور مشقتوں سے چھٹکارا ملا اور جو کچھ میں نے پانا تھا، پالیا۔ (مکاشفۃ القلوب) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کی اہلیہ سے منقول ہے'' ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر فضیلت نماز اور روزہ کی کثرت کی وجہ سے نہ تھی بلکہ دل کے یقین (معرفت) کی وجہ سے تھی'' اسی یقین و معرفت کا نام تصوف ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''ہماری صحبت اور ہماری تعلیم جو آداب تصوف وسلوک سے تعلق رکھتی ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سندِ متصل صحیح اور جاری کے ذریعے ملتی ہے۔'' اس لئے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیری کرنی چاہیے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرانا چاہیے۔ صبر اختیار کرنا چاہیے۔ ثابت قدم رہنا چاہیے۔ رحمت خداوندی کی امید رکھنی چاہیے اور اسی سے سوال کرنا چاہیے۔ اپنے دامن کو گناہگار ہونے سے بچاؤ۔ باہمی محبت اور خلوص روا رکھنا چاہیے۔ ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ اپنے ربّ کی اطاعت سے خود کو آراستہ کرنا چاہیے۔ بارگاہ الٰہی میں توبہ کرنے اور گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے۔ اس طرح سے نجات حاصل ہوسکتی ہے۔ بندہ ذاتِ حق ہی سے سنتا ہے اور یاد رکھتا ہے، یہاں تک کہ اپنے ربّ کی ان عطا کردہ نعمتوں پر اس کی حمد وثنا کرتا ہے اور شکر بجالاتے ہوئے دعا میں مشغول رہتا ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعے مسلسل میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اُسے اپنا دوست بنا لیتا ہوں اور جب وہ میری دوستی کے دائرے میں داخل ہو جائے تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور اس کی آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے،

Marfat.com

اس کے پاؤں جن سے وہ چلتا ہے۔ بندہ اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کر کے اپنے دل کے دروازے پر اس کا دربان بن جاتا ہے وہ جس چیز کی اجازت دے، اسے دل میں آنے دیتا ہے اور جس سے روک دے، اسے اندر سے باز رکھتا ہے۔ کیوں کہ اللہ فرماتا ہے، جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو، اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے، (کہف۔۱۱) رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہی کردار کا آئینہ ہونا چاہیے۔ توبہ و استغفار بندے کو حضرت آدم علیہ السلام کے ورثہ میں ملا ہے۔ آزمائش ہلاک کرنے کے لئے نہیں بلکہ آزمانے کے لئے آتی ہے۔ اس سے ایمان کی استقامت ہوتی ہے۔ ہر مصیبت میں صبر و شکر کرنا لازمی ہے۔ شکوہ و شکایت سے اپنی زبان بند کر لینی چاہئے کیونکہ مصائب گناہوں کا کفارہ ہیں۔ اور ان سے پاک ہونے کا ذریعہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''ایک دن کا بخار سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ وعدے کو نبھانا چاہیے۔ قسم اول تو نہیں اٹھانی چاہیے اور اگر اُٹھالی تو اسے پورا کرنا چاہیے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''کوئی شخص بھی اپنے عمل سے جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

پوچھا گیا: ''آپ بھی یا رسول اللہ ﷺ''

''میں بھی اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں نہیں جاؤں گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے''

اس حدیث کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے۔ ایک حدیث قدسی ہے کہ ''جو شخص میرے ذکر میں محو ہونے کی وجہ سے مجھ سے کسی قسم کا سوال بھی نہیں کر پاتا، میں اسے سوال کرنے والوں کی بہ نسبت کہیں زیادہ عطا کرتا ہوں'' یہ قناعت کا درجہ اولیائے کرام اور ابدالوں کا آخری مقام ہے۔ جب بندہ مخلوق، خواہشات نفس اور دنیا و آخرت کی خواہشات سے بری ہو جاتا ہے اور اللہ کے سوا اس کا کوئی مقصود نہیں ہوتا تو وہ اللہ سے واصل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے برگزیدہ بنا لیتا ہے۔ ☆☆

حضرت ابو حفص نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تصوف آداب ہی آداب ہے ہر وقت

---

☆☆ فتوح الغیب ص ۱۲۲

Marfat.com

کا ادب، ہر جگہ کا ادب، ہر حال کا ادب۔ امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شریعت کی ہر وہ بات جس کی تائید حقیقت سے نہ ہو وہ غیر مقبول ہے اور حقیقت کی ہر وہ بات جو شریعت کی قیود میں نہ ہو، حاصل کرنے کے قابل نہیں ہے۔ تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت سے، رسول اللہ کو اطاعت سے اور مخلوق خدا کو خدمت سے راضی کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ صفہ پر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فقر اور مشقت کو محسوس کیا تو فرمایا خوش ہو جاؤ۔ اہل صفہ! جو شخص میری امت سے تمہاری روش پر رہنا پسند کرے گا، وہ بہشت میں میرا ساتھی ہوگا۔'' ساری دنیا کے متقی، اصفیاء، اور اولیاء بھی مل کر کسی ادنیٰ صحابی رضی اللہ عنہ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی وہ خوش نصیب صحابی کہلائے۔ جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی، تابعین کہلائے اور جنہوں نے تابعین کی صحبت پائی، وہ تبع تابعین کہلائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا زمانہ جو اُن کے بعد آئیں گے۔ اسی طرح پھر ان لوگوں کا جو اُن کے بعد آئیں گے۔'' اس حدیث کے مطابق تینوں نسبتیں دُرست ہیں۔

حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں کن لوگوں کا درجہ زیادہ ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگ کثرت سے ذکر اللہ کرتے ہیں''

میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور جو لوگ جہاد کرتے ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اگر چہ مجاہد، کفار اور مشرکین پر تلوار چلاتا رہے، یہاں تک کہ وہ تلوار ٹوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے، پھر بھی ذاکرین کا درجہ افضل ہے'' سالک جب لو لگا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے، وہ آنکھوں کو بند کر کے، سر کو جھکا کر یہ سوچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آ رہی ہے تو رحمت اس کے دل میں سما جاتی ہے۔ اس کیفیت میں اونگھ سی آجاتی ہے۔ اسی کو مراقبہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اپنے رب کو یاد کرو اور تمام مخلوق سے کٹ کر اسی کے ہو رہو'' (مزمل۔۸) مخلوق سے ہٹ کر اللہ سے لو لگانے کا نام مراقبہ ہے۔ ولایت کا تعلق ایمان و تقویٰ سے ہے اور دونوں کا تعلق دل سے ہے۔

Marfat.com

سالک کو مراقبہ میں اس طرح سکون ملتا ہے، جیسے بچے کو ماں کی گود میں پہنچ کر ملتا ہے۔ پس صوفی وہ شخص ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نفس کی برائیوں اور آفتوں سے صاف کر دیتا ہے۔ بقول امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تصوف دل کو محض اللہ تعالیٰ کے لئے علیحدہ کرنے اور اس کے سوا کو حقیر جاننے کا نام ہے۔

مرید پر واجب ہے کہ باطنی آداب کا بھی خیال رکھے اور ان پر عمل کرے باطنی آداب سات ہیں:

۱۔ پیر کے ساتھ نیت خالص رکھے اور دل کو فرسودہ خیالات سے خالی کر دے۔
۲۔ پیر کے کلام کو برضا ورغبت اور گوش دل سے سُنے
۳۔ پیر کے اسرار پوشیدہ رکھے اور نامحرم کے سامنے بیان نہ کرے۔
۴۔ جو کچھ پیر فرمائے، اس کو تسلیم کرے اور اس پر صبر کرے۔
۵۔ پیر کے اقوال وافعال پر اعتراض نہ کرے
۶۔ پیر کے کردار وافعال میں عیب کی آنکھ اور زبان طعن کو بند رکھے۔
۷۔ پیر کا کسی امر میں امتحان نہ کرے کیونکہ امتحان میں بھی ایک قسم کا تصوف ہے اور ناقص کو کامل میں تصرف نہیں ہوتا۔

مرید کو شیخ کے ساتھ باطنی آداب کے ساتھ ظاہری آداب ملحوظ رکھنے چاہئیں۔ ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی پیر طریقت سے ادب نہیں سیکھا، وہ جھوٹا مکار ہے۔ مرید کو چاہیے کہ بے ہودہ نظر سے بچے اور فضول کام سے گریز کرے۔ مرید کو امانت دار ہونا چاہیے اور بیگانہ لوگوں سے صحبت نہیں کرنی چاہیے۔ مرید کو اپنے پیر کی طرف پُشت نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی اس سے آگے چلنا چاہیے۔ مرید میں بیس ۲۰ صفتیں ہونی چاہئیں۔

توبہ: تمام خلافِ شریعت امور سے خالص توبہ کرے۔
زہد: قلیل پر قناعت کرے اور زاید کو تقسیم کرے۔
تجرید: تمام نسبی علاقوں سے قطع تعلق کرے تاکہ دل اُن کی طرف مشغول نہ ہو۔
عقیدہ: اہل سنت و جماعت کے مطابق عقائد کا پابند ہو

Marfat.com

تقویٰ: پرہیز گار ہو اور لقمہ و لباس میں احتیاط کرے
صبر: جو سخت مقامات اس راہ میں آئیں، اُن پر صبر کرے
مجاہدہ: نفس کے ساتھ نرمی نہ کرے
شجاعت: دلیر و بہادر ہو۔ اس راہ میں شیطان و انسان بہت ہیں، ان کا دفع کر سکے۔
بذل: اس راہ میں بذل و ایثار ہو اور بخل نہ ہو
فتوت: ہر ایک کا حق ادا کرے۔ انصاف دے اور کسی سے انصاف نہ لے۔
صدق: اپنا معاملہ راستی پر رکھے۔
علم: بقدر ضرورت علم حاصل کرے اور نفع نہ دینے والے علم سے پرہیز کرے۔
نیاز: کسی مقام میں نیاز کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔
عیاری: خطرناک کاموں میں جو بحالت غیب و شہادت پیش آتے ہیں، ان میں عیار ہو اور عاقبت اندیشی نہ کرے۔
ملامت: خلقت کے ساتھ صلح اور اپنے نفس کے ساتھ جنگ میں رہے۔ نیک و بد اس کے نزدیک برابر ہوں
عقل: اس کی سب حرکات عقل پر مضبوط ہوں۔
ادب: مؤدب اور مہذب ہو۔
حُسن خُلق: تکبر، تفاخر اور طلب جاہ سے دُور رہے۔ یاروں کے ساتھ خُوش خلق رہے۔
تسلیم: ظاہر اور باطن میں شیخ کی ولایت کے تصرفات کو تسلیم کرے۔
تفویض: اس راہ میں بالکل اپنے وجود سے قطع نظر کرے اور اپنے آپ کو راہِ خدا میں قربان کرے۔ کسی بھی حالت میں ربّ سے منہ نہ موڑے۔ [۴۵]

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا علم کتاب و سنت کے ساتھ مضبوط کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک صوفی کے لئے کتاب و سنت کا عالم ہونا ضروری ہے۔ تصوف کا اصل منشاء نفس کے آثار کو محو کر کے اللہ تعالیٰ کے ارادہ رضا کے تابع بنانا ہے۔ تصوف ایسا علم ہے کہ جس کے ذریعہ سے نفوس کا تزکیہ، اخلاق کا تصفیہ اور ظاہر و

---

۴۵ فیض الکریم ص ۵۲، ۵۶

Marfat.com

باطن کی تعمیر کے احوال پہنچانے جاتے ہیں۔شرعی اصطلاح میں اسے احسان کہتے ہیں۔ صوفیاء کے اخلاق کی تفصیل اس طرح ہے اپنے آپ کو کم تر سمجھنا۔مخلوق کے ساتھ تلطف کا برتاؤ کرنا۔خلقت کی ایذاؤں کو جھیلنا۔نرمی اور خوش خلقی کا معاملہ کرنا۔غیظ و غضب کو چھوڑ دینا۔ ہمدردی اور دوسروں کو ترجیح دینا۔خلق پر فرطِ شفقت کے ساتھ رہنا۔ سخاوت کرنا۔ درگزر کرنا۔ خطاؤں کا معاف کرنا۔ خندہ روئی اور بشاشت اور نرم پہلو رکھنا۔تصنع اور تکلف کا چھوڑ دینا۔خرچہ کرنا بلاتنگی اور بغیر اتنی فراخی کے کہ احتیاج لاحق ہو۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا۔قناعت کرنا۔ پرہیز گاری کرنا۔ جنگ و جدل اور عتاب نہ کرنا بُغض و کینہ وحسد نہ کرنا۔ وعدہ پورا کرنا۔ اعتبار سے علیحدہ رہنا، محسن کی شکر گزاری کرنا۔عزت و جاہ کا خواہشمند نہ ہونا۔ بردباری، دوراندیشی، بھائیوں کے ساتھ موافقت ومحبت کرنا۔صوفی اخلاق میں اپنا ظاہر و باطن مذہب بنالینا ہے۔

تصوف تصحیح بنت کا نام ہے۔تصوف سارا ادب ہی ادب ہے اس لیے اسے علم الاخلاق یا تعمیر الظاہر والباطن بھی کہا جاتا ہے۔ جو شخص اس سے متصف ہو، اس کو محسن، مقرب، متقی اور مخلص کہتے ہیں۔علم تصوف کی غرض و غایت یہی ہے کہ انسان اپنے نفس کو پہچانے اور اس کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اپنے قلب میں پیدا کرے کہ اتباع شریعت کے لیے یہی محرک بنتی ہے۔تصوف کے لیے علم کا ہونا لازمی ہے۔ جہالت کے ساتھ کام نہیں چلتا۔تصوف اور طریقت میں اہم بات علم ہے۔صوفیاء اور اولیاء اس فن کے ماہر ہوتے ہیں جو کیفیات، احوال اور مقامات کو علم کے ذریعے سمجھتے ہیں۔

المختصر ظاہری علم کو ''علم شریعت'' کہتے ہیں۔تزکیہ ظاہر علم شریعت کے بغیر ممکن نہیں، اس لئے اس علم کو 'علم الیقین' بھی کہتے ہیں۔ باطنی علم کو ''علم طریقت'' کہتے ہیں۔تصفیۂ باطن علم طریقت کے بغیر ممکن نہیں، اس لئے اس علم کو عین الیقین' کہتے ہیں۔شریعت وطریقت لازم وملزوم ہیں اور دونوں کا ماخذ کتاب وسنت ہے۔

Marfat.com

# فاتحہ کا طریقہ اور ایصال

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں انتقال کر گئی ہیں۔ (میں ان کی طرف سے صدقہ کرنا چاہتا ہوں) کون سا صدقہ افضل رہے گا؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانی''

چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا: ''یہ اُمّ سعد رضی اللہ عنہا کے لئے ہے'' [1]
اس کا مطلب ہے کہ یہ کنواں سعد رضی اللہ عنہ کی ماں کے ایصال ثواب کے لیے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مردہ کا حال قبر میں ڈوبتے ہوئے انسان کی مانند ہے کہ وہ شدت سے انتظار کرتا ہے کہ باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی دعا اس کو پہنچے اور جب کسی کی دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا و مافیہا ''یعنی دنیا اور اس میں جو کچھ ہے'' سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ قبر والوں کو ان کے زندہ متعلقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے۔ زندوں کا ہدیہ (یعنی تحفہ) مُردوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا ہے۔ [2]

دعائے مغفرت میں صرف دعا ہے اور ایصال ثواب میں دعا کے ساتھ ثواب بھی ہے لیکن اصولی طور پر کوئی فرق نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تمہارے اعمال تمہارے عزیز و اقارب کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، اگر اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں، ورنہ کہتے ہیں اے اللہ، انہیں موت نہ دے یہاں تک کہ انہیں ہدایت دے دے، جس طرح تُو نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی۔ [3]

---

[1] سنن ابوداؤد شریف جلد نمبر ۲، حدیث ۱۶۸۱، ص ۵۳

[2] بیہقی شعب الایمان جلد نمبر ۲، حدیث ۷۹۰۵، ص ۲۰۳ [3] مسند احمد جلد نمبر ۳، ص ۱۶۵

Marfat.com

اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان اپنی کسی بھی عبادت کا ثواب متوفی مسلمان کو پہنچا سکتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے ایک نیک بندے کا درجہ بلند فرمایا تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے ربّ مرا درجہ کیوں کر بلند ہوا؟ ارشاد ہوا کہ تیرا بیٹا جو تیرے لئے دعائے بخشش مانگتا ہے اس کے سبب سے۔'' ۴

بے شک صدقہ میت کو نفع دیتا ہے اور اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور تمام علماء کا اس پر اجماع ہے۔ ۵

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''حضور میری والدہ کا انتقال اچانک ہو گیا۔ میرا گمان ہے کہ اگر وہ بولتی تو صدقہ کرتی، تو کیا اس کے لئے اجر ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں؟''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں'' (متفق علیہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہ! چھری لاؤ''

پھر فرمایا: ''اسے پتھر سے تیز کرو''۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری لی اور مینڈھے کو پکڑ کر لٹایا پھر اسے ذبح فرمایا اور فرمایا: ''اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اے اللہ، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طرف سے قبول کر'' (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے والد کا انتقال ہو گیا اور انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی۔ اگر میں ان کے طرف سے صدقہ (ایصال ثواب) کروں تو کیا انہیں اس کا فائدہ پہنچے گا؟''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں'' ۶

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: ''میری ماں مر چکی ہے۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟''

---

۴ مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶ ۵ تفسیر خازن جلد نمبر ۴، ص ۱۹۹ ۶ صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۲، ص ۴۱

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' (طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میت کی طرف سے حج کیا تو حج کرنے والے اور جس کی طرف سے حج کیا ہے، دونوں ہی کو ثواب ملے گا۔ [7]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن پہاڑوں جیسی نیکیاں انسان کے اعمال سے لاحق ہوں گی تو وہ کہے گا کہ یہ کہاں سے ہیں؟ تو فرمایا جائے گا کہ یہ تمہاری اولاد کے استغفار کے سبب سے ہیں، جو تمہارے لئے کیا گیا'' (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں کوئی نفلی صدقہ کرے تو اس کا ثواب اپنے ماں باپ کو بخش دے تو اس کا اجر اس کے ماں باپ کو بھی ملے گا اور اس کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔'' (طبرانی والبیہقی بحوالہ شرح الصدور) [8]

حضرت خش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دو قربانیاں کرتے ہُوئے دیکھ کر پوچھا: ''آپ دو قربانیاں کیوں کرتے ہیں؟''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ایک قربانی ان کی طرف سے کیا کروں۔ لہٰذا ایک اپنی اور ایک ان کی طرف سے کرتا ہوں (ترمذی)

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''حسن و حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وفات کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے'' [9]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: ''یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم اپنے مُردوں کی طرف سے خیرات کرتے ہیں اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں اور ان کے لئے دعائیں مانگتے ہیں، کیا یہ سب کچھ انہیں پہنچتا ہے؟''

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! بے شک وہ انہیں ضرور پہنچتا ہے اور وہ اس کے ساتھ اسی طرح خوش ہوتے ہیں جیسے تمہاری طرف جب کوئی طبق ہدیہ کیا جائے

---

[7] شرح الصدور، ص ۳۴۹ [8] شعب الایمان، ص ۳۴۸ [9] شرح الصدور، ص ۳۵۰

Marfat.com

اور تم اس سے خوش ہوتے ہو۔'' ۱۰

دار قطنی نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص سے حال دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ حضور میرے والدین تھے، میں ان کی زندگی میں ان کے ساتھ نیکی کیا کرتا تھا، اب ان کے مرنے کے بعد کس طرح ان کے ساتھ نیکی کروں؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''موت کے بعد نیکی یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھ اور اپنے روزے کے ساتھ ان کے لئے روزہ رکھ۔'' ۱۱

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ''جو فوت ہو جائے، اس کے ذمہ روزہ ہو؟' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ولی اس کا روزہ رکھیں۔ ۱۲

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اس کی ماں فوت ہوگئی ہیں مگر وہ فوت ہونے سے پہلے کچھ نہ کہہ سکیں کہ صدقہ کریں تو کیا میں صدقہ کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' صحیح مسلم شریف میں ایصال ثواب کا پورا باب قائم کیا گیا ہے کہ آپ کے صدقہ و خیرات کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ اگر کسی عام آدمی کے مرنے کے بعد کھانا کھلایا جائے تو اسے فاتحہ کہتے ہیں اور اگر کسی بزرگ شخصیت کا کھانا کھلایا جائے تو ادب سے اسے نیاز کہہ دیتے ہیں۔ یہ کھانا اللہ کے لئے کھلایا جاتا ہے مگر اس کا ثواب میت کو بھی پہنچتا ہے۔ اس کی برکت سے نہ صرف دنیا سے رخصت ہو جانے والے راحت محسوس کرتے ہیں بلکہ خود ثواب بھیجنے والا بھی بے شمار فائدے اٹھاتا ہے مرحومین کو ثواب بھیجنے کو ایصال ثواب کہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن صالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ ''ہم حج کے ارادے سے نکلے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ملے اور فرمانے لگے کہ تمہاری ایک بستی ہے، جس کا نام ''ابلۃ'' ہے''

ہم نے کہا: ''ہاں''

انہوں نے فرمایا: ''تم میں سے کون مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے، وہ مسجد

---

۱۰ شامی جلد نمبر ۲، ص ۳۲۵ ۱۱ شامی جلد نمبر ۲، ص ۳۲۵

۱۲ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۲، کتاب الصوم، حدیث ۱۸۵۱، ص ۴۹۰

Marfat.com

عشاء میں دو یا چار رکعتیں ادا کرے اور کہے کہ اس نماز کا ثواب ابوہریرہ کے لئے ہے۔ میں نے اپنے خلیل ابوالقاسم ﷺ سے سُنا ہے کہ بے شک مسجد عشار سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے شہیدوں کو اُٹھائے گا کہ سوائے شہدائے بدر کے اور کوئی ان کا ہم سر نہ ہوگا۔'' (ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مردوں کو ان کے عزیز و اقارب اور بھائیوں کی طرف سے دعا، صدقہ اور عبادات کے لئے ترغیب فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ تمام چیزیں مردوں کو نفع دیتی ہیں۔ ایصالِ ثواب حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت مبارکہ ہے۔ ایصال ثواب صرف مسلمانوں کے لئے جائز ہے۔ ایصال ثواب کے صرف نفل روزہ، نماز اور صدقہ ہی ضروری نہیں بلکہ ہر فرض اور واجب سنت اور مستحب کا بھی ثواب پہنچایا جا سکتا ہے۔'' ان سب کے بھیجنے والے کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو قبرستان سے گزرے، پھر سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو ہدیہ کرے تو اسے مردوں کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا۔ (دار قطنی)

شرعی لحاظ سے ایصال ثواب کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ مشہور تابعی امام طاؤس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مردے اپنی قبروں میں سات دن تک آزمائش میں رہتے ہیں، اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سات دن تک ان مردوں کی طرف سے کھانا کھلایا کرتے تھے۔ (الحاوی للفتاوی جلد نمبر ۲، ۱۲۸) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میت کے دنیا سے جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے۔'' (اشعۃ اللمعات) اہل سنت و جماعت کا ہر عمل قرآن و سنت کے مطابق ہے۔ ان ہی سے ایک عمل ایصال ثواب بھی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مومن پر چالیس روز تک زمین کے وہ ٹکڑے جن پر اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کرتا تھا اور آسمان کے وہ دروازے جن سے کہ اس کے عمل چڑھتے تھے اور وہ جن سے اس کی روزی اترتی تھی، روتے رہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے تیسرے، دسویں و چالیسویں

Marfat.com

دن، چھٹے مہینے اور سال کے بعد صدقہ دیا۔ اسی لئے بزرگان دین نے چالیسویں دن، چھٹے مہینے اور سال کے بعد صدقہ دیا۔ اسی لئے بزرگان دین چالیسویں دن بھی ایصال ثواب کیا کہ اب وہ خاص تعلق سے منقطع ہو جائے گا۔ ۱۴

فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ شریف میں لکھا ہے کہ بے شک اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے، خواہ نماز کا ہو، روزہ کا ہو یا صدقہ و خیرات کا ہو، یہ اہلسنت والجماعت کے نزدیک جائز ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے مطابق ہر شخص کو اختیار ہے کہ عمل کا ثواب مردے کو یا زندہ کو کر دے، جس طرح مردہ کو ثواب پہنچتا ہے، اسی طرح زندہ کو بھی ثواب پہنچ جاتا ہے۔ (التذکیر جلد نمبر ۳، ص ۵۵)

نواب صدیق حسن خان بھوپالی کا فتویٰ ہے کہ زندہ انسان، نماز، روزہ، تلاوت قرآن، حج و دیگر عبادات کا جو ثواب میت کو ہدیہ کرتا ہے، وہ میت کو پہنچتا ہے۔ (الراج الوہاج جلد نمبر ۲) ۱۵

ایصال ثواب کے بارے میں آتا ہے کہ جو شخص سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر مومنین کو ایصال کرے تو اس پر تمام مردوں کی گنتی کے برابر اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھ دی جاتی ہے۔ گیارہویں شریف یا عرس یا دیگر نذر و نیاز سب نیک کام اللہ تعالیٰ کے لئے کئے جاتے ہیں، البتہ اس کا ثواب اولیائے کرام اور غوثِ اعظم کی ارواح مقدسہ کو پہنچاتے ہیں ایصال ثواب فاتحہ وغیرہ جو کوئی کرے تو ثواب پائے گا مگر نہ کرنے والے کو گناہ نہ ہوگا۔

## فاتحہ کا طریقہ:

پاک وصاف باوضو ہو کر حلال چیزوں پر فاتحہ دینا چاہیے۔ فاتحہ لوگوں کو دکھانے یا اپنے نام کی غرض سے نہ ہو بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے ہو۔ اپنے گھر میں

۱۳ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۱، کتاب الجنائز، حدیث ۱۳۳۲، ص ۴۶۷

۱۴ ایصال ثواب مع فاتحہ کا طریقہ، ص ۱۵، ۲۹، ۱۲ ۱۵ ایصال ثواب مع فاتحہ کا طریقہ، ص ۱۵، ۲۹، ۱۲

Marfat.com

فاتحہ کی چیزیں پکائی جائیں ورنہ کسی پرہیز گار مسلمان کی دکان سے خرید کر فاتحہ دلائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن خود میٹھے ہیں اور میٹھی چیزوں کو پسند کرتے ہیں اور خود آپ ﷺ میٹھی چیز پسند فرماتے تھے۔ اس لئے میٹھے پھل، شربت، دودھ، حلوہ، کھیر اور مٹھائی پر فاتحہ پڑھیں۔ اس کے علاوہ پلاؤ اور زردہ پر حسب توفیق فاتحہ دے سکتے ہیں۔ سونے یا چاندی کے برتن استعمال کرنا منع ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نیاز صرف گھر میں ہی کھا سکتے باہر نہیں لے جا سکتے یا صرف مٹی کے کونڈوں میں ہی ہوگی یا صرف عورتیں کھا سکتی ہیں، یہ سب باتیں غلط ہیں۔ اسے کوئی بھی شخص کھا سکتا ہے اور جہاں چاہے، لے جا بھی سکتا ہے۔ قبلہ رخ دوزانو بیٹھ کر کھانا، شیرینی، پانی، کپڑا وغیرہ حلال کمائی سے جو ہو، رکھیں۔

۱۔ جو درود شریف یاد ہو

۲۔ اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

۴۔ قرآن مجید کا ایک رکوع پڑھیں

| | |
|---|---|
| ۵۔ پھر مع بسم اللّٰہِ کے سورۃ الکافرون | ایک بار |
| ۶۔ پھر مع بسم اللّٰہِ کے سورۃ اخلاص | تین بار |
| ۷۔ پھر مع بسم اللّٰہِ کے سورۃ الفلق | ایک بار |
| ۸۔ پھر مع بسم اللّٰہِ کے سورۃ الناس | ایک بار |
| ۹۔ پھر مع بسم اللّٰہِ کے سورۃ فاتحہ | ایک بار |

۱۰۔ پھر مع بسم اللّٰہِ کے سورۃ بقرہ الم تا مفلحون تک پڑھیں

فاتحہ کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر درود شریف پڑھیں اور یوں دعا کریں "یا اللہ! جو قرآن مجید پڑھا گیا، ان میں جو بھول یا غلطیاں ہو گئی ہوں، ان کو معاف فرمائیں۔ اے پروردگار، اپنے محبوب کرم کے صدقے اس کو قبول کریں اور اس کا ثواب حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں نذر کرتے ہیں، قبول فرما اور ان کے طفیل تمام انبیاء علیہم السلام امہات المومنین رضی اللہ عنہن خلفاء راشدین، اہل بیت کرام، جملہ صحابہ کرام، تابعین، آئمہ، سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ بالا بزرگوں کے طفیل اللہ تعالیٰ سے اپنے واسطے دعا مانگیں۔ عورتیں بھی

Marfat.com

فاتحہ پڑھ سکتی ہیں۔ کسی نیک کام کا ثواب جو ہم کو اللہ سے ملنے والا ہے، وہ کسی دوسرے کو بخش دینا ایصال ثواب یا فاتحہ ہے۔" [۱۶]

کسی کے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہیے اور مُردوں کی طرف سے صدقہ یا کوئی عمل خیر کر کے اس کا ثواب ان کو ہدیہ کرنا ایصال ثواب ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب قبرستان جاؤ تو وہاں سورۃ فاتحہ، معوذتین اور سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو پہنچاؤ، جو انہیں پہنچ جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جو شخص قبرستان جائے اور وہاں سورۃ فاتحہ، اخلاص اور تکاثر پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کرے کہ میں نے تیرے کلام پاک میں سے جو کچھ اس وقت پڑھا ہے۔ اس کا ثواب اس قبرستان میں مدفون مسلمانوں کو پہنچاتا ہوں تو مدفون مُردے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرنے والے ہو جاتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان جائے اور سورۃ یٰسین تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ اہل قبرستان کے عذاب میں کمی فرماتا ہے اور اس شخص کو قبرستان میں مدفون مردوں کی تعداد کے بقدر نیکیاں دی جاتی ہیں۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ یٰسین اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو۔ (نسائی) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے جب کوئی وفات پا جائے تو اس کو روکے نہ رکھو بلکہ جلدی اس کو قبر کی طرف لے چلو اور بعد از دفن اس کے سرہانے سورۃ فاتحہ اور پاؤں کے طرف سورۃ البقرۃ کا آخری رکوع تلاوت کرو"۔ (مشکوٰۃ المصابیح) حلال مال طلباء، مساکین، بیوہ، یتیم کو دینا کھلانا، مسجد مدرسہ بنانا یا بدنی عبادت مثلاً نفلی نماز، روزہ، حج، تلاوت قرآن، درود اور وظائف پڑھ کر ایسے ایسے ہر نیک کام کا ثواب دوسروں کو بخش سکتے ہیں، دل میں یوں نیت اور دعا کرے کہ میں نے اس نیک کام یا خیرات کا ثواب اے اللہ! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا تو اس کو قبول فرما۔ اگر کسی اور کو بخشنا منظور ہو تو یوں کہو کہ میں نے رشتہ دار کو بخشا۔ سب سے آسان مندرجہ ذیل طریقہ ہے کہ

---

[۱۶] ایصال ثواب مع فاتحہ کا طریقہ، ص ۱۵، ۲۹، ۱۲

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد سورۃ فاتحہ ایک، سورۃ اخلاص تین بار، درود شریف ایک بار پڑھ کر جس کو چاہیں بخش دیں۔ ہر مسلمان مرد اور عورت فاتحہ دے سکتے ہیں۔ نذر و نیاز، بزرگوں کا فاتحہ یا گیارہویں شریف سب ایصال ثواب ہیں۔ اس میں خیرات و صدقات، کلام الٰہی، مجلس وعظ وغیرہ کا ثواب حضور اکرم ﷺ، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام اور اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نذر کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی برائی نہیں کیونکہ یہ سب نیک کام اللہ تعالیٰ کے لئے کئے جاتے البتہ ان کا ثواب بزرگوں کی ارواح مقدسہ کو پہنچاتے ہیں۔ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ صدقہ میت کو نفع پہنچاتا ہے اور اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے۔ ''وہ کھانا جو حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی نیاز کے لئے پکایا جائے اور جس پر فاتحہ و قل شریف اور درود پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت ہی اچھا ہے۔

(فتاویٰ عزیز ص ۷۵)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فتویٰ ہے کہ کسی بزرگ کی فاتحہ اور ایصال ثواب پہنچانے کے لیے جو کھیر یا کھانا پکاتے ہیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، جائز ہے نیز لوگوں کو کھلاتے ہیں جائز ہے۔ اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دلا کر مالداروں کو بھی کھلائیں تو بھی جائز ہے۔ (زبدۃ النصائح ص ۱۳۲)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء سلف علیہم الرضوان کا مذہب ہے کہ نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ کا ثواب دوسروں کو پہنچتا ہے۔ [۱۷]

جن کے والدین یا ان میں سے کوایک فوت ہو جائے تو ان کی قبروں پر بھی حاضری دیتا رہے اور ایصال ثواب بھی کرتا رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ثواب کی نیت سے اپنے والدین دونوں یا ایک کی قبر کی زیارت کرے، حج مقبول کے برابر ثواب پائے اور جو بکثرت ان کی قبر کی زیارت کرتا ہو، فرشتے اس کی قبر کی (یعنی جب وہ فوت ہوگا) زیارت کو آئیں۔ [۱۸]

---

[۱۷] ایصال ثواب مع فاتحہ کا طریقہ ص ۱۵، ۲۹، ۱۲ [۱۸] کنز العمال جلد ۱۶، ص ۲۰۰

Marfat.com

”جو اپنی ماں یا باپ کی طرف سے حج کرے، ان کی (یعنی ماں باپ کی) طرف سے حج ادا ہو جائے، اسے (یعنی حج کرنے والے کو) مزید دس حج کا ثواب ملے“ [۱۹]

## صدقہ جاریہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مومن جب انتقال کرتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر سات چیزوں کا ثواب اس کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔“

اگر اس نے کسی کو علم دین سکھایا تو جب تک وہ علم دنیا میں جاری رہے گا، اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

اس کی نیک اولاد ہو، جو اس کے حق میں دعا کرتی رہے۔

وہ قرآن شریف چھوڑ گیا ہو۔

اس نے مسجد بنوائی ہو۔

اس نے مسافر خانہ مسافروں کے آرام کے لئے بنوایا ہو۔

اس نے کنواں یا نہر کھدوائی ہو یا درخت لگایا ہو۔

یہ کہ اس نے اپنی زندگی میں صدقہ دیا ہو تو جب تک یہ چیزیں موجود رہیں گی، اس کو ثواب ملتا رہے گا۔ (شرح الصدور ص ۳۴۵) [۲۰]

قبرستان جا کر دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جمعہ یا جمعرات کے دن قبرستان تشریف لے جاتے تھے اور مُردوں کے لئے دعا فرماتے تھے۔

اَلسلام عَلیکُم یَااَھلَ اِلقُبورِ اَنتُم السَّابِقُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَا ءَ اللّٰہُ بِکُم لَلَا حِقُونَ

ترجمہ: اے قبرستان والو! تم پر اللہ کی سلامتی ہو۔ تم ہم سے پہلے گئے اور ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔

پھر کھڑے ہو کر دعائے مغفرت کرنا اور آیاتِ قرآن و درود پڑھ کر بخشنا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب ماں باپ کے لئے دعا ترک کر دیتا ہے، اس

---

[۱۹] دار قطنی جلد نمبر ۲، حدیث ۲۵۸۷، ص ۲۲۹ [۲۰] ایصال مع فاتحہ کا طریقہ ص ۱۳

Marfat.com

کا رزق قطع کر دیا جاتا ہے۔'' ۲۱

''جو شخص جمعہ کے دن اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے پاس سورۃ یٰس پڑھے، بخش دیا جائے۔''

''میری امت گناہ سمیت قبر میں داخل ہوگی اور جب نکلے گی تو بے گناہ ہوگی کیونکہ وہ مومنین کی دعاؤں سے بخش دی جاتی ہے۔ ۲۲

میت کا سوئم، چالیسواں اور برسی کرنا ایصالِ ثواب ہی کے ذرائع ہیں۔ جو زندہ ہیں ان کو بھی ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے۔ مسلمان جنات کو بھی ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ ایصال ثواب گھر کے افراد خود بھی کھا سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان کے جنازے پر چالیس مسلمان نماز میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ ۲۳

جس مسلمان کے جنازے پر مسلمانوں کا گروہ تین صف کے مقدار کو پہنچا ہو، نماز پڑھے تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے (ابوداؤد)۔ جس پر تین صفیں ہو جائیں، اس کے لئے شفاعت واجب ہوگی۔ ۲۴

فقہ حنفی کی کتاب مراقی الفلاح میں اس مسئلہ کو یوں بیان کیا گیا ''انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخش دے اہل سنت و جماعت کے نزدیک وہ عمل خواہ نماز یا روزہ حج ہو یا صدقہ، تلاوت قرآن ہو یا دیگر اذکار یا کوئی نیکی ہو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ اور نفع دیتا ہے۔ (زیلعی باب الحج عن الغیر)

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اہلسنت کے نزدیک انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخش دے نماز یا روزہ یا صدقہ یا اس طرح کوئی اور عمل جیسا کہ تلاوت قرآن ذکر و اذکار۔ ''کسی نیکی کا ثواب جو ہم کو اللہ تعالیٰ سے ملنے والا ہے وہ کسی دوسرے کو بخش دینا فاتحہ یا ایصال ثواب ہے۔''

---

۲۱ کنز العمال جلد ۶ ص ۲۰۱ ۲۲ طبرانی اوسط جلد نمبر ۱ ص ۵۰۹

۲۳ صحیح مسلم شریف کتاب الجنائز جلد نمبر ۱ ص ۳۰۸ ۲۴ جامع ترمذی ابواب الجنائز جلد نمبر ۱ ص ۱۲۳

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی قبرستان سے گزرے اور سورۃ اخلاص اکیس ۲۱ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو بخش دے تو اس کو تمام مُردوں کی گنتی کے برابر ثواب ملے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی قبرستان میں داخل ہو اور سورۃ یٰسٓ تلاوت کرے تو ان قبرستان والوں پہ اللہ تعالیٰ عذاب میں تخفیف فرماتا ہے اور پڑھنے والے کو مُردوں کی تعداد کے مطابق نیکیاں ملیں گی۔''

میت کی طرف سے صدقہ وخیرات وقرآن کی تلاوت اور دیگر اعمال صالحہ نافلہ ادا کر کے ان کا ثواب میت کو بخشنے پر اجماع امت ہے۔ احناف نے کہا کہ قبر پر پڑھائی کرنے کے لیے قاریوں کو قبر پر بیٹھانا مکروہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر وھبد الزھیلی نے باب الحج عن الغیر میں کہا کہ وہ اپنا ثواب دوسرے کو دے سکتا ہے، وہ عمل چاہے نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا اس کے علاوہ دیگر اعمال اور یہ کہ اس کے اپنے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔ اور حنابلہ نے کہا کہ قبر کے پاس قرآن کی قرأۃ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کوئی قبرستان میں سورۃ یسین پڑھے تو اس دن تمام مُردوں کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ مالکیہ نے کہا کہ مرنے والے کے پاس یا اس کی قبر کے قریب قرأۃ قرآن اور ذکر کرنے اور اس کا ثواب میت کو بخشنے میں کوئی حرج نہیں اور اس کا ثواب انشاء اللہ میت کو پہنچے گا۔ شوافع نے کہا کہ غیر کے عمل سے میت کو کوئی نفع نہیں ہو گا لیکن متاخرین شوافع کی یہ تحقیق ہے کہ میت کو قرأت کا ثواب پہنچتا ہے، لہٰذا اس طرح متاخرین شوافع کا مذہب بھی دیگر ائمہ کے مذہب کے موافق ہو گیا کہ قرأت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ (الفقہ الاسلامی والۃ للذحیلی ۲/۵۵۱) ۲۵

حضرت امام شیخ عبدالحق الاشبیلی (۵۸۲ہجری) فرماتے ہیں کہ یہ جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کے مزارات برکت سے خالی نہیں ہوتے اور ان کی زیارت کرنے والا اور ان پر سلام عرض کرنے والا اور ان کے قریب قرآن پڑھنے والا اور ان مزارات میں مدفون حضرات کے لئے دعا کرنے والا واپس نہیں لوٹتا مگر خیر و برکت اور اجر عظیم کے ساتھ۔ ۲۶

---

۲۵ تلاوت قرآن برائے ایصال ثواب ص ۶۴ ص ۹۰ ۲۶ تلاوت قرآن برائے ایصال ثواب ص ۶۴ ص ۹۰

Marfat.com

Marfat.com

کرے۔" ایک حدیث ہے کہ فرمایا: "اپنے باپ کی دوستی پر نگاہ رکھنا، اسے قطع نہ کرنا کہ اللہ تیرا نور بجھادے گا۔"

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا: "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت کا ٹکڑا ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا، چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں۔ کیا اب میں نے اس کے حق کو ادا کر دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اُٹھائے ہیں، شاید یہ ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔" (طبرانی فی الاوسط) پس کسی نیک کام کا ثواب جو ہم کو اللہ تعالیٰ سے ملنے والا ہے، وہ کسی دوسرے کو بخش دینا ایصال ثواب یا فاتحہ ہے۔ حلال مال اہل علم، طالبعلم مسکین، بیوہ، یتیم، مسجد، مدرسہ بنانا اور بدنی عبادتیں مثلاً نفلی نماز، نفلی حج، نفلی روزہ، تلاوت قرآن، حدیث پڑھنا یا درود شریف پڑھ کر ثواب دوسروں کو بخشا جا سکتا ہے۔ مسلمان جب یہ عبادت اخلاص کے ساتھ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو ثواب عطا کرتا ہے۔ جمہور اہلسنت والجماعت کے مطابق کہ ثواب پہنچا سکتا ہے اور اس سے مردہ کو بھی نفع پہنچتا ہے۔ اسی طرح کا معاملہ عرس کا ہے جو ہم بزرگان دین کے وصال کے ایام میں مناتے ہیں اور ان کے ایصال ثواب کے لئے ذکر خیر قرآن خوانی، نعت خوانی اور ان کی سیرت بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ایصال ثواب کے بارے میں آتا ہے جو شخص گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر تمام مومنین مسلمان کو ایصال کر دے تو اس پر تمام مُردوں کی گنتی کے برابر اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ختم گیارہویں تاریخ سے پہلے یا بعد تمام مہینے مختلف مسجدوں میں مقامات پر ہوتا رہتا ہے اور سب کا نام گیارہویں دیا جاتا ہے۔ کوئی مسلمان گیارہویں کو فرض یا واجب نہیں سمجھتا کیونکہ اس کے نہ کرنے سے بندہ پر کوئی گرفت نہیں۔ اسے ایک بابرکت عمل سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ نذر و نیاز اور بزرگوں کا فاتحہ ایصال ثواب ہے، اس میں خیرات وصدقات، کلام الٰہی اور وعظ وغیرہ کا ثواب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، انبیائے کرام علیہم السلام،

Marfat.com

صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ اور اولیائے عظام کو زندہ کیا جاتا ہے۔ گیارہویں ہو یا عرس یا کوئی نذر و نیاز سب نیک کام اللہ تعالیٰ کے لئے کئے جاتے ہیں البتہ اس کا ثواب ان بزرگوں کی ارواحِ مقدسہ کو پہنچاتے ہیں۔

ایک انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی کوئی طریقہ ان کے ساتھ نکوئی کا باقی ہے جسے میں بجا لاؤں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں، چار باتیں ہیں: ان پر نماز اور ان کے لیے دعائے مغفرت اور ان کی وصیت نافذ کرنا اور ان کے دوستوں کی بزرگداشت اور جو رشتہ صرف انہی کی جانب سے ہو نیک برتاؤ سے اس کا قائم رکھنا۔ یہ وہ نکوئی ہے کہ موت کے بعد ان کے ساتھ کرنی باقی ہے۔ (ابن النجار والبیھقی عن ابی سید الساعدی رضی اللہ عنہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم سچی کرے اور اُن کا قرض اتارے اور کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر انہیں برا نہ کہلوائے، وہ والدین کے ساتھ نکوکار لکھا جائے اگرچہ اُن کی زندگی میں نافرمان تھا اور جو اُنکی قسم پوری نہ کرے اور اُن کا قرض نہ اُتارے اور اُن کے والدین کو برا کہہ کر انہیں برا کہلوائے، وہ عاق لکھا جائے، اگرچہ اُن کی حیات میں نکوکار تھا۔'' (طبرانی فی الاوسط)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مکہ مکرمہ کی طرف جاتے تھے تو اپنے گدھے کو آسانی کے لیے ساتھ رکھتے تھے۔ جب اُونٹ کی سواری سے اُکتا جاتے تو گدھے پر سوار ہو جاتے اور اپنے سر پر عمامہ باندھتے تھے۔ ایک دن وہ اپنے اسی گدھے پر سوار تھے۔ ان کے پاس سے ایک دیہاتی آدمی گزرا تو انہوں نے اس دیہاتی سے فرمایا: ''کیا تُو فلاں بن فلاں کا بیٹا نہیں ہے؟''

اس نے عرض کیا: ''کیوں نہیں؟''

انہوں نے اس دیہاتی کو اپنا گدھا دے دیا اور فرمایا: ''اس پر سوار ہو جاؤ'' اور اسے عمامہ دے کر فرمایا: ''اسے اپنے سر پر باندھ لے''

Marfat.com

اُن کے بعض ساتھیوں نے کہا: ''اللہ آپ کی مغفرت فرمائے آپ نے اس دیہاتی کو گدھا عطا کر دیا، حالانکہ آپ نے اسے اپنی سہولت کے لئے رکھا ہوا تھا اور عمامہ دے دیا، جسے آپ اپنے سر پر باندھتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ نیکیوں میں سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے اور اس دیہاتی کا باپ میرے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔'' 28

والدین کے بعد ان کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنا بہت بڑی نیکی ہے اور اولاد کے لئے والدین کے لئے ایصال ثواب کرنا۔ ذکر خیر کرنا وغیرہ جیسے ان کا حق ہے ایسے ہی ان کے دوستوں واحباب کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بھی والدین کے حقوق میں سے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت (سنان بن سلمہ کی بیوی یا اس کی پھوپھی) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: ''میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے مرگئی۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں اس کی طرف سے حج کر، بھلا بتلا تو سہی اگر تیری ماں پر کچھ قرض ہوتو تو ادا کرے گی؟''

اس نے کہا: ''بے شک ادا کروں گی''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اللہ کا بھی قرض ادا کرو۔ اس کا قرض ادا کرنا تو اور بھی زیادہ ضروری ہے'' 29

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور اس نے عرض کیا: ''میں نے اپنی ماں پر ایک باندی صدقہ کی تھی اور وہ فوت ہوگئی ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اجر لازم ہے اور وراثت نے تجھ پر اسے لوٹا دیا۔''

---

28 صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۶۶۱۵ ص ۷۷۰

29 صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳، حدیث ۲۱۷۹ ص ۹۸۰

Marfat.com

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک مُردے سات روز تک اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں تو صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سات روز تک ان کی جانب سے کھانا کھلانا مستحب سمجھتے تھے۔ (ابونعیم فی لحلیۃ امام احمد فی الزہد)

زندوں کا بدنی، مالی اور مرکب عبارت کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے اور اس پر امت کا اجماع واتفاق ہے بشرطیکہ ثواب پہنچانے کی نیت ہو۔ یہ ایصال ثواب گنہگاروں کے لئے عفو وبخشش اور نیکو کاروں کے لئے ارفع درجات اور مسرت کا موجب ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ ثواب پہنچانے والے کو بھی پورا اجر اور ثواب عطا فرماتا ہے اور نیک میت کا روحانی فیض بھی حاصل کرتا ہے۔

## والدین کے فوت ہو جانے کے بعد اولاد کے اوپر کیا حق ہے؟

- سب سے پہلا حق موت کے بعد ان کی تجہیز تکفین اور تدفین اچھے طریقے سے ہے۔
- ان کے لئے دعا واستغفار ہمیشہ کرتے رہنا۔
- صدقہ، خیرات اور نیک اعمال کا انہیں ثواب پہنچاتے رہنا۔
- ان پر کسی کا قرض ہو تو جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کرنا۔
- اگر حج نہ کیا ہو تو خود ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا۔
- اگر نماز یا روزہ ان کا باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا۔
- ان کی قسم ان کے مرنے کے بعد بھی سچی رکھنا۔
- ان کی وصیت پوری کرنا۔
- ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کرنا۔
- ان کے دوستوں کا ہمیشہ اعزاز و کرام رکھنا۔
- کبھی کسی کے ماں یا باپ کو بُرا کہہ کر جواب میں انہیں برا نہ کہلوانا۔
- کبھی کوئی گناہ کر کے ماں باپ کو قبر میں رنج نہ پہنچانا۔ [۲۷]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جو چاہے کہ باپ کی قبر میں اس کے ساتھ حسن سلوک کرے، وہ باپ کے بعد اس کے عزیزوں، دوستوں سے نیک برتاؤ

---

[۲۷] احکام شریعت ص ۵۳

Marfat.com

کرے۔'' ایک حدیث ہے کہ فرمایا: ''اپنے باپ کی دوستی پر نگاہ رکھنا، اسے قطع نہ کرنا کہ اللہ تیرا نور بجھا دے گا۔''

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا: ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت کا ٹکڑا ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا، چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں۔ کیا اب میں نے اس کے حق کو ادا کر دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اُٹھائے ہیں، شاید یہ ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔'' (طبرانی فی الاوسط) پس کسی نیک کام کا ثواب جو ہم کو اللہ تعالیٰ سے ملنے والا ہے، وہ کسی دوسرے کو بخش دینا ایصال ثواب یا فاتحہ ہے۔ حلال مال اہل علم، طالبعلم مسکین، بیوہ، یتیم، مسجد، مدرسہ بنانا اور بدنی عبادتیں مثلاً نفلی نماز، نفلی حج، نفلی روزہ، تلاوت قرآن، حدیث پڑھنا یا درود شریف پڑھ کر ثواب دوسروں کو بخشا جا سکتا ہے۔ مسلمان جب یہ عبادت اخلاص کے ساتھ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ثواب عطا کرتا ہے۔ جمہور اہلسنت والجماعت کے مطابق کہ ثواب پہنچا سکتا ہے اور اس سے مردہ کو بھی نفع پہنچتا ہے۔ اسی طرح کا معاملہ عرس کا ہے جو ہم بزرگان دین کے وصال کے ایام میں مناتے ہیں اور ان کے ایصال ثواب کے لئے ذکر خیر قرآن خوانی، نعت خوانی اور ان کی سیرت بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ایصال ثواب کے بارے میں آتا ہے جو شخص گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر تمام مومنین مسلمان کو ایصال کر دے تو اس پر تمام مُردوں کی گنتی کے برابر اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ختم گیارہویں تاریخ سے پہلے یا بعد تمام مہینے مختلف مسجدوں میں مقامات پر ہوتا رہتا ہے اور سب کا نام گیارہویں دیا جاتا ہے۔ کوئی مسلمان گیارہویں کو فرض یا واجب نہیں سمجھتا کیونکہ اس کے نہ کرنے سے بندہ پر کوئی گرفت نہیں۔ اسے ایک بابرکت عمل سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ نذر و نیاز اور بزرگوں کا فاتحہ ایصال ثواب ہے، اس میں خیرات و صدقات، کلام الٰہی اور وعظ وغیرہ کا ثواب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، انبیائے کرام علیہم السلام،

Marfat.com

اس عورت نے عرض کیا: ''اس پر ایک ماہ کے روزے بھی لازم تھے۔ کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کی طرف سے روزے رکھ لے''

اس عورت نے عرض کیا: ''میری ماں نے حج نہیں کیا تھا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج بھی کرلوں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے حج بھی کرلے'' ۳۰

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ ''میرا باپ فوت ہوگیا ہے اور اس نے مال چھوڑا ہے لیکن وصیت نہیں کی تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کے گناہ معاف کئے جائیں گے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''

مرنے کے بعد اگر اس کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کوئی صدقہ دیا جائے یا کوئی نفلی عبادت کی جائے تو اس کا ثواب اس کو بھی پہنچتا ہے اور اس دینے والے کو بھی محروم نہیں کیا جاتا۔ ۳۱

مدینے کے تاجدار ﷺ کا فرمان مغفرت نشان ہے، میری اُمت گناہ سمیت قبر میں داخل ہوگی اور جب نکلے گی تو بے گناہ ہوگی کیونکہ وہ مومنین کی دعاؤں سے بخش دی جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ایسے وقت ہوا کہ خود سعد رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے ہوئے تھے، جب واپس آئے) تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں انہوں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! میری غیر موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہوگیا تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو وہ ان کے لئے نفع مند ہوگا'' (اور ان کو اس کا ثواب پہنچے گا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں پہنچے گا۔''

انہوں نے کہا: تو میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ اپنا باغ میں نے اپنی والدہ مرحومہ

---

۳۰ صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۲، حدیث ۲۶۹۷، ص ۲۷

۳۱ صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۲، حدیث ۴۲۱۹، ص ۵۹۸

Marfat.com

کے لئے صدقہ کر دیا'' (بخاری)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم قبرستان جاؤ تو وہاں سورۃ فاتحہ، معوذتین اور سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو پہنچاؤ جو انہیں پہنچ جاتا ہے۔ ایصال ثواب کے لئے قبروں پر جانے سے میت کے لیے تو یہ مقصد ہے کہ وہ ایصال ثواب اور دعائے مغفرت سے فائدہ اٹھائے اور ہمارے لئے بہتر ہے کہ وہاں پہنچ کر عبرت حاصل کریں۔ دعائے خیر کے ان طریقوں کے علاوہ اموات کی خدمت اور نفع رسانی کی ایک دوسری صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتائی ہے کہ ان کی طرف سے صدقہ یا اسی طرح کا کوئی خیر کر کے اس کا ثواب ان کو ہدیہ کیا جائے۔ ایصال ثواب یہی ہوتا ہے۔

ایصال ثواب کے لئے اجرت لے کر اور اجرت دے ختم قرآن پڑھوانا منع ہے۔ ۳۲

ایک شخص کی دعا اور صدقہ کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچنا نصوص شرعیہ سے ثابت اور تمام امت کے نزدیک اجماعی مسئلہ ہے۔ (ابن کثیر) جمہور ائمہ اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جس طرح دعا اور صدقہ کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے، اسی طرح تلاوت قرآن اور ہر نفلی عبادت کا ثواب دوسرے شخص کو بخشا جا سکتا ہے اور وہ اس کو ملے گا۔ قرطبی اور مظہری نے اپنی تفسیروں میں فرمایا ہے کہ ایصال ثواب کا فائدہ دوسرے کو پہنچنا ثابت ہوتا ہے۔ ۳۳

---

۳۲ معارف القرآن جلد اول، ص ۲۰۸ ۳۶ معارف القرآن جلد نمبر ۸، ص ۲۱۹

Marfat.com

# شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی

شیخ محمد بن عبدالوہاب سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض کے شمال مغرب میں یمامہ کے قصبہ اویّانہ میں ۱۱۱۵ء ہجری بمطابق ۱۷۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ یہ علاقہ صوبہ نجد میں واقع ہے۔ ابتدائی تعلیم اور قرآن مجید کی تعلیم اپنے والد شیخ عبدالوہاب بن سلیمان سے حاصل کی جو ایک دانش مند قاضی بھی تھے۔ ان کا تعلق بنو تمیم قبیلے سے تھا اور فقہ حنبلی کو مانتے تھے۔ جب ذرا بڑے ہُوئے تو انہیں تعلیم کے لئے مکۂ مکرمہ بھیجا گیا۔ وہاں انہوں نے حج بھی کیا پھر وہاں سے مدینہ منورہ تعلیم حاصل کرنے چلے گئے۔ مدینہ منورہ میں انہوں نے دو بڑے معلموں شیخ عبداللہ ابراہیم بن سیف النجدی اور شیخ محمد حیات السندی سے تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدت اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے بارے میں خطابات دیئے۔ پھر وہاں سے وہ بصرہ چلے گئے۔ بصرہ میں کئی علماء کے ساتھ ان کے مباحثے ہونے لگے۔ کچھ علماء ان کے خلاف ہو گئے۔ اس لئے وہ بصرہ سے الزبیر چلے گئے۔ وہاں سے انہیں حرملہ جانا پڑا۔ وہاں بھی انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان پر حملہ بھی ہُوا مگر وہ بچ گئے۔ ۱۱۵۳ء ہجری بمطابق ۱۷۴۰ء میں وہ اویّانہ چلے گئے۔ اُس وقت وہاں پر حاکم عثمان بن محمد بن معمر تھا۔ اس نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ انہوں نے تبلیغ و تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ لوگ ان کی طرف کھنچنے لگے۔ رفتہ رفتہ ان کی شہرت بڑھتی گئی اور وہ ہر دلعزیز ہونے لگے۔ گرد و نواح کے علاقوں سے بھی لوگ ان کا خطاب سننے آنے لگے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب ایک متقی اور عقلمند مبلغ تھے۔ ان کے بھائی شیخ سلیمان بن

Marfat.com

عبدالوہاب تھے جو علم فقہ کے ماہر تھے۔ وہ اپنے بھائی کے نظریات کے مخالف تھے۔
نجد کے لوگ اوہام پرستی کا شکار تھے۔ محمد بن عبدالوہاب نے ان کا گہری نظر سے مشاہدہ کیا۔ وہ امام تقی الدین ابنِ تیمیہ سے متاثر تھے۔ آہستہ آہستہ ان کے خیالات میں شدت پیدا ہونے لگی۔ انہیں محسوس ہوا کہ چھ سات صدیوں سے لوگ شرک کر رہے ہیں۔ وہ بزرگانِ دین صحابہ کرام رضی اللہ عنہ، صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ اور اولیاء کی قبروں پر زیارت کرنے یا ان کے وسیلہ سے دعا مانگنے کے مخالف تھے۔ وہ مقبروں کے خلاف تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کی آیات کا مطلب اپنے انداز میں بیان کرنا شروع کر دیا۔ وہ قبروں پر جانے کے مخالف تھے۔ ان کے قصبہ کے قریب مشہور صحابی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مقبرہ تھا، جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی تھے اور بارہ ہجری میں جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ مقابلہ کرتے ہُوئے شہید ہو گئے تھے۔ لوگ ان کے مقبرہ پر زیارت کرنے آتے تھے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نے حاکم سے کہا کہ حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مقبرے کو مسمار کر دیں۔ چنانچہ حاکم عثمان نے چھ سو آدمیوں کو شیخ محمد بن عبدالوہاب کے ساتھ روانہ کیا۔ الجبیلہ کے عوام نے ان کی مخالفت کی لیکن حاکم کو دیکھ کر چپ ہو رہے۔ ان لوگوں نے مقبرہ کی عمارت کو گرا دیا۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے مقبرے کو بھی جا کر زمین بوس کر دیا۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب نے تبلیغ کے لئے اپنے قاصد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ بھی بھیجے۔ زیادہ تر علماء نے اُن کی مخالفت کی اور انہیں اپنی تبلیغ سے باز رہنے کا مشورہ دیا۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب کو قاضی کا عہدہ بھی دیا گیا۔ ایک خاتون نے آ کر زنا کے جرم کا اقرار کیا تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔ ان کی شہرت اردگرد کے علاقوں میں بڑھنے لگی۔ لوگ دُور دراز سے ان کے خطبات کو سُننے کے لیے آنے لگے تھے۔ ان کے ساتھ اکثریت ان لوگوں کی تھی جو بالکل جاہل تھے اور دینِ اسلام کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ وہ فقط پرانے رسم و رواج، بدعتوں اور اوہام کے بارے میں جانتے تھے اور باپ دادا کے بتلائے ہُوئے طریقوں پر چلتے تھے۔

الاحسیٰ کے حاکم بنو خالد کے سلیمان الخالدی کو جب یہ خبریں ملیں تو وہ چوکنا ہو

Marfat.com

گیا۔ اس نے حاکم عثمان کو لکھا کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کو قتل کر دو کیونکہ ان سے خطرہ ہے۔ امیر سلیمان الخالدی نے حاکم عثمان کو دھمکی بھی دی، جس سے وہ سٹپٹا گیا۔ اس نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کو یہ سب تفصیل بتا دی اور کہا کہ اب یہاں سے نکل جاؤ۔

چنانچہ شیخ محمد بن عبدالوہاب اوئیانہ سے بغیر کسی سواری کے پیادہ چل پڑے اور وہاں سے نکل کر ریاض کے سب سے بڑے قصبہ الدرعیہ میں جا پہنچے اور ۱۱۵۷ء ہجری میں وہاں کے ایک معزز شخص محمد بن سویلم الاورینی کے ہاں گئے۔ یہ شخص درعیہ کے حاکم محمد بن سعود سے بہت ڈرتا تھا۔ ان کے درعیہ پہنچنے کی خبر حاکم محمد سعود کو بھی مل گئی۔ اس حاکم کی نیک دل بیوی نے اپنے شوہر کو سمجھایا کہ انہیں تبلیغ سے مت روکیں بلکہ سفارش کی وہ خود جا کر ان سے ملیں اور انہیں تبلیغ اور خطاب کی اجازت دے دیں بلکہ ان کی مدد کریں۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب امیر درعیہ سے مل کر خوش ہوئے اور انہیں بھی اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ اب ان کے پاس لوگ درعیہ آنا شروع ہو گئے۔ اوئیانہ، ارقہ، منفوحہ، ریاض اور دوسرے علاقوں سے بھی لوگ آ کر ان کے خطابات سُنتے تھے۔ وہ قرآن پاک اور حدیث بیان کرتے تھے۔ لوگوں کو متبرک مقامات، اور مزاروں پر دعا مانگنے یا منت ماننے سے روکتے تھے۔ اب ان کا نام دُور دُور تک پہچانا جانے لگا۔ ان کے خطابات کا چرچا ہونے لگا۔ ان کی تبلیغ سے بہت سے لوگ ان کے پیروکار ہو گئے۔ ان کی بڑھتی ہوئی ہر دلعزیزی ان کے مخالفین کو نہ بھائی۔ اس لئے انہوں نے مذہبی اور سیاسی طور پر کارروائیاں شروع کیں۔ ۱۱۵۸ء میں انہوں نے با قاعدہ جہاد کا اعلان کر دیا۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب کے اپنے والدین اور بھائی اہلسنت عقیدہ رکھتے تھے لیکن انہوں نے ان سے مختلف ابن تیمیہ کی تعلیمات کا راستہ چُنا ان کے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب نے ان کے خلاف ایک کتاب ''سوائق الالہیہ'' بھی لکھی تھی۔ محمد بن عبدالوہاب نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی تھی جو حنبلی مسلک رکھتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں حنبلی مفتی ابن حمیدی سے تعلیم حاصل کی جو انہیں اچھا طالب علم نہیں سمجھتے تھے۔ مدینہ منورہ میں انہوں نے تعلیم محمد حیا السندی سے پائی تھی۔ عراق میں بھی وہ پڑھتے رہے۔ بغداد میں ایک مالدار خاتون سے شادی بھی ہوئی تھی۔ اس کے انتقال

Marfat.com

کے بعد اس کی دولت اور جائیداد انہیں ورثہ میں ملی تھی۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نے اہلسنت کے خلاف تحریک شروع کی جسے شیخ جوز نے محمد بن عبدالوہاب کے ص ۱۳ پر بیان کیا ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب نے نجد، ریاض، الخرج، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، مراکش، مصر، شام، عراق، یمن، اور ہندوستان ہر طرف خطوط لکھے۔ آہستہ آہستہ ان کے نام اور تبلیغ سے تمام عالم اسلام باخبر ہو گیا۔ اب ان کی مخالفت مذہبی اور سیاسی دونوں طریقوں سے ہونے لگی۔ انہیں الدرعیہ کے حاکم محمد بن مسعود کی موافقت اور امداد حاصل تھی۔ بعد میں محمد بن مسعود عرب کا حکمران بنا۔

۱۱۵۸ء ہجری سے امام محمد بن عبدالوہاب نے جہاد کا آغاز کیا جو پچاس سال تک یعنی ۱۲۰۶ ہجری تک جاری رہا۔ وہ آئمہ اربعہ میں سے کسی کو نہیں مانتے تھے۔ محمد بن عبدالوہاب کی مخالفت کرنے والوں میں ان کے والد عبدالوہاب اور بھائی سلیمان بھی شامل تھے۔ ان کے حامیوں کو وہابی اور سلسلہ کو وہابیہ کہا جانے لگا تھا۔ سب سے زیادہ ان کے خیالات کی مخالفت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علماء نے کی اور قرآن واحادیث سے ان کی باتوں کو رد کیا۔ نجد کے بعد حجاز اُن کے خلاف تھا۔ ۲۲ جون ۱۷۹۲ء میں امام محمد بن عبدالوہاب کا انتقال ہوا۔ اُن کے بیٹوں شیخ عبداللہ بن محمد، شیخ حسین بن محمد، شیخ ابراہم بن محمد، شیخ علی بن محمد اور پوتوں شیخ عبدالرحمان بن حسین، شیخ علی بن حسین اور شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد نے ان کا منشور جاری رکھا۔ اس کے علاوہ ان کے شاگرد شیخ حماد بن ناصر نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ جو معاہدہ محمد بن مسعود اور محمد بن عبدالوہاب کے درمیان ۱۷۴۴ء میں ہوا کہ ایک دُوسرے کی بھرپور امداد کریں گے، وہ محمد بن مسعود کے انتقال (۱۷۶۵ء) کے بعد اس کے بیٹے عبدالعزیز نے بھی جاری رکھا۔ محمد بن عبدالوہاب دین اسلام کو اپنے طریقہ سے شرک اور بدعتوں سے پاک کرنا چاہتے تھے۔ محمد بن عبدالوہاب کے چھ بیٹے بنام حسین، عبداللہ، حسن، علی، ابراہیم اور عبدالعزیز تھے۔ ان میں سے عبدالعزیز کمسنی میں فوت ہو گیا تھا۔ باقی بیٹوں نے مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے بعد لوگوں کو بھی تعلیم دی۔ محمد بن عبدالوہاب کے خانوادہ کو بھی ملک میں اتنی ہی عزت دی جانے لگی جتنی کہ شاہی خاندان کو دی جاتی تھی۔

Marfat.com

شیخ محمد ابن عبدالوہاب نے ایک کتاب لکھی۔ اس کتاب کا نام ''کتاب التوحید'' رکھا۔ اس کا ترجمہ اسماعیل دہلوی نے ہندوستان میں کیا، جس کا نام ''تقویۃ الایمان'' رکھا۔ ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی۔ اس کا مذہب اجماع اور قیاس کی نفی کرتا ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانے والے کو کافر و مشرک کہتے ہیں۔ جو شخص غیر اللہ کے لئے نذر مانے یا انبیاء و صالحین کی آرام گاہ کے نزدیک کوئی جانور ذبح کرے، اسے کافر گردانتے ہیں انبیاء اور اولیاء کے مزارات کی زیارت کو حرام سمجھتے ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں رسول اللہ ﷺ یا اولیاء و صالحین کا وسیلہ پیش کرنے سے روکتے ہیں۔ آئمہ دین کی تقلید کو جائز نہیں سمجھتے اور ان کی تقلید کرنے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہاتھ چہرہ اور جہت ثابت کرتے ہیں۔ وہ اللہ کے لیے جسم مانتے ہیں جو نیچے بھی اترتا ہے اور اوپر بھی جاتا ہے۔ وہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں۔[1]

وہ تقلید کے منکر ہیں۔ انہوں نے صرف ایک اللہ کی عبادت پر زور دیا اور وہ دوسرے کسی وسیلہ سے مدد مانگنے کو شرک کہتے ہیں۔ وہ تقلید اور اندھے طور پر رسم و رواج کرنے کی حمایت کے خلاف تھے۔ محمد بن عبدالوہاب کو مجدد کہتے ہیں۔ ان کے ورثا کو ''آل شیخ کہا جاتا ہے۔[2]

ہندوستان میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کے پیروکاروں کو وہابی کہتے تھے۔ انہیں اعتراض ہوا کہ عبدالوہاب تو ان کے باپ کا نام ہے، اس لئے کہ وہ تو شیخ محمد کو مانتے ہیں۔ بیرونی ممالک انہیں ''محمدن'' بھی کہا جانے لگا تھا ۱۸۸۶ء میں ہند میں مولانا محمد حسین بٹالوی نے وائسرائے کو درخواست دی کہ انہیں وہابی کی بجائے اہلحدیث کہا جائے۔ اس کے بعد سرکاری کاغذات اور رجسٹروں میں 'وہابی' کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ورنہ وہ نجدی یا وہابی یا اہل حدیث کہلاتے تھے۔

محمد حسنی لکھتے ہیں کہ محمد عبدالوہاب النجدی کہتے ہیں کہ جب میں بصرہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے گیا تو مشرک میرے پاس سوال لے کر آتے تھے اور میرے جواب سن کر حیران رہ جاتے تھے۔ (تاریخ السعود)

---

[1] اہلسنت والجماعت حقیقت کے آئینہ میں، ص ۴۸    [2] بہار شریعت جلد نمبر ۱، ص ۱۷

Marfat.com

چنار سے کلکتہ تک اسلامی دنیا میں کہرام مچ گیا۔ چنانچہ ہندوستان سے ایک کمیٹی بنا کر سعودی عرب شاہ عبدالعزیز بن مسعود کی خدمت میں احتجاجاً بھیجی گئی۔ اس کمیٹی میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا محمد عرفان، مولانا عبدالماجد بدایونی، شعیب قریشی اور مولانا ظفر علی خان شامل تھے۔ اس کمیٹی کے جانے کا کوئی خاص نتیجہ نہیں نکلا مکہ میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت کا مقام بھی گرا دیا گیا۔ اس کے بعد دوسرا وفد مئی ۱۹۲۶ء میں بھیجا گیا۔ انہیں وہاں پہنچتے ہی یہ خبر ملی کہ مدینہ منورہ میں حکومت نے سب مقدس مقامات کے گنبد گرا دیئے ہیں اور شاہ عبدالعزیز بن سعود کے حکم سے مقدس صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی نسبت کی تمام مسجدوں کو بھی گرا دیا گیا۔ جو مزار گرائے گئے، ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ صغریٰ بنت حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام، حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما، نوامہات المومنین رضی اللہ عنہما کے مقبروں کے ساتھ آپ ﷺ کی پھوپھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ، تابعین رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مزاروں کو بھی زمین بوس کر دیا گیا۔ عالمِ اسلام کے احتجاج کے باوجود یہ کام ہوتا گیا۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب کی سوانح حیات اور تحریک پر بہت سی کتابیں تحریر کی گئیں۔ عرب مصنفین میں سے شیخ عبدالغفور عطار اور امین سعید تھے اور ہندوپاک میں مولانا منظور نعمانی اور مولانا مسعود عالم ندوی تھے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نے کئی کتابیں تصنیف کیں جیسے کتاب التوحید، کشف الشبہات، مختصر الانصاف، شرح الکبیر فقہ، کتاب الکبیر، احادیث الفتن۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب کے چار بیٹے حسین، عبداللہ، علی اور ابراہیم عالم تھے اور دین کے مسائل لوگوں کو پڑھاتے اور سمجھاتے تھے۔ ان کا انتقال بیانوے سال کی عمر میں ہُوا۔ انہوں نے وِرثہ میں کچھ نہیں چھوڑا تھا۔

Marfat.com

ہندوپاک میں وہابیت کے بانی نواب صدیق حسن خان بھوپالی (۱۸۳۲ـ۱۸۹۰)مولانا نذیر حسین (۱۸۰۵ـ۱۹۰۲)، اور مولانا ثناء اللہ امرتسری (۱۸۷۰ـ۱۹۴۲) تھے۔ وہ تقلید اور تصوف کے خلاف تھے۔ ۱۹۲۰ء میں جب شاہ عبدالعزیز بن ابن سعود نے حجاز پر قبضہ کرلیا تو یہ مذہب سرکاری طور پر تسلیم کرلیا گیا۔ سعودی حکومت دوسرے ممالک میں بھی اس مذہب کی سرپرستی کرنے لگی۔ اب اہلحدیث کا نام ''سلفی'' کردیا گیا تھا۔ محمد ابن عبدالوہاب نے حنبلی فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی، جس طرح کہ ابن تیمیہ نے۔ وہ ابن تیمیہ سے بہت متاثر تھے، اس لئے انہوں نے عرب میں تحریک چلائی، جس طرح کہ ابن تیمیہ نے شام میں چلائی تھی۔ اس لئے اسے بھی ابنِ تیمیہ کی طرح مجدد کہتے ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب لکھتے ہیں: ''جو لوگ پیغمبروں اور فرشتوں کے وسیلوں سے دعا یہ سوچ کر کہ اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہوں گے، وہ گناہگار ہیں۔ اس جرم کی پاداش میں انہیں قتل کرنے اور ان کے مال کو ضبط کرنے کی اجازت ہے'' (کشف الشبہات)۔ مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نے صرف ان مسلمانوں کو کافر کہا ہے جو پیغمبروں اور اولیاء کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں اور ان کے خلاف جہاد کیا تھا۔ ان کے نزدیک تقلید شرک ہے۔ وہ خلفاء راشدین کے طریقوں کو بدعت کہتے تھے۔ بیس رکعت تراویح بدعت ہے وہ عذاب قبر اور ایصالِ ثواب کے منکر ہیں۔[۳]

---

۳ انوارِ صفدر، ص ۱۵۷

Marfat.com

# گانے بجانے کی حُرمت

رقص و سرود اور غناء و موسیقی اُن تفریحات میں سے ہیں، جو تخریبی ہیں۔ سرود و موسیقی انسان کو دینی امور سے غافل کر دیتے ہیں۔ گانے بجانے کو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ سرورِ عالم حضرت محمد ﷺ تشریف لے جا رہے تھے۔ کہیں سے گانے بجانے کی آواز آ رہی تھی آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھ لیں اور صحابہ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے رہے کہ اب بھی آواز آ رہی ہے یا نہیں؟ جب صحابہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اب آواز نہیں آ رہی تو آپ ﷺ نے انگلیاں کان سے نکالیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے، جس طرح پانی سبزہ پیدا کرتا ہے'' (مشکوٰۃ) سرود و موسیقی قرآن کریم کے برعکس تعلیم دیتے ہیں اور بالکل متضاد صفات پیدا کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''گانا سُننے سے زنا کا مادہ پیدا ہوتا ہے''

''ان الغِناءَ رُقبۃُ الزّنا'' گانے گانا ٹھیک نہیں۔ گانا سُننا حرام اور بُرا عمل ہے۔ اس کی وجہ سے دل بیمار اور سخت ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر و نماز سے دُور ہو جاتے ہیں۔ جائز گیت بھی تھوڑے سے وقت کے لئے ہونے چاہیں۔ موسیقی رُوح کی غذا نہیں، تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی ہے۔ موسیقی روح کی غذا نہیں بلکہ سزا ہے۔ موسیقی نفس کا فریب ہے۔ رُوح کی غذا کے لئے مشائخ نے مندرجہ ذیل چیزیں بیان کی ہیں:

۱۔ درود شریف: ایک دفعہ بھیجنے سے اللہ تعالیٰ دس دفعہ رحمتیں بھیجتا ہے۔

۲۔ تلاوت قرآن پاک: تلاوت قرآن پاک سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برستی ہیں۔

۳۔ پانچ نمازیں: پانچ وقت کی رُوحانی غذا ہیں۔

۴۔ اللہ کا ذکر: سے نُور اُترتا ہے جتنی دیر ذکر ہوتا ہے، روح کو غذا ملتی رہتی ہے۔

Marfat.com

۵۔استغفار: انسان کے دل پر سے گناہوں کے اثرات دھونے کے لئے ہے

۶۔روزے رکھنا: بھوکا رہنا ملائکہ کا عمل ہے۔ اس سے دل منور ہو جاتا ہے۔

۷۔نیک اعمال اور دعا: انسان نیک اعمال بھی کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مومنین کے لئے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں بانسری، طنبور، صلیب اور امور جاہلیت کو مٹا دوں۔''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لہو الحدیث ہر وہ چیز ہے جو تمہیں اللہ کی عبادت اور اس کے ذکر سے غافل کر دے، جیسے رات گئے تک قصے کہانی، لطیفہ گوئی اور گانا بجانا وغیرہ''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات کسی شخص کے گانے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: ''اس کی نماز مقبول نہیں، اس کی نماز مقبول نہیں، اس کی نماز مقبول نہیں'' (رواہ محمد بن اسحاق۔ نیل الاوطار جلد نمبر ۸، ص ۱۰۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دف، ڈھول اور بانسری بجانے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا: ''جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس پاس مغنیہ باندی ہو، اس کی نماز جنازہ مت پڑھو''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''گانے سے بچو، اس لئے کہ وہ ابلیس کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ کے نزدیک شرک جیسا گناہ ہے اور گانا شیطان کے سوا کوئی نہیں گاتا۔ (عمدۃ القاری جلد نمبر ۳، ص ۳۵۹)

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور سازوں (موسیقی کے آلات) کو حلال کر دیں گے۔'' [1]

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے شادی وغیرہ میں عورتوں کو دف بجانے کی اجازت دی ہے۔ رہے مرد تو آپ ﷺ کے زمانے میں کوئی مرد نہ ڈھول بجاتا تھا، نہ تالیاں پیٹتا تھا۔

---

[1] شرح البخاری جلد نمبر ۲۱، کتاب الاشربہ، ص ۱۷۵

Marfat.com

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ میرے ہاں آئے۔ اس وقت دو لڑکیاں جنگ بعاث کے گانے گا رہی تھیں۔ حضور ﷺ بستر پر لیٹ گئے اور دوسری طرف کروٹ لے لی اور چہرہ مبارک پھیر لیا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مجھے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں یہ شیطانی گیت؟''

حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو فرمایا: ''ان کو رہنے دو۔ یہ عید کا دن ہے''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا اور آخرت میں دو آوازیں ملعون ہیں۔ ایک تو خوشی کے موقع پر باجوں کی آواز اور دوسری مصیبت کے موقع پر نوحہ گری کی آواز'' ۲

حضرت جابر بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی ہے۔ اس میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، البتہ میں نے دو احمقانہ اور فاجرانہ آوازوں سے منع کیا ہے۔ ایک خوشی کے موقع پر لہو ولعب اور شیطانی باجوں کی آواز اور دوسری مصیبت کے وقت چہرہ پیٹنے اور گریبان چاک کرنے یعنی (نوحہ کرنے) کی آواز۔'' ۳

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ شراب و کباب (لہو ولعب) میں رات گزارے گا، پھر صبح کو وہ بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے۔ یہ سزا انہیں اس لئے ملے گی کہ انہوں نے شراب پینے، سود کھانے، گانے بجانے اور گانے والیاں (کنجریاں) رکھنے، ریشم پہننے اور رشتہ دار ہاں توڑنے کو حلال کر لیا ہوگا۔'' ۴

اللہ تعالیٰ کی حمد اور سرور عالم ﷺ کی محبت سے نعت شریف ہو تو سننا جائز ہے بشرطیکہ موسیقی نہ ہو۔ سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت و معرفت کے اشعار اس صورت میں سننا جائز ہیں۔

۱۔ سننے والا نفس کا بندہ نہ ہو۔

۲۔ اشعار میں جو مضمون ہو وہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔

---

۲ مسند النصر ار جلد نمبر ۱، حدیث ۷۹۵، ص ۲۷ ۳ مسند البیہقی جلد نمبر ۱، ص ۷۹

۴ مسند احمد جلد نمبر ۵، ص ۳۳۹

Marfat.com

۳۔ سارنگی طبلہ نہ ہو، ساز و موسیقی نہ ہو۔

۴۔ اشعار سنانے والا بے داڑھی مونچھ کا لڑکا نہ ہو اور عورت نہ ہو۔

لہو الحدیث یعنی غنا اور گانے بجانے کے آلات سے دلچسپی رفتہ رفتہ انسان کو راہِ حق سے ہٹا دیتی ہے اور آخر کار لوگوں کو گمراہ ہونے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''گانا بجانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کے پاس بیٹھنا فسق اور اس سے لطف اندوز ہونا کفر ہے'' ۵

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس کے پاس گانے والی ہو تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص گانا سُنے گا تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ ۶

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گانے بجانے والی عورتوں کی خرید و فروخت جائز نہیں اور ان کی تجارت میں کوئی بھلائی نہیں اور ان کی قیمت لینا حرام ہے''۔ پھر فرمایا: ''اس ذات کی قسم، جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا! جو شخص گانے بجانے کے لئے اپنے راگ نکالتا ہے، اللہ تعالیٰ دو شیطان اس پر مسلط فرما دیتا ہے جو اس شخص کے کندھوں پر چڑھ جاتے ہیں اور اس کے سینے پر پاؤں مارنا شروع کر دیتے ہیں اور جب تک وہ گانے سے خاموش نہیں ہوتا، تب تک وہ اس پر اپنے پاؤں مارتے رہتے ہیں۔'' ۷

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے رب نے مجھ پر شراب، جوئے اور ڈھول کو حرام ٹھہرا دیا ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔'' ۸

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے رب نے مجھ پر شراب، جوئے، ڈھول باجے اور چینا (ایک قسم کا پودا) کی شراب کو حرام قرار دیا ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے'' ۹

---

۵ جواہر الفتاری جلد نمبر ۱، ص ۳۴۸ ۶ کنز العمال جلد نمبر ۷، ص ۳۳۴ ۷ المعجم الکبیر طبرانی جلد نمبر ۸، حدیث ۷۷۴۹
۸ مسند البیہقی جلد نمبر ۱، حدیث ۳۷۹۶، ص ۲۲۱، ۲۲۲ ۹ مسند البیہقی جلد نمبر ۱، حدیث ۳۷۹۶، ص ۲۲۱، ۲۲۲

Marfat.com

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''میری امت میں پتھروں کی بارش، صورتیں مسخ ہونے اور زمین میں دھنسنے کے واقعات رونما ہوں گے۔ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا: ''یا رسول اللہ (ﷺ) ایسا کب ہوگا؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب باجوں اور گانے والی عورتوں کا عام رواج ہو جائے گا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی''[۱۰]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''میری امت کے لوگ جب چھ چیزوں کو حلال ٹھہرا لیں گے تو وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ وہ چیزیں یہ ہیں۔

۱۔ آپس میں لعن طعن کریں گے۔ ۲۔ شراب پئیں گے۔
۳۔ ریشم پہنیں گے۔ ۴۔ گانا بجانے والیاں عام ہو جائیں گی۔
۵۔ مرد مردوں کے ساتھ عورتیں عورتوں کے ساتھ بے حیائی کریں گی۔[۱۱]

امرد (بے ریش لڑکے) سے گانا سُننا بھی حرام ہے عورتوں کے لئے بھی اور مردوں کے لیے بھی کیونکہ اس کی صورت میں بدکاری میں ابتلا کا خطرہ ہے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''خوبصورت بے ریش لڑکے سے گانا سننا حرام ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس صورت میں فتنہ زیادہ شدید اور شر زیادہ خطرناک ہے اس لئے کہ باندیوں کو خریدا جاسکتا ہے۔ آزاد عورتوں سے نکاح کیا جاسکتا ہے، جب کہ امرد سے کسی بھی طرح وصال ممکن نہیں۔ (جس کے نتیجہ میں لواطت کا خطرہ) گانا سُننے سے زنا میں مبتلا ہونے یا اس کی طرف کسی نہ کسی طرح مائل ہونے کا اندیشہ ہے۔''[۱۲]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مومنین کے لئے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں بانسری، طنبور اور امور جاہلیہ کو مٹا دوں''

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسان کو زندہ رکھنے کے لئے کھانے پینے اور دوسری تمام زندگی کی ضروریات مہیا فرمائی ہیں۔ انسان پر حقوق العباد اور حقوق اللہ بھی مقرر فرمائے ہیں۔

---

[۱۰] ترمذی۔ کتاب الفتن جلد نمبر۲، حدیث ۲۲۱۲ [۱۱] شعب الایمان جلد نمبر۵، ص ۳۷۷
[۱۲] اتحاف السادہ المتقین جلد نمبر۶، ص ۵۰۱

Marfat.com

لہٰذا جن چیزوں سے منع فرمایا ہے، ان سے رُکنا چاہیے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ دنیا کا ہر لہو کھیل باطل ہے مگر تین چیزیں، ایک یہ کہ تم تیر کمان سے کھیلو، دوسرے اپنے گھوڑے کو سدھانے کے لئے کھیلو۔ تیسرے اپنی بیوی کے ساتھ کھیل کرو۔ اسی طرح دوڑ لگانا، کشتی میں مقابلہ کرنا تیرا کی سیکھنا احادیث سے ثابت ہے۔ اشعار پڑھنا اور سیکھنا بھی جائز ہے۔ کسی مسلمان کو جب اللہ تعالیٰ کے حکم کا علم ہو جائے تو اس پر اسے عمل کرنا چاہیے موسیقی انسان کو دینی اور دنیاوی کاموں سے غافل کر دیتی ہے۔ اسی لئے تو جو قومیں سرود اور موسیقی میں مصروف ہو جاتی ہیں، وہ کسی کام کی بھی نہیں رہتیں۔ عہد صحابہ سے لے کر آج تک پوری امت کا اس امر پر اجماع رہا ہے کہ کسی اجنبی عورت سے گانا سُننا حرام ہے۔ موسیقی کی محفل میں جانا بھی حرام ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں مزامیر توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مغنی اور مغنیہ کی کمائی حرام ہے اور فاحشہ عورت کی آمدنی بھی حرام ہے اور اللہ نے ضابطہ بنا لیا ہے کہ جنت میں حرام آمدنی سے پروان چڑھے ہوئے جسم کو داخل نہیں کرے گا'' [۱۳]

''معازف'' ان باجوں کو کہا جاتا ہے جو منہ سے بجائے جاتے ہیں اور ''ملاھی'' ان آلات کو کہا جاتا ہے جو ہاتھوں سے بجائے جاتے ہیں۔ ائمہ اربعہ باتفاق ان کی حرمت کے قائل ہیں۔ محدث ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ''غنا مال کے ضیاع، خدا کی ناراضگی اور دل کے بگاڑ کا سبب ہے۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''گانے سے بچو، اس لئے کہ وہ ابلیس کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ کے نزدیک شرک جیسا گناہ ہے اور گانا شیطان کے سوا کوئی نہیں گاتا'' (دیلمی) [۱۴]

علمائے شافعیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غیر محرم عورت سے خواہ وہ باندی ہو یا آزاد، پردے میں ہو یا سامنے، سماع جائز نہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے باندی خریدی اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ مغنیہ ہے تو خریدار کو اختیار ہے کہ اس عیب کی بنا پر باندی واپس کر دے۔'' یہی مسلک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔

---

[۱۳] مجمع الزوائد جلد نمبر ۵، ص ۶۹ [۱۴] عمدۃ القاری جلد نمبر ۳، ص ۳۵۹

Marfat.com

دس سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ عذاب الٰہی کی وجہ گانے والوں کا عام ہو جانا اور باجے تماشے میں منہمک ہو جانا بتائی گئی ہے۔ ان کے نام یہ ہیں حضرت ابو مالک اشعری، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابو ہریرہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابن عباس، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو امامہ، حضرت انس، حضرت عائشہ، حضرت سہل بن سعد الساعدی، حضرت عبداللہ بن بشر اور حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رضی اللہ عنہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''نکاح کا اعلان کیا کرو اور اس موقع پر دف بجاؤ'' (ترمذی)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''گانا ایک فضول اور مکروہ شغل ہے جو باطل سے مشابہت رکھتا ہے''

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں: ''ہمارے ہاں مدینہ میں بھی گانا بجانا فساق ہی کا مشغلہ ہے''

امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ''گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے اور میں اسے ناپسند کرتا ہوں''

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ''خدائے رحمٰن کے بندے گانے (باجوں) کی محفل میں شریک نہیں ہوتے''

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ''بانسری بجانا اور گانا گانا حرام ہے۔'' [۱۵]

گانے کے پیشے کو اپنانا اور اسے ذریعۂ معاش بنانا گناہِ کبیرہ اور حرام ہے (ھدایہ) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گھنٹی شیطان کے باجے ہیں'' [۱۶]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر کے دوران اور غزوہ احزاب میں خندق کھودنے کے دوران اصحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ رجزیہ اشعار پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں کو فرمایا تھا کہ شادی بیاہ کے موقع پر یہ گیت گا لیا کرو۔

''اتینا کُم اتینا کُم فحیّا نا وحیّا کُم'' (ابن ماجہ)

گانے والا اُجرت لے کر گائے تو حرام ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

---

۱۵ خلاصۃ الفتاوی جلد نمبر ۴، ص ۳۵۷ ۱۶ صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۲، ص ۲۰۴

Marfat.com

نے کہا ہے کہ ایسے شخص کی جو گانے بجانے کا پیشہ کرتا ہے، شہادت رد کر دی جائے گی۔ [۱۷]

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ منہاج میں لکھتے ہیں "اور کوبہ بجانا حرام ہے، جو ایک قسم کا ڈھول ہے، جو اطراف سے وسیع اور وسط سے تنگ ہوتا ہے۔ [۱۸]

تمام ائمہ کے ہاں دف کے علاوہ ہر قسم کے طبل حرام ہیں۔ موسیقی کے آلات بنانا اور اس کا کاروبار کرنا بھی حرام ہے۔ قرآن مجید، سنت، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہ اقوال تابعین رحمۃ اللہ علیہ اور سلف صالحین کا تعامل ہے کہ گانا بجانا اور اس کے آلات اسلام کے خلاف ہیں۔ [۱۹]

"فقہ کے چاروں مکاتب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ موسیقی اور آلات موسیقی مطلق طور پر حرام ہیں۔" (اشراق ص۔ ۴۸)

سورۃ لقمان:۶ میں لہو الحدیث، کا مطلب ہے کہ "ان میں سے کوئی ایک لہوالحدیث خریدتا ہے تا کہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے علم کے بغیر بھٹکا دے" لہو کا مطلب کھیل تماشہ اور اہم کاموں میں سے غافل کرنا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں کہ لہوالحدیث سے مراد غنا ہے۔ یہ بات انہوں نے تین بار دہرائی۔ الحاکم ۲/۴۱۱ لہوالحدیث غنا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عورت اور مرد کے جنسی جذبات پر راگ ایسا اثر کرتا ہے، جیسے آگ پر تیل ڈال دیا جاتا ہے۔" محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ راگ سننے والے کا دل عظمت خداوندی میں تدبر کرنے سے غافل ہو جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ لذت شہوانیہ کو اُبھارتا ہے، جس سے زنا کا دروازہ کھلتا ہے اور وہ شخص اپنی عاقبت برباد کر لیتا ہے۔ موسیقی رُوح کی غذا نہیں، نفس کی غذا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی گانے بجانے کا کام کرے اور دوسرا وہ جو اپنے گھر میں گانے بجانے کا اہتمام کرے، دونوں پر اللہ کی لعنت ہو"

## علمائے احناف کے اقوال:

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیشہ ور گانے والے کی شہادت قابل قبول نہیں۔

علامہ محمد طاہر بن احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ بانسری اور گانا بجانا حرام ہے۔

---

[۱۷] احیاء العلوم جلد نمبر ۲، ص ۳۰۰ [۱۸] نہایۃ المحتاج جلد نمبر ۸، ص ۲۸۲ [۱۹] اسلام اور موسیقی ص ۸۱

Marfat.com

شیخ علی بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیشہ ور گانا گانے والے کی شہادت قابل قبول نہیں کیونکہ وہ لوگوں کو گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے لئے اُبھارتا ہے۔ [۲۰]

## علمائے شافعیہ کے اقوال:

شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عورت کی آواز پردہ ہے، اس کا گانا سُننا حرام ہے خواہ فتنہ کا اندیشہ ہو یا نہ ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے شخص کے بارے میں واضح کیا ہے جو گانے بجانے کو مستقل پیشہ بناتا ہے کہ اس کی شہادت رد کر دی جائے گی۔ وجہ یہ ہے کہ گانا بجانا ایک ناپسندیدہ اور مکروہ مشغلہ ہے جو باطل فعل سے مشابہت رکھتا ہے۔ [۲۱]

## علمائے حنابلہ کے اقوال:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ صرف آخرت کی جانب رغبت دلانے والے اشعار کہنا جائز ہیں۔ ان کے علاوہ گانے بجانے کی تمام صورتیں جو آج کل رواج پا چکی ہیں، ناجائز ہیں۔

علامہ مرداوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایسا نغمہ اور نوحہ سُننا جو آلات موسیقی کے بغیر ہو مکروہ ہے اور جو آلات موسیقی کے ساتھ ہو، حرام ہے۔ (الانصاف جلد ۱۲) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اگر کسی کے پاس آلات موسیقی دیکھتے تو اسے چھین کر توڑ ڈالتے۔ نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے آلات موسیقی سے شغل رکھنے والے کے لئے سزا اور تعزیر بھی منقول ہے۔ (الامر بالمعروف والنہی عن المنکر ص ۱۴۲)

## علمائے مالکیہ کے اقوال:

علمائے مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ گانا بجانا صرف فاسق و فاجر لوگوں کی محفلوں میں ہوتا ہے اور یہی مسلک اہل مدینہ کا ہے۔

حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ گانا بجانا اسی طرح حرام ہے، جس طرح مردار۔

علامہ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ گانا بجانا اور آلات موسیقی سے لطف اندوز ہونا جائز نہیں۔ صرف نکاح کے موقع پر دف بجانے کی اجازت دی گئی ہے اور اگر دف وغیرہ پر گھنگرو وغیرہ لگے ہوں تو یہ بھی حرام ہے۔

---

۲۰ گانا، بجانا اور سُننا اسلام کی نظر میں ص ۲۲ — ۲۱ احیاء العلوم جلد نمبر ۲، ص ۲۰۰

Marfat.com

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمارے زمانے کے صوفیاء نے موسیقی کے آلات کے ساتھ گانا سُننے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے، وہ بالکل حرام ہے۔ ۲۲

حضرت ابو موسیٰ شعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس دنیا میں گانا سُنتا ہے، وہ جنت میں ''روحانیوں'' کی آواز سُننے سے محروم رہے گا۔'' کنز العمال میں اضافہ ہے کہ (کسی نے پوچھا) کہ ''روحانیوں سے کون مراد ہیں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت کے قُرّاء'' ۲۳

امام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''چونکہ سماع کی راہ سے فتنہ عام ہے اور لوگوں میں سے نیکی جاتی رہتی ہے اور اس راہ میں وقت برباد ہوتا ہے، عبادات کی لذت کم ہو جاتی ہے۔ نفسانی خواہشات کی تسکین کے لئے ناچنے گانے والوں اور سماع کی محفلیں منعقد کرنے کا شوق بار بار پیدا ہوتا ہے حالانکہ یہ بات مخفی نہیں کہ اس قسم کے اجتماعات صُوفیاء کے نزدیک ناجائز اور مردود ہیں (عواف الحارف ص۱۸۷) شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ آیات، احادیث اور فقہی روایات گانے بجانے کی حُرمت میں اس قدر ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ اگر کوئی شخص منسوخ روایت یا شاذ روایت کو گانے کے مباح ہونے کی دلیل میں پیش کرے تو وہ ہرگز ناقابلِ اعتبار نہیں۔ کسی فقیہہ نے کسی زمانے میں سرود کے مباح ہونے کا فتویٰ نہیں دیا ہے اور نہ ہی رقص کو جائز رکھا ہے۔'' اور کہتے ہیں گانے بجانے کی طرف رغبت نہ کریں اور اس سے لذت حاصل کرنے پر فریفتہ نہ ہوں کیونکہ وہ ایسا زہر ہے جس میں شکر یا شہد ملا ہوا ہے۔'' ۲۴

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس گھر یا قافلہ میں جھنکار یا گھنگرو ہو، اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (نسائی ۲/۲۴۴)

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے روایت ہے ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کو گانا گاتے سنا اور بددعا فرمائی: ''اے اللہ! ان دونوں کو اوندھا کر کے آگ میں داخل کر'' (مسند احمد ۴/۴۲۱) ''جب گانے والی عورتیں اور راگ باجوں کا ظہور ہو اور شرابیں کثرت سے پی جائیں اور اس امت کے آخری لوگ پہلے

---

۲۲ تفسیر قرطبی جلد نمبر ۱۴، ص ۵۴ ۲۳ کنز العمال جلد نمبر ۷، ص ۳۳۹

۲۴ گانا بجانا اور سننا اسلام کی نظر میں، ص ۲۹، ۳۳

Marfat.com

زمانہ کے لوگوں پر لعن و تشنیع کرنے لگیں تو ایسے وقت میں ان عذابوں کا انتظار کرو، سرخ آندھیاں، زلزلے، زمین میں دھنسنا، شکلوں کا بگڑنا، پتھروں کی بارش اور ایسی نشانیاں جو پے در پے اس طرح آئیں جیسے پرانا بوسیدہ ہار جس کی لڑی ٹوٹ جائے اور دانے ایک ایک کر کے بکھر جائیں۔" (جامع ترمذی)

"میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام بدل کر، ان کی مجلسیں راگ باجوں اور گانوں والی عورتوں سے گرم ہوں گی، اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو بندر و خنزیر بنا دے گا" (ابوداؤد، ابن ماجہ)

"میری امت میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلاتِ موسیقی کو حلال قرار دیں گے۔" (صحیح بخاری)

مسلمان کے لئے کسی چیز کی حرمت کی حکمت جاننا لازم نہیں ہے۔ اس کے لئے کسی چیز کے حرام ہونے کے لئے صرف اتنا ہی بہت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اسے حرام کہا ہے۔ جو چیز انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے، اس کا استعمال گناہ ہے۔

عثمان لیثی یزید بن ولید کا مقولہ نقل کرتے ہیں: "اے بنی امیہ! تم گانے سے بچو کیونکہ یہ شرم و حیا کو گھٹاتا ہے، شہوت و نفسانیت کو بڑھاتا ہے اور اخلاق و مروت کو ختم کرتا ہے۔ یہ شراب کا نائب ہے، نشہ کا کام کرتا ہے، اگر تم اس سے نہیں بچ سکتے تو کم از کم عورتیں کو اس سے دُور رکھو، اس لئے کہ گانا زنا کا محرک ہے۔"

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "غنا مال کے ضیاع۔ اللہ کی ناراضگی اور دل کے بگاڑ کا سبب ہے" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے، نہ کبھی گانا گایا ہے، نہ جھوٹ بولا ہے، نہ اپنی شرم گاہ کو داہنے ہاتھ سے چھوا ہے۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ گانے سے بچو، اس لئے کہ وہ ابلیس کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ کے نزدیک شرک جیسا گناہ ہے، اور گانا شیطان کے سوا کوئی نہیں گاتا۔"

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جنہیں خلفائے راشدین کا وارث کہا جاتا ہے، جب اپنے بچوں کو پڑھنے کے لئے ان کے استاد سہل کے پاس بھیجا تو لکھا: "تمہاری تعلیم و تربیت سے سب سے پہلا عقیدہ جو پیدا ہو، وہ آلاتِ موسیقی سے نفرت ہے، جن

Marfat.com

کا آغاز شیطان کی طرف سے ہے اور انجام اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ میں نے ثقہ علماء سے سُنا ہے کہ باجوں کی محفل میں جانا گانے سُننا اور ان کا شوقین ہونا، دل میں نفاق پیدا کرتا ہے، جس طرح پانی گھاس پیدا کرتا ہے۔ میری جان کی قسم! عقل مند آدمی کے لئے ایسے مقامات پر نہ جانا اور ان کی نحوست سے بچ جانا زیادہ آسان ہے، بہ نسبت اس کے کہ دل میں نفاق جم جائے'' [۲۵]

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کی کسی گلی میں سے گزر رہے تھے تو ایک نوجوان کوئی گیت گاتا ہوا گزرا۔ آپ ﷺ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''نوجوان، تم پہ افسوس ہے، تم قرآن ہی کو گانے کی بجائے کیوں نہیں پڑھ لیتے'' اور یہ جملہ کئی بار دہرایا۔ قرآن کریم خوش الحانی سے پڑھنے اور اچھی طرح ہر لفظ ادا کرنے سے دلوں میں قرآن سننے کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''گانا اور سُر شیطان کا ساز ہے'' امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ''گانے کا کام غلط کار لوگ ہی کرتے ہیں'' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ''گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے، اس لئے میں اس کو پسند نہیں کرتا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ''گانے سننا گناہ ہے''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ''گانے کی ابتدا شیطان سے ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں رحمٰن ناراض ہوتا ہے۔''

ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ''موسیقی کے آلات کے ساتھ سُر اور گیت کی حرمت پر امت کا اتفاق ہے''

شادی بیاہ کے موقع پر دف بجانا اور ایسے گیت گانا جائز ہیں، جن میں کوئی حرام چیز نہ ہو یا حرام کی طرف دعوت نہ ہو۔ اس سے لوگوں کو نکاح کا پتہ چل جاتا ہے۔ شادی بیاہ میں گندے اور لچر گانے گانا بالکل حرام ہیں۔

موسیقی انسان کو دینی امور سے غافل کر دیتی ہے۔ جو قومیں سرود و موسیقی میں لگ جاتی ہیں، وہ برباد ہو کر رہ جاتی ہیں۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک بااجماع کسی

---

[۲۵] اسلام اور موسیقی ،ص ۱۷۶

Marfat.com

ایسی محفل میں شرکت کرنا جائز نہیں، جہاں ناچ گانے یا موسیقی وغیرہ ہو رہے ہوں۔ ایک سچا مسلمان ہمیشہ اللہ کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے: ''اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے دیں کہ ان کو ان کے اُس کام میں کوئی اختیار باقی رہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے، وہ صریح طور پر گمراہ ہو گیا۔'' (الاحزاب ۳۶) پھر فرمایا۔ ''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو جب کہ تم اللہ سے ڈرتی رہو اور اپنے لہجہ میں نرمی مت اختیار کرو کہ (اس سے) ایسے شخص کو خیال فاسد پیدا ہونے لگتا ہے، جس کے دل میں خرابی (چور) ہے اور (حیا اور عفت کے) قاعدے کے مطابق بات کیا کرو۔'' (الاحزاب:۳۲) اس آیت سے عورتوں کی آواز پر بھی کڑی پابندی لگ گئی کہ اگر کبھی کسی نامحرم سے بات کرنی پڑے تو اس کے لہجہ میں نزاکت اور لوچ نہیں ہونی چاہیے۔ اور پھر یہ حکم بھی دیا گیا کہ: ''اور عورتیں اپنا پیر زور سے نہ رکھیں کہ اُن کا مخفی زیور معلوم ہو جائے'' (النور:۳۱) عہد صحابہ سے لے کر آج تک پوری امت کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ اجنبی عورت سے گانا سُننا حرام ہے۔ مردوں کی طرح عورتوں کے لئے مرد کا گانا سننا بھی جائز نہیں۔ گانا بجانا شیطان کا ہتھیار ہے جس کے ذریعہ وہ انسان کو بھٹکاتا ہے۔ جس محفل میں ناچ گانے یا موسیقی وغیرہ ہو رہے ہیں، ائمہ اربعہ کے نزدیک اس میں شرکت کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب زمین پر پاؤں مار کر چلنے سے منع فرمایا ہے تو کسی ایماندار اور باحیا عورت کو لئے ناچنے اور جب پردے کے پیچھے سے بھی لوچ دار آواز سے بات کرنا منع فرمایا ہے تو اس کے لئے گانا گانے کا کیا جواز ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گانا باجا سُننا گناہ ہے اور گانا سُننے کے لئے بیٹھنا نافرمانی ہے اور اس سے لطف لینا کفر ہے۔'' (نیل الاوطار) اور فرمایا کہ ''گانے والی عورت کی کمائی حرام ہے اور اس کا گانا سُننا اور اس کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے۔ نیز اس کی اجرت لینا اسی طرح حرام ہے، جس طرح کتے کی قیمت لینا حرام ہے اور جو گوشت حرام کی کمائی سے پروان چڑھتا ہے، دوزخ کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔'' (المعجم الکبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا میں اپنے

Marfat.com

کانوں اور آنکھوں کو شیطانی باجوں کو سننے اور ان کے بجانے والوں کو دیکھنے سے محفوظ رکھتے تھے، انہیں ساری جماعتوں سے الگ کر دو، چنانچہ فرشتے انہیں الگ کر کے مشک وعنبر کے ٹیلوں پر بٹھا دیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان لوگوں کو میری پاکی اور بزرگی (کے گیت) سناؤ۔ چنانچہ فرشتے انہیں ایسی پیاری (اور سُریلی) آوازوں میں اللہ کا ذکر سنائیں گے کہ سننے والے نے کبھی ایسی آوازیں نہ سُنی ہوں گی۔'' (جمع الفوائد)۔ لہٰذا گانا گانے والی محفل سے پرہیز کرنا چاہیے۔ گانا الگ گناہ ہے اور گانے کے ساتھ استعمال ہونے والے آلات الگ حرام ہیں، اس لئے دونوں سے بچنا چاہیے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک مرتبہ ایک بچی لائی گئی، جو گھنگرو پہنے ہوئی تھی اور گھنگرو بول رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''ان کو میرے پاس نہ لایا کرو، جب تک ان کے گھنگرو نہ کاٹ دو۔ اس لئے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں گھنٹی ہو۔'' (ابوداؤد)

''اور (اے شیطان) تُو جس کو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے'' (بنی اسرائیل:۶۴)

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر لکھتے ہیں: ''اس آیت میں شیطانی آواز سے مراد گانا بجانا ہے'' امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اس کا مطلب یہ ہے کہ (اے ابلیس) تو انہیں کھیل تماشوں اور گانے بجانے کے ساتھ مغلوب کر'' (تفسیر ابن کثیر)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اس آیت میں ہر وہ آواز مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف دعوت دے۔'' حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اور سب کو معلوم ہے کہ گناہ کی طرف دعوت دینے والوں میں گانا بجانا سب سے بڑھ کر ہے۔ اسی وجہ سے شیطان کی آواز کی تفسیر اس کے ساتھ کی گئی۔'' (اغاثۃ اللھفان) ''جو آدمی گانا بجانے کا کام کرے یا اس کا اپنے گھر پر اہتمام کرے، ان دونوں پر لعنت ہے۔'' (بیہقی) حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''حرام چیزوں اور حرام باتوں سے بچتے رہو تو مستجاب الدعوات بن جاؤ گے (یعنی وہ جس کی دعائیں قبول ہوں)۔''

شیخ عبدالعزیز باز فرماتے ہیں کہ گانا سُننا حرام انتہائی بُرا فعل ہے اور یہ دلوں کی بیماری، ان کی سختی اور لوگوں کو اللہ رب العزت کے ذکر اور نماز سے روکنے کا سبب ہے۔

Marfat.com

# استنجاء کے احکام

سر ڈھانک کر استنجاء کریں۔

بیت الخلاء میں جاتے ہوئے یہ دعا پڑھ لیں۔

بِسم اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنی اَعُوذُ بِکَ مِنَ الخُبث و الخبائث

ترجمہ: اللہ کے نام......اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں''

پہلے اُلٹا قدم بیت الخلاء میں رکھیں۔

اپنی شرم گاہ کو نہ دیکھیں، اس سے حافظہ کمزور ہوتا ہے۔

بیت الخلاء میں اذان وسلام و چھینک کا جواب نہ دیں۔

قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ بیٹھیں۔

کنوئیں، حوض یا چشمے کنارے، مسجد میں اور قبرستان میں پیشاب اور استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ کاغذ، ہڈی، سوکھی روٹی، گوبھر، پکی اینٹ، ٹھیکری اور شیشہ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔

دودھ پیتے بچوں کا پیشاب بھی بڑوں کی طرح ناپاک ہے۔

سیدھے ہاتھ سے استنجا کرنا مکروہ ہے، استنجا کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کریں۔

جس جگہ وضو یا غسل کیا جاتا ہو، وہاں پر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

فارغ ہو کر بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے سیدھا پاؤں باہر نکالیں اور یہ دعا پڑھیں۔

غُفرا نکَ الحمدُ لِلہِ الّذِیْ اَذھَبَ منبی الاَذی وعافانِی

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے، جس نے مجھ سے تکلیف دور فرمائی اور عافیت بخشی۔

استنجا کرنے کے بعد صابن سے ہاتھ دھوئیں۔ بہتر ہے کہ وضو بھی کر لیں۔

Marfat.com

آبِ زم زم سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

استنجا صاف پانی سے کرنا چاہیے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ پیشاب یا پاخانہ جسم یا کپڑوں کو نہ لگے۔

اگر پانی موجود نہ ہو تو خشک مٹی کے تین ڈھیلے یا ٹائیلٹ ٹشو کا استعمال کریں۔ بعد میں پانی سے دھولیں۔

بیت الخلاء میں کوئی ایسی چیز نہ لے کر جائیں، جس پر کوئی مقدس نام یا عبارت لکھی ہوئی ہو۔ پیشاب اور فضلے میں نہ تھوکیں۔ بیت الخلاء میں بلاضرورت نہ ناک سنکیں، نہ کھنکاریں اور نہ آسمان کی طرف سر اٹھائیں۔ بغیر ضرورت اپنے ستر کو نہ دیکھیں، اس سے حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ بیت الخلاء میں زیادہ دیر تک نہ بیٹھیں۔ بیت الخلاء سے بات چیت نہ کریں۔

طہارت سے متعلق منہیات:

۱۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے۔

۲۔ پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کو آگے یا پیچھے کرنا منع ہے۔

۳۔ ہڈیوں سے استنجا کرنا منع ہے۔

۴۔ جو آدمی پیشاب یا پاخانہ کر رہا ہو، اسے سلام کرنا یا جواب دینا منع ہے۔

۵۔ بیچ راستہ میں یا سایہ کی جگہوں میں یا پانی کے گھاٹ میں پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے۔

۶۔ سیدھے ہاتھ سے استنجا کرنا منع ہے۔

۷۔ پیشاب کرتے وقت دائیں ہاتھ سے آلہ تناسل کو پکڑنا منع ہے، البتہ ضرورت کے وقت بائیں ہاتھ سے پکڑنا چاہیے۔[۱]

۸۔ ایسی سخت زمین پر جس سے پیشاب کی چھینٹیں اڑیں، پیشاب کرنا منع ہے۔

۹۔ لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے۔

۱۰۔ کاغذ سے استنجا منع ہے۔

۱۱۔ چھینک، سلام اور اذان کا جواب زبان سے نہ دے۔

۱۲۔ دو شخص پاخانہ کو جائیں اور ستر کھول کر باتیں کریں تو اللہ اس پر غضب فرماتا ہے۔

---

[۱] ممنوعات شرعیہ ص ۱۳

Marfat.com